

سُتَرِ نَسَائِي



تالیف

ایم۔ ابو عبید الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دارالعلم
مبکبی

www.PunjabPdf.com

www.PunjabPdf.com

Download All kind of Islamic,Urdu Adab,

Children Books,Hobbies Books,Motivationa Books,

Magzines,Novels,Afsany,Technical Books,

Science Books,Test Preparation Books and

Languages Books

from your own Website

www.PunjabPdf.com

in PDF for Free.



www.qlrf.net



© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر 138

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن شعیب النسائی

نام مترجم : فضیلہ شیخ حافظ محمد امین رحمہ اللہ

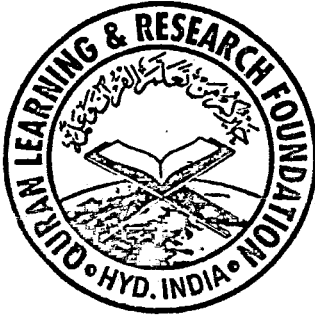
جلد : چہارم

اپریل ۲۰۱۲ء

ایک ہزار

محمد اکرم مختار

دارالعلم ممبئی



www.qlrf.net



دارالعلم

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

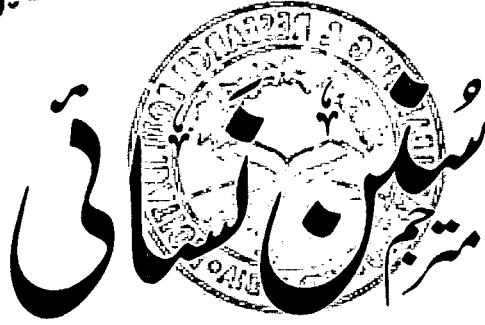
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),

Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)

Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231

fax : (+91-22) 2302 0482

E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in



جلد چہارم

کتاب الصیام — کتاب مناسک الحج — احادیث: 2092 — 3086

تالیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن شیخ البستانی رحمہ اللہ

ترجمہ و فائدہ

فیضانِ حافظ محمد امین رحمہ اللہ

تحقیق و ترمیم

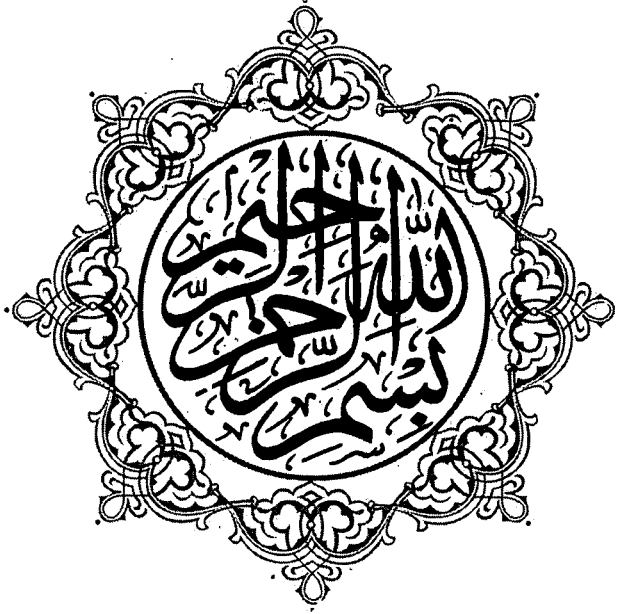
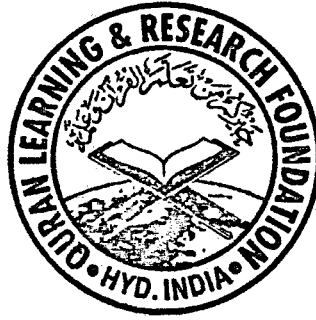
حافظ ابو طاہر زبیر علی رحمہ اللہ

نقد و ترمیم، تصحیح و تصانیف

حافظ مسیح الدین یوسف رحمہ اللہ

www.qlrf.net

دارالعلم



www.qlrf.net

فہرست مضامین (جلد چہارم)

- ۲۲ کتاب الصَّیَام روزوں سے متعلق احکام و مسائل 31
- ۱- بَابُ وَجُوبِ الصَّیَامِ باب: روزے کی فرضیت 31
- ۲- بَابُ الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ باب: رمضان المبارک میں احسان اور سخاوت کرنے کا بیان 38
- ۳- بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ باب: ماہ رمضان المبارک کی فضیلت 40
- ۴- بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ باب: اس روایت میں حضرت زہری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان 41
- ۵- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مَعْمَرٍ فِيهِ باب: اس روایت میں معمر کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان 44
- ۶- الرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ رَمَضَانُ باب: ماہ رمضان کو (صرف) رمضان کہا جاسکتا ہے 47
- ۷- اِخْتِلَافُ أَهْلِ الْأَفَاقِ فِي الرُّؤْيَا باب: مختلف علاقوں کے لوگوں کا چاند دیکھنے میں اختلاف 49
- ۸- بَابُ قُبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ عَلَى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ باب: رمضان المبارک کے چاند کے لیے ایک آدمی کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان اور سماک کی حدیث میں سفیان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 51
- ۹- اِكْتِمَالُ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِذَا كَانَ غَيْمٌ وَذِكْرُ اِخْتِلَافِ بَاب: بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر 53
- ۱۰- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ باب: درج ذیل حدیث میں حضرت زہری کے شاگردوں کا اختلاف 54
- ۱۱- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي هَذَا باب: اس حدیث میں عبد اللہ بن عمر کے شاگردوں

- 56 کا اختلاف الْحَدِيث
- ۱۲- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فِي حَدِيثِ بَاب: حضرت ابن عباس کی حدیث میں عمرو بن
- 57 دینار کے شاگردوں کا اختلاف ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ
- ۱۳- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رَبِيعٍ فِيهِ بَاب: اس بارے میں ربیع کی حدیث میں منصور کے
- 58 شاگردوں کا اختلاف
- ۱۴- كَمِ الشَّهْرُ وَذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي بَاب: (قری اور اسلامی) مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟
- اور حضرت عائشہ کی اس حدیث میں زہری
- 61 کے شاگردوں کا اختلاف
- ۱۵- ذَكَرُ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ بَاب: اس باب میں ابن عباس کی حدیث کا بیان
- 63 ۱۶- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى إِسْمَاعِيلَ فِي خَبَرِ سَعْدِ بْنِ بَاب: اس بارے میں حضرت سعد بن مالک کی حدیث
- 64 میں اسماعیل کے شاگردوں کا اختلاف
- ۱۷- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي خَبَرِ بَاب: اس بارے میں حضرت ابو سلمہ کی حدیث میں
- 65 یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں کا اختلاف
- ۱۸- أَلَحْتُ عَلَى الشُّحُورِ بَاب: سحری کھانے کی ترغیب
- 68 ۱۹- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ بَاب: اس حدیث میں عبد الملک بن ابی سلیمان کے
- 69 شاگردوں کا اختلاف
- ۲۰- تَأَخَّرُ الشُّحُورِ وَذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى زُرِّ فِيهِ بَاب: سحری تاخیر سے (آخر وقت میں) کھانے کا بیان
- 71 نیز اس حدیث میں زُر کے شاگردوں کا اختلاف
- ۲۱- قَدَرُ مَا بَيْنَ الشُّحُورِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ بَاب: سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟
- 73 ۲۲- ذَكَرُ اِخْتِلَافِ هِشَامٍ وَسَعِيدٍ عَلَى قَتَادَةَ فِيهِ بَاب: اس روایت میں قتادہ کے شاگردوں ہشام اور
- سعید کے اختلاف کا ذکر (کہ ہشام نے اسے
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت بتایا ہے
- 73 جبکہ سعید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی)
- ۲۳- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِي بَاب: تاخیر سحری کی بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
- حدیث عائشہ فی تأخیر الشُّحُورِ وَاِخْتِلَافِ حدیث میں سلیمان بن مہران کے شاگردوں

فہرست مضامین (جلد چہارم)

سنن النسائي

- 74 کا اختلاف اور ان کے لفظی اختلاف کا ذکر
أَلْفَاظُهُمْ
- 77 باب: سحری کھانے کی فضیلت
۲۴- فَضْلُ السُّحُورِ
- 77 باب: سحری کے لیے دعوت دینا
۲۵- دَعْوَةُ السُّحُورِ
- 78 باب: سحری کو غذا (صبح کا کھانا) کہنا
۲۶- تَسْمِيَةُ السُّحُورِ غَدَاءَ
- 79 باب: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق؟
۲۷- فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ
- 79 باب: ستواور بھجوروں کے ساتھ سحری کرنا
۲۸- السُّحُورُ بِالسُّبُوحِ وَالتَّمْرِ
- ۲۹- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ﴾ باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ
لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ﴿
- 80 سے واضح (روشن) ہو جائے۔“ کا مطلب
۳۰- كَيْفَ الْفَجْرِ
- 82 باب: طلوع فجر کیسے ہوگا؟
۳۱- أَلْتَقَدُّمُ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ
- 83 باب: ماہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے
روزہ رکھنا
- 84 باب: اس حدیث میں حضرت ابوسلمہ کے دو شاگردوں
وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ
- 85 باب: اس بارے میں ابوسلمہ کی حدیث کا بیان
۳۳- ذِكْرُ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ فِي ذَلِكَ
- 86 باب: اس روایت میں محمد بن ابراہیم کے شاگردوں کا
اختلاف (کہ بعض نے اسے حضرت ام سلمہ
ؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے
حضرت عائشہ ؓ کی طرف)
- 86 باب: حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں راویوں
۳۵- ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِحَبْرَةِ عَائِشَةَ فِيهِ
- 87 باب: اختلاف کا بیان
۳۶- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هَذَا
- 91 باب: اختلاف کا ذکر
الْحَدِيثِ
- 92 باب: شک والے دن کا روزہ رکھنا
۳۷- صِيَامُ يَوْمِ الشَّكِّ
- باب: شک والے دن (ایک خاص حالت میں) روزہ
۳۸- التَّسْهِيلُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

93

رکھنے کی رخصت

۳۹- ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيْمَانًا وَاخْتِسَابًا بَاب: جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب
وَالِاخْتِلَافُ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذَلِكَ کے مد نظر صیام و قیام کرے اسے کیا ثواب
ملے گا؟ اور اس کی بابت وارد حدیث میں

94

زہری کے شاگردوں کا اختلاف

۴۰- ذَكَرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَالتَّضَمُّرِ بْنِ بَاب: اس روایت میں یحییٰ بن ابی کثیر اور تضر بن
شُبَيَّانِ فِيهِ

100

شیبان کے اختلاف کا ذکر

۴۱- فَضْلُ الصَّيَامِ وَالِاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي بَاب: روزے کی فضیلت اور حضرت علی بن ابی
حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذَلِكَ طالب کی حدیث میں ابو اسحاق کے شاگردوں

103

کا اختلاف

۴۲- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي صَالِحٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بَاب: اس حدیث میں ابو صالح کے شاگردوں کے
اختلاف کا ذکر

105

۴۳- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ فِي بَاب: روزے دار کی فضیلت کے بارے میں حضرت
حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمد بن یعقوب

109

کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۴۴- بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاب: جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے اس کا
وَذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ فِي ثواب اور اس بارے میں وارد حدیث کے
الْخَبَرِ فِي ذَلِكَ بیان میں سہیل بن ابی صالح کے شاگردوں

121

کے اختلاف کا ذکر

۴۵- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى شُبَيَّانِ التَّوَوُّيِّ فِيهِ بَاب: اس روایت میں شُبَیَّانِ ثَوْرِي کے شاگردوں

123

کے اختلاف کا بیان

۴۶- مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّيَامِ فِي الشَّفَرِ بَاب: سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے؟

125

۴۷- أَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا قِيلَ ذَلِكَ وَذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ بَاب: وہ سبب جس کی بنا پر یہ الفاظ کہے گئے نیز اس
عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ بارے میں وارد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
عَبْدِ اللَّهِ فِي ذَلِكَ کی حدیث کے بیان میں محمد بن عبد الرحمن کے

- 127 شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- 128 ۴۸- ذَكَرَ الْإِخْتِلَافَ عَلَى عَلِيٍّ بْنِ الْمُبَارَكِ باب: علی بن مبارک کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- 129 ۴۹- ذَكَرَ اسْمَ الرَّجُلِ باب: اس شخص کے نام کا ذکر (جو محمد بن عبدالرحمن)
- 129 اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان ہے
- ۵۰- ذَكَرَ وَضَعَ الصَّيَّامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالْإِخْتِلَافِ باب: مسافر کو (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونے کا
- ذکر اور اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری
- عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فِي خَبَرِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ
- 132 شاگردوں کا اختلاف
- ۵۱- ذَكَرَ إِخْتِلَافَ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ وَعَلِيٍّ بْنِ باب: اس حدیث کے بیان میں معاویہ بن سلام اور
- 134 الْمُبَارَكِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ علی بن مبارک کا اختلاف
- ۵۲- فَضَّلَ الْإِفْطَارَ فِي السَّفَرِ عَلَى الصَّوْمِ باب: سفر میں (بصورت مشقت) روزہ رکھنے سے
- 140 نہ رکھنا افضل ہے
- ۵۳- ذَكَرَ قَوْلَهُ: الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ باب: اس بات کا بیان کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر
- 140 میں رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے
- ۵۴- الصَّيَّامُ فِي السَّفَرِ وَذَكَرَ إِخْتِلَافَ خَبَرِ ابْنِ باب: سفر میں روزہ رکھنا نیز اس بارے میں
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ناقلین
- 142 کا اختلاف
- ۵۵- ذَكَرَ الْإِخْتِلَافَ عَلَى مَنْصُورٍ باب: منصور کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- 143 ۵۶- ذَكَرَ الْإِخْتِلَافَ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي باب: اس بارے میں حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی
- حَدِيثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو فِيهِ
- 145 کے اختلاف کا ذکر
- ۵۷- ذَكَرَ الْإِخْتِلَافَ عَلَى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ فِيهِ باب: حضرت حمزہ بن عمرو کی حدیث میں عروہ کے
- 148 شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- ۵۸- ذَكَرَ الْإِخْتِلَافَ عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ باب: اس روایت میں ہشام بن عروہ کے شاگردوں
- 149 کے اختلاف کا ذکر

فہرست مضامین (جلد چہارم)

سنن النسائي

- ۵۹- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي نَضْرَةَ الْمُتَذَرِّ بْنِ مَالِكٍ بَاب: اس حدیث میں ابو نضرہ منذر بن مالک بن ابیہ قطعہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
151
- ۶۰- اَلرُّخْصَةُ لِلْمَسَافِرِ اَنْ يَصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرَ بَعْضًا بَاب: مسافر کو اجازت ہے کہ کچھ روزے رکھ لے کچھ چھوڑ دے
153
- ۶۱- اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ بَاب: جو شخص رمضان المبارک میں گھر میں موجود تھا اس نے روزہ رکھ لیا پھر سفر شروع کیا تو سفر فصامٌ ثُمَّ سَافِرٌ میں وہ روزہ کھول سکتا ہے
153
- ۶۲- وَضَعَ الصَّيَّامُ عَنِ النُّجْلَى وَالْمَرْضِعِ بَاب: حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو روزہ معاف ہے
154
- ۶۳- تَأْوِيلُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ بَاب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کی تفسیر
155
- ۶۴- وَضَعَ الصَّيَّامُ عَنِ الْحَائِضِ بَاب: حیض کی حالت میں (وقتی طور پر) روزہ معاف ہوتا
157
- ۶۵- إِذَا طَهَّرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمَسَافِرُ فِي رَمَضَانَ بَاب: رمضان میں دن کے وقت جب عورت حیض سے پاک ہو جائے یا مسافر گھر آجائے تو کیا ہل یصوم بقیۃً یومیہ باقی دن کا روزہ رکھیں؟
159
- ۶۶- إِذَا لَمْ يَجْمَعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ مِنْ بَاب: جب رات کو روزے کی نیت نہ ہو تو کیا دن کے وقت نفل روزہ رکھ سکتا ہے؟
160
- ۶۷- اَلَّتَّبَتُ فِي الصَّيَّامِ وَالْاِخْتِلَافِ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ بَاب: روزے کی نیت اور اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (کے بیان کرنے) میں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ کے شاگردوں کا اختلاف
160
- ۶۸- ذَكَرُ اِخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِي ذَلِكَ بَاب: اس بارے میں حضرت حفصہ کی حدیث میں ناقِلین کا اختلاف
166
- ۶۹- صَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاب: اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کے روزے کا بیان
171
- ۷۰- صَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذَكَرُ اِخْتِلَافِ بَاب: نبی ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کے روزے کا بیان اور اس بارے میں النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ

171 وارد روایت کے ناقلین کے اختلاف کا ذکر

۷۱- ذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ باب: اس کے بارے میں وارد حدیث میں حضرت

182 عطاء کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۷۲- أَلْتَهِيَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى باب: ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اور اس بارے میں وارد حدیث (کے بیان) میں مطرف بن مطرف بن عبد اللہ فی الخبر فیہ

185 عبد اللہ کے شاگردوں کا اختلاف

۷۳- ذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى غَيَّالَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ باب: اس روایت میں غیلان بن جریر کے شاگردوں

186 کے اختلاف کا ذکر

۷۴- سَرَدُ الصِّيَامِ باب: لگا تار روزے رکھنا؟

۷۵- صَوْمُ ثَلَاثِي الدَّهْرِ وَذَكَرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ باب: دو تہائی دنوں کے روزے اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں راویوں کے اختلاف

188 کا ذکر

۷۶- صَوْمُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَذَكَرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ باب: ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی

حدیث بیان کرنے والوں کے الفاظ کے

191 اختلاف کا ذکر

۷۷- ذَكَرُ الزِّيَادَةِ فِي الصِّيَامِ وَالنُّقْصَانِ وَذَكَرُ باب: اس حدیث میں اس سے کم و بیش روزوں کا اختلاف النَّاقِلِينَ لِيَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو فِيهِ

حدیث کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف

197 کا ذکر

۷۸- صَوْمُ عَشْرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاخْتِلَافُ أَلْفَاظِ باب: ایک ماہ میں دس دن کے روزے رکھنا اور اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی

حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

199

۷۹- صِيَامُ خَمْسَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ باب: مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا

203

۸۰- صِيَامُ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ باب: مہینے میں چار دن روزے رکھنا

204

۸۱- صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ باب: مینے میں تین دن روزے رکھنا 205

۸۲- ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيثِ باب: ہر ماہ تین روزے رکھنے کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بیان کرنے میں

206 ابو عثمان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۸۳- كَيْفَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَذِكْرُ باب: ہر ماہ تین دن کس طرح روزے رکھے؟

إِخْتِلَافِ الثَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ اور اس بارے میں حدیث بیان کرنے والوں

209 کے اختلاف کا ذکر

۸۴- ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ باب: مینے کے تین روزوں والی روایت میں موسیٰ

212 بن طلحہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۸۵- صَوْمُ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ باب: مینے میں دو دن روزہ رکھنا 219

223 ۲۲- كِتَابُ الزَّكَاةِ زكاة سے متعلق احکام و مسائل

۱- بَابُ وَجُوبِ الزَّكَاةِ باب: زكاة کی فرضیت 224

۲- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي حَسْبِ الزَّكَاةِ باب: زكاة روک لینے پر سخت وعید 229

۳- بَابُ مَانِعِ الزَّكَاةِ باب: زكاة سے انکار کرنے والے کا حکم 232

۴- بَابُ عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ باب: زكاة نہ دینے والے کی سزا 234

۵- بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ باب: اونٹوں کی زكاة 235

۶- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ باب: اونٹوں کی زكاة نہ دینے والے کی سزا 241

۷- بَابُ سُقُوطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ باب: جب اونٹ گھر والوں کے دودھ اور سواری

243 ریشلا لآھلھا ولحمولھنم وغیرہ کے لیے ہوں تو ان پر زكاة نہیں

۸- بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ باب: گایوں کی زكاة 243

۹- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ باب: گایوں کی زكاة نہ دینے والے کی سزا 246

۱۰- بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ باب: بکریوں کی زكاة 247

۱۱- بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ باب: بکریوں کی زكاة نہ دینے والے کی سزا 249

۱۲- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفَرُّقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ باب: علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا یا اکٹھے جانوروں

250 کو علیحدہ علیحدہ کرنا (مجمع ہے)

- سنن النسائي
- ۱۳- بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ باب: حاکم کا صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرنا 252
- ۱۴- بَابُ إِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ باب: جب کوئی صدقہ وصول کرنے والا حد سے تجاوز کرے تو؟ 253
- ۱۵- بَابُ إِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالِ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدِّقِ باب: مالک زکاۃ اپنی مرضی سے دے گا صدقہ لینے والا اپنی مرضی نہیں کرے گا 254
- ۱۶- بَابُ زَكَاةِ الْخَيْلِ باب: گھوڑوں کی زکاۃ 257
- ۱۷- بَابُ زَكَاةِ الرَّقِيقِ باب: غلاموں کی زکاۃ 259
- ۱۸- بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ باب: چاندی کی زکاۃ 260
- ۱۹- بَابُ زَكَاةِ الْحُلِيِّ باب: زیورات کی زکاۃ 262
- ۲۰- بَابُ مَا نَبَعَ زَكَاةُ مَالِهِ باب: جو شخص اپنے مال کی زکاۃ نہ دے تو؟ 264
- ۲۱- زَكَاةُ الثَّمَرِ باب: خشک کھجوروں کی زکاۃ 266
- ۲۲- بَابُ زَكَاةِ الْجَنَظَةِ باب: گندم کی زکاۃ 266
- ۲۳- بَابُ زَكَاةِ الْحُبُوبِ باب: مختلف قسم کے غلوں کی زکاۃ 267
- ۲۴- الْقَدْرُ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ باب: کتنی مقدار میں زکاۃ واجب ہوتی ہے؟ 267
- ۲۵- بَابُ مَا يُؤْجِبُ الْعُسْرَ وَمَا يُؤْجِبُ نَصْفَ الْعُسْرِ باب: کس زمین میں عشر اور کس میں نصف عشر واجب ہے؟ 268
- ۲۶- كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ باب: اندازہ لگانے والا کتنا چھوڑ دے 271
- ۲۷- قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَتِمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ باب: اللہ کے فرمان: ﴿وَلَا تَتِمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ کی تفسیر 272
- ۲۸- بَابُ الْمَغْدِينِ باب: کان (سے نکلنے والی معدنیات) کا بیان 273
- ۲۹- بَابُ زَكَاةِ التَّحْلِ باب: مکھیوں کے شہد میں زکاۃ 276
- ۳۰- بَابُ قَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ باب: رمضان کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) فرض ہے 277
- ۳۱- بَابُ قَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ باب: غلام اور لونڈی پر بھی زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) فرض ہے 278
- ۳۲- قَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ باب: زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) بچے پر بھی فرض ہے 279

- ۳۳- فَرَضَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ بَاب: زكاة رمضان مسلمانوں پر فرض ہے ذمیوں پر نہیں
المُعَاهِدِينَ
279
- ۳۴- كَمْ فُرِضَ بَاب: صدقۃ الفطر کتنا فرض کیا گیا؟
281
- ۳۵- بَابُ فَرَضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نَزُولِ الزَّكَاةِ بَاب: صدقۃ فطر کی فرضیت زكاة کا حکم اترنے سے
پہلے تھی
282
- ۳۶- مَكِيلَةُ زَكَاةِ الْفِطْرِ بَاب: صدقۃ الفطر کی مقدار کا بیان
283
- ۳۷- بَابُ التَّمَرِ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ بَاب: صدقۃ الفطر میں کھجور دینا
285
- ۳۸- الزَّرْبِيبِ بَاب: (صدقۃ فطر میں) کشمش (دینا)
286
- ۳۹- الدَّقِيقُ بَاب: صدقۃ فطر میں آٹا دینا
287
- ۴۰- الْحِنْطَةُ بَاب: گندم دینا
288
- ۴۱- أَلْسُنُ بَاب: سُنَّت دینا
289
- ۴۲- الشَّعِيرُ بَاب: جو دینا
289
- ۴۳- أَلَا قِطُ بَاب: بخیر دینا
290
- ۴۴- كَمْ الصَّاعُ بَاب: صاع کتنا ہوتا ہے؟
290
- ۴۵- بَابُ الْوَقْفِ [الَّذِي] يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدَّى صَدَقَةُ بَاب: صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت
الْفِطْرِ فِيهِ
292
- ۴۶- إِخْرَاجُ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ بَاب: ایک شہر کی زكاة دوسرے شہر لے جانا؟
293
- ۴۷- بَابُ إِذَا أُعْطَاهَا غَنِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بَاب: جب کوئی شخص لا اعلیٰ میں زكاة کسی غنی کو دے
بیٹھے تو؟
294
- ۴۸- بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ بَاب: حرام (چوری، خیانت وغیرہ) کے مال سے
صدقہ دینا
295
- ۴۹- جَهْدُ الْمِقْلِ بَاب: کم مال والے کا مشقت سے کمایا ہوا مال
297
- ۵۰- أَلَيْدُ الْعُلَيَّا بَاب: اوپر والا ہاتھ
300
- ۵۱- بَابُ أَيُّهُمَا أَلَيْدُ الْعُلَيَّا؟ بَاب: اوپر والا ہاتھ کون سا ہے؟
301
- ۵۲- أَلَيْدُ السُّفْلَى بَاب: نیچے والا ہاتھ
302

فہرست مضامین (جلد چہارم)

سنن النسائي

- باب: صدقہ ایسا ہونا چاہیے جس کے بعد بھی صدقہ
53- الصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًى
- 302 کرنے والا غنی رہے
- باب: اس کی تفسیر و وضاحت
54- تَفْسِيرُ ذَلِكَ
- 303 باب: جب کوئی محتاج شخص صدقہ کرے تو کیا اسے
55- بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ
- 304 واپس کر دیا جائے؟
- باب: غلام کا (مالک کے مال میں سے) صدقہ کرنا؟
56- صَدَقَةُ الْعَبْدِ
- 305 باب: عورت کا اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرنا؟
57- صَدَقَةُ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا
- 306 باب: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ
58- غَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا
- 307 نہ دے
- باب: صدقے کی فضیلت
59- فَضْلُ الصَّدَقَةِ
- 307 باب: کون سا صدقہ افضل ہے؟
60- بَابُ: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ
- 308 باب: کنجوس آدمی کا صدقہ
61- صَدَقَةُ الْبَخِيلِ
- 311 باب: گن گن کر صدقہ کرنا؟
62- الْإِحْصَاءُ فِي الصَّدَقَةِ
- 313 باب: تھوڑے صدقے کا بیان
63- الْقَلِيلُ فِي الصَّدَقَةِ
- 315 باب: دوسروں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان
64- بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الصَّدَقَةِ
- 316 باب: صدقے کے بارے میں سفارش کرنے کا بیان
65- الشَّفَاعَةُ فِي الصَّدَقَةِ
- 319 باب: صدقے میں فخر کرنا
66- الْإِخْتِيَالُ فِي الصَّدَقَةِ
- 320 باب: خزانچی اپنے مالک کی اجازت سے صدقہ
67- بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ
- 321 کرے تو اسے بھی ثواب ملے گا
- باب: چھپا کر صدقہ کرنے والا
68- بَابُ الْمُسِيرِ بِالصَّدَقَةِ
- 322 باب: دے کر احسان جتلانے والا
69- أَلَمَتَانُ بِمَا أُعْطِيَ
- 323 باب: سائل کو (کچھ نہ کچھ دے کر) رخصت کرنا چاہیے
70- بَابُ رَدِّ السَّائِلِ
- 325 باب: جس شخص سے مانگا جائے اور وہ نہ دے تو؟
71- بَابُ مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطِي
- 325 باب: جو شخص اللہ عز و جل کے نام پر مانگے
72- مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
- 326 باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر مانگے
73- مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
- 327

- ۷۴- مَنْ يَسْأَلُ بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ
باب: جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اور خود اس کے نام پر نہ دے؟
328
- ۷۵- ثَوَابٌ مَنْ يُعْطِي
باب: جو شخص (اللہ تعالیٰ کے نام پر) دے اس کا ثواب؟
329
- ۷۶- تَقْسِيرُ الْمُسْكِينِ
باب: مسکین کی تفسیر (کہ وہ کون ہے؟)
331
- ۷۷- الْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ
باب: تکبر کرنے والا فقیر
333
- ۷۸- فَضْلُ السَّاعِي عَلَى الْأَزْمَلَةِ
باب: بیوہ کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کی فضیلت
334
- ۷۹- الْمَوْلَةُ قُلُوبُهُمْ
باب: مولیۃ القلوب کا بیان
334
- ۸۰- الصَّدَقَةُ لِمَنْ تَحْمَلُ بِحِمَالَةٍ
باب: جو شخص کوئی تاوان اٹھا لے اسے زکاۃ دی جاسکتی ہے
337
- ۸۱- الصَّدَقَةُ عَلَى النِّسَمِ
باب: یتیم کو صدقہ دینا
338
- ۸۲- الصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ
باب: قرابت داروں کو صدقہ دینا
340
- ۸۳- الْمَسْأَلَةُ
باب: مانگنا
342
- ۸۴- سُؤَالُ الصَّالِحِينَ
باب: نیک لوگوں سے مانگنا
343
- ۸۵- الْإِسْتِعْفَاؤُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ
باب: مانگنے سے پرہیز کرنا
343
- ۸۶- فَضْلُ مَنْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا
باب: لوگوں سے کچھ نہ مانگنے والے کی فضیلت
345
- ۸۷- حَدُّ الْغِنَى
باب: غنی کی تعریف
346
- ۸۸- بَابُ الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ
باب: اصرار کے ساتھ (چٹ کر) مانگنا
347
- ۸۹- مِنَ الْمُلْحِفِ؟
باب: اصرار کے ساتھ مانگنے والا کون ہے؟
348
- ۹۰- إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ ذَرَاهِمٌ وَكَانَ لَهُ عِذْلُهَا
باب: جب کسی شخص کے پاس (چالیس) درہم نہ ہوں مگر اتنی مالیت کی اور چیز ہو تو؟
349
- ۹۱- مَسْأَلَةُ الْقَوِيِّ الْمُكْتَئِبِ
باب: کمائی کر سکنے والے طاقت ور شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں
351
- ۹۲- مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ
باب: حاکم (صاحب اقتدار) سے مانگنا
351
- ۹۳- مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ فِي أَمْرِ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ
باب: ایسی چیز کا سوال کرنا جس کے بغیر چارہ نہ ہو
352
- ۹۴- مَنْ آتَاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ
باب: جسے اللہ تعالیٰ مانگے بغیر کوئی مال عطا فرمائے؟
354

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد چہارم)

- ۹۵- بَابُ اسْتِغْمَالِ آلِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الصَّدَقَةِ باب: نبی ﷺ کی آل کو صدقات جمع کرنے پر مقرر کرنا؟ 359
- ۹۶- بَابُ ابْنِ أَخْبِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ باب: کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں شامل ہوتا ہے 360
- ۹۷- بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ باب: کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی اس قوم میں شامل ہے 361
- ۹۸- الصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ باب: نبی ﷺ کے لیے صدقہ جائز نہیں 362
- ۹۹- إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ باب: جب صدقے کی حیثیت بدل جائے (تو حکم بھی بدل جائے گا) 362
- ۱۰۰- شِرَاءُ الصَّدَقَةِ باب: صدقے کا مال خریدنا 364
- ۲۴- كِتَابُ مَنَاسِكَ الْحَجَّ حج سے متعلق احکام ومسائل 369
- ۱- بَابُ وَجُوبِ الْحَجِّ باب: حج کی فرضیت کا بیان 370
- ۲- وَجُوبُ الْعُمْرَةِ باب: عمرے کے واجب ہونے کا بیان 372
- ۳- فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ باب: حج مبرور کی فضیلت 373
- ۴- فَضْلُ الْحَجِّ باب: حج کی فضیلت 374
- ۵- فَضْلُ الْعُمْرَةِ باب: عمرے کی فضیلت 377
- ۶- فَضْلُ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ باب: بے درپے حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت 377
- ۷- الْحَجُّ عَنِ الْمَيْتِ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ باب: اس فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کی نذر مانی ہو (مگر پوری نہ کر سکا ہو) 378
- ۸- الْحَجُّ عَنِ الْمَيْتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ باب: جس میت نے (فرض) حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا 379
- ۹- الْحَجُّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ باب: زندہ شخص سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے 380
- ۱۰- الْعُمْرَةُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ باب: جو شخص عمرہ نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے عمرہ کرنا 382
- ۱۱- تَشْيِئُهُ قَضَاءُ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ باب: ادائیگی حج، ادائیگی قرض کے مشابہ ہے 382

فہرست مضامین (جلد چہارم)

سنن النسائي

- ۱۲- حَجُّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ باب: عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا 384
- ۱۳- حَجُّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْأَةِ باب: مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا 386
- ۱۴- مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُحَجَّ عَنِ الرَّجُلِ أَكْثَرُ وَلَدِهِ باب: مستحب یہ ہے کہ آدمی کی طرف سے اس کا بڑا بیٹا حج کرے 386
- ۱۵- أَلْحَجُّ بِالصَّغِيرِ باب: بچے کو حج کروانا 387
- ۱۶- أَلَوْفُ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ باب: نبی اکرم ﷺ حج کے لیے مدینہ منورہ سے نکلنے کا جگہ 390

المواقيت

- ۱۷- مِيقَاتُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ باب: مدینے والوں کا میقات 391
- ۱۸- مِيقَاتُ أَهْلِ الشَّامِ باب: شام والوں کا میقات 392
- ۱۹- مِيقَاتُ أَهْلِ بَصْرَ باب: مصر والوں کا میقات 393
- ۲۰- مِيقَاتُ أَهْلِ الْيَمَنِ باب: یمن والوں کا میقات 393
- ۲۱- مِيقَاتُ أَهْلِ نَجْدٍ باب: نجد والوں کا میقات 394
- ۲۲- مِيقَاتُ أَهْلِ الْعِرَاقِ باب: عراق والوں کا میقات 394
- ۲۳- مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ باب: جو لوگ ان مواقیات کے اندر رہتے ہوں 395
- ۲۴- التَّغْرِيسُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ باب: ذوالحلیفہ میں پڑاؤ ڈالنا 397
- ۲۵- أَلْيَدَاءُ باب: بیداء کا بیان 398
- ۲۶- الْغُسْلُ لِلْأَفْلَاحِ باب: احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا 399
- ۲۷- غُسْلُ الْمُخْرِمِ باب: محرم کا غسل کرنا 401
- ۲۸- أَلْتَهْمِي عَنِ النَّيَابِ الْمَضْبُوعَةِ بِالْوَرَسِ وَالزُّغْفَرَانِ باب: احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت 402
- ۲۹- أَلْجَبَةُ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام کی حالت میں جبہ پہننا 403
- ۳۰- أَلْتَهْمِي عَنْ ثَبَسِ الْقَمِيصِ لِلْمُخْرِمِ باب: محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت 405
- ۳۱- أَلْتَهْمِي عَنْ ثَبَسِ السَّرَاوِيلِ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام میں پاجامہ (اور شلوار وغیرہ) پہننے کی ممانعت 406

- ۳۲- الرَّخْصَةُ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ باب: جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن سکتا ہے
406
- ۳۳- النَّهْيُ عَنْ أَنْ تَتَّقِبَ الْمَرْأَةُ الْحَرَامَ باب: محرم عورت کے لیے نقاب باندھنے کی ممانعت
407
- ۳۴- النَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام کی حالت میں ٹوپی دار کرنا (برائڈی) پہننے کی ممانعت
409
- ۳۵- النَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام کی حالت میں پگڑی پہننے کی ممانعت
410
- ۳۶- النَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْخُفَيْنِ فِي الْإِحْرَامِ باب: احرام میں موزے پہننے کی ممانعت
411
- ۳۷- الرَّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْخُفَيْنِ فِي الْإِحْرَامِ لِمَنْ لَا باب: جس کے پاس جوتے نہ ہوں اسے احرام کی حالت میں موزے پہننے کی رخصت ہے
411
- ۳۸- قَطْعُهُمَا أَشْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ باب: موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹنا
412
- ۳۹- النَّهْيُ عَنْ أَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقَمَازِينَ باب: محرم عورت کے لیے دستاں پہننے کی ممانعت
412
- ۴۰- التَّلْبِيدُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ باب: احرام باندھتے وقت بالوں کو گوند (وغیرہ) سے چکنا
413
- ۴۱- إِبَاحَةُ الطَّيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ باب: احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مباح ہے
414
- ۴۲- مَوْضِعُ الطَّيِّبِ باب: خوشبو لگانے کی جگہ
419
- ۴۳- الرَّغْفَرَانُ لِلْمُحْرِمِ باب: محرم کے لیے زعفران لگانا؟
423
- ۴۴- فِي الْخَلْقِ لِلْمُحْرِمِ باب: محرم کے لیے خلوق لگانا؟
424
- ۴۵- الْكُخْلُ لِلْمُحْرِمِ باب: محرم کے لیے سرمہ لگانا؟
426
- ۴۶- الْكَرَاهِيَةُ فِي الثَّيَابِ الْمَصْبُغَةِ لِلْمُحْرِمِ باب: محرم کے لیے رنگ دار کپڑے پہننے کی ممانعت
426
- ۴۷- تَخْيِيرُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ باب: محرم (مرد) کے لیے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپنا (درست نہیں)
428
- ۴۸- إِفْرَادُ الْحَجِّ باب: صرف حج کا احرام باندھنا
430
- ۴۹- الْقِرْآنُ باب: عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھنا
432
- ۵۰- التَّمَتُّعُ باب: تمتع کا بیان
440
- ۵۱- تَرْكُ التَّسْبِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ باب: لبیک کہتے وقت حج یا عمرے کا نام نہ لینا
447

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد چہارم)

- ۵۲- الْحَجُّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ باب: محرم کا نیت معین کیے بغیر احرام باندھنا 449
- ۵۳- إِذَا أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا باب: جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھے تو کیا اس کے ساتھ حج بھی (شامل) کر سکتا ہے؟ 452
- ۵۴- كَيْفَ التَّلْبِيَةُ باب: بلیک کیسے کہا جائے؟ 454
- ۵۵- رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ باب: بلند آواز سے بلیک کہنا 459
- ۵۶- أَلْعَمَلُ فِي الْإِهْلَالِ باب: احرام کا عمل 459
- ۵۷- إِهْلَالُ التَّقْصَاءِ باب: نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے؟ 462
- ۵۸- فِي الْمُهَلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضٌ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ باب: عورت نے عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو اسے حیض شروع ہو جائے اور (انتظار کی صورت میں) حج فوت ہونے کا خطرہ ہو تو؟ 464
- ۵۹- أَلِاشْتِرَاطُ فِي الْحَجِّ باب: حج کے احرام میں شرط لگانا 468
- ۶۰- كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ باب: شرط لگاتے وقت کیا کہے؟ 469
- ۶۱- مَا يَفْعَلُ مَنْ حَبَسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنْ اشْتَرَطَ باب: جس شخص نے شرط نہیں لگائی وہ حج سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟ 471
- ۶۲- إِشْعَارُ الْهَدْيِ باب: قربانی کے اوٹ کو اشعار کرنا 472
- ۶۳- أَيُّ الشَّقَيْنِ يُشْعِرُ باب: (کوہان کی) کس جانب اشعار کیا جائے؟ 474
- ۶۴- بَابُ سَلَتِ الدَّمَ عَنِ الْبُذْنِ باب: زخم لگانے کے بعد خون پونچھنا 474
- ۶۵- قَتْلُ الْقَلَايدِ باب: قلا دے بٹنا (تیار کرنا) 475
- ۶۶- مَا يُقْتَلُ مِنْهُ الْقَلَايدُ باب: قلا دے کس چیز سے بٹے جائیں؟ 477
- ۶۷- تَقْلِيدُ الْهَدْيِ باب: حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کو قلا دے ڈالنا 478
- ۶۸- تَقْلِيدُ الْإِبِلِ باب: اونٹوں کو قلا دے ڈالنا 479
- ۶۹- تَقْلِيدُ الْغَنَمِ باب: بکریوں کو قلا دے ڈالنا 480
- ۷۰- تَقْلِيدُ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ باب: حرم کو جانے والے جانور کے گلے میں دو جوتے لٹکانا 482

- باب: جب کوئی شخص قربانی کے جانور کو قلاوہ ڈالے تو
۷۱- هَلْ يُحْرِمُ إِذَا قَلَّدَ؟
- ۴۸۲ کیا وہ محرم بن جاتا ہے؟
- باب: کیا قربانی کے جانور کو قلاوہ ڈالنا احرام کا
۷۲- هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ إِحْرَامًا
- ۴۸۳ موجب ہے؟
- باب: قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جانا
۷۳- سَوَى الْهَدْيِ
- ۴۸۵ باب: قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا؟
- ۷۴- رُكُوبُ الْبَدَنَةِ
- باب: جسے چلنے میں مشقت ہو اس کے لیے قربانی
۷۵- رُكُوبُ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهْدَهُ الْمَشْيُ
- ۴۸۷ کے جانور پر سوار ہونا
- باب: قربانی کے جانور پر اچھے طریقے سے سوار
۷۶- رُكُوبُ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوفِ
- ۴۸۸ ہونا چاہیے
- باب: جس آدمی کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ حج
۷۷- إِبَاحَةُ فَسْحِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسْقِ الْهَدْيِ
- ۴۸۸ کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل سکتا ہے؟
- باب: محرم کے لیے کون سا شکار کھانا جائز ہے؟
۷۸- مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ
- ۴۹۶ باب: کس قسم کا شکار محرم کے لیے کھانا جائز نہیں؟
- ۷۹- مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ
- ۴۹۹ ۸۰- إِذَا ضَحَكَ الْمُحْرِمُ فَطَبَنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ
- باب: اگر محرم (شکار دیکھ کر) ہنس پڑے جس سے
حلال شخص کو شکار کا پتا چل جائے پھر وہ اسے
آیا کُلُّهُ أَمْ لَا
- ۵۰۲ شکار کرے تو کیا محرم اسے کھا سکتا ہے؟
- ۸۱- إِذَا أَشَارَ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ
- باب: اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے اور غیر محرم
اسے شکار کرے تو؟
- ۵۰۵ ۸۲- مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ قَتْلَ الْكَلْبِ الْعُقُورِ
- باب: محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ کاٹنے
والے کتے کو قتل کرنا
- ۵۰۶ ۸۳- قَتْلُ الْحَبَّةِ
- باب: سانپ کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)
- ۵۰۷ ۸۴- قَتْلُ الْفَأْرَةِ
- باب: چوہے کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)
- ۵۰۸ ۸۵- قَتْلُ الْوَرَعِ
- باب: چھپکلی کو قتل کرنا
- ۵۰۸ ۸۶- قَتْلُ الْعُقَرِ
- باب: بچھو کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)
- ۵۰۹

- ۸۷- قَتْلُ الْحِدَاةِ باب: جیل کو قتل کرنا (بھی جائز ہے) 510
- ۸۸- قَتْلُ الْغُرَابِ باب: کوئے کو قتل کرنا (محرم کے لیے جائز ہے) 510
- ۸۹- مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُخْرِمُ باب: وہ جانور جنہیں محرم قتل نہیں کر سکتا 511
- ۹۰- الرُّخْصَةُ فِي النِّكَاحِ لِلْمُخْرِمِ باب: محرم کے لیے نکاح کرنے کی رخصت 512
- ۹۱- النَّهْيُ عَنْ ذَلِكَ باب: (محرم کو) نکاح سے ممانعت 514
- ۹۲- الْحِجَامَةُ لِلْمُخْرِمِ باب: محرم کے لیے سیگی لگوانا؟ 516
- ۹۳- حِجَامَةُ الْمُخْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ باب: محرم کسی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے سیگی لگوا سکتا ہے 517
- ۹۴- حِجَامَةُ الْمُخْرِمِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ باب: محرم قدم کی پشت پر سیگی لگوا سکتا ہے 518
- ۹۵- حِجَامَةُ الْمُخْرِمِ عَلَى وَشْطِ رَأْسِهِ باب: محرم اپنے سر کے درمیان بھی سیگی لگوا سکتا ہے 518
- ۹۶- فِي الْمُخْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمَلُ فِي رَأْسِهِ باب: اگر محرم کو سر میں جوئیں تکلیف دیں تو؟ 519
- ۹۷- غُسْلُ الْمُخْرِمِ بِالسَّنَدِ إِذَا مَاتَ باب: محرم مر جائے تو اسے پیری کے چوں سے غسل دینا 520
- ۹۸- فِي كَمِّ يَكْفُنُ الْمُخْرِمُ إِذَا مَاتَ باب: محرم فوت ہو جائے تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے؟ 521
- ۹۹- النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُحَنَّطَ الْمُخْرِمُ إِذَا مَاتَ باب: محرم وفات پا جائے تو اسے حنوط نہ لگائی جائے 522
- ۱۰۰- النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُخَمَّرَ وَجْهُ الْمُخْرِمِ وَرَأْسُهُ إِذَا مَاتَ باب: محرم فوت ہو جائے تو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت 523
- ۱۰۱- النَّهْيُ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ الْمُخْرِمِ إِذَا مَاتَ باب: محرم فوت ہو جائے تو اس کا سر نہ ڈھانپا جائے 523
- ۱۰۲- فِيمَنْ أَحْصَرَ بَعْدُ باب: دشمن کی وجہ سے جو شخص (حج سے) روک دیا جائے تو؟ 524
- ۱۰۳- دُخُولُ مَكَّةَ باب: مکہ مکرمہ میں داخلہ 527
- ۱۰۴- دُخُولُ مَكَّةَ لَيْلًا باب: رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونا 528
- ۱۰۵- مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ باب: مکہ مکرمہ میں کس طرف سے داخل ہو؟ 529
- ۱۰۶- دُخُولُ مَكَّةَ بِاللَّوَاءِ باب: مکہ مکرمہ میں جھنڈا لے کر داخل ہونا 530

فہرست مضامین (جلد چہارم)

سنن النسائي

- ۱۰۷- دُخُولُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ باب: مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا 530
- ۱۰۸- أَلَوْفُ الَّذِي وَافَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ باب: نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں کس وقت داخل ہوئے؟ 532
- ۱۰۹- إِنْشَادُ الشَّعْرِ فِي الْحَرَمِ وَالْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ باب: حرم میں شعر پڑھنا اور امام کے آگے آگے چلنا الإمام 533
- ۱۱۰- حُرْمَةُ مَكَّةَ باب: مکہ کی تعظیم کا بیان 534
- ۱۱۱- تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهِ باب: مکہ مکرمہ میں لڑائی حرام ہے 535
- ۱۱۲- حُرْمَةُ الْحَرَمِ باب: حرم کی حرمت کا بیان 537
- ۱۱۳- مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ باب: حرم میں کون سے جانور قتل کیے جاسکتے ہیں؟ 540
- ۱۱۴- قَتْلُ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ باب: حرم میں سانپ مارنا 540
- ۱۱۵- قَتْلُ الْوَرَعِ باب: چھپکلی کو قتل کرنا 542
- ۱۱۶- بَابُ قَتْلِ الْعَقْرَبِ باب: بچھو کو قتل کرنا 543
- ۱۱۷- قَتْلُ الْفَارَةِ فِي الْحَرَمِ باب: حرم میں چوہے کو مارنا 543
- ۱۱۸- قَتْلُ الْجِدَاةِ فِي الْحَرَمِ باب: حرم میں جیل کو مارنا 544
- ۱۱۹- قَتْلُ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ باب: حرم میں کڑے کو مارنا 544
- ۱۲۰- أَلْتَّهْيُ أَنْ يُنْفَرَ صَبْدُ الْحَرَمِ باب: حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت 545
- ۱۲۱- اسْتِيقْبَالُ الْحَاجِّ باب: حاجیوں کا استقبال کرنا 546
- ۱۲۲- تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ باب: بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا 547
- ۱۲۳- الدُّعَاءُ عِنْدَ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ باب: بیت اللہ کو دیکھتے وقت دعا کرنا 548
- ۱۲۴- فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ باب: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت 548
- ۱۲۵- بِنَاءُ الْكَعْبَةِ باب: تعمیر کعبہ کا بیان 550
- ۱۲۶- دُخُولُ النَّبِيِّ باب: بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا بیان 555
- ۱۲۷- مَوْضِعُ الصَّلَاةِ فِي النَّبِيِّ باب: بیت اللہ میں (رسول اللہ ﷺ کے) نماز پڑھنے کی جگہ 556
- ۱۲۸- الْحَجَرُ باب: حجر یا حطیم کا بیان 558
- ۱۲۹- الصَّلَاةُ فِي الْحَجَرِ باب: حجر میں نماز پڑھنا 559

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد چہارم)

- ۱۳۰- التَّكْبِيرُ فِي تَوَاجِي الْكُعْبَةِ باب: کعبے کے کونوں میں تکبیریں کہنا 560
- ۱۳۱- اَلذِّكْرُ وَالِدُعَاءُ فِي الْبَيْتِ باب: بیت اللہ کے اندر ذکر اور دعا کرنا 560
- ۱۳۲- وَضْعُ الْوُجْهِ وَالصَّدْرِ عَلَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرٍ باب: کعبے کے دروازے کے سامنے والی دیوار کے کُعْبَةِ 561
- ۱۳۳- مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الْكُعْبَةِ باب: کعبے میں نماز کی جگہ 562
- ۱۳۴- ذِكْرُ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَهُوَ مِنْ باب: بیت اللہ کے طواف کی فضیلت (یہ صرف مجتہبی 564
- كِتَابِ الْمُجْتَبَى مِنَ الْحَجِّ میں ہے)
- ۱۳۵- اَلْكَلَامُ فِي الطَّوَافِ باب: طواف میں کلام کرنا 565
- ۱۳۶- إِبَاحَةُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ باب: طواف میں (ضروری) بات چیت جائز ہے 566
- ۱۳۷- إِبَاحَةُ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ باب: طواف کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے 567
- ۱۳۸- كَيْفَ طَوَافُ الْمَرِيضِ باب: مریض کیسے طواف کرے؟ 568
- ۱۳۹- طَوَافُ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ باب: مردوں کا عورتوں کے ساتھ طواف کرنا 569
- ۱۴۰- اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ باب: سواری پر بیت اللہ کا طواف کرنا 570
- ۱۴۱- طَوَافُ مَنْ أَفْرَدَ الْحَجَّ باب: حج افراد کرنے والے کا طواف (اسے حلال 571
- نہیں کرے گا)
- ۱۴۲- طَوَافُ مَنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ باب: عمرے کا احرام باندھنے والا طواف کے بعد 572
- حلال ہو جائے گا؟
- ۱۴۳- كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسْقِ باب: جس شخص نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ 573
- رکھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ کیا کرے؟
- ۱۴۴- طَوَافُ الْفَرَانِ باب: قرآن کرنے والا کتنے طواف کرے گا؟ 574
- ۱۴۵- ذِكْرُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ باب: حجر اسود کا ذکر 576
- ۱۴۶- إِشْبِلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ باب: حجر اسود کو چھونا 576
- ۱۴۷- تَقْبِيلُ الْحَجَرِ باب: حجر اسود کو بوسہ دینا 577
- ۱۴۸- كَيْفَ يَقْبَلُ باب: حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا جائے؟ 578
- ۱۴۹- كَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَقْدُمُ وَعَلَى أَيِّ شِقْيِهِ باب: بیت اللہ کے پاس آتے ہی طواف کیسے کرے؟

- سنن النسائي
- يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ ۱
- 579 اور حجر اسود کو چھونے کے بعد کس طرف چلے؟
- 150 - كَمْ يَسْعَى
- 580 باب: کتنے چکروں میں تیز چلے؟
- 151 - كَمْ يَمْشِي
- 581 باب: کتنے چکروں میں آہستہ چلے؟
- 152 - الْخَبَبُ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّعِ
- 581 باب: سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز چلنا
- 153 - اَلرَّمْلُ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
- 581 باب: حج اور عمرہ (دونوں) میں رمل کرنا
- 154 - اَلرَّمْلُ مِنَ الْحَجْرِ إِلَى الْحَجَرِ
- 582 باب: حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا جائے گا
- 155 - اَلْعَلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ
- 583 باب: نبی ﷺ نے کس وجہ سے رمل فرمایا تھا؟
- 156 - اسْتِیْلَامُ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ طَوَافٍ
- 584 باب: ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کو (اگر ممکن ہو) چھونا چاہیے
- 157 - مَسْحُ الرُّكْنَيْنِ الِیْمَانِیَّیْنِ
- 585 باب: دونوں یعنی کونوں کو ہاتھ لگانا
- 158 - تَرْكُ اسْتِیْلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْاُخْرَيْنِ
- 586 باب: دوسرے دو کونوں کو نہ چھونے کا بیان
- 159 - اسْتِیْلَامُ الرُّكْنِ بِالْمِخْجَنِ
- 587 باب: حجر اسود کو چھڑی وغیرہ سے چھونا (بھی جائز ہے)
- 160 - اِلْاِشَارَةُ إِلَى الرُّكْنِ
- 588 باب: (مجبوری کی حالت میں) حجر اسود کی طرف اشارہ (بھی کافی ہے)
- 161 - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾
- 588 باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو“ کی تفسیر
- 162 - اَیْنُ یُصَلِّي رُكْعَتِي الطَّوَافِ
- 591 باب: طواف (کے بعد) والی دو رکعات کہاں پڑھے؟
- 163 - اَلْقَوْلُ بَعْدَ رُكْعَتِي الطَّوَافِ
- 593 باب: طواف کی دو رکعتوں کے بعد کیا کہا جائے؟
- 164 - اَلْقِرَاءَةُ فِي رُكْعَتِي الطَّوَافِ
- 595 باب: طواف کی دو رکعتوں میں قراءت کیا ہوگی؟
- 165 - اَلشَّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمَرَمَ
- 596 باب: زم زم کا پانی پینا
- 166 - اَلشَّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمَرَمَ قَائِمًا
- 597 باب: زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا
- 167 - ذِكْرُ خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ
- 597 باب: نبی ﷺ صفا پر جانے کے لیے اسی دروازے سے نکلے تھے جس سے (عام طور پر) نکلا جاتا تھا
- 168 - ذِكْرُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
- 598 باب: صفا اور مروہ کا ذکر

- ۱۶۹- مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا باب: کوہ صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ 602
- ۱۷۰- التَّكْبِيرُ عَلَى الصَّفَا باب: کوہ صفا پر (چڑھ کر) اللہ اکبر کہنا 602
- ۱۷۱- التَّهْلِيلُ عَلَى الصَّفَا باب: کوہ صفا پر لا إله إلا الله پڑھنا 603
- ۱۷۲- الذِّكْرُ وَالِدُعَاءُ عَلَى الصَّفَا باب: کوہ صفا پر دعائیں اور دیگر ذکر اذکار کرنا 603
- ۱۷۳- الطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ باب: صفا اور مروہ کے درمیان سواری پر چکر لگانا 605
- ۱۷۴- الْمَشْيُ بَيْنَهُمَا باب: صفا اور مروہ کے درمیان چلنا 605
- ۱۷۵- الرَّمْلُ بَيْنَهُمَا باب: صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرنا 606
- ۱۷۶- السَّغْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ باب: صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا 606
- ۱۷۷- السَّغْيُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ باب: وادی کے پیٹ میں دوڑنا 607
- ۱۷۸- مَوْضِعُ الْمَشْيِ باب: چلنے کی جگہ 608
- ۱۷۹- مَوْضِعُ الرَّمْلِ باب: کندھے ہل کر تیز چلنے کی جگہ 608
- ۱۸۰- مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ باب: کوہ مروہ پر کھڑے ہونے کی جگہ 609
- ۱۸۱- التَّكْبِيرُ عَلَيْهَا باب: مروہ پر تکبیریں کہنا 609
- ۱۸۲- كَمْ طَوَافٍ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ باب: قرآن اور تمتع کرنے والا صفا اور مروہ کے کتنے طواف کرے گا؟ 610
- ۱۸۳- أَيْنَ يَقْصُرُ الْمُتَمَتِّعُ؟ باب: عمرہ کرنے والا بال کہاں کٹوائے؟ 611
- ۱۸۴- كَيْفَ يَقْصُرُ؟ باب: بال کیسے کاٹے؟ 612
- ۱۸۵- مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَأَهْدَى باب: جو شخص حج کا احرام باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لائے وہ کیا کرے؟ 613
- ۱۸۶- مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى باب: جو شخص عمرے کا احرام باندھے اور قربانی ساتھ لے جائے وہ کیا کرے؟ 613
- ۱۸۷- الْخُطْبَةُ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ باب: یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن قبل خطبہ 615
- ۱۸۸- اَلْمُتَمَتِّعُ مَتَى يُهَلُّ بِالْحَجِّ؟ باب: حج تمتع کرنے والا احرام کب باندھے؟ 618
- ۱۸۹- مَا ذُكِرَ فِي مَنَى باب: منیٰ کی فضیلت کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟ 619
- ۱۹۰- أَيْنَ يُصَلِّي الْإِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ باب: ترویہ کے دن امام ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟ 621

- ۱۹۱- اَلْعُدُوْ مِنْ مَنَىٰ اِلَى عَرَقَةٍ باب: منی سے عرفات جانا 621
- ۱۹۲- اَلتَّكْبِيْرُ فِي الْمَسِيْرِ اِلَى عَرَقَةٍ باب: عرفات جاتے ہوئے تکبیریں کہنا بھی جائز ہے 622
- ۱۹۳- اَلتَّلْبِيَةُ فِيهِ باب: اس دوران میں لبیک کہنا بھی جائز ہے 623
- ۱۹۴- مَا ذَكَرَ فِي يَوْمِ عَرَقَةٍ باب: یوم عرفہ کی فضیلت کے بارے میں جو ذکر کیا گیا ہے 623
- ۱۹۵- اَللَّهْمَّ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَقَةٍ باب: عرفے کے دن (عرفہ میں) روزہ رکھنے کی ممانعت 625
- ۱۹۶- اَلرَّوَا حُ يَوْمِ عَرَقَةٍ باب: عرفے کے دن روال کے فوراً بعد جلدی 626
- ۱۹۷- اَلتَّلْبِيَةُ بِعَرَقَةٍ باب: عرفات میں لبیک کہنا 627
- ۱۹۸- اَلْخُطْبَةُ بِعَرَقَةٍ قَبْلَ الصَّلَاةِ باب: عرفات میں خطبہ نماز سے پہلے ہونا چاہیے 628
- ۱۹۹- اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ عَرَقَةٍ عَلَى الثَّاقَةِ باب: عرفات کے دن خطبہ اونٹنی پر دیا جاسکتا ہے 629
- ۲۰۰- قَصْرُ الْخُطْبَةِ بِعَرَقَةٍ باب: عرفات میں خطبہ مختصر ہونا چاہیے 629
- ۲۰۱- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْمَصْرِ بِعَرَقَةٍ باب: عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا 630
- ۲۰۲- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَقَةٍ باب: عرفات میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا 630
- ۲۰۳- فَرَضُ الْوُقُوفِ بِعَرَقَةٍ باب: عرفات میں وقوف فرض ہے 633
- ۲۰۴- اَلْأَمْرُ بِالسَّكِينَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَقَةٍ باب: عرفات سے واپسی کے وقت سکون و اطمینان اختیار کرنے کا حکم 635
- ۲۰۵- كَيْفَ السَّيْرِ مِنْ عَرَقَةٍ باب: عرفات سے واپسی کے وقت چال کیسی ہونی چاہیے؟ 637
- ۲۰۶- اَلزُّوْلُ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَقَةٍ باب: عرفات سے واپسی پر اترنا 637
- ۲۰۷- اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ باب: مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا 638
- ۲۰۸- تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ اِلَى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةٍ باب: مزدلفہ سے عورتوں اور بچوں کو صبح سے پہلے ہی ان کی منی والی قیام گاہوں میں بھیج دینا 641
- ۲۰۹- اَلرُّخْصَةُ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ بَاب: عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ سے طلوع الصبح فجر سے پہلے چل پڑیں 643

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد چہارم)

۲۱۰- أَلَوْتُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ باب: مزدلفہ میں صبح کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟ 644

۲۱۱- فَيَمَنْ لَمْ يُذَكِّرْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ باب: جو شخص مزدلفہ میں صبح کی نماز امام کے ساتھ بِالْمُزْدَلِفَةِ نہ پائے؟ 645

۲۱۲- الثَّلَاثَةُ بِالْمُزْدَلِفَةِ باب: مزدلفہ میں لیک کہا 649

۲۱۳- وَقْتُ الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ باب: مزدلفہ سے (مٹی کی طرف) واپسی کا وقت 649

۲۱۴- أَلَرُّخْصَةُ لِلضَّعْفَةِ أَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحِ باب: کمزور عورتوں اور بچوں کو اجازت ہے کہ وہ یوم بِمَيِّیٰ نحر کو صبح کی نماز مٹی میں آ پڑھیں 650

۲۱۵- أَلِإِضَاعُ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ باب: وادیٰ محسر میں سواری کو تیزی کے ساتھ گزارنا 652

۲۱۶- الثَّلَاثَةُ فِي السَّيْرِ باب: (مزدلفہ سے مٹی کو) چلتے وقت لیک کہا 653

۲۱۷- الْإِقَاطُ الْحَصَى باب: سنگریاں چننا 654

۲۱۸- مِنْ أَيْنَ يَلْتَقِطُ الْحَصَى باب: سنگریاں کہاں سے چنے؟ 655

۲۱۹- قَدَرُ حَصَى الرَّمِي باب: ری والی سنگریوں کی مقدار 656

۲۲۰- الرُّكُوبُ إِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالُ الْمُحَرِّمِ باب: جمروں کی طرف سوار ہو کر جانا اور محرم کا سایہ حاصل کرنا 657

۲۲۱- وَقْتُ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ باب: نحر کے دن جمروں کی سنگریاں مارنے کا وقت 659

۲۲۲- النَّهْيُ عَنْ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ باب: جمروں کی سنگریاں طلوع ہونے سے پہلے ری کرنے کی ممانعت 660

۲۲۳- الرُّخْصَةُ فِي ذَلِكَ لِلنِّسَاءِ باب: اس مسئلے (طلوع عرس سے قبل ری کرنے) میں عورتوں کو رخصت ہے 661

۲۲۴- الرَّمِي بَعْدَ الْمَسَاءِ باب: شام کے بعد ری کرنا 662

۲۲۵- رَمِي الرُّعَاةِ باب: چرواہوں کی ری کا بیان 663

۲۲۶- أَلَمَكَانُ الَّذِي تُرْمَى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ باب: وہ جگہ جہاں سے جمروں کی سنگریاں کی جائے گی 664

۲۲۷- عَدَدُ الْحَصَى الَّتِي يُرْمَى بِهَا الْجِمَارُ باب: جمروں کو کتنی کتنی سنگریاں ماری جائیں گی؟ 667

۲۲۸- التَّكْبِيرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ باب: ہر سنگری مارتے وقت اللہ اکبر کہا 668

۲۲۹- قَطْعُ الْمُحَرِّمِ الثَّلَاثَةَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ باب: محرم جب جمروں کی سنگریاں مارے تو لیک کہا 669

سنن النسائي فہرست مضامین (جلد چہارم)

668

بند کر دے

670

باب: جمروں کو رمی کرنے کے بعد دعا کرنا

۲۳۰- الدُّعَاءُ بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ

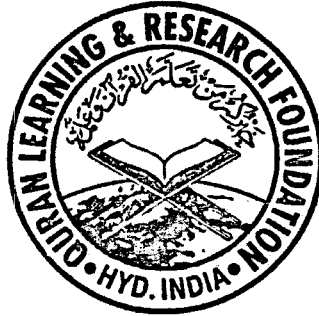
باب: جمروں کو رمی کرنے کے بعد محرم کے لیے کیا

۲۳۱- بَابُ مَا يَجِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ

671

کچھ حلال ہو جاتا ہے؟

www.qlrf.net



100-100000-100000



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۲) - كِتَابُ الصِّيَامِ (التحفة ۴)

روزوں سے متعلق احکام و مسائل

الصيام کے لغوی معنی ہیں الْإِمْسَاك، یعنی رک جانا، جیسے کہا جاتا ہے: [فَلَا تَصَامَ عَنِ الْكَلَامِ] فلاں شخص گفتگو سے رک گیا ہے۔ شرعی طور پر اس کے معنی ہیں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے شرعی طریقے کے مطابق رک جانا، نیز لغویات بے ہودہ گوئی اور مکروہ و حرام کلام سے رک جانا بھی اس میں شامل ہے۔

باب ۱- روزے کی فرضیت

(المعجم ۱) - بَابُ وَجُوبِ الصِّيَامِ

(التحفة ۱)

۲۰۹۲- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بکھرے بالوں والا اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”پانچ نمازیں الا یہ کہ تو خوشی سے مزید پڑھے۔“ اس نے کہا: مجھے بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ماہ رمضان کے روزے مگر یہ کہ تو خوشی سے زائد رکھے۔“ اس نے کہا: مجھے بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض کی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام (اور زکوٰۃ) کے (تفصیلی) احکام بتائے۔ وہ کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ

۲۰۹۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - : حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ شَيْئًا» قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ قَالَ: «صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ شَيْئًا». قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ فَأَخْبَرَهُ

۲۲- کتاب الصیام روزوں کی فرضیت کا بیان

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَرَائِعِ، إِلَّا سَلَامَ فَقَالَ: كَوْعَزَتْ بَحْشِي! مِثْلُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا مَقَرَّرَ كَرْدَهُ فَرَأَيْتُ سَ مِنْهُ لَا أَتَطَوُّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ نَهْ زَانِدٌ كَچھ كَرُوں گَا اور نہ ان مِثْلِ كِي كَرُوں گَا۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِمَّا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ» أَوْ «دَخَلَ الْجَنَّةَ» جَاے گَا یا جَنّت مِثْلِ دَاخِل ہو جَاے گَا۔

فوائد ومسائل: ① روزے شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ ② ”نہ کی کروں گا“، یعنی ظاہر گنتی وغیرہ کے لحاظ سے ”ور نہ ادائیگی میں نقص نہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔“ ③ ”اگر یہ اپنی بات پر پکار رہا“، یعنی وہ فرائض میں کمی نہ کرے گا۔ (نہ یہ کہ ان سے زیادتی نہ کرے گا کیونکہ نوافل کی ادائیگی تو مطلوب ہے اور بیان میں مذکور بھی ہے۔ اور یہی مشکل چیز ہے۔) یا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض میں اپنی طرف سے اضافہ نہ کرے گا۔

۲۰۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَيْتُنَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلُهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَرْسَلَكَ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ؟ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَيْتُنَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلُهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَرْسَلَكَ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ؟ قَالَ:

۲۲- کتاب الصیام روزوں کی فرضیت کا بیان

نے رکھے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور زمین میں پہاڑ نصب کیے اور دوسرے منافع رکھے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو (رسول بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔“ اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔“ اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ روزے فرض ہیں؟ فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔“ اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ جس شخص کو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت ہو اس پر حج بھی فرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔“ اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: تو پھر اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! میں نہ ان پر اضافہ کروں گا اور

”اللَّهُ، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَنَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ! اللَّهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ”نَعَمْ“، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: ”صَدَقَ“، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ”نَعَمْ“، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ أَمْوَالِنَا، قَالَ: ”صَدَقَ“، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ”نَعَمْ“، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي كُلِّ سَنَةٍ، قَالَ: ”صَدَقَ“، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ”نَعَمْ“، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: ”صَدَقَ“، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ”نَعَمْ“، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَزِيدَنَّ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ“.

نہ ان میں کمی کروں گا۔ جب وہ واپس مڑا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا تو لازماً جنت میں داخل ہوگا۔“

۲۰۹۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے اونٹ کو مسجد میں بٹھادیا پھر اس کا گھٹنا باندھ دیا اور کہنے لگا: تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: یہ سفید چہرے والے شخص جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ تو وہ شخص (آپ سے مخاطب ہو کر) کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بات کریں تجھے جواب دوں گا۔“ (یعنی میں تیری باتیں سن رہا ہوں۔) اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنے لگا ہوں اور میں سخت الفاظ میں پوچھوں گا تو آپ ناراضی محسوس نہ فرمائیے گا۔ آپ نے فرمایا: ”جو دل چاہے پوچھ۔“ اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے اور پہلے تمام لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: تو میں آپ کو

۲۰۹۴- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ اللَّيْثِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاحَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ فَقَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، قُلْنَا لَهُ: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيُّ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي سَأَلْتُكَ يَا مُحَمَّدُ! فَمَشَدُّ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ! اللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَسْأَلُكَ اللَّهُ! أَلَلَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي النَّيُّومِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَسْأَلُكَ اللَّهُ! أَلَلَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ رَسُولُ

اللہ ﷻ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللَّهَ! اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَانِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فَقَرَانِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامٌ بِنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرِ.

اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سال میں سے اس مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر ہمارے غریب لوگوں میں بانٹ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس آدمی نے کہا: میں ان تمام چیزوں پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کی طرف سے قاصد و نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں قبیلہ سعد بن کبر سے تعلق رکھتا ہوں۔

خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. یعقوب بن ابراہیم نے عیسیٰ بن حماد کی مخالفت

کی ہے۔

🌅 فوائد و مسائل: ① یہ دونوں حضرت لیث کے شاگرد ہیں۔ یعقوب بن ابراہیم نے حضرت لیث اور سعید کے درمیان ابن عجلان وغیرہ کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ عیسیٰ بن حماد نے کوئی ایسا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ اور یہی روایت درست ہے۔ واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بہت سمجھ دار شخص تھے کہ آپ کے پاس حاضری اور اظہار ایمان میں جلد بازی نہیں کی۔ تسلی سے اونٹ کو بٹھایا، گھٹنا باندھا، پوری تحقیق و تفتیش کی اور اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔ جب یقین ہو گیا تو پھر اپنے ایمان کا اعلان کیا اور پھر اپنا تعارف کروایا۔ یہ اپنی قوم کے سردار تھے..... ② ”ابن عبدالمطلب“ عرب میں اسی نسبت سے مشہور تھے کیونکہ آپ کے دادا عبدالمطلب مشہور شخصیت تھے جبکہ آپ کے والد شہرت یاب ہونے سے پہلے اور آپ کی پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت وہ بالکل نوجوان تھے لہذا وہ زیادہ معروف نہ تھے نیز آپ کی ابتدائی پرورش بھی آپ کے دادا ہی نے کی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی غزوہ حنین میں یوں ہی کہا تھا: [أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ] (صحیح البخاری، الجہاد والسیر، حدیث: ۲۸۶۳، وصحیح مسلم، الجہاد، حدیث: ۱۷۷۶) ③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو دین اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ مزید تصدیق اور اعلان کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ ④ مندرجہ بالا تینوں روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں الگ الگ واقعات ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دوسرا اور تیسرا ایک ہی واقعہ ہے اور ان میں جو اختلاف ہے یہ

روایت کے بیان کا اختلاف ہے۔

۲۰۹۵- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ:
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ
وَعِيزَةُ مِنْ إِخْوَانِنَا عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ،
عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَعْمٍ، أَنَّهُ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ،
دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاحَهُ فِي
الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟
وَهُوَ مُتَكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا
الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَكِيُّ، فَقَالَ لَهُ
الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، قَالَ
الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي سَأَلْتُكَ فَمُسَدَّدٌ
عَلَيْكَ فِي السَّأَلَةِ، قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا
لَكَ»، قَالَ: «أَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ
قَبْلَكَ! أَلَلَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟»
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ:
«فَأَنْشُدْكَ اللَّهَ! أَلَلَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا
الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟» قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ:
«فَأَنْشُدْكَ اللَّهَ! أَلَلَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ

۲۰۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے
کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے اسے مسجد
میں بٹھادیا پھر اس کا گھٹنا باندھا پھر کہنے لگا: تم میں سے
محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اس وقت آپ لوگوں کے درمیان
ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ تو ہم نے اس سے کہا: یہ روشن
چہرے والے شخص جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ وہ آپ سے
مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے
فرمایا: ”میں نے تجھے جواب دیا ہے۔“ (میں تیری بات
سن رہا ہوں۔) اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ
سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوالات میں سخت الفاظ میں
کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”جو جی چاہے پوچھ۔“ اس
نے کہا: میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلے لوگوں
کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے
آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ
سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ
نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال کے اس مہینے کے روزے
رکھیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“
اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر
پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ
آپ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر ہمارے

۲۲- کتاب الصیام - روزوں کی فرضیت کا بیان

أَغْنِيَانَا فَتَقَسِمَهَا عَلَى فَقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي آمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ ابْنِ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ.

غریب لوگوں میں بانٹ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ وہ آدمی کہنے لگا: میں ان احکام پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں۔ اور میں اپنی قوم کا قاصد و نمائندہ ہوں۔ اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ میں قبیلہ سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

خَالَفَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ . عبيد الله بن عمر نے لیث بن سعد کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: یہ مخالفت بھی سند میں ہے۔ اس میں عبيد الله بن عمر لیث بن سعد کی مخالفت یوں کرتے ہیں کہ لیث اسے بواسطہ سعید المقبری شریک بن عبد اللہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں یہی روایت راجح ہے ابوحاتم اور امام دارقطنی نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ جبکہ عبيد الله بن عمر نے سعید المقبری عن ابي هريرة کی سند سے روایت کیا ہے۔ بہر کیف اس اختلاف سے متن پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ صحیحین وغیرہ میں یہ روایت اسی طرح آتی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبی: ۲۳۵/۲۰)

۲۰۹۶- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَارَةَ حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ جَاءَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، قَالَ: أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ قَالُوا: هَذَا الْأَمْعَرُ الْمُزَنَقُ، قَالَ حَمْزَةُ: الْأَمْعَرُ: الْأَبْيَضُ مُشْرَبٌ حُمْرَةً، فَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُكَ فَمُسْتَدٌّ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا

۲۰۹۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے کہ ایک بدوی شخص آیا اور کہنے لگا: تم میں ابن عبد المطلب کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سرخ و سفید (گورے) چہرے والے جو نیک لگائے بیٹھے ہیں۔ تو اس نے (آپ سے مخاطب ہو کر) کہا کہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سوالات سخت الفاظ میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”جو جی چاہتا ہے پوچھ۔“ اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے اور آپ سے پہلے اور بعد والے لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم!

۲۰۹۶- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۰۴. * إسحاق هو ابن أبي إسرائيل، واسمُهُ إبراهيم بن كامجرا، وتلميذه أبو بكر أحمد بن علي بن سعيد المروزي القاضي.

۱۲- کتاب الصیام - رمضان المبارک میں احسان اور سخاوت کرنے کا بیان

لَكَ، قَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ! اللَّهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِهِ، اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِهِ! اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْ أَمْوَالِ أَغْنِيَانَا فَتَرُدَّهُ عَلَى فَقْرَانَا؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِهِ! اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنْ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِهِ! اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ يَحْجَّ هَذَا الْبَيْتَ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَإِنِّي آمَنْتُ وَصَدَقْتُ، وَأَنَا ضِمَامُ بَنِي ثَعْلَبَةَ.

ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہر دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر غریب لوگوں میں تقسیم کر دیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ بارہ مہینوں میں سے اس مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک پہنچ سکتا ہو وہ اس کا حج کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور میرا نام ضام بن ثعلبہ ہے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات سابقہ حدیث: ۲۰۹۳ ہی کا بیان ہیں۔ ان کو ذکر کرنے سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد راویوں کا اختلاف بیان کرنا ہے جو سند دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے مثلاً: تیسری حدیث بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے وغیرہ۔

(المعجم ۲) - بَابُ الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِي

شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۲)

۲۰۹۷- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ

۲۰۹۷- أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ... الخ، ح: ۶، ومسلم، الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير من الريح المرسلة، ح: ۲۳۰۸ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۰۵.

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک میں احسان اور سخاوت کرنے کا بیان

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَيَذَارِسُهُ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

تھے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ بخشنے والے تھے اور آپ رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کرتے تھے جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے۔ اور رمضان المبارک کے مہینے میں جبریل علیہ السلام ہر رات آپ سے ملتے اور آپ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے جبریل علیہ السلام ملتے تو آپ چھوڑی ہوئی (تیز) ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”زیادہ سخاوت“ رمضان المبارک میں ہر کام کا ثواب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اس لیے آپ اس مہینے میں زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات کے وقت اس میں اور اضافہ ہوتا تھا کیونکہ ان کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دور ہوتا تھا۔ قرآن کا نزول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا پھر دور کے ذریعے سے اس کی حفاظت اس سے بھی بڑھ کر احسان ہے لہذا شکرانے کے طور پر آپ سخاوت فرماتے تھے نیز یہ بھی قرآن مجید پر عمل کرنے کی ایک صورت ہے۔ ② ”چھوڑی ہوئی (تیز) ہوا“ یعنی خیر و برکت اور بارش والی ہوا سے بھی زیادہ صاحب خیر و سخاوت ہوتے تھے۔ ظاہر ہے مذکورہ ہوا قریب و بعید کے تمام لوگوں کے لیے بہت مفید ہے۔

۲۰۹۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبَخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَالثُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ لَعْنَةٍ تُذَكَّرُ، وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَذَارِسُهُ كَانَ

۲۰۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی لعنت ایسی نہیں کی جو قابل ذکر ہو۔ اور جب حضرت جبریل علیہ السلام سے دور کرنے کا وقت قریب ہوتا تو آپ (تیز) چھوڑی ہوئی ہوا سے بڑھ کر سخاوت فرمایا کرتے تھے۔

أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطًا
وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَأَدْخَلَ
هَذَا حَدِيثًا فِي حَدِيثٍ.

فوائد ومسائل: ① امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث میں لعنت کا ذکر غلطی ہے بلکہ وہ ایک اور روایت ہے۔ راوی نے غلطی سے اس حدیث میں بھی لعنت والے الفاظ ذکر کر دیے یونس بن یزید کی روایت میں لعنت کا ذکر نہیں اور یہی درست ہے۔ ② ”قابل ذکر ہو“ مطلب یہ ہے کہ لعنت کرنا نبی ﷺ کی عادت نہ تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے شخصی طور پر کبھی کسی پر لعنت کی ہی نہیں۔ بعض انتہائی ناقابل برداشت لوگوں پر ان کی بری صفت ذکر کر کے لعنت کی ہے مثلاً: [لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتَقَطُّعُ يَدُهُ] (صحیح البخاری، الحدود، حدیث: ۶۷۸۳، و صحیح مسلم، الحدود، حدیث: ۱۶۸۷)

(المعجم ۳) - بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ
کی فضیلت

۲۰۹۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۰- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَوْزَجَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ

۲۱۰۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ماہ رمضان المبارک شروع ہو جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“

۲۰۹۹- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل شهر رمضان، ح: ۱۰۷۹ عن علي بن حجر، والبخاري، الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟، ومن رأى كله واسعاً، ح: ۱۸۹۸ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۰۷. * أبو سهل هو نافع بن مالك بن أبي عامر الأصبحي.
۲۱۰۰- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۰۸.

۲۲- کتاب الصیام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتَأَبُ الْأَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جنت کے دروازے“ یعنی آسمانی جنت کے حقیقی دروازے کھول دیے جاتے ہیں بطور استقبال کے یہ بھی ممکن ہے کہ مراد وہ کام ہوں جو جنت میں جانے کا سبب ہیں، یعنی ان کاموں کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ واقعاً رمضان المبارک میں ہر شخص کے لیے نیکی کے کام بہت آسان ہو جاتے ہیں۔ پہلے معنی حقیقت کے زیادہ قریب ہیں۔ ② آگ کے دروازوں سے مراد بھی وہ دونوں معانی ہو سکتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ ③ ”شیطان“ حقیقی شیطان یا گمراہی کے اسباب تقریباً ختم ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں عموماً ہر طرف نیکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور برائی کرنا مشکل مگر یہ سب کچھ ایمان والوں کے لیے ہے۔ ایمان نہ ہو تو رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔ ④ جنت اور جہنم کوئی خیالی چیزیں نہیں بلکہ ان کا وجود حقیقی ہے۔ ان کے دروازے بھی ہیں جو کھولے اور بند کیے جاتے ہیں۔

باب: ۴- اس روایت میں حضرت

زہری کے شاگردوں کے اختلاف

(المعجم ۴) - بَابُ ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى

الرُّهْرِيِّ فِيهِ (التحفة ۳) - أ

کا بیان

۲۱۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔“

۲۱۰۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتَأَبُ الْأَبْوَابُ الْجَنَّةِ،

۲۲- کتاب الصیام

روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

وَعُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیر بند کر دیے جاتے ہیں۔“

۲۱۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحْتَفَّتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَعُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

☀ فائدہ: ”رحمت کے دروازے“ لفظ رحمت سے اس تاویل کی گنجائش نکلتی ہے کہ جنت کے دروازوں سے مراد نیکی کے کام ہیں اگرچہ اس لفظ سے حقیقی دروازوں کی نفی بھی نہیں ہوتی نہ کرنے کی ضرورت ہی ہے۔ ممکن ہے دونوں معانی مراد ہوں۔

۲۱۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“ اس روایت کو زہری سے ابن اسحاق نے بھی بیان کیا ہے (جو آگے آرہی ہے)۔

۲۱۰۳- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَتُحْتَفَّتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَعُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ». رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۱۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ماہ رمضان المبارک آتا ہے تو

۲۱۰۴- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ

۲۱۰۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۹۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۳.

۲۱۰۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۹۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۰.

۲۱۰۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۰۹۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۱.

۲۲- کتاب الصیام رُویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتُحْتَأَبُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُسَلْسَلُ الشَّيَاطِينُ».

جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا - يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ إِسْحَاقَ - خَطَأٌ وَلَمْ يَسْمَعْهُ ابْنُ إِسْحَاقَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَالصَّوَابُ مَا تَقَدَّمَ ذَكَرْنَاهُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ یعنی ابن اسحاق کی حدیث خطا ہے کیونکہ ابن اسحاق نے یہ حدیث زہری سے نہیں سنی۔ درست وہی ہے جو ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں۔

فائدہ: ابن اسحاق کے عدم سماع پر آئندہ الفاظ دلالت کرتے ہیں جس میں ابن اسحاق نے صرف یہ کہا ہے کہ محمد بن مسلم زہری نے یہ روایت ذکر کی۔ گویا اپنے سماع کی صراحت نہیں کی۔ یاد رہے ابن اسحاق مدلس راوی ہے۔ ایسا راوی جب تک سماع کی صراحت نہ کرے اس کی روایت درست نہیں ہوتی۔ ابن اسحاق نے زہری کا استاد انس بن ابی انس بتایا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ زہری کے استاد نافع بن ابی انس ہیں نہ کہ انس بن ابی انس اس لیے امام نسائی نے ابن اسحاق کی روایت کو خطا اور دوسروں کی روایت کو صحیح بتلایا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۱۰۵- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُونُسِ بْنِ أَبِي أُونُسٍ عَدِيدِ بْنِ تَيْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هَذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَكُمْ تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُسَلْسَلُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۵- حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ رمضان المبارک تمہارے پاس تشریف لا چکا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔“

۲۲- کتاب الصیام رُویۃ ہلال سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ إمام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث صحیح نہیں۔“ (یعنی حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ کے بجائے حضرت انس رحمہ اللہ کا ذکر صحیح نہیں۔)

فائدہ: ابن اسحاق نے یہاں محمد بن مسلم زہری سے بیان کیا اور کہا: [وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ] اور باقی تمام حفاظ کی مخالفت کی ہے حالانکہ باقی تمام حفاظ [عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] کہتے ہیں۔ ان میں عقیل بن خالد صالح بن کیسان، شعیب بن ابی حمزہ اور یونس بن یزید اہلی ہیں۔ ان سب نے حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ کی حدیث بتائی ہے۔ ابن اسحاق مدلس ہیں یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سند میں و ذکر محمد بن مسلم کہہ کر روایت بیان کی ہے جو کسی تدلیس کی غماز ہے اور اسی وجہ سے مذکورہ خطا کا صدور ہوا۔ مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۲۶۰/۲۰)

(المعجم ۵) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مَعْمَرٍ باب: ۵- اس روایت میں معمر کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان فیہ (التحفة ۳) - ب

۲۱۰۶- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُرْعَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيمَةٍ وَقَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَسُلِسِلَتْ فِيهِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۶- حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب دیتے تھے لیکن ضروری قرار نہ دیتے تھے نیز آپ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ بھڑکتی آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“

(معمر کے شاگرد) ابن مبارک نے اس روایت کو مرسل (منقطع) بیان کیا ہے۔ (یعنی ابوسلمہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

۲۱۰۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ۱۷۴/۷۵۹ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۴.

۲۲- کتاب الصیام - روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

۲۱۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ مُوسَى خُرَاسَانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔“

۲۱۰۸- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ».

۲۱۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس ایک بابرکت مہینہ رمضان آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض قرار دیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنا دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی نیکی (عبادت) سے محروم رہا، وہ حقیقتاً محروم شخص ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر شواہد کی روشنی میں اصولی طور پر صحیح ہے، نیز دیگر محققین نے بھی شواہد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صحیح الترغیب للآلبانی، رقم الحدیث: ۹۹۹، والموسوعة الحديثية مسند الامام احمد: ۵۹/۲) ② ”آسمان کے دروازے“۔ ماہ رمضان کے استقبال کے لیے یا اہل ایمان کے اعمال صالحہ کی وصولی کے لیے یا اس سے اعمال صالحہ کی کثرت مراد ہے کہ سب دروازے کھولنے پڑتے ہیں کیونکہ کمزور سے کمزور

۲۱۰۷- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۵، والحديث السابق شاهد له. * عبدالله هو ابن المبارك.

۲۱۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/۲۳۰، ۳۸۵، ۴۲۵ من حديث أيوب السخيتاني به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۶، وقال العلاني في رواية أبي قلابَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ "والظاهر في ذلك كله الإرسال" (جامع التحصيل، ص: ۲۱۱).

ایمان والا شخص بھی اس میں کچھ نہ کچھ اعمال صالحہ کرتا ہے۔ ⑤ ”جہنم یا آگ کے دروازے“ رمضان کے استقبال کے لیے احتراماً جیسے کسی معزز شخصیت کے آنے پر ناپسندیدہ چیزوں کو ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ یا مراد ہے کہ عذاب قبر موقوف ہو جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ مومنین کے لیے ہے کفار کے لیے سب کچھ کھلا رہتا ہے۔ ⑥ ”سرکش جن“ یعنی بڑے بڑے شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے شتو گڑے کھلے رہتے ہیں تبھی کچھ نہ کچھ گناہ ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے سب گناہ شیطاں ہی کی وجہ سے نہیں ہوتے انسان کا اپنا نفس بھی تو شیطان بن جاتا ہے لہذا باوجود شیطاں کے جکڑے جانے کے گناہوں کا عادی نفس گناہ میں جاری رہتا ہے۔ ⑦ ”ہزار مہینے سے بہتر ہے۔“ یعنی اس رات میں عبادت عام دنوں کے ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے اور یہ مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے۔ اور یہ رات ہمیشہ کے لیے ایک مقررہ رات نہیں بلکہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی ہے تاکہ لوگوں میں عبادت کا ذوق بڑھے اور وہ متعدد راتوں میں قیام کریں۔

۲۱۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: عَدْنَا عُثْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ فَنَدَّاهُمْ شَهْرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟ قُلْنَا: شَهْرَ رَمَضَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ! هَلَمْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ». قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ.

۲۱۰۹- حضرت عرفجہ سے منقول ہے کہ ہم حضرت عتبہ بن فرقہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ وہاں ہم رمضان المبارک کا تذکرہ کرنے لگے۔ انھوں نے کہا: تم کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: ماہ رمضان کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اس ماہ مبارک میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطاں جکڑ دیے جاتے ہیں اور ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! ادھر آ۔ اور اے گناہ کے طلب گار! رک جا۔“ ابو عبد الرحمن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث غلط ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ روایت کی سند میں خطا ہے۔ سفیان بن عیینہ کا

۲۲- کتاب الصیام رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

اسے عطاء بن سائب، عن عرفجة، عن عتبة بن فرقد کے طریق سے بیان کرنا درست نہیں کیونکہ اس طرح یہ روایت عتبہ بن فرقد کی سند سے شمار ہوگی جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ روایت عرفجة عن عتبة کے بجائے عرفجة عن رجل من أصحاب النبیؐ چاہیے کہ عرفجہ ایک صحابی رسول سے روایت کرتا ہے۔ ⑤ "اعلان کرتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی اس کائنات کا انتظام اللہ تعالیٰ کے حسب ہدایت ہوتا ہے اور فرشتے اس پر عمل درآمد کرتے ہیں لہذا ہمارے سننے نہ سننے سے اس اعلان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب سچے نبی ﷺ نے بتلادیا تو ہر مومن کو یہ اعلان اپنے دل کے کانوں سے سننا چاہیے۔

۲۱۱۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتٍ فِيهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدٍ، فَأَرَذْتُ أَنْ أُحَدِّثَ بِحَدِيثٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّهُ أَوْلَى بِالْحَدِيثِ مِنِّي، فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي رَمَضَانَ: «تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَا طَالِبَ الْخَيْرِ! هَلُمَّ، وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ! امْسِكْ».

۲۱۱۰- حضرت عرفجہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گھر میں تھا جس میں حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا۔ (وہاں) نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب تھے لہذا وہ میری بجائے حدیث بیان کرنے کے زیادہ حق دار تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے حدیث بیان فرمائی کہ آپ نے رمضان المبارک کے بارے میں بیان فرمایا: "اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ہر سرکش شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! آگے آ اور اے شر کے طلب گار! رک جا۔"

فائدہ: "آگے آ" یعنی نیکی کر کیونکہ یہ نیکی کا موسم ہے اور اس میں بکثرت نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں۔

(المعجم ۶) - الرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لَشَهْرِ رَمَضَانَ: رَمَضَانُ (التحفة ۴) باب: ۶- ماہ رمضان کو (صرف) رمضان کہا جاسکتا ہے

۲۱۱۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۲۱۱۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ

۲۱۱۰- [سنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۴/۳۱۲، ۳۱۳ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۸، وقال النسائي: "حديث شعبة هذا أولى بالصواب". * والرجل هو صحابي بدليل رواية أحمد: ۴/۳۱۲. ۲۱۱۱- [سنادہ ضعیف] أخرجه أبوداود، الصیام، باب من يقول صمت رمضان كله، ح: ۲۴۱۵ من حديث يحيى

۲۲- کتاب الصيام - رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ صُمْتُ رَمَضَانَ وَلَا قُمْتُ كُلَّهُ» وَلَا أَذْرِي كِرَةَ التَّزَكِّيَّةِ أَوْ قَالَ: «لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَةٍ وَرَقْدَةٍ» أَلْفَظُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ.

نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے یا میں نے تمام راتوں کا قیام کیا۔“ (راوی کہتا ہے) میں نہیں جانتا کہ آپ نے اپنے منہ تعریف کو برا سمجھایا اس لیے کہ انسان سے غفلت اور نیند کا ہو جانا لازمی امر ہے۔ یہ الفاظ عبید اللہ (بن سعید) کے ہیں۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ ایک دوسری ضعیف روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”رمضان مت کہو کیونکہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے ہاں: رمضان کا مہینہ کہہ سکتے ہو۔“
 دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ: ۲۰/۲۶۹، ۲۷۰) ② معلوم ہوا اس قسم کے الفاظ بولنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حدیث: ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲ اور مابعد کی صحیح حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور جو روایات اس کی ممانعت کے متعلق منقول ہیں ضعیف ہیں تاہم یہ بات صحیح ہے کہ نیکی کی نسبت اپنی طرف کرنا مناسب نہیں بلکہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق کی طرف کرے نیز بلا وجہ نیکی کا اعلان نہیں کرنا چاہیے۔ قبولیت کے بغیر نیکی کی کوئی حیثیت نہیں اور قبولیت کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں لہذا تزکیہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

۲۱۱۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبَرُنَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا مَرَأَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ: «إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَأَعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةَ فِيهِ

۲۱۱۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا: ”جب رمضان المبارک شروع ہو جائے تو اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان المبارک میں عمرہ حج کے برابر ہے۔“

❖ ابن سعید القطان بہ، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۱۹، وصححه ابن حبان، ح: ۹۱۵، وابن خزيمة، ح: ۲۰۷۵. * الحسن البصري عنن.

۲۱۱۲- أخرجه البخاري، العمرة، باب عمرة في رمضان، ح: ۱۷۸۲، ومسلم، الحج، باب فضل العمرة في رمضان، ح: ۱۲۵۶ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۰. * شعيب هو ابن إسحاق، وعمران بن يزيد بن خالد هو عمران بن خالد بن يزيد.

تَعْدِلُ حَجَّةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”حج کے برابر ہے۔“ یعنی حج کے ثواب کے نہ کہ حاجی کے ثواب کے کیونکہ حاجی کے ثواب میں تو اس کے خلوص، مشقت اور نفقہ وغیرہ کا ثواب بھی شامل ہے جو ہر حاجی کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا عمرہ فرض حج سے کفایت نہیں کر سکتا بلکہ فرض حج کرنے کے ساتھ ہی ساقط ہوگا۔ ② اجنبی عورت سے مخاطب ہونا جائز ہے کیونکہ عورت کی آواز کا پردہ نہیں۔ لیکن گفتگو ضرورت کے تحت اور اخلاق کے دائرے میں رہ کر ہونی چاہیے۔ نرم و نازک انداز سے اجتناب ضروری ہے۔

باب: ۷- مختلف علاقوں کے لوگوں

(المعجم ۷) - اِخْتِلَافُ أَهْلِ الْأَقَاقِي فِي

کا چاند دیکھنے میں اختلاف

الرُّؤْيَةِ (التحفة ۵)

۲۱۱۳- حضرت کریم بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے (کسی کام کے لیے) علاقہ شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (امیر المومنین) کے پاس بھیجا۔ میں شام گیا اور ان کا کام پورا کیا۔ میں ابھی شام ہی میں تھا کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہو گیا۔ میں نے بذات خود جمعے کی رات چاند دیکھا پھر میں ماہ رمضان المبارک کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چاند کا ذکر کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ تم نے (رمضان المبارک کا) چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے جمعہ المبارک کی رات دیکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: تو نے خود جمعے کی رات دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا پھر لوگوں نے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا: ہم نے تو ہفتے کی رات دیکھا تھا۔ ہم تو روزے رکھتے

۲۱۱۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ، فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمْ؟ قُلْتُ: رَأَيْتَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَرَأَاهُ النَّاسُ فَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: لَكِنْ رَأَيْتَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالَ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ،

۲۲- کتاب الصیام رُویۃ ہلال سے متعلق احکام و مسائل

فَقُلْتُ: أَوْ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَا مُعَاوِيَةَ رُہیں گے حتیٰ کہ تیس پورے ہو جائیں یا چاند دیکھ لیں۔ وَأَصْحَابِهِ؟ قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا میں نے کہا: کیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رَسُوْلُ اللہ ﷺ کے چاند دیکھ لینے کو کافی نہیں سمجھتے؟ انھوں نے کہا: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”یہی حکم دیا ہے“ کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص چاند دیکھے بلکہ کوئی ایک معتبر آدمی بھی چاند دیکھ لے یا کسی اور جگہ چاند نظر آنے کی خبر پہنچ جائے تو اس علاقے کے تمام لوگ روزہ رکھیں گے یا عید کریں گے اور نیا مہینہ شروع ہو جائے گا، البتہ یہ تحقیق ضروری ہے کہ دونوں جگہوں میں اتنا فاصلہ نہ ہو جتنے فاصلے سے چاند دیکھنے میں ایک یا دو دن کا فرق پڑ سکتا ہے۔ جس جگہ چاند نظر آیا ہو اس کے ارد گرد جتنے علاقے میں وہ چاند نظر آ سکتا ہو، اتنے علاقے کے لیے وہ رُویۃ معتبر ہوگی۔ اس سلسلے میں علمائے رصد سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ آج کل ہر اسلامی ملک اتنا چھوٹا ہے کہ اس ملک میں کسی جگہ بھی چاند نظر آ جائے تو وہ پورے ملک میں نظر آ سکتا ہے، لہذا ایک ملک میں کسی جگہ چاند نظر آنے پر سارے ملک میں روزہ یا عید ہو سکتے ہیں، البتہ مختلف ممالک میں چاند مختلف ہو سکتا ہے، مثلاً: سعودی عرب اور پاکستان ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر ہیں۔ اس سلسلے میں علمائے ہیئت و رصد ہی صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں، لہذا رُویۃ ہلال کمیٹی میں ان کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں چند اصول مسلمہ ہیں: ② جب ایک شہر میں چاند نظر آئے تو اس سے ملتے جلتے طول بلد پر واقع تمام شہروں میں چاند ہوگا، خواہ ان کا درمیانی فاصلہ ہزاروں میل ہی میں ہو۔ ③ کسی شہر میں چاند نظر آئے تو اس سے مغرب میں واقع تمام علاقوں میں خواہ مخواہ چاند نظر آ جائے گا، دیکھنے کی ضرورت نہیں، خواہ فاصلہ ہزاروں میل ہو، البتہ اس کے الٹ ضروری نہیں، یعنی مغرب کا چاند مشرق کے لیے معتبر نہیں، الگ دیکھنا ہوگا۔ ④ بالائی علاقے میں چاند نظر آئے تو نیچی علاقے میں چاند کا نظر آنا ضروری نہیں، البتہ اس کے الٹ ضروری ہے، یعنی نیچی علاقے میں چاند نظر آئے تو بالائی علاقے میں لازماً چاند ہوگا، اور یہ اصول بدیہی ہیں، ان میں اختلاف ممکن نہیں۔ ⑤ مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان ویسے تو کافی فاصلہ ہے مگر طول بلد کے لحاظ سے صرف چھ درجے کا فرق ہے۔ گویا طلوع اور غروب میں ۲۴ منٹ کا فرق ہے، اتنے فرق سے چاند کی رُویۃ میں فرق نہیں پڑتا۔ دونوں جگہ ایک ہی دن چاند ہونا چاہیے، مگر اس دور میں پیغام رسانی کے حیر ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے اتنے فاصلے سے بروقت خبر پہنچانا ممکن تھا، لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے لیے شام (یعنی دمشق جو اس وقت دار الخلافہ تھا) کی رُویۃ کو کافی نہ سمجھا۔

روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

باب: ۸- رمضان المبارک کے چاند کے لیے
ایک آدمی کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان اور
سماک کی حدیث میں سفیان کے شاگردوں
کے اختلاف کا ذکر

(المعجم ۸) - بَابُ قُبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ
الْوَاحِدِ عَلَى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَذِكْرِ
الْاِخْتِلَافِ فِيهِ عَلَى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ
سِمَاكِ (التحفة ۶)

۲۱۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے
چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ
کے بندے اور رسول ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ تو نبی
ﷺ نے اعلان کر دیا: ”روزہ رکھو۔“

۲۱۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
ابْنُ أَبِي رَزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ
مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ
عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ
أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: رَأَيْتُ
الْهِلَالَ، فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ.
فَنَادَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ: «صُومُوا».

🌅 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوتا ہے چاند کا دیکھنا اور خبر مل جانا برابر ہیں بشرطیکہ مطلع ایک ہو جیسا کہ پچھلی
حدیث کے فوائد میں بیان ہوا۔ ② ماہ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں جمہور اہل علم کا قول یہی ہے
کہ ایک مسلمان کی گواہی کافی ہے جیسا کہ حدیث میں واضح ہے اور یہی صحیح ہے البتہ بعض فقہاء گواہی کے مد نظر
دو مسلمانوں کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں، لیکن عید کے بارے میں ائمہ اربعہ میں اتفاق ہے کہ دو مسلمانوں کی گواہی
ضروری ہے کیونکہ عید میں لوگوں کا اپنا مفاد بھی ہوتا ہے لہذا حقوق العباد کی طرح اس میں بھی دو گواہ ہونے چاہئیں
جبکہ روزے میں لوگوں کا ذاتی مفاد نہیں لہذا وہاں ایک مسلمان کی خبر کافی ہے کیونکہ یہ خبر ہے شہادت (گواہی)
نہیں اور خبر کے لیے ایک معتبر شخص کافی ہے۔ ③ ”تو گواہی دیتا ہے؟“ گویا مسلمان ہونا ضروری ہے، نیز وہ
قابل اعتبار بھی ہو، یعنی جھوٹ بولنے میں معروف نہ ہو اور فرائض شرع کا پابند ہو، دین کو مذاق نہ بناتا ہو۔ ④ یہ
اور آئندہ تینوں روایات ضعیف ہیں لیکن ابوداؤد (حدیث: ۲۳۳۲) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی مفہوم کی صحیح حدیث

۲۱۱۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، ح: ۲۳۴۰،
والترمذي، ح: ۶۹۱، وابن ماجه، ح: ۱۶۵۲ من حديث سِمَاكِ به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۳، وصححه ابن
خزيمة، وابن حبان، والحاكم. * سماك عن عكرمة ضعيف، وتقدم، ح: ۳۲۶ كما حققته في نيل المقيود، ح: ۶۸،
يسر الله لنا طبعه.

۲۲- کتاب الصیام . رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

موجود ہے اس لیے حدیث میں بیان کردہ مسئلہ اور دیگر مستحب مسائل درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۱۱۵- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهَالَالَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «يَا بَلَّالُ! أَدْنُ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا».

۲۱۱۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کل روزہ رکھیں۔“

۲۱۱۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ. مُرْسَلٌ.

۲۱۱۶- ابو داؤد (عمر بن سعد حفری) نے حضرت سفیان سے انھوں نے سہاک سے انھوں نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

۲۱۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نُعَيْمٍ مِصْبِصِي قَالَ: أَخْبَرَنَا جَبَّانُ بْنُ مُوسَى الْمَرْزُوقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ. مُرْسَلٌ.

۲۱۱۷- عبد اللہ نے حضرت سفیان سے انھوں نے سہاک سے انھوں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

۲۱۱۸- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَيْبٍ، أَبُو عُثْمَانَ - وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا بِطَرَسُوسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ

۲۱۱۸- حضرت حسین بن حارث جدلی سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے اس دن لوگوں کو خطاب کیا جس دن رمضان المبارک ہونا مٹھوک تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے

۲۱۱۵- [ضعیف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۲.

۲۱۱۶- [ضعیف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۴.

۲۱۱۷- [ضعیف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۵.

۲۱۱۸- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۶، وله علة قاذحة عند أحمد: ۳۲۱/۴، وللحديث شواهد كثيرة جدًا. * يحيى بن زكريا بن أبي زائدة رواه عن الحجاج (بن أرقطة) عن الحسين بن الحارث به.

۲۲- کتاب الصیام - رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

الْحَارِثُ الْجَدَلِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشْكُ فِيهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي جَالَسْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَاءَ لُئُتُهُمْ، وَأَنَّهُمْ حَدَّثُونِي: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤُوسِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ، وَانْشَكُوا لَهَا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوا ثَلَاثِينَ، وَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُومُوا وَأَفْطِرُوا».

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھتا رہا ہوں اور ان سے مسائل بھی پوچھتا رہا ہوں۔ انھوں نے مجھے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا بند کرو۔ اور چاند دیکھ کر ہی حج اور قربانی کرو۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو (مہینے کے) تیس دن پورے کرلو۔ اور اگر دو شخص چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو بھی روزے رکھنا شروع یا بند کر دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”مشکوک دن“ سے مراد شعبان کا تیسواں دن ہے کیونکہ اس کے بارے میں دونوں امکان ہوتے ہیں شعبان کی تیسویں ہو یا رمضان المبارک کی یکم خصوصاً جب چاند کا امکان تھا لیکن مطلع ابراؤد تھا۔ چاند نظر نہ آسکا۔ ② ”چاند نظر نہ آئے“ بادل غبار یا دھواں وغیرہ کی وجہ سے۔ ③ ”دو شخص گواہی دیں۔“ دو شخص تب ضروری ہیں جب مطلع بالکل صاف ہو کیونکہ ایسی صورت میں زیادہ اشخاص کے دیکھنے کا امکان ہوتا ہے البتہ اگر مطلع ابراؤد ہو تو ایک شخص کی گواہی بھی کافی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں بیان ہوا کیونکہ ایسی صورت میں عموماً نظر آنے کا امکان نہیں ہوتا ایک آدھ کو نظر آنا بھی غنیمت ہوتا ہے اس طرح احادیث میں تطبیق ہو جائے گی اور تطبیق ہی بہتر ہوتی ہے البتہ عید کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹) - إِكْمَالُ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِذَا كَانَ غَيْمٌ وَذَكَرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (التحفة ۷)

باب: ۹- بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والوں کے

اختلاف کا ذکر

۲۱۱۹- أَخْبَرَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”روزوں کا آغاز چاند دیکھ کر

۲۱۱۹- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ ”إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطَرُوا“، ح: ۱۹۰۹، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية هلال... الخ، ح: ۱۹۰۸/۱۹ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۷. * إسماعيل هو ابن علي.

۲۲- کتاب الصیام رویت ہلال سے متعلق احکام ومسائل

زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤُوسِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

فوائد ومسائل: ① ان میں اختلاف کی صورت یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کے رواۃ میں شعبہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ جب اسماعیل ابن علیہ امام شعبہ سے بیان کرتے ہیں تو فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے ورقاء بن عمر یثکری بیان کرتے ہیں تو فَاذْكُرُوا ثَلَاثِينَ کہتے ہیں لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مزید تفصیل و تحقیق کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۱۲۱/۳، رقم الحدیث: ۱۹۰۹) ② مہینہ کوئی بھی ہو حکم یہی ہے۔ بعض روایات میں شعبان کا لفظ صرف اس لیے ہے کہ روزوں کا تعلق شعبان کے اختتام سے ہے ورنہ خود رمضان بھی اس صورت حال میں (یعنی جب شوال کا چاند نظر نہ آئے) تیس دن ہی کا شمار کیا جائے گا۔

۲۱۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤُوسِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمُ فَاذْكُرُوا ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر بھی روزے رکھنا بند کرو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو مہینہ تیس کا سمجھو۔“

(المعجم ۱۰) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ۷) - ۱

وضاحت: آئندہ احادیث کو دیکھنے سے اختلاف واضح ہے کہ پہلی روایت (۲۱۲۱) میں اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا اور دوسری روایت (۲۱۲۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۲۱۲۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤُوسِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۰- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۸.

۲۱۲۱- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۱۰۸۱ من حديث إبراهيم

ابن سعد عن محمد بن مسلم الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۹.

روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو تب روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور تمہیں شوال کا چاند نظر نہ آئے) تو تیس روزے پورے کرو۔“

عَبْدُ اللَّهِ التَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا».

۲۱۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو اس مہینے کو تیس کا سمجھو۔“

۲۱۲۲- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدِرُوا لَهُ».

۲۱۲۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو فرمانے لگے: ”جب تک چاند نہ دیکھ لو روزے رکھنا شروع نہ کرو۔ اسی طرح روزے رکھنا بند نہ کرو جب تک (شوال کا) چاند نہ دیکھ لو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر

۲۱۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «لَا

۲۱۲۲- أخرجه مسلم، ح: ۸/۱۰۸۰ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واستعا، ح: ۱۹۰۰ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۳۰.

۲۱۲۳- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: «إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا»، ح: ۱۹۰۶، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۳/۱۰۸۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۸۶/۱، والكبرى، ح: ۲۴۳۱.

۲۲- کتاب الصیام رُویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ»۔
 نہ آئے) تو اس مہینے کو تیس دن کا فرض کرو۔“

(المعجم ۱۱) - ذِكْرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
 باب: ۱۱- اس حدیث میں عبید اللہ بن عمر
 کے شاگردوں کا اختلاف
 (التحفة ۷) - ب

وضاحت: آئندہ دو احادیث سے یہ اختلاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے شاگرد دیکھی نے (۲۱۲۴) روایت کو
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد محمد بن بشر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی
 طرف تاہم دونوں سندیں صحیح ہیں۔

۲۱۲۴- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ»۔
 ۲۱۲۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم روزے رکھنا شروع نہ کرو حتی کہ (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو اور روزے رکھنا بند نہ کرو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ تیس کا بناؤ۔“

۲۱۲۵- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ جِمَصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْهَلَالَ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غَمَّ

۲۱۲۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۳/۲ عن يحيى القطان به، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۱۰۸۰ من حديث عبيد الله بن عمر به، بالفاظ أخرى نحو المعنى، والبخاري، ح: ۱۹۰۶ (انظر الحديث السابق) من طريق آخر عن نافع به.

۲۱۲۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۲۰/۱۰۸۱ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۳۳.

عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

باب: ۱۲- حضرت ابن عباس کی حدیث

میں عمرو بن دینار کے شاگردوں

کا اختلاف

(المعجم ۱۲) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

فِيهِ (التحفة ۷) - ج

وضاحت: روایت: ۲۱۲۶ میں حضرت عمرو بن دینار کے شاگرد حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار اور ابن عباس

کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا جبکہ روایت: ۲۱۲۶ میں حضرت سفیان نے محمد بن حنین کا واسطہ بیان کیا ہے

تاہم احادیث صحیح ہیں۔

۲۱۲۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھو اور

چاند دیکھ کر عید کرو۔ اگر چاند چھپ جائے (نظر نہ آئے)

تو اس مہینے کی گنتی تیس دن مکمل کرو۔“

۲۱۲۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بِأَبُو

الْجَوَازِءِ، وَهُوَ ثِقَّةٌ بَصْرِيٌّ أَخُو أَبِي

الْعَالِيَةِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ

دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَيْتِهِ، وَأَفْطِرُوا

لِرُؤْيَيْتِهِ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ

ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ماہ رمضان شروع ہونے

سے پہلے روزہ رکھتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہے: ”جب تم چاند دیکھو تو پھر روزہ رکھو اور جب اگلا

چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو۔ اگر چاند چھپ جائے

۲۱۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ

دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ: عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ

وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ

۲۱۲۶- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۳۴.

۲۱۲۷- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/۲۲۱، والحميدي، ح: ۵۱۴ عن سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى،

ح: ۲۴۳۵، وفي المسند: ۱/۳۶۷ وغيره. * محمد بن جبير، يعني ابن مطعم، وهو المرجوح، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

۲۲- کتاب الصیام رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

الْهَيْلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطُرُوا، (نظر نہ آئے) تو مہینے کی گنتی تیس دن پوری کرو۔“
فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ۔

☀ فائدہ: ”عجب ہے“ یعنی رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے پہلے مشکوک (شعبان کے تیسویں) دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے کہ یہ تکلف اور تشدد ہے۔ صحیح روایات میں اس دن کا روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی بتلایا گیا ہے۔ جن اہل علم نے احتیاطاً نفل روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے شاید انھوں نے ان الفاظ کی سختی پر غور نہیں فرمایا۔ باقی رہی فرض اور نفل کی تفریق (کہ فرض منع ہے نفل جائز ہے) تو یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاند دکھانے میں احتیاط نہیں فرمائی تو ہمیں خواہ مخواہ اس احتیاط کی کیا ضرورت ہے؟ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا۔

(المعجم ۱۳) - ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى
باب: ۱۳- اس بارے میں ربیعہ کی حدیث
مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رَبِيعٍ فِيهِ (التحفة ۷) - د
میں منصور کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: یہ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ روایت: ۲۱۲۹ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کرنے کی بجائے ”کسی صحابی“ کے الفاظ ہیں جبکہ روایت: ۲۱۲۸ میں ان کے نام کی صراحت ہے۔

۲۱۲۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ
ابْنِ جِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْدَمُوا الشَّهْرَ
حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ قَبْلَهُ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ،
ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا
الْعِدَّةَ قَبْلَهُ»۔

۲۱۲۸- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماہ رمضان سے پہلے
روزہ نہ رکھو حتیٰ کہ روزہ رکھنے سے پہلے (رمضان المبارک
کا) چاند نہ دیکھ لو ورنہ (شعبان کے) تیس دن پورے
کر کے روزہ رکھو پھر تم روزے رکھتے رہو حتیٰ کہ (شوال
کا) چاند نہ دیکھ لو یا چاند دیکھنے سے پہلے تیس دن پورے
کر لو۔“

☀ فائدہ: اس روایت میں صراحۃً چاند نظر آنے سے پہلے روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اور اسی پر عمل چاہیے۔

۲۱۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۲۱۲۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب إذا أغمي الشهر، ح: ۲۳۲۶ من حديث جرير بن عبد الحميد الضبي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۳۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۱۱، وابن حبان، ح: ۸۷۵۔

۲۱۲۹- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۳۷، * سفيان هو الثوري، وعبد الرحمن هو ابن

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْدَمُوا الشَّهْرَ حَتَّى تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ أَوْ تَرَوْا الْهَيْلَالَ، ثُمَّ صُومُوا وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماہ رمضان المبارک سے پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو حتیٰ کہ (شعبان) کے تیس دن پورے کر دیا (رمضان کا) چاند دیکھ لو پھر روزے رکھتے رہو اور روزے رکھنے بند نہ کرو حتیٰ کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو یا (رمضان المبارک کے) تیس روزے پورے کر لو۔“

حجاج بن ارطاة نے اس روایت کو مرسل ذکر کیا ہے
أَرْسَلَهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ.

(کہ انھوں نے صحابی کا واسطہ ہی ختم کر دیا اور اسے ربیع کی روایت بنا دیا حالانکہ وہ صحابی نہیں۔)

🌞 فائدہ: چونکہ قمری مہینہ تیس دن سے زائد ہوتا ہی نہیں لہذا تیس دن پورے ہونے کے بعد چاند دیکھنا ضروری نہیں۔

۲۱۳۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَيْلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَيْتُمُوا شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوْا الْهَيْلَالَ قَبْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ صُومُوا رَمَضَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوْا الْهَيْلَالَ قَبْلَ ذَلِكَ».

۲۱۳۰- حضرت ربیع سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو تو روزے شروع کرو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور تمہیں چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرو الا یہ کہ تم اس سے پہلے چاند دیکھ لو پھر تیس دن روزے رکھو الا یہ کہ اس سے پہلے چاند دیکھ لو۔“

۲۱۳۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ بَيَانُ فَرَمَاتِهِ هُنَا

۴۴ مہدی.

۲۱۳۰- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۳۸. * عبدالله هو ابن المبارك، وجبان هو ابن موسى، ومحمد بن حاتم هو ابن نعيم المروزي.

۲۱۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب من قال: فإن غم عليكم فصوموا ثلاثين، ح: ۲۳۲۷ من ۴۴

۲۲- کتاب الصیام رویت ہلال سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ، فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو۔ اگر تمھارے اور چاند کے درمیان بادل حائل ہو جائیں (اور چاند نظر نہ آئے) تو معروف گنتی (تیس دن) پوری کرو اور ماہ رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو۔“

☀ فائدہ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کثیر شواہد ومتابعات کی وجہ سے متن حدیث صحیح ہے۔

۲۱۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ، فَإِنْ حَالَ ذُوْنهُ غَيَاةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ».

۲۱۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنے بند کرو۔ اگر چاند نظر آنے میں بادل رکاوٹ بن جائیں تو تیس دن پورے کرو۔“

☀ فائدہ: اس مفہوم کی روایات کی اس قدر تکرار بعض اسنادی اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے جن کا علم مذکورہ روایات کی سندوں کے گہرے جائزے سے ہوگا، البتہ اس اختلاف کا حدیث کے متن پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا کیونکہ متن متفق علیہ ہے، بلکہ اس تکرار سے متن کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ وہ کثیر صحابہ اور بہت زیادہ راویوں سے مروی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اختلاف سے مراد ہر جگہ غلطی نہیں ہوتی بلکہ بہت سے مقامات پر اختلاف کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ حدیث ان تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ سے آتی ہے اور یہ سب سندیں صحیح ہیں۔

« حدیث سماک بہ، وهو فی الکبریٰ، ح: ۲۴۳۹، وصححه الترمذی، انظر، ح: ۳۲۶.

۲۱۳۲- [صحیح] أخرجه الترمذی، الصوم، باب ماجاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، ح: ۶۸۸ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۰، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد صحيحة.

باب: ۱۴- (قمری اور اسلامی) مہینہ کتنے دن

کا ہوتا ہے؟ اور حضرت عائشہ کی اس حدیث

میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

(المعجم ۱۴) - نَمِ الشَّهْرُ وَذِكْرُ

الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ

عَائِشَةَ (التحفة ۸)

۲۱۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے (ناراضی کی بنا پر) قسم کھالی کہ اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا۔ آپ انتیس دن تک اسی حال میں رہے۔ (پھر میرے پاس تشریف لائے۔) میں نے (یاد دہانی کے طور پر) عرض کیا کہ آپ نے ایک ماہ کی قسم نہیں کھائی تھی میں نے تو انتیس دن شمار کیے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

۲۱۳۳- أَخْبَرَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ رَجُلٌ جَهْضَمِيٌّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ كُنْتَ آلَيْتَ شَهْرًا فَعَدَدْتُ الْأَيَّامَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ زہری کے بعض شاگردوں نے اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف، تاہم یہ اختلاف ضرر رساں نہیں، حدیث دونوں سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ ② ”قسم کھالی۔“ اس طرح کی قسم کو شرعی زبان میں ”ایلاء“ کہتے ہیں۔ خاوند بیوی میں اگر کوئی ناچاقی ہو جائے تو خاوند اپنی بیوی سے وقتی طور پر تعلقات منقطع کر سکتا ہے مگر گھر میں رہنا ضروری کہے تاکہ عورت کوئی غلط قدم نہ اٹھائے۔ یہ کیفیت زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک رہ سکتی ہے۔ اگر قسم اس سے زیادہ کی ہو تو قسم توڑنا فرض ہے اور چار ماہ کے بعد فوراً تعلقات قائم کرنا ضروری ہے ورنہ اسے طلاق دینا پڑے گی۔ وہ دونوں میں سے کوئی بھی کام نہ کرے تو قاضی یا حاکم اپنی طرف سے اسے مصاحبت پر مجبور کرے گا یا طلاق نافذ کر دے گا اور وہ عورت اس سے مستقل طور پر جدا ہو جائے گی۔ اگر مدت کم ہو تو قسم پوری کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ کی قسم کھائی تھی، لہذا آپ نے قسم پوری کی۔ اس واقعے کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ③ ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“ یعنی قمری مہینہ جو احکام اسلامی میں معتبر ہے، تیس دن کا بھی ہوتا ہے اور انتیس کا بھی، لہذا انتیس دن کو بھی کامل مہینہ شمار کیا جائے گا۔ ایک مہینے کی قسم شرعاً انتیس

۲۲- کتاب الصیام رُویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

دن کے لیے ہوگی۔ یہ اس جملے کا صحیح مفہوم ہے۔ بعض اہل علم نے یوں معنی کیا ہے کہ ”یہ مہینہ انتیس کا ہے۔“ گویا آپ نے پہلی تاریخ کا چاند دیکھ کر قسم کھائی اور اگلا چاند دیکھ کر داخل ہوئے، مگر یہ بہت بعید بات ہے کہ آپ نے ناراضی کے باوجود چاند دیکھنے تک انتظار کیا اور پھر قسم کھائی اور پھر اگلا چاند دیکھتے ہی آپ داخل ہوئے۔ کیا جھگڑا عین چاند والے دن ہوا تھا؟ کسی حدیث میں اس کی صراحت نہیں۔ نہ یہ معنی دل کو لگتا ہے جبکہ پہلا معنی بالکل واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۱۳۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ حَدَّثَهُ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ لَهُمَا: ﴿إِنْ نُبَوَّأَ إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ [التحریم: ۴] وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَأَعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ قَدْ قَالَ: «مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا» مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ

۲۱۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عرصہ دراز سے خواہش مند تھا کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ ”اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تو یہ نہایت مناسب ہے کیونکہ تمہارے دل کج (ٹیڑھے) ہو گئے ہیں۔“ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ اس تفصیلی حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس بات کی وجہ سے جسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے فاش (ظاہر) کر دیا تھا، انتیس دن تک اپنی بیویوں سے جدا رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ نے (قسم کھا کر) فرمایا تھا: ”میں اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینے تک نہیں آؤں گا۔“ جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہودیوں کی بات بتائی تو آپ ان پر سخت ناراض ہو گئے تھے جب انتیس دن گزر گئے تو سب سے

۲۱۳۴- أخرجه البخاري، العلم، باب التناوب في العلم، ح: ۸۹، من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخيريهن... الخ، ح: ۳۴/۱۴۷۹ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۲.

رؤیت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

عَلَيْهِنَّ حِينَ حَدَّثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَدِيثَهُنَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: إِنَّكَ قَدْ كُنْتَ آلَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً نَعُدُّهَا عَدَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً».

پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے اور آج تو انیسویں دن کی صبح ہے۔ ہم نے یہ دن گن گن کر گزارے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انیس کا بھی ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ناراضی کے واقعے کی پوری تفصیل تو ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی لیکن اتنا جان لینا کافی ہے کہ آپ نے ایک راز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تھا اور تاکید فرمائی تھی کہ کسی تک یہ راز نہ پہنچے مگر وہ اپنی فطری کمزوری کی بنا پر راز کو راز نہ رکھ سکیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا بیٹھیں اور ہوتے ہوتے یہ بات سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا تک پہنچ گئی جس سے آپ ﷺ کو دکھ اٹھانا پڑا۔ ایک دو واقعات اور بھی ہوئے ان تمام وجوہ سے آپ کی ناراضی شدید ہو گئی۔ ② جب محسوس ہو کہ آدمی قسم توڑ رہا ہے تو اسے یاد کرایا جاسکتا ہے۔

باب: ۱۵- اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما

(المعجم ۱۵) - ذَكَرُ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ

کی حدیث کا بیان

(التحفة ۸) - أ

۲۱۳۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی

۲۱۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - هُوَ

ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور بتایا کہ مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

أَبُو بَرَيْدٍ الْجَرْمِيُّ بَصْرِيٌّ - عَنْ بَهْزٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي

جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ

وَعِشْرُونَ يَوْمًا».

۲۱۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

۲۱۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۲۱۳۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۱۸/۱، ۳۴۰ من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن أبي الحكم عمران ابن الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۳، وهو حديث مختصر.

۲۱۳۶- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۴. * محمد هو ابن جعفر غندر.

۲۲- کتاب الصیام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدٌ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعَهَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ [سَلَمَةُ]: سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا».

(المعجم ۱۶) - ذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى إِسْمَاعِيلَ فِي خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ۸) - ب

باب: ۱۶- اس بارے میں حضرت سعد بن مالک کی حدیث میں اسماعیل کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: حدیث: ۲۱۳۷، ۲۱۳۸ میں یہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے جبکہ حدیث: ۲۱۳۹ میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں صرف ان کے بیٹے کا ذکر ہے جو صحابی نہیں جیسا کہ فائدے میں ذکر ہے۔

۲۱۳۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرَى وَقَالَ: «الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَتَقَصَّ فِي الثَّلَاثَةِ أَصْبَعًا.

۲۱۳۸- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» يَعْني تِسْعَةً وَعِشْرِينَ.

۲۱۳۹- أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، الصَّيَامُ، بَابُ الشَّهْرِ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، ح: ۱۰۸۹ من حديث محمد بن بشر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۵.

۲۱۳۷- ۲۱۳۸- ۲۱۳۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۶.

۲۲- کتاب الصيام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . محمد بن سعد سے (صحابی رسول سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر) نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے یعنی مرسلًا۔

۲۱۳۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَصَفَّقَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بِيَدَيْهِ يَنْتَعِثُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَبَضَ فِي الثَّلَاثَةِ الْإِبْهَامَ فِي الْيُسْرَى.

۲۱۳۹- حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔“ (حدیث کے راوی) محمد بن عبید نے اپنے دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں کھول کر سامنے کیں۔ تین دفعہ ایسے کیا اور تیسری دفعہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بند کر لیا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: عَنِ أَبِيهِ؟ قَالَ: لَا.

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے اسماعیل سے پوچھا: کیا محمد بن سعد نے اس روایت کو اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص) سے بیان کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں (بلکہ مرسلًا بیان کیا ہے۔)

🌞 فائدہ: اس روایت میں تابعی حضرت محمد بن سعد کہہ رہے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ..... الخ، صحابی کا واسطہ نہیں لہذا یہ روایت مرسل ہے۔

(المعجم ۱۷) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي خَبَرِ أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ۸) - ج

باب: ۱۷- اس بارے میں حضرت ابوسلمہ کی حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: بعض شاگردوں نے حضرت ابوسلمہ کا استاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا ہے اور بعض نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو، حدیث دونوں طریقوں سے صحیح ہے۔

۲۱۴۰- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ۲۱۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۱۳۹- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۷.

۲۱۴۰- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء لا تقدموا الشهر بصوم، ح: ۶۸۴ من حديث أبي

۲۲- کتاب الصیام رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

هَارُونُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعَةً وَعَشْرِينَ، وَيَكُونُ ثَلَاثِينَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو (تیس دن کی) گنتی پوری کرو۔“

۲۱۴۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍ - يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ».

۲۱۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مہینہ انتیس (کا بھی ہوتا ہے)۔“

۲۱۴۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو،

۲۱۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم امی لوگ ہیں۔ ہم حساب کتاب نہیں جانتے۔ مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔“ تین دفعہ

﴿سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۸، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۰۸. * هارون هو ابن إسماعيل الخزاز البصري، وأبو داود هو سليمان بن سيف الحراني، ويحيى هو ابن أبي كثير.﴾

۲۱۴۱- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال. . . الخ، ح: ۱۱/۱۰۸۰ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۴۹.

۲۱۴۲- أخرجه مسلم، ح: ۱۵/۱۰۸۰ ب (انظر الحديث السابق) من حديث عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان الثوري، والبخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "لا نكتب ولا نحسب"، ح: ۱۹۱۳ من حديث الأسود بن قيس به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۰.

۲۲- کتاب الصیام رُویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ، الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا»، ثَلَاثًا حَتَّى ذَكَرَ ثِسْعًا وَعِشْرِينَ.

فائدہ: ”امی لوگ“، یعنی ہم تو فطری علم سے آشنا ہیں جس میں غلطی کا امکان نہیں۔ ہم نے حساب کتاب نہیں پڑھا، لہذا ہم علم ریاضی، علم نجوم و ہیئت وغیرہ سے واقف نہیں۔ نہ ہمارے ماہ و سال ہی کا حساب ان علوم سے ہے بلکہ ہم چاند کو دیکھ کر مہینے کا حساب لگاتے ہیں جو کبھی تیس کا ہوتا ہے، کبھی انتیس کا، اور یہی حقیقی مہینہ ہے۔ بخلاف شمسی مہینے کے کہ وہ فرضی ہے۔ اس میں کوئی ظاہری علامت نہیں۔

۲۱۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ عَمْرٍو بْنَ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَحْسِبُ وَلَا نَكْتُبُ، وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا» وَعَقَّدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّلَاثَةِ «وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» تَمَامَ الثَّلَاثِينَ.

۲۱۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم امی لوگ ہیں، ہم حساب کتاب نہیں جانتے۔ کبھی مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔“ تیسری دفعہ آپ نے انگوٹھا بند فرمایا (یعنی انتیس دن کا۔) ”اور کبھی مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔“ یعنی پورے تیس دن کا۔

فائدہ: مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا، بہر صورت وہ کامل ہوتا ہے احکام میں بھی اور ثواب میں بھی۔

۲۱۴۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۱۴۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ کبھی اتنا ہوتا ہے۔“ شعبہ نے جبکہ بن حنیم کی نقل کی اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ

۲۱۴۳- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۱. * محمد هو ابن جعفر غندر.

۲۱۴۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَافْطَرُوا"، ح: ۱۹۰۸، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۱۳/۱۰۸۰ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۲.

۲۲- کتاب الصیام - سحری سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ قَالَ: «الشَّهْرُ هَكَذَا» وَوَصَفَ شُعْبَةَ عَنْ صِفَةِ جَبَلَةَ عَنْ صِفَةِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فِيمَا حَكَى مِنْ صَنِيعِهِ مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِضْبَعًا مِنْ أَصَابِعِ يَدَيْهِ.

۲۱۴۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ - يَغْنِي ابْنِ حُرَيْثٍ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

☀ فائدہ: لہذا ایک مہینے کی قسم انتیس دن میں پوری ہو جاتی ہے۔ (اس قدر تکرار کا فائدہ کیا ہے؟ دیکھیے حدیث: ۲۱۳۲)

(المعجم ۱۸) - أَلَحْتُ عَلَى السَّحُورِ (التحفة ۹)

۲۱۴۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهًا» وَفَقَّهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ.

عبد اللہ بن سعید نے اس روایت کو موقوف بیان

کیا ہے۔

۲۱۴۵- أخرجه مسلم، ح: ۱۴/۱۰۸۰ عن محمد بن المثنى به، (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبير، ح: ۲۴۵۳.

۲۱۴۶- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷۰/۱۰، ح: ۱۰۲۳۵ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبير، ح: ۲۴۵۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۳۶ عن محمد بن بشار به، وله شواهد، منها الحديث الآتي: ۲۱۴۸.

۲۲- کتاب الصیام

سحری، بہ متعلقہ: حکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① سحری کھانا مستحب ہے کیونکہ اس سے روزہ نبھانا آسان ہوگا، جسمانی قوت برقرار رہے گی اور پھر روزے کی نیت سے کھانے کی وجہ سے ثواب بھی ہوگا، گویا کہ ہم خرمادہم ثواب۔ لیکن یہ روزے کے لیے واجب ہے نہ شرط البتہ افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے نیز اہل کتاب کے روزے سے ہمارے روزے کا امتیاز سحری ہی سے ہے۔ سحری کی وجہ سے نیت بروقت ہوگی اور صبح کے وقت جاگنے کا موقع ملے گا جو دعا و تہجد کا وقت ہے۔ غرض بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔ برکت سے مراد یہ سب کچھ ہے۔ ② برکت کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سحری واجب نہیں، مستحب ہے۔

۲۱۴۷- أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «تَسَحَّرُوا». قَالَ عُثَيْدُ اللَّهِ: لَا أَذْرِي كَيْفَ لَفْظُهُ.

۲۱۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سحری کھاؤ۔ (راوی حدیث) عبید اللہ نے کہا: میں نہیں جانتا اس کے (صحیح) الفاظ کیا ہیں؟

☀️ فائدہ: مقصد یہ ہے کہ یہ روایت موقوف بھی آئی ہے، یعنی صحابی کا اپنا قول رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیے بغیر۔

۲۱۴۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهً».

۲۱۴۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھایا کرو یقیناً اس میں برکت ہے۔“

(المعجم ۱۹) - ذِكْرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ۹) - ۱

باب: ۱۹- اس حدیث میں عبدالملک بن ابی سلیمان کے شاگردوں کا اختلاف (کہ یہ روایت موقوف ہے یا مرفوع)

۲۱۴۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ

۲۱۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

۲۱۴۷- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۵. * عبدالرحمن هو ابن مهدي.

۲۱۴۸- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور... الخ، ح: ۱۰۹۵ عن قتيبة، والبخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح: ۱۹۲۳ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۶.

۲۱۴۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۷۷، ۳۷۷/۲ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرى، ۴۴.

سحری سے متعلق احکام و مسائل

جَرِيرٌ نَسَانِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفَسَ فِي يَدَيْهِ سَحْرًا كَرُوْا بِمَا شِئْتُمْ مِنْهُ. قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهًا».

۲۱۵۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهًا» رَفَعَهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى.

فائدہ: گو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موقوف بھی آتی ہے مگر اس سے اس کے مرفوع ہونے میں کوئی نقص نہ آئے گا۔ نبی ﷺ کے فرمان کو صحابی خود بھی دہرا سکتے ہیں یہ کوئی بعید نہیں۔

۲۱۵۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهًا».

۲۱۵۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

ح: ۲۴۵۷. * أبو الربيع هو الزهراني.

۲۱۵۰- [إسناده صحيح، موقوف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۸. * يزيد هو ابن هارون.

۲۱۵۱- [حسن] أخرجه أحمد: ۴۷۷/۲ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى به، ولم ينفرد به، انظر ح: ۲۱۴۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۹.

۲۱۵۲- [حسن] أخرجه أحمد: ۳۷۷/۲ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۰، وانظر الحديث السابق.

عَطَاءٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهً».

۲۱۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھاؤ یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔“

۲۱۵۳- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَهً».

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن یہ روایت منکر (غلط) ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ غلطی محمد بن فضیل سے ہوئی ہوگی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدِيثُ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ هَذَا، إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَهُوَ مُنْكَرٌ، وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ الْغَلَطُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ فَضِيلٍ.

🌞 فائدہ: امام نسائی رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ اس روایت میں ابوسلمہ کے بجائے عطاء ہی درست ہے۔

باب: ۲۰- سحری تاخیر سے (آخر وقت میں) کھانے کا بیان نیز اس حدیث میں زُر کے شاگردوں کا اختلاف

(المعجم ۲۰) - تَأْخِيرُ السَّحُورِ وَذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى زُرِّ فِيهِ (التحفة ۱۰)

وضاحت: پہلی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ گویا مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہے لیکن مرفوعاً یہ روایت ضعیف ہے۔

۲۱۵۴- حضرت زُر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ

۲۱۵۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ

أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۱۵۳- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۱، وقول النسائي هو المرفوع. * أبو بكر بن خلاد اسمه محمد، وهو الباهلي البصري.

۲۱۵۴- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۲. * عاصم هو ابن أبي النجود، سفيان الثوري عنن، تقدم، ح: ۱۰۲۷، وتابعه أبو بكر بن عياش عند ابن ماجه، ح: ۱۶۹۵، وتقدم حاله، ح: ۷۸۰.

۲۲- کتاب الصیام۔ سحری سے متعلق احکام و مسائل

سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ قَالَ: قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَيِّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنْ الشَّمْسُ لَمْ تَطْلُعَ.

۲۱۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَّ بْنَ حُبَيْشٍ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ صَلَّيْنَا رَكَعَتَيْنِ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا إِلَّا هُنَيْهَةٌ.

۲۱۵۵- حضرت زُر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کھائی، پھر ہم نماز کے لیے نکلے۔ جب ہم مسجد میں آئے تو دو رکعتیں پڑھیں۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ سنتوں اور اقامت کے درمیان بالکل معمولی فاصلہ تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے بشرط صحت اس حدیث میں ”دن“ سے ”شرعی دن“ مراد ہوگا جو طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ سحری طلوع فجر کے بالکل قریب کھانی چاہیے تاکہ سحری کے مقاصد مکمل طور پر حاصل ہوں۔ بہت پہلے سحری کھانے سے روزہ نبھانا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سحری کے بعد نیند آگئی تو تہجد تو ایک طرف فرض نماز بھی رہ جائے گی۔ ② سَحْرِي، سَحْر سے ہے جس کے معنی ہیں: رات کا آخری حصہ، لہذا سحری ہے ہی وہ جو رات کے آخری حصے، یعنی طلوع فجر سے عین پہلے ہو، زیادہ دیر پہلے کھانا عام کھانا ہوگا، سحری نہ ہوگا۔

۲۱۵۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَلَّةِ بْنِ زُفَرٍ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا رَكَعَتِي الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْنَا.

۲۱۵۶- حضرت صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم مسجد کو چلے۔ ہم نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں، اتنے میں نماز فجر کی اقامت ہو گئی تو ہم نے فرض نماز پڑھی۔

۲۱۵۵- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۳ * محمد هو ابن جعفر غندر، وعدي هو ابن ثابت.

۲۱۵۶- [صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۴، وانظر الحديث السابق.

۲۲- کتاب الصیام _____ سحری سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۱) - قَدَرُ مَا بَيْنَ السُّحُورِ

باب: ۲۱- سحری اور فجر کی نماز میں کتنا

وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ (التحفة ۱۱)

فاصلہ ہونا چاہیے؟

۲۱۵۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۱۵۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ

کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم

قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ:

نماز کے لیے اٹھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں

تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى

نے پوچھا کہ درمیان میں کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں نے

الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ:

فرمایا: اتنا کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

قَدَرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً.

🌞 فوائد و مسائل: ① سکون کے ساتھ پچاس آیات پڑھنے کے لیے بھی کم سے کم دس منٹ ضروری ہیں۔

② حسن ادب و ہمدقت انسان کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ نہیں کہا ہم نے اور رسول اللہ ﷺ نے

سحری کھائی بلکہ کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی کیونکہ اس میں جمعیت کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ۲۲) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ هِشَامٍ

باب: ۲۲- اس روایت میں قتادہ کے شاگردوں

وَسَعِيدٍ عَلَى قَتَادَةَ فِيهِ (التحفة ۱۱) - أَلْف

ہشام اور سعید کے اختلاف کا ذکر (کہ ہشام

نے اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت بتایا

ہے جبکہ سعید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی)

۲۱۵۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُودٍ

۲۱۵۸- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ

کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم

قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ

نماز کے لیے اٹھے۔ میں نے کہا..... خیال کیا جاتا ہے

ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ

کہ کہنے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں..... درمیان میں

قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: زُعِمَ أَنَّ أَنَسًا

کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں (زید رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اتنا کہ آدمی

الْقَائِلُ: مَا كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: قَدَرُ مَا

پچاس آیات پڑھ سکے۔

۲۱۵۷- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه . . . الخ، ح: ۱۰۹۷ من حديث وكيعة بن الجراح، والبخاري، الصوم، باب قدر كم بين السحور وصلاة الفجر؟، ح: ۱۹۲۱ من حديث هشام الدستوائي به .

۲۱۵۸- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۶ * خالد هو ابن الحارث .

يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً.

۲۱۵۹- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ:

۲۱۵۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ،

اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (اکٹھے)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: تَسَحَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَزَيْدُ

سحری کھائی پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز

ابْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَا فَدَخَلَا فِي صَلَاةِ

پڑھنے لگے۔ (قتادہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

الصُّبْحِ، فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ

سے پوچھا: سحری سے فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے

فَرَاغِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ:

کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں نے فرمایا: اتنا کہ

قَدَرُ مَا يَقْرَأُ الْإِنْسَانُ خَمْسِينَ آيَةً.

انسان پچاس آیات پڑھ سکے۔



فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرت قتادہ ہیں اور جواب دینے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ جبکہ

پہلی دو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اور جواب دینے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

مگر بعید نہیں کہ دونوں درست ہوں، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگرد حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے۔ دونوں واقعات میں کوئی منافات نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۳) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى

باب: ۲۳- تاخیر سحری کی بابت حضرت

سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ فِي

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سلیمان بن مہران

تَأْخِيرِ السَّحُورِ وَالاِخْتِلَافِ اَلْفَاظِهِمْ

کے شاگردوں کا اختلاف اور ان کے لفظی

(التحفة ۱۱) - ب

اختلاف کا ذکر

۲۱۶۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

۲۱۶۰- حضرت ابو عقیلہ سے روایت ہے کہ میں نے

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ہم میں نبی ﷺ کے دو

سُلَيْمَانَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ:

صحابی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک روزہ جلدی

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فِينَا رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ

(آفتاب غروب ہوتے ہی) کھولتے ہیں اور سحری تاخیر

۲۱۵۹- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح: ۵۷۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في

الكبرى، ح: ۲۴۶۷، وانظر الحدين السابقين.

۲۱۶۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۸/۶ من حديث شعبة عن سليمان الأعمش، ومسلم، الصيام، باب

فضل السحور وتأکید استحبابہ، ... الخ، ح: ۱۰۹۹ من حديث أبي عطية الوادعي الهمداني به، واسمه مالك بن

عامر، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۸. * وخليفة هو ابن عبد الرحمن.

سحری سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

۱۔ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السَّحُورَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ؟ قُلْتُ: عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ.

سے (آخر وقت میں) کھاتے ہیں اور دوسرے صحابی (احتیاطاً) افطار دیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کھا لیتے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں: ان میں سے افطار اول وقت اور سحری آخر وقت کرنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا۔

🌅 فائدہ: دوسرے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ احتیاطاً افطار میں دیر اور سحری میں جلدی فرماتے تھے مگر احتیاط اتنی لمبی نہیں چاہیے کہ مسنون عمل میں تبدیلی آ جائے احتیاط تو چند منٹ کی ہوتی ہے البتہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ سورج غروب ہونے کا یقین کیے بغیر جلدی روزہ کھول لیا جائے یا صبح کی اذان کے دوران میں بھی سحری کھانے کی عادت ڈال لی جائے کیونکہ اس طرح روزہ ضائع ہو سکتا ہے۔ بعض جلد باز حضرات غلط سلاط کیلنڈروں کو دیکھ کر سیکنڈوں کے حساب سے روزہ کھولتے ہیں حالانکہ ضروری ہے کہ کیلنڈر حکمہ موسمیات اور رصد گاہوں کے ماہرین کا تصدیق شدہ ہو یا پھر کیلنڈر کو سورج دیکھ کر مصدقہ بنا لیا جائے۔ کیلنڈروں میں دوسرے شہروں کے اوقات میں فرق یکساں نہیں ہوتا مثلاً: لاہور سے فیصل آباد کا فرق کسی کیلنڈر میں دس منٹ کسی میں نو کسی میں آٹھ کسی میں چھ کسی میں پانچ منٹ لکھا ہوتا ہے لہذا کیلنڈر کی رو سے روزہ افطار کرنے والے حضرات غیر معیاری کیلنڈروں سے اپنا روزہ ضائع نہ کریں۔ جب تک غروب کا یقین نہ ہو روزہ نہیں کھولنا چاہیے۔ یقین سے مراد آنکھوں سے سورج عین افق میں غروب ہوتا دیکھنا ہے جبکہ مطلع صاف ہو۔ یا پھر سب سے آخری کیلنڈر پر عمل کرنا ہے۔ اس طرح تین چار منٹ کی تاخیر سے اول وقت افطار گزر نہیں جائے گا۔ تاخیر (جو مکروہ ہے) سے مراد ستارے نظر آنے کا انتظار ہے جو یہودی کرتے ہیں نہ کہ غروب کے یقین کا انتظار۔ افسوس! کہ آج کل تو مقابلے میں اذانیں کہی جاتی ہیں کہ جلدی اذان کہو کہیں فلاں مسجد کی اذان ہم سے پہلے یا ہمارے برابر نہ ہو جائے۔ اس طرح لوگوں کے روزے خراب کیے جاتے ہیں۔ جو یقیناً گناہ ہے اور جلدی کے شوق میں کیا جاتا ہے۔ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ.

۲۱۶۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ۲۱۶۱- حضرت ابو عتیہ سے منقول ہے کہ میں نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ہم میں دو حضرات

۲۱۶۱- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۶۹. * عبدالرحمن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري.

سحری سے متعلق احکام و مسائل
ہیں۔ ان میں سے ایک افطاری اول وقت اور سحری ۲م
آخر وقت کرتے ہیں اور دوسرے صاحب افطاری دیر
سے اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں
سے افطاری اول وقت اور سحری آخر وقت میں کون کرتا
ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ۳

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ
قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فِينَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا
يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُورَ، وَالْآخَرُ
يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السَّحُورَ، قَالَتْ:
أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ
السَّحُورَ؟ قُلْتُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ،
قَالَتْ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ.

۲۱۶۲- حضرت ابو عطیہ فرماتے ہیں کہ میں اور
حضرت مسروق دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو حضرت مسروق نے ان سے عرض کیا:
رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں ان میں
سے کوئی بھی نیکی میں کوتاہی نہیں کرتا مگر ان میں سے ۴
ایک افطاری اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں اور
دوسرے صاحب افطاری اور نماز مغرب میں جلدی
کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ان میں
سے کون نماز مغرب اور افطاری میں جلدی کرتے ہیں؟
حضرت مسروق نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح
کیا کرتے تھے۔

۲۱۶۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ
الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ
قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ،
فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ
أَحَدُهُمَا يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ وَالْآخَرُ
يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ:
أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ؟ قَالَ
مَسْرُوقٌ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَتْ
عَائِشَةُ: هَكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۱۶۳- حضرت ابو عطیہ سے مروی ہے کہ میں اور
حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے
اور ہم نے ان سے کہا: اے ام المؤمنین! اصحاب محمد ﷺ

۲۱۶۳- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ،
عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ

۲۱۶۲- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۰، * وحسين هو ابن علي الجعفي.

۲۱۶۳- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۱۶۰، وأخرجه مسلم، ح: ۱۰۹۹ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم
الضريبر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۱.

۲۲- کتاب الصیام سحری سے متعلق احکام و مسائل

عَلَى عَائِشَةَ، قُلْنَا لَهَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هَكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى.

میں سے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب جلدی ادا کرتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں۔ فرمانے لگیں: ان میں سے کون افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل یہی تھا۔ اور دوسرے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

(المعجم ۲۴) - فَضْلُ السُّحُورِ (التحفة ۱۲) باب: ۲۳- سحری کھانے کی فضیلت

۲۱۶۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: «إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمْ اللَّهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهَا».

۲۱۶۳- ایک صحابی رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ سحری برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے، لہذا تم اسے نہ چھوڑو۔“

☀ فائدہ: ”تمہیں عطا فرمائی ہے۔“ یعنی خاص تمہارے لیے رعایت ہے، ورنہ یہودی اور عیسائی اس نعمت سے محروم ہیں لہذا اسے امتیاز سمجھ کر اختیار کرو امتیازات چھوڑے نہیں جاتے اس لیے اسے نہ چھوڑو۔ سحری کھائی جائے تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے روزے سے مشابہت نہ ہو۔ مجبوراً سحری چھوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں مثلاً: بیدار نہ ہو سکے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۱۳۶)

(المعجم ۲۵) - دَعْوَةُ السُّحُورِ (التحفة ۱۳) باب: ۲۵- سحری کے لیے دعوت دینا

۲۱۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۳۶۷، ۳۷۰ من حديث شعبة عن عبد الحميد بن دينار الزياتي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۲. * عبدالله بن الحارث هو أبو الوليد الأنصاري البصري، وعبد الرحمن هو ابن مهدي.

۲۱۶۵- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ بَصْرِيّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ سَيْفٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رُفَيْمٍ، عَنِ الْعِزْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: «هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ».

۲۱۶۵- حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک میں سحری کی دعوت دیتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: ”آؤ اس مبارک کھانے کی طرف۔“

(المعجم ۲۶) - تَسْمِيَةُ السَّحُورِ غَدَاءَ

(التحفة ۱۴)

۲۱۶۶- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: أَخْبَرَنِي بَجِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحُورِ فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ».

۲۱۶۶- حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”سحری کا کھانا کھایا کرو کیونکہ یہ بابرکت کھانا ہے۔“

🌞 فائدہ: غدا اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو دن کے آغاز میں کھایا جاتا ہے۔ روزے دار کے لیے چونکہ سحری ہی دن کے کھانے کے قائم مقام ہے لہذا اسے حدیث مبارکہ میں غدا بھی کہا گیا ہے جیسے ہم اپنی زبان میں سحری کو ناشتہ کہہ لیں۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۲۱۳۶)

۲۱۶۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب من سمي السحور الغداء، ح: ۲۳۴۴ من حديث معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۳، وصححه ابن خزيمة: ۲۱۴/۴، ح: ۱۹۳۸، وابن حبان، ح: ۸۸۲، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۸۸۱ وغيره. * عبد الرحمن هو ابن مهدي، والحاتر بن زياد حسن الحديث، مختلف في صحته، وتجهيله مرجوح.

۲۱۶۶- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۳۲/۴ من حديث عبد الله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۴، والحديث السابق شاهد له.

سحری سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

۲۱۶۷- حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”اس بابرکت کھانے یعنی سحری کے لیے آؤ۔“

۲۱۶۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ - يَغْنِي - السَّحُورَ».

باب: ۲۷- ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق؟

(المعجم ۲۷) - فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ۱۵)

۲۱۶۸- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔“

۲۱۶۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ فَضْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحُورِ».

🌞 فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۱۶۳.

باب: ۲۸- ستواور بھجوروں کے ساتھ سحری کرنا

(المعجم ۲۸) - السَّحُورُ بِالسَّوِيْقِ وَالتَّمْرِ (التحفة ۱۶)

۲۱۶۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے سحری کے وقت فرمایا: ”اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ۔“ میں آپ کے پاس کچھ

۲۱۶۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ

۲۱۶۷- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ج: ۲۴۷۵.

۲۱۶۸- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه... الخ، ج: ۱۰۹۶ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ج: ۲۴۷۶. * الليث هو ابن سعد، وموسى بن علي بن رباح ثقة، وأبو قيس هو مولى عمرو بن العاص وهو أيضا ثقة.

۲۱۶۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۹۷/۳ عن عبد الرزاق به، وهو في الكبرى، ج: ۲۴۷۷. * قتادة عنعن، تقدم، ج: ۳۴.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَذَلِكَ عِنْدَ السَّحُورِ: «يَا أَنَسُ! إِنِّي أُرِيدُ الصَّيَامَ أَطْعِمْنِي شَيْئًا فَأَتَيْنَهُ بِتَمْرٍ وَإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ، وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَذِنَ بِلَالٌ، فَقَالَ: «يَا أَنَسُ! أَنْظِرْ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعِيَ» فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَجَاءَ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةً سَوِيقٍ وَأَنَا أُرِيدُ الصَّيَامَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَأَنَا أُرِيدُ الصَّيَامَ» فَتَسَحَّرَ مَعَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

کجھویریں اور ایک پانی کا برتن لے کر آیا اور یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان (اذان اول) کہنے کے بعد کی بات ہے پھر آپ فرمانے لگے: ”اے انس! کوئی آدمی دیکھو جو میرے ساتھ سحری کھائے۔“ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا لایا وہ آئے اور کہنے لگے: میں نے کچھ ستوپ لیے ہیں اور میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا ارادہ بھی روزہ رکھنے کا ہے۔“ تو انھوں نے آپ کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ ﷺ اٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نماز کے لیے نکل گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے معتبر محققین کے نزدیک بعض شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:

۳۳۲/۲، وذخيرة العقبي شرح سنن النسائي: ۳۷۷، ۳۷۶/۲۰ و صحيح سنن النسائي للألباني: ۱۰۸/۲، ۱۰۹ (رقم: ۲۱۶۶) ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ طلع فجر سے چند منٹ پہلے اذان کہا کرتے تھے۔ فجر کی اذان حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کہتے تھے جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحت ہے لہذا یہ وہم نہ کیا جائے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی۔ اس حدیث میں دوسری اذان کا ذکر نہیں۔

(المعجم ۲۹) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمُ الْغَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْغَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾

[البقرة: ۱۸۷] (التحفة ۱۷)

باب: ۲۹- اللہ تعالیٰ کے فرمان: کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمھارے لیے فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔“

کا مطلب

۲۱۷۰- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ

۲۱۷۰- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ (شروع شروع میں) مسلمانوں میں سے کوئی شخص جب رات کو کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو

۲۱۷۰- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ...﴾، ح: ۱۹۱۵ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع عنده، ح: ۴۵۰۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۸. * زهير بن ابن معاوية.

اس کے لیے کچھ بھی کھانا پینا جائز نہ ہوتا تھا نہ اس رات اور نہ اگلے دن حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (یہی صورت حال رہی) حتیٰ کہ یہ آیت اتری: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا..... مِنَ الْخَبِطِ الْأَسْوَدِ﴾ ”کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمھارے لیے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔“ یہ آیت حضرت ابوقیس بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔ وہ مغرب کی نماز کے بعد گھر والوں کے پاس آئے ان کا روزہ تھا۔ کہنے لگے: کوئی کھانے کی چیز ہے؟ ان کی بیوی نے کہا: کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں لیکن میں جا کر کھانا تلاش کرتی ہوں۔ وہ باہر چلی گئیں اور وہ لیٹ گئے انھیں نیند آ گئی۔ وہ واپس آئیں تو انھیں سوتے ہوئے پایا۔ انھیں جگایا لیکن وہ کچھ نہ کھا سکے اسی طرح رات گزاری۔ اگلی صبح پھر روزہ تھا حتیٰ کہ دوپہر ہوئی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور یہ اس آیت کے اترنے سے پہلے کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے بارے میں اتاری۔

عَازِبٌ: اَنَّ اَحَدَهُمْ كَانَ إِذَا نَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَعَشَّى، لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا وَلَا يَشْرَبَ لَيْلَتَهُ وَيَوْمَهُ مِنَ الْغَدِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا﴾ إِلَى ﴿الْخَبِطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: وَنَزَلَتْ فِي أَبِي قَيْسٍ بْنِ عَمْرِو أُنَى أَهْلُهُ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ وَلَكِنْ أَخْرُجْ أَلْتَمِسُ لَكَ عَشَاءً، فَخَرَجَتْ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا، وَأَيْقَظَتْهُ، فَلَمْ يَطْعَمْ شَيْئًا، وَبَاتَ وَأَصْبَحَ صَائِمًا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ، فَعُشِيَ عَلَيْهِ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ.

فائدہ: شروع میں مسلمان بھی اہل کتاب کی طرح شام سے شام تک روزہ رکھتے تھے یا تو ان کی نقل کرتے

ہوئے یا شاید رسول اللہ ﷺ نے ایسا حکم دیا ہو۔ جب چند لوگوں کو مندرجہ بالا یا اس سے ملتی جلتی صورت حال پیش آئی تو رعایت کردی گئی اور روزہ صبح سے شام تک ہو گیا۔ رات کو کھانا پینا اور بیوی سے حق زوجیت ادا کرنا جائز ہو گیا۔

۲۱۷۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

۲۱۷۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،

۲۱۷۱- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَسْوَدُ﴾، ح: ۴۵۱۰ من حديث جرير بن عبد الحميد، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر... الخ، ح: ۱۰۹۰ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۷۹.

۲۲- کتاب الصیام

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضَ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: «هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

سُحْرٰی سے متعلق احکام و مسائل

﴿حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَسْوَدُ﴾ ”حتی کہ تمھارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح ہو جائے۔“ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔“

فائدہ: لفظ خَيْطُ کے معنی دھاگیا دھاری کے ہیں مگر یہاں ظاہر معنی مراد نہیں جیسا کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سمجھتے جب انھوں نے پوچھا تو آپ نے وضاحت فرمادی کہ مطلب یہ ہے کہ رات کے اندھیرے سے صبح کی روشنی نظر آنے لگے اور پھیل جائے۔ اسے طلوع فجر کہا جاتا ہے۔

(المعجم ۳۰) - كَيْفَ الْفَجْرِ (التحفة ۱۸) باب: ۳۰- طلوع فجر کیسے ہوگا؟

۲۱۷۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَدِّنُ بِاللَّيْلِ لِنَبْتَةٍ نَائِمَتُكُمْ وَيُرْجِعُ قَائِمَتُكُمْ، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا» - وَأَشَارَ بِكَفِّهِ - «وَلَكِنْ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَتَيْنِ.

۲۱۷۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات کو اذان کہتے ہیں تاکہ سوئے ہوؤں کو جگائیں اور جاگے ہوؤں کو لوٹائیں اور فجر اس طرح نہیں ہوتی۔“ اور آپ نے اپنی تھیلی سے (اوپر نیچے) اشارہ کیا۔ ”بلکہ فجر اس طرح ہوتی ہے۔“ اور آپ نے اپنی دونوں انگشت شہادت سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان فجر سے کچھ پہلے ہوتی تھی تاکہ لوگ جلدی اٹھ کھڑے ہوں اور بروقت مصروفیات سے فارغ ہو کر جماعت میں مل سکیں کیونکہ یہ قضائے حاجت اور غسل وغیرہ کا وقت ہوتا ہے۔ اگر عین طلوع فجر پر انھیں تو جماعت سے رہ جائیں گے۔ دوسری اذان عین طلوع فجر کے بعد ہوتی تھی۔ (بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غالباً اسی پر قیاس کرتے ہوئے صحیحہ المبارک کی بھی دو اذانیں جاری فرمائیں۔)

② ”جاگے ہوؤں کو لوٹائیں۔“ یعنی وہ نماز تہجد کو مختصر کر کے کچھ آرام کر لیں تاکہ فجر کی نماز میں سستی لاحق نہ ہو۔

③ ”فجر ایسے نہیں ہوتی۔“ یعنی جب صرف چند شعاعیں نیچے سے اوپر کو اٹھتی ہوئی محسوس ہوں تو وہ فجر نہیں ہے۔ اسے فجر کاذب کہا جاتا ہے۔ ④ ”فجر ایسے ہوتی ہے“ یعنی جب شعاعیں زیادہ ہو جائیں اور افق پر پھیل



4



٢١٧٤- أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب: "لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين"، ج: ١٠٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهر في الكبرى، ح: ٢٤٨٢، وانظر الحديث الآتي. * الوليد هو ابن مسلم.

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْدَمُوا قَبْلَ خَاصِّ دِنٍ كَارِزَةٍ هُوَ أَوْ وَهْ دِنٍ أَيْسَ مَوْقِعٍ ۚ الشَّهْرِ بِصِيَامٍ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا آجَائًا»
اَتَى ذَلِكَ الْيَوْمُ عَلَى صِيَامِهِ.

☀ فائدہ: یہ ہدایت شعبان کے آخری دنوں کے لیے ہے تاکہ نفل روزے فرض روزوں سے متصل نہ ہو جائیں، امتیاز رہے اور رمضان المبارک کی اہمیت اجاگر ہو نیز شک والے دن (۳۰ شعبان) کا روزہ نہ رکھا جاسکے۔
”خاص دن کا روزہ رکھتا رہا ہو“ اس کے ممانعت کے دن میں آجانے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً: کوئی شخص ہر سوموار کو روزہ رکھتا ہو اور سوموار آخر شعبان کو آجائے جو مشکوک ہو کہ ۳۰ شعبان ہے یا یکم رمضان تو اپنی سابقہ عادت کے مطابق اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

(المعجم ۳۲) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى
يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو
عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ۱۹) - أ
باب: ۳۲- اس حدیث میں حضرت
ابوسلمہ کے دو شاگردوں یحییٰ بن ابی کثیر
اور محمد بن عمرو کا اختلاف

۲۱۷۵- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُ الشَّهْرِ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَحَدًا كَانَ يَصُومُ صِيَامًا قَبْلَهُ، فَلْيَصُمْهُ».

۲۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر جو شخص پہلے سے کسی خاص دن کا روزہ رکھتا ہے وہ رکھ سکتا ہے۔“

☀ فائدہ: ابوسلمہ کے شاگردوں کا اختلاف یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے تو اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بتلایا ہے جبکہ محمد بن عمرو نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی۔ محمد بن عمرو کو غلطی لگی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ محمد بن عمرو نے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کے موافق بھی روایت کی ہے۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی: ۵/۲۱)

۲۱۷۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: ۲۱۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۱۷۵- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۳، وأخرجه ابن ماجه، ح: ۱۶۵۰ من حديث الأوزاعي به.

۲۱۷۶- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۴، والحديث السابق شاهد له. * أبو خالده هوسليمان بن حيان

۲۲- کتاب الصیام ————— رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَتَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُؤَافِقَ ذَلِكَ يَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماہ رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ اتفاقاً وہ دن آجائے جس کا کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھنے کا عادی ہو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأً. امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ غلطی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ کے بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر راوی کی غلطی ہے۔ اور یہ بات درست ہے۔

(المعجم ۳۳) - ذِكْرُ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۹) - ب

باب: ۳۳- اس بارے میں ابو سلمہ کی حدیث کا بیان

۲۱۷۷- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۲۱۷۷- ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پے در پے دو ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا البتہ آپ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک (کے روزوں) سے ملا لیتے تھے۔

فائدہ: ظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکمل شعبان کے روزے رکھتے تھے مگر یہ درست نہیں بلکہ آپ آخر سے چند دن نانہ فرما لیتے تھے۔ اس بات کی صراحت آگے حدیث نمبر ۲۱۷۹ اور ۲۱۸۰ میں آرہی ہے۔ چونکہ اکثر دنوں کے روزے رکھتے تھے لہذا کہہ دیا گیا کہ سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ لَّا تُكْثِرُ حُكْمُ الْكُلِّ. عرفا کلام میں ایسے عام ہو جاتا ہے۔

الأحمر:

۲۱۷۷- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، ح: ۷۳۶ عن محمد بن بشار عن عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۵، وله شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

(المعجم ۳۴) - الْأَخْتِلَافُ عَلَى مُحَمَّدٍ

ابْنِ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ (التحفة ۱۹) - ج

رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

باب: ۳۴- اس روایت میں محمد بن ابراہیم

کے شاگردوں کا اختلاف (کہ بعض نے اسے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کیا ہے

اور بعض نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف)

۲۱۷۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ،

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۲۱۷۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک (کے

روزوں) کے ساتھ ملا لیتے تھے۔

۲۱۷۹- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ

ابْنُ زَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ

عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ،

وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، وَكَانَ يَصُومُ

شَعْبَانَ أَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ.

۲۱۷۹- حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے

بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

کبھی (نفل) روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے تھے: آپ

نافہ نہیں کریں گے۔ اور کبھی چھوڑے رہتے حتیٰ کہ ہم

کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ آپ سارا شعبان

یا اکثر شعبان روزے رکھتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نفل روزوں کے لیے کوئی ضابطہ مقرر نہیں بلکہ یہ انسان کے نشاط پر موقوف ہے جب

جی چاہے رکھے اور جتنے چاہے رکھے اور جب سستی محسوس کرے تو نہ رکھے اور جب تک چاہے نافہ کرے۔

(مزید دیکھیے: حدیث: ۲۳۵۹) ② شعبان میں زیادہ روزے رکھنے کی وجہ رمضان المبارک کی قربت ہو سکتی ہے۔

۲۱۷۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب فيمن يصل شعبان برمضان، ح: ۲۳۳۶ من حديث شعبة

به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۶. والنضر هو ابن شميل.

۲۱۷۹- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۷، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۳۳ عن الربيع بن

سليمان به، أخرجه أحمد: ۲۸/۶ من حديث محمد بن إبراهيم التيمي به، وأخرجه البخاري، ح: ۱۹۶۹،

ومسلم، ح: ۱۱۵۶ من حديث أبي سلمة به.

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

گویا رمضان المبارک کا پڑوسی ہونے کے لحاظ سے شعبان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہوگئی۔ انبیاء و صلحاء کا جوار بھی عظیم فضیلت کا سبب ہے دنیا میں ہو آخرت میں یا قبر میں۔ ⑤ "سارا شعبان" اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۱۷۷)

۲۱۸۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ الْأَهَادِ حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ - يَنْعِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ، فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَ حَتَّى يَدْخُلَ شَعْبَانُ، وَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ فِي شَهْرِ مَا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيلًا، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

۲۱۸۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو رمضان المبارک کے کچھ روزے (حیض کی بنا پر) چھوڑنے پڑتے تھے وہ ان کی قضا نہیں دے سکتی تھی حتیٰ کہ ماہ شعبان آجاتا۔ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے نہ رکھتے تھے جتنے شعبان میں رکھتے تھے، صرف چند دن چھوڑ کر باقی روزے رکھتے تھے بلکہ (یہی کہہ لیجیے کہ) سارا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔

🌞 فائدہ: "قضا نہیں دے سکتی تھی" اس خطرے کی بنا پر کہ ایسا نہ ہو رسول اللہ ﷺ کو ہماری ضرورت محسوس ہو اور ہم روزے سے ہوں کیونکہ آپ ہر روز عصر کے بعد یا کسی اور وقت میں سب ازواج مطہرات ﷺ کے گھروں میں جاتے تھے۔ باری کا تعلق تو صرف رات کی حد تک تھا دن کو آپ کسی گھر میں بھی جاسکتے تھے۔

(المعجم ۳۵) - ذَكَرُ اخْتِلَافِ الْفَافِ
النَّاقِلِينَ لِحَبْرِ عَائِشَةَ فِيهِ (التحفة ۱۹) - د

باب: ۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں راویوں کے اختلاف کا بیان

۲۱۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ

۲۱۸۱- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں بتائیے۔ فرمائیے: لگیں:

۲۱۸۰- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ... الخ، ح: ۱۵۲/۱۱۴۶ من حديث يزيد بن عبد الله بن الهادي، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۸. * عمه سعيد بن الحكم بن أبي مريم.

۲۱۸۱- أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ۱۷۶/۱۱۵۶ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۹.

۲۲- کتاب الصیام - رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

عَائِشَةُ قُلْتُ: أَخْبَرَنِي عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَلَمْ يَكُنْ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

آپ (کبھی تو اس قدر) روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے: اب روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ کبھی اتنے ناغہ فرماتے کہ ہم کہتے کہ اب چھوڑ ہی دیے ہیں۔ اور آپ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں (نفل) روزے نہ رکھتے تھے۔ صرف چند دن چھوڑ کر پورا شعبان روزے رکھتے تھے (یوں کہہ لیجیے کہ) سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

۲۱۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

۲۱۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سال کے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفل) روزے نہ رکھتے تھے۔ (یوں سمجھیے کہ) پورا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

۲۱۸۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ.

۲۱۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ شعبان میں (بہت زیادہ) روزے رکھتے تھے۔

۲۱۸۴- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ

۲۱۸۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں تو نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآن مجید پڑھا ہو یا کسی رات (شروع سے آخر

۲۱۸۲- أخرجه مسلم، ح: ۷۸۲ بعد، ح: ۱۱۵۶ عن إسحاق بن إبراهيم (انظر الحديث السابق)، والبخاري. الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹۷۰ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۰.

۲۱۸۳- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۱. * أبو داود هو الطيالسي، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۲۱۸۴- [صحيح] تقدم، ح: ۱۶۴۲، وهو في الكبرى: ۲۴۹۲.

۲۲- کتاب الصیام _____ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

عَائِشَةُ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ.

☀ فائدہ: صحیح طریقہ اور سنت بھی یہی ہے کیونکہ عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے جسم اور دیگر متعلقات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ فرائض کی مکمل پابندی اور نوافل میں سہولت اور نشاط اور دوسرے فرائض کا لحاظ رکھنا ہی صحیح دین ہے۔ نفلی عبادت میں اعتدال انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض میں بھی اعتدال رکھا ہے۔ انتہا پسندی نقصان دہ ہے۔

۲۱۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي يُوسُفَ الصَّنَدَلَانِيُّ حَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُهَا عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا تَامًا. مُنْذُ أَتَى الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانُ.

۲۱۸۵- حضرت عبداللہ بن شقیق سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے رکھنے لگتے تو ہم کہتے کہ رکھتے ہی رہیں گے اور چھوڑتے تو ہم کہتے: چھوڑے ہی رہیں گے۔ اور آپ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد رمضان المبارک کے علاوہ کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

☀ فائدہ: ”مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد“ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے بعد کے بارے میں ہی علم ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ مدینہ منورہ آنے سے پہلے آپ مسلسل روزے رکھتے تھے بلکہ پہلے ہی آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی۔

۲۱۸۶- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ _____ حضرت عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ

۲۱۸۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ۱۷۴/۱۱۵۶ من حديث هشام ابن حسان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۳.

۲۱۸۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى ... الخ، ح: ۷۱۷، والصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ۱۷۳/۱۱۵۶ من حديث كهس به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۴.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ كُثَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبَةٍ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ؟ قَالَتْ: لَا، مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ، وَلَا أَفْطَرَ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ.

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ صبحی کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ آپ سفر سے واپس تشریف لائیں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے تھے؟ فرمایا: نہیں۔ میرے علم کے مطابق آپ نے کسی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے علاوہ رمضان المبارک کے اور نہ کسی مہینے کے تمام دنوں کا ناغہ کیا بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

۲۱۸۷- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبَةٍ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَهُ صَوْمٌ مَعْلُومٌ سِوَى رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: وَاللَّهِ! إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ، حَتَّى مَضَى لَوَجْهِهِ، وَلَا أَفْطَرَ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ.

۲۱۸۷- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ صبحی کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ آپ کسی سفر سے واپس تشریف لائیں۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے علاوہ کسی معین مہینے کے روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی معین مہینے کے روزے نہیں رکھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور نہ آپ نے کسی مہینے کے مکمل روزے چھوڑے بلکہ کچھ نہ کچھ روزے رکھتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① "سفر سے واپس تشریف لائیں۔" رسول اللہ ﷺ عموماً دن چڑھے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے تھے چاہے اسے نماز صبحی کہہ لیں (وقت کی رعایت سے) یا تحیۃ المسجد (موقع کی مناسبت سے)۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نماز صبحی نہیں پڑھتے تھے، لیکن یہ جواب ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ جن لوگوں نے آپ کو نماز صبحی پڑھتے دیکھا انھوں نے اس کو ثابت کیا ہے لہذا ان کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ویسے بھی نماز صبحی کی

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کا بیان

فضیلت متعدد قولی احادیث سے ثابت ہے اس لیے نماز صحتی کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۷۶-۱۱۷۸، وصحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث: ۷۲۰-۷۲۲) نہ پڑھنے سے استحباب کی نفی نہیں ہوتی۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۲۱/۲۳-۲۶)

(المعجم ۳۶) - ذِکْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی

خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

(التحفة ۱۹) - هـ

کا ذکر

وضاحت: اس حدیث میں خالد بن معدان کے شاگرد بحیر نے ان کے استاد کا نام جبیر بن نفیر بتایا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد ثور نے ان کے استاد کا نام ربیعہ جرشئی کہا ہے۔

۲۱۸۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ
بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبْرِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ
جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ
الصَّيَامِ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، وَيَتَحَرَّى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ
وَالْخَمِيسِ.

فائدہ: ایک اور روایت میں سوموار اور جمعرات کے روزے کی وجہ نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان دو دنوں میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصوم، حدیث: ۷۴۷)

۲۱۸۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرٌ
عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ
الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

۲۱۸۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۸۹/۶ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۶، والحديث الآتي شاهد له.

۲۱۸۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي: الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ۷۴۵ من حديث عبدالله بن داود به، وقال: 'حسن غريب'، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۷، * نور هو ابن يزيد.

۲۲- کتاب الصیام شک والے دن کا روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

اللَّهُ ﷻ يَصُومُ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَيَتَحَرَّى
الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

(المعجم ۳۷) - صِيَامُ يَوْمِ الشَّكِّ
(التحفة ۲۰)

۲۱۹۰- حضرت صلہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت

عمار رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس بھی ہوئی (سالم) بکری لائی گئی۔ انھوں نے (حاضرین سے) فرمایا: کھاؤ۔ لیکن کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے اور کہنے لگے: ہمارا روزہ ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔

۲۱۹۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجُعُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَأَتَانِي بِشَاةٍ مَضْلِيَّةٍ، فَقَالَ: كُلُوا، فَتَنَحَّيْتُ بَعْضُ الْقَوْمِ، قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷻ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے، محققین کی بحث سے رائج بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۳۱/۲۱-۳۸) ② ”شک والے دن“ سے مراد شعبان کی تیس تاریخ ہے کیونکہ اس دن امکان ہوتا ہے کہ شاید رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہو۔ بعض لوگ اس دن چاند نظر آئے بغیر احتیاطاً روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید چاند طلوع ہو گیا ہو مگر یہ احتیاط شریعت حقہ کی نافرمانی ہے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۲۱۱۸-۲۱۲۷) ③ ”ابوالقاسم“ رسول اللہ ﷺ کی کنیت ہے۔ کبھی کبھار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو نام کے بجائے اس کنیت سے پکارتے تھے۔ عموماً رسول اللہ اور نبی اللہ ﷺ وغیرہ جلیل القدر الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ ④ ”اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔“ جس روایت میں صحابی اس قسم کے الفاظ کہے وہ حکماً مرفوع ہوتی ہے۔

۲۱۹۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ ۲۱۹۱- حضرت سماک سے روایت ہے کہ میں حضرت

۲۱۹۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، ح: ۶۸۶ عن الأشجعي، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۸، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وعلقه البخاري في صحيحه قبل حديث: ۱۹۰۶، وللحديث شواهد ضعيفة. ۲۱۹۱- [صحيح] تقدم، ح: ۲۱۳۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۹۹.

۲۲- کتاب الصیام - شک والے دن کا روزہ رکھنے سے متعلق احکام ومسائل

أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُوسُفَ، عَنْ سِمَاكِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ - يَعْنِي قَدْ أَشْكَلَ مِنْ رَمَضَانَ هُوَ أَمِنْ شَعْبَانَ؟ - وَهُوَ يَأْكُلُ خُبْزًا وَبَقْلًا وَلَبَنًا، فَقَالَ لِي: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ وَحَلَفَ بِاللَّهِ: لَتَفْطِرَنَّ، قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ يَحْلِفُ لَا يَسْتَنِي، تَقَدَّمْتُ قُلْتُ: هَاتِ الْآنَ مَا عِنْدَكَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابَةٌ أَوْ ظُلُمَةٌ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ عِدَّةَ شَعْبَانَ، وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا، وَلَا تَصِلُوا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ».

عکرمہ کے پاس ایسے دن گیا جس کے بارے میں شک تھا کہ یہ شعبان کا دن ہے یا رمضان المبارک کا؟ آپ روٹی، سبزی اور دودھ تناول فرما رہے تھے۔ مجھے کہنے لگے: آؤ (کھانا کھاؤ)۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ تجھے ضرور روزہ چھوڑنا پڑے گا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! دو دفعہ (میں نے ایسا کہا)۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ ان شاء اللہ پڑھے بغیر قسم کھا رہے ہیں تو میں آگے بڑھا اور عرض کیا: لایئے! جو آپ کے پاس ہے۔ (کھانا یا دلیل)۔ انھوں نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنے بند کرو۔ اگر بادل رکاوٹ بن جائے یا اندھیرا چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اور رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو اور رمضان المبارک کو شعبان کے دن سے (روزہ رکھ کر) نہ ملاؤ۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① ”لایئے جو آپ کے پاس ہے۔“ زیادہ درست یہ ہے کہ جب انھوں نے حضرت عکرمہ کو اتنے جزم و یقین سے قسم کھاتے دیکھا تو وہ کھانا کھانے پر آمادہ ہو گئے کیونکہ انھیں یقین ہو گیا کہ آج واقعاً روزہ رکھنا درست نہیں اس لیے کہا: لایئے کھانا۔ دوسرے معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ آپ جو اس قدر پختہ اور تاکید کی قسم کھا رہے ہیں کوئی دلیل بھی دیجیے۔ واللہ اعلم۔ ② شعبان کی تیس تاریخ کو شک نہ بھی ہو تب بھی روزہ رکھنا منع ہے۔ اسی طرح انتیس تاریخ کو بھی منع ہے کیونکہ اس طرح رمضان اور شعبان کے روزے مل جائیں گے جبکہ آپ نے منع فرمایا ہے۔ الایہ کہ کسی شخص کو کسی مخصوص دن مثلاً: سوموار یا جمعرات کو روزہ رکھنے کی عادت ہو اور وہ دن اس تاریخ کو آجائے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

(المعجم ۳۸) - التَّسْهِيلُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ۲۱)

باب: ۳۸- شک والے دن (ایک خاص حالت میں) روزہ رکھنے کی رخصت

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان

۲۱۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”خبردار! رمضان المبارک کے شروع ہونے سے ایک دودن پہلے روزہ نہ رکھو ہاں وہ شخص جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا تھا وہ رکھ لے۔“

۲۱۹۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنُ اللَّيْثِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ وَابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَلَا لَا تَقْدُمُوا الشَّهْرَ يَوْمَ أَوْ اثْنَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا فَلْيُصِمْهُ».

باب: ۳۹- جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کے مد نظر صیام و قیام کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس کی بابت وارد حدیث میں زہری کے شاگردوں

(المعجم ۳۹) - ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَالْاِخْتِلَافُ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۲۲)

کا اختلاف

۲۱۹۳- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل عبادت کرے (تراویح پڑھے) اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۱۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۴- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۲۱۹۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ:

۲۱۹۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۷۴، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۰.

۲۱۹۳- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۱، وللحديث شواهد كثيرة جدًا (انظر الحديث الآتي). * شعيب هو ابن الليث بن سعد، وخالد هو ابن يزيد، وابن أبي هلال هو سعيد.

۲۱۹۴- أخرجه البخاري، ح: ۹۴۲، ومسلم، ح: ۷۶۱ من حديث الزهري به بغير هذا اللفظ، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۲، وللحديث شواهد. * موسى هو ابن أعين.

۱۔ حَدَّثَنَا الْمُعَاوِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُرْعَبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ أَمْرٍ فِيهِ، فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

بیان کرتی ہیں کہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ انھیں قطعی حکم دیں۔ آپ فرماتے تھے: ”جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) پڑھے گا“ اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ایمان اور ثواب“ یعنی روزہ رکھنے کی بنیاد ایمان ہونہ کہ لوگوں کی دیکھا دیکھی یا ایک رسم کی پابندی یا صحت کا حصول۔ اور نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت مقصود ہو تعریف کا حصول اور لوگوں کی مذمت سے بچاؤ مقصود نہ ہو۔ ② ”پہلے سب گناہ“ بشرطیکہ وہ قابل معافی ہوں، یعنی حقوق العباد سے متعلق نہ ہوں اور شرک وغیرہ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔ ③ امام زہری رحمہ اللہ کے شاگردوں کا اختلاف یہ ہے کہ آیا یہ حدیث مرسل ہے یا متصل؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہے یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے؟ پھر زہری کے استاد کون ہیں؟ سعید بن مسیب یا عروہ یا ابوسلمہ؟ ممکن ہے تینوں ہوں۔ بہر کیف اس سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

۲۱۹۵۔ أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ.

۲۱۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو گھر سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور لوگوں کو (نفل) نماز پڑھائی۔ اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو اس کا قطعی

۲۱۹۵۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ۱۷۸/۷۶۱ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۳. * إسحاق هو ابن راهويه عن المخزومي، وتلميذه زكريا السنة. * قوله 'فتوفي...' الخ، مدرج من قول الزهري كما في المدرج إلى المدرج للسيوطي، ص: ۲۲، ح: ۸. وغيره.

وَسَاقَ الْحَدِيثِ وَفِيهِ قَالَتْ: فَكَانَ يُرْعِبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، وَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» قَالَ: فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.

رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان حکم دیں۔ اور فرماتے تھے: ”جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کی بنیاد پر اور ثواب کی نیت سے نفل عبادت کرے گا، اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“ راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو صورت حال یہی تھی (کہ لوگ عموماً نفل نماز اکیلے اکیلے پڑھتے تھے۔ کوئی امام مقرر نہ تھا)۔

۲۱۹۶- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي رَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے بارے میں فرماتے سنا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کے حصول کی نیت سے اس (رمضان المبارک) کا قیام کرے گا، اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۱۹۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ: وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرْعِبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ أَمْرٍ

۲۱۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان المبارک کے دوران میں) آدمی رات کو گھر سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ اور (راوی نے) پوری حدیث بیان کی، اس میں یہ بھی کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے، بغیر اس کے کہ آپ ان کو اس کا قطعی حکم دیں۔ آپ فرماتے تھے: ”جو شخص ایمان کی بنیاد پر اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں نفل

۲۱۹۶- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۴، وأخرجه البخاري، ح: ۲۰۰۸، ۲۰۱۴، ومسلم،

ح: ۱۷۴/۷۵۹ من حديث الزهري به.

۲۱۹۷- [صحيح] تقدم، ح: ۲۱۹۵، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۵.

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان
فِیْهِ، فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا
وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»۔
نماز پڑھے گا اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے
جائیں گے۔“

۲۱۹۸- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»۔
۲۱۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے بارے میں فرماتے سنا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے اس کی راتوں کا قیام کرے گا (یعنی تراویح پڑھے گا) اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۱۹۹- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»۔
۲۱۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کے لیے قیام رمضان کرے گا اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۰- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرْغَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»۔
۲۲۰۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان میں رغبت دلایا کرتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو اس کا قطعی حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک (کی راتوں) میں قیام کرے گا اس کے سب پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۲۱۹۸- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۱۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۶۔

۲۱۹۹- [صحيح] تقدم، ح: ۲۱۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۷۔

۲۲۰۰- [صحيح] تقدم، ح: ۲۱۹۶، وأخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ۷۵۹/۱۷۴ من حديث عبد الرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۰۸۔

۲۲- کتاب الصیام ————— رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۲۲۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان کے جذبے سے اور حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) پڑھی اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے رمضان المبارک کا قیام کرے گا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی خاطر قیام رمضان کیا اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۳- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

۲۲۰۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ

۲۲۰۱- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۰۳، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۹۵، ۲۵۰۹.

۲۲۰۲- [صحیح] انظر الحديث السابق وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۰.

۲۲۰۳- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۱.

۲۲۰۴- أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ح: ۲۰۱۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۲، وزاد: "وما تأخر".

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ»، وَفِي حَدِيثٍ قُتَيْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور قیام کیا، ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے“ تو اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جس شخص نے ایمان و احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کیا، اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کی خاطر رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۲۲۰۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۲۲۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے گا تو اس کے

۲۲۰۵- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۳.

۲۲۰۶- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۴.

۲۲۰۷- أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتساباً من الإيمان، ح: ۳۸ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۵.

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

(المعجم ۴۰) - ذَكَرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَالتَّضَرُّعِ بْنِ شَيْبَانَ فِيهِ

(التحفة ۲۲) - ۱

۲۲۰۸- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الْأَشْعَثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۹- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ

۲۲۰۸- أخرجه البخاري، الصوم، باب من صام رمضان إيمانًا واحتسابًا ونيةً، ح: ۱۹۰۱، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ۷۶۰ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۶.

۲۲۰۹- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۷.

۲۲- کتاب الصیام رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان

إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» .

۲۲۱۰- حضرت نصر بن شیبان حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن کو ملے اور عرض کیا: مجھے سب سے افضل حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد محترم سے رمضان المبارک کی فضیلت کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں قیام کرے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح صاف ہو جاتا ہے جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“ امام ابو عبدالرحمن (نسائی رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں: یہ غلط ہے۔ (یعنی عبدالرحمن بن عوف کا ذکر) درست أبو سلمة عن أبي هريرة ہے۔

🌞 فائدہ: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ ان کے بجائے حضرت ابو ہریرہ کا ذکر درست ہے۔ باب کا بھی یہی مقصد تھا کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور نصر بن شیبان کا اختلاف واضح ہو یحییٰ بن ابی کثیر نے تو اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بتلایا ہے جبکہ نصر نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نصر کی بات کو غلط جبکہ یحییٰ بن ابی کثیر کی بات کو درست قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۲۱۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حضرت ابوسلمہ سے اسی طرح کی روایت آتی

۲۲۱۰- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ۱۳۲۸ من حديث نصر بن علي الجهضمي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۸. * النضر بن شيبان لين الحديث (تقريب)، وقال ابن معين: "ليس حديثه بشيء".

۲۲۱۱- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۱۹.

۲۲- کتاب الصیام ————— رمضان المبارک میں صیام و قیام کے اجر و ثواب کا بیان

قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ: «مَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا».

۴- ہے جس میں یہ لفظ ہیں: ”جس شخص نے ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور (راتوں کا) قیام کیا..... الخ۔“

۲۲۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِيكَ سَمِعَهُ أَبُوكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بَيْنَ أَبِيكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ، فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۲۲۱۲- حضرت نصر بن شبان نے کہا: میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد محترم سے سنی ہو اور آپ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے رمضان المبارک کے بارے میں بلا واسطہ سنی ہو۔ انھوں نے کہا: ہاں مجھے والد محترم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض کیا ہے اور میں نے تمہارے لیے اس (کی راتوں) کا قیام مسنون کیا ہے لہذا جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس ماہ مقدس میں صیام و قیام کرے گا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح اسے اس کی ماں نے گناہوں سے پاک جنتا تھا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ تینوں روایات (۲۲۱۰-۲۲۱۲) ضعیف ہیں اس لیے کہ رمضان کے روزوں اور قیام کی فضیلت تو صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن آخری حصہ ”پاک جتنے والا“ صحیح نہیں ہے۔ ② رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت تو متفقہ مسئلہ ہے البتہ راتوں کا قیام نفل ہے، لیکن یہ نفل مؤکد ہیں۔ چونکہ یہ نوافل رمضان المبارک کی خصوصیت ہیں لہذا انھیں ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ امتیازات کی پابندی مؤکد ہوتی ہے البتہ آپ کے دور میں رمضان کے نفلوں میں فرضیت کے ڈر سے مستقل جماعت سے اجتناب کیا گیا، صرف تین دن آپ نے جماعت کروائی۔ ویسے لوگ ٹولیوں کی صورت میں آپ کے دور میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

۲۲- کتاب الصیام روزوں کی فضیلت

جب فرضیت کا خطرہ نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ جماعت کا دوبارہ آغاز فرمادیا لہذا اب یہی سنت ہے کیونکہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے نیز اس پر صحابہ اور مابعد ادوار کا اجماع ہے لہذا کسی مسجد کو تراویح کی جماعت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے البتہ اگر کوئی حافظ قاری جماعت سے الگ پڑھنا چاہے تو وہ الگ بھی پڑھ سکتا ہے۔ عشاء کے فوراً بعد پڑھے یا تہجد کے وقت۔ ہاں جماعت عشاء کے بعد ہی ہوگی۔ مسنون نماز تراویح گیارہ رکعات ہے کیونکہ جن دنوں آپ نے جماعت کروائی تھی گیارہ رکعت ہی پڑھائی تھیں نیز رمضان اور غیر رمضان آپ ﷺ اتنی نماز ہی پڑھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ یا کسی صحابی سے نماز تراویح کسی صحیح حدیث یا اثر سے گیارہ رکعات سے زائد ثابت نہیں اس لیے اسی پر اکتفاء مسنون و مشروع ہے۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی روشنی میں گیارہ سے زائد نوافل (نماز تراویح) کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ سب ضعیف اور محدثین کے ہاں ناقابل اعتبار ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صلاة التراويح للألبانی)

(المعجم ۴۱) - فَضْلُ الصَّيَامِ
وَالْإِخْتِلَافُ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي
حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذَلِكَ
(التحفة ۲۳)

باب: ۴۱- روزے کی فضیلت اور حضرت
علی بن ابی طالب کی حدیث میں ابو اسحاق
کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ دو احادیث کی اسانید دیکھنے سے اختلاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابو اسحاق کے ایک شاگرد نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت قرار دیا ہے جبکہ دوسرے شاگرد شعبہ نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح سمجھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۲۱۳- أَخْبَرَنِي هَلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ
زَيْدٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

۲۲۱۳- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار کے لیے دو وقت خوشی کے ہیں: جب وہ روزہ کھولتا ہے اور جب اپنے رب کو ملے گا۔ قسم اس

۲۲۱۳- [صحیح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ۱۲۹/۳، ح: ۹۱۵ عن هلال بن العلاء بن هلال بن عمرو به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۱، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ۲۲۱۵، ۲۲۱۶ وغيرهما. * زيد هو ابن أبي أنيسة، وعبيد الله هو ابن عمرو الرقي، وتكلم النسائي في هذا الحديث وكلامه مرجوح.

۲۲- کتاب الصیام

يَقُولُ: اَلصَّوْمُ لِي وَآنَا اَجْزِي بِهِ، ذَاتِ كِي جَسْ كَ هَاتْه مِي مِي رِي جَانْ هِي رُوزْ دَار
وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: حِينَ يُفْطِرُ وَحِينَ يَلْفِي كَ مَنْه كِي بُو اللّٰه تَعَالٰی كَ زَدِي كَ سَتُورِي سَ بَهِ زِيَادَ
رَبِّهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمٍ اَجْمِي هِي-“
الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ“.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”روزہ میرے لیے ہے۔“ سب عبادات ہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہیں مگر روزے کی
تخصیص کی وجہ غالباً یہ ہے کہ روزے میں ریاکاری ممکن نہیں کیونکہ اس کی کوئی ظاہر علامت نہیں جسے کوئی دیکھ
سکے روزے کے علاوہ باقی تمام عبادات میں لوگوں کی طرف سے تعریف ممکن ہے مثلاً: نماز اور حج وغیرہ کیونکہ
یہ عبادات لوگوں کو نظر آتی ہیں جبکہ روزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہوتا ہے۔ ② ”میں ہی اس کا بدلہ دوں
گا۔“ یعنی کوئی دوسرا اس کا بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس کا ثواب جانتا ہی نہیں صرف میں ہی جانتا ہوں لہذا
میں ہی اس کا بدلہ دوں گا جیسا کہ حدیث (نمبر ۲۲۱۷) میں ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ہے
سوائے روزے کے کہ وہ بے حساب ہے نیز روزے کا بدلہ جنت ہے اور جنت کوئی اور نہیں دے سکتا۔
③ ”جب روزہ کھولتا ہے۔“ اس وقت خوشی اللہ تعالیٰ کے فریضے کی تکمیل کی وجہ سے ہوتی ہے یا طبعی خوشی مراد
ہے جو ہر انسان کو کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ ④ ”جب اپنے رب کو ملے گا۔“ اس وقت خوشی ہوگی اللہ تعالیٰ
کی رضامندی اور روزے کا ثواب دیکھ کر اور یہی حقیقی خوشی ہے۔ ⑤ ”روزے دار کے منہ کی بو۔“ جو معدہ خالی
ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں انسان خوشبو والے شخص کو اپنے قریب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی روزے
دار کو اپنے قریب فرمائے گا اور اس سے محبت فرمائے گا گویا یہ جو روزے کی حالت میں منہ سے آتی ہے
قیامت کے دن کستوری کی خوشبو کا تمثیل اختیار کرے گی۔ ممکن ہے دنیا ہی میں روزے کی حالت کی بوا اللہ تعالیٰ
یا فرشتوں کو کستوری سے بڑھ کر خوشبو دار معلوم ہوتی ہو۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الأنفال: ۷۵)
⑥ اللہ کی صفت کلام کا اثبات ہوتا ہے نیز پتا چلتا ہے کہ اللہ کا کلام صرف قرآن مجید ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جب
چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کلام فرماتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی دراصل اللہ ہی کا
کلام ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کی بطور عبادت تلاوت نہیں کی جاتی۔

۲۲۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
۲۲۱۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”روزہ میرے لیے ہے اور
میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار کو دو خوشیاں

۲۲۱۴- [إسناده صحيح] وهو في الكبير، ح: ۲۵۲۲، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۱۰/۱۲۰، ح: ۱۰۰۷۸
بإسناد صحيح عن شعبة به مرفوعاً، فالحدیث صحيح مرفوعاً وموقوفاً، وانظر الحديث السابق.

نصیب ہیں: ایک خوشی جب وہ اپنے رب تعالیٰ سے ملے گا اور دوسری خوشی افطار کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی بڑھ کر خوشبودار ہے۔“

باب ۴۲- اس حدیث میں ابوصالح

کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

(المعجم ۴۲) - ذَكَرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى أَبِي

صَالِحٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ۲۳) - ۱

وضاحت: ابوسنان ابوصالح کا استاد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں جبکہ ابوصالح کے باقی تمام شاگرد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو۔ جیسا کہ آئندہ احادیث سے صاف ظاہر ہے۔ لیکن اس قسم کا اختلاف صحت حدیث کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا حل ممکن ہے کہ ابوصالح نے دونوں سے سنا ہو اور یہی بات درست ہے کیونکہ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ دونوں سے یہ حدیث بواسطہ ابوصالح تخریج کی ہے۔ (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۵۱/۱۶۵)

۲۲۱۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی حقیقت جزا دوں گا۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ دوسرا جب وہ اللہ تعالیٰ کو ملے گا پھر اللہ اسے روزے کا بدلہ دے گا تو وہ خوش ہوگا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہے۔“

۲۲۱۵- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَزْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ ضَرَّارُ بْنُ مَرَّةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللَّهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۲۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۲۱۶- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ

۲۲۱۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ۱۱۵۱/۱۶۵ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به،

وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۳.

۲۲۱۶- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۴. * عمرو هو ابن الحارث، وللحديث طرق كثيرة، انظر الحديث

السابق والآتي.

ابنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ الْمُنْذِرَ ابْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الصَّيَّامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصَّائِمُ يَفْرُحُ مَرَّتَيْنِ: عِنْدَ فِطْرِهِ وَيَوْمَ يَلْقَى اللَّهَ، وَخُلُوفٍ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ».

رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے) فرمایا: ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار دو دفعہ خوش ہوگا: افطار کے وقت اور جب اللہ تعالیٰ کو ملے گا۔ اور روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔“

۲۲۱۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا ابْنُ آدَمَ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعِيفٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّيَّامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، الصَّيَّامُ جُنَّةٌ لِلصَّائِمِ فَرَحَتَانِ: فَرَحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ».

۲۲۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان جو نیکی کرتا ہے وہ اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔ وہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور کھانے پینے سے دست کش ہوتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ روزے دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں ایک تو افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”دس گنا سے سات سو گنا تک۔“ کم از کم دس گنا تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وعدے کی بنا پر ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلٍ﴾ (الأنعام: ۱۶۰: ۶) ”جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔“ اور زائد اپنے اپنے خلوص کی کمی بیشی کے لحاظ سے۔ ② ”ڈھال ہے۔“ یعنی گناہوں سے اور قیامت کے دن آگ سے ڈھال ہوگا۔ گناہوں سے مضبوط ڈھال بنا رہا تو آگ سے بھی

۲۲۱۷- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ۱۶۴/۱۱۵۱ من حديث جرير بن عبد الحميد، والبخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾، ح: ۷۴۹۲ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۵.

مضبوط ڈھال ہوگا۔ یہاں کمزور ڈھال ثابت ہوا تو آخرت میں بھی کمزور ڈھال ہوگا لہذا روزے کو ہر قسم کی کمزوری سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

۲۲۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے) فرمایا: ”انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ جب کسی دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ کوئی شہوانی بات کرے نہ شور و غل مچائے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بوقیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہوگی۔ روزے دار کے نصیب میں دو خوشیاں ہیں: جب روزہ کھولتا ہے تو افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب تعالیٰ کو ملے گا تو اپنے روزے (کی جزا) سے خوش ہوگا۔“

۲۲۱۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزِّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، إِذَا كَانَ يَوْمَ صِيَامٍ أَحَدُكُمْ فَلَا يَزِفْتُ وَلَا يَضْحَبُ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ہر عمل اس کے لیے ہے۔“ یعنی ہر عمل میں چاہے تو وہ مخلص ہو چاہے تو اخلاص کو ختم کر دے اس کا مدار اسی پر ہے اور اس کا اس کو مفاد ہو سکتا ہے مثلاً: لوگ اس کی تعریف کریں یا اس کو کچھ بدلہ و عوض دیں کیونکہ وہ اعمال لوگوں کو نظر آتے ہیں مگر روزہ تو صرف اللہ تعالیٰ کو نظر آتا ہے لہذا اس کا مکمل اجر تو اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ ② ”نہ شہوانی بات کرے۔“ گویا یہ چیزیں روزے کی ڈھال میں سوراخ کرنے والی ہیں جس سے ڈھال ناکارہ ہو جائے گی۔ ③ ”وہ کہہ دے۔“ یعنی لڑائی کرنے والے سے کہے تاکہ اسے شرم آئے۔ یا اپنے دل میں کہے اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے پہلا مفہوم الفاظ حدیث کے زیادہ قریب ہے۔

۲۲۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ کوئی شہوانی بات کرے اور نہ شور و غل کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی تم گلوچ یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہے۔“

۲۲۱۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ الزِّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، الصَّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَزِفْتُ وَلَا يَصْخَبُ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي أَمْرُؤُ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعید بن مسیب نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

۲۲۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے بھی پاکیزہ تر ہے۔“

۲۲۲۰- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

۲۲۱۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۷.

۲۲۲۰- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۵۱/۱۶۱ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۲۱۷) من حديث عبد الله بن وهب، والبخاري، اللباس، باب ما يذكر في المسك، ح: ۵۹۲۷ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۸.

بِيَدِهِ! لَخَلْفَةٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ».

۲۲۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ

نے اللہ تعالیٰ سے بیان فرمایا: ”ہر نیکی جو انسان کرتا ہے وہ اسے (ثواب کے لحاظ سے کم از کم) دس گنا ہو کر ملے گی مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔“

۲۲۲۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ آدَمَ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا إِلَّا الصَّيَامَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ».

باب: ۴۳- روزے دار کی فضیلت کے بارے

میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمد بن یعقوب کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

(المعجم ۴۳) - ذَكَرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى

مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ (التحفة ۲۳) - ب

وضاحت: اختلاف اس بات میں ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن ابی یعقوب یہ روایت رجاء بن حیوۃ سے بلا واسطہ بیان فرماتے ہیں یا درمیان میں ابونصر ہلالی کا واسطہ ہے؟ یہ اختلاف بھی صحت حدیث میں قدح کا باعث نہیں ممکن ہے محمد بن عبد اللہ نے پہلے ابونصر کے واسطے سے سنا ہو پھر براہ راست ان کے شیخ سے بھی سماع کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

۲۲۲۲- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے ایسی چیز کا حکم دیجیے جو میں آپ سے خصوصی طور پر حاصل کروں (اس پر عمل کروں) آپ نے فرمایا: ”روزہ رکھا کرو کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“

۲۲۲۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَجَاءُ بْنُ حَبِوَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۲۲۱- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۹، وللحديث طرق أخرى (انظر الحديث السابق). * أحمد

ابن عيسى هو المصري، وعمرو هو ابن الحارث، وبكير هو ابن عبد الله بن الأشج.

۲۲۲۲- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۵۵، ۲۴۹/۵ من حديث مهدي به، وهو في الكبرى،

ح: ۲۵۳۰، وصححه ابن حبان، ح: ۹۲۹، والحافظ ابن حجر في الفتح: ۱۰۴/۴.

۲۲- کتاب الصیام _____ روزے دار کی فضیلت

قُلْتُ: مُرْنِي بِأَمْرِ آخِذُهُ عَنْكَ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ».

☀ فائدہ: ”اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“ ثواب و اجر کے لحاظ سے یا گناہ سے بچنے کے لیے؟ بعض نے اس روایت میں صوم سے مراد ہی تقویٰ لیا ہے کیونکہ صوم کے معنی ہیں رک جانا، اور تقویٰ کے معنی بھی تقریباً یہی ہیں لیکن پہلے معنی ہی صحیح ہیں جو کہ مشہور ہیں لیکن یاد رہے کہ روزوں کا مقصد بھی تقویٰ کا حصول ہے۔

۲۲۲۳- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسی چیز کا حکم دیجیے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجھے بہت فائدہ عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے کو معمول بنا کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“

۲۲۲۳- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَارِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الصَّبِّيَّ حَدَّثَهُ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مُرْنِي بِأَمْرِ يَنْفَعَنِي اللَّهُ بِهِ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّيَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ».

۲۲۲۴- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”روزے کی عادت ڈال کیونکہ کوئی اور کام اس کے برابر نہیں۔“

۲۲۲۴- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّعِيفُ - شَيْخٌ صَالِحٌ، وَالصَّعِيفُ لَقَبٌ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِي نَضْرٍ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ».

۲۲۲۳- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۱.

۲۲۲۴- [صحيح] أخرجه ابن حبان، ح: ۹۳۰، وابن خزيمة، ح: ۱۸۹۳ في صحيحيهما من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۲، وصححه الحاكم: ۴۲۱/۱، والذهبي، وقال: "أبو نصر الهلالي هو حميد بن هلال العدوي"، وسنده حسن فقط. * أبو نصر ليس بالمجهول، وثقه ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما، ولم ينفرد به، ولحديثه شواهد.

۲۲- کتاب الصیام _____ روزے دار کی فضیلت

☀ فائدہ: اس روایت کے راوی کا لقب ضعیف ہے۔ روایت کے اعتبار سے ضعیف نہیں کیونکہ وہ کثرت عبادت سے کمزور ہو گئے تھے۔

۲۲۲۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ ابْنُ السَّكَنِ أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ - : حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَنْغُوبَ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرٍ الْهَلَالِيِّ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! مُزْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ : «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدَلَ لَهُ» قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! مُزْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ : «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدَلَ لَهُ».

۲۲۲۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے رکھا کر کیونکہ اس جیسا کوئی کام نہیں۔“ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی اور کام کا حکم دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے ہی رکھا کر کوئی اور کام اس کے برابر نہیں۔“

۲۲۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ فَطْرِ : أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «الصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

☀ فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ۲۲۱۷.

۲۲۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي

۲۲۲۷- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال کی طرح بچاؤ کا ذریعہ ہے۔“

۲۲۲۵- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۳.

۲۲۲۶- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۴، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث المتقدم، ح: ۲۲۱۸.

۲۲۲۷- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۵.

ثَابِتٍ وَالْحَكَمُ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۸- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

۲۲۲۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ النَّزَّالِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۹- حضرت حکم نے کہا کہ مجھے اس (حضرت معاذ

رضی اللہ عنہ کی) روایت کو اپنے استاد سے سنے چالیس سال ہو گئے ہیں پھر کہتے ہیں: مجھے یہ روایت معاذ بن جبل سے (عروہ کے علاوہ) ميمون بن ابی شبيب نے بھی بیان کی ہے۔

۲۲۲۹- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لِي الْحَكَمُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ قَالَ الْحَكَمُ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مَيْمُونُ بْنُ أَبِي شَيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

۲۲۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ بچاؤ کا سامان ہے۔“

۲۲۳۰- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزِّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّيَامُ جُنَّةٌ».

۲۲۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

۲۲۳۱- وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ

۲۲۲۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۳۷/۵ عن محمد بن جعفر غندر به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۶، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۲۲۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۷.

۲۲۳۰- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۱۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۷.

۲۲۳۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۱۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۸.

جُرَيْجٍ قِرَاءَةً، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الزِّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصَّيَامُ جُنَّةٌ».

۲۲۳۲- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت مطرف کے لیے دودھ منگوایا تاکہ وہ اسے پیے تو انھوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”روزہ ڈھال ہے جیسے تمھارے پاس جنگ میں ڈھال ہوتی ہے۔“

۲۲۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ: أَنَّ مُطَرِّفًا - رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ - حَدَّثَهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ دَعَا لَهُ بَلْبِنَ لِسَقِيَّةٍ، فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْصَّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

۲۲۳۳- حضرت مطرف کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے میرے لیے دودھ منگوایا۔ میں نے عرض کیا: بلاشبہ میں روزے سے ہوں۔ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”روزہ (جہنم کی) آگ سے (بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے جیسے تمھارے پاس جنگ میں (بچاؤ کے لیے) ڈھال ہوتی ہے۔“

۲۲۳۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، فَدَعَا بَلْبِنَ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

۲۲۳۴- حضرت سعید بن ابی ہند سے بھی یہی واقعہ

۲۲۳۴- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۲۲۳۲- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في فضل الصيام، ح: ۱۶۳۹ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۳۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۲۵، وابن حبان، ح: ۹۳۱.

۲۲۳۳- [صحيح] أخرجه أحمد: ۲۱/۴ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۹۱، وابن إسحاق صرح بالسماع عنده، والحديث في الكبرى، ح: ۲۵۴۰، وانظر الحديث السابق.

۲۲۳۴- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۱.

۲۲- کتاب الصیام — روزے دار کی فضیلت

حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: دَخَلَ مُطَرِّفٌ عَلَى عُثْمَانَ، نَحْوَهُ مُرْسَلٌ.

☀️ فائدہ: مرسل سے مراد یہاں منقطع بھی ہو سکتی ہے اور موقوف بھی۔ منقطع اس اعتبار سے کہ سعید بن ابی ہند جو کہ واقعہ بیان کر رہے ہیں اس واقعے کے وقت حاضر نہ تھے۔ اور موقوف اس اعتبار سے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۲۳۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَبِي سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الَصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا».

☀️ فائدہ: ایک دوسری روایت میں غیبت کا لفظ ہے، یعنی غیبت اور اس قسم کے دوسرے گناہ روزے کو اتنا زخمی کر دیتے ہیں کہ وہ آگ سے بچاؤ کے کام نہ آ سکے گا جیسے ڈھال میں سوراخ ہوں تو وہ جنگ میں کام نہیں آتی۔ گویا روزہ جہنم کی آگ سے بھی ڈھال بنے گا جب روزے دار نے اپنے روزے کے درمیان گناہوں سے اجتناب کیا ہو ورنہ وہ ضائع ہو سکتا ہے۔

۲۲۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الدَّامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ

۲۲۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”روزہ آگ سے ڈھال ہے۔ جو شخص روزے سے ہو اس دن وہ جہالت (بدتمیزی) کا کوئی

۲۲۳۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۱۹۵ من حديث واصل مولى أبي عيينة به، ولم يذكر الوليد بن عبد الرحمن، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۲، وصححه ابن خزيمة، وحسنه المنذري في الترغيب والترهيب: ۲/ ۱۴۷، وزاد الدارمي: ”بالغية“، وفي رواية ضعيفة: ”بكذب أو بغية“ مجمع الزوائد للهيتمي: ۳/ ۱۷۱. *

۲۲۳۶- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۲۵۸، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

روزے دار کی فضیلت

۲۲- کتاب الصیام

کام نہ کرے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے جہالت سے پیش آئے تو وہ اس سے گالی گلوچ نہ کرے بلکہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے پاکیزہ تر ہے۔“

عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْصَّيَّامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، فَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلَا يَجْهَلُ يَوْمَئِذٍ، وَإِنْ أَمْرُوْهُ جَهْلٌ عَلَيْهِ فَلَا يَسْتِمْهُ وَلَا يَسْبُهُ وَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۲۲۳۷- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: روزہ

ڈھال ہے بشرطیکہ روزے دار اس کو پھاڑ نہ دے۔

۲۲۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: «الْصَّيَّامُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا».

۲۲۳۸- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں روزے داروں کے لیے ایک دروازہ مخصوص ہے جسے ”ریان“ کہا جاتا ہے۔ اس میں ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ جب آخری روزے دار داخل ہو جائے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ جو شخص اس میں داخل ہوگا پیچھے گا اور جس نے ایک دفعہ پی لیا، کبھی پیسا نہ ہوگا۔“

۲۲۳۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلصَّائِمِينَ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ: الرِّيَّانُ، لَا يَدْخُلُ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ، مَنْ دَخَلَ فِيهِ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں روزے داروں سے مراد نفلی روزے کے عادی لوگ ہیں کیونکہ فرض

روزے دار تو سب مسلمان ہی ہیں۔ ② مخصوص دروازہ روزے داروں کو امتیاز عطا کرنے کے لیے ہے جیسے مہمان خصوصی کے داخلے کے لیے دروازہ مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ ③ ”ریان“ معنی ہیں: سیرابی والا دروازہ۔

۲۲۳۷- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۳، وتقدم من طريق آخر، ح: ۲۲۳۵.

۲۲۳۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۳۵/۵ من حديث سعيد بن عبد الرحمن به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۴، وأخرجه البخاري، ح: ۱۸۹۶، ومسلم، ح: ۱۱۵۲ من حديث أبي حازم به.

روزے دار کی فضیلت

گو یا اس دروازے سے داخل ہوتے ہی سیرابی حاصل ہوگی چاہے دخول سے یا پینے سے۔ جبکہ باقی دروازوں کے ذریعے داخل ہونے والوں کو جنت کے اندر پانی ملے گا۔ ⑤ ”کبھی پیاسا نہ ہوگا۔“ بعد میں پانی پینا لذت کے لیے ہوگا نہ کہ پیاس دور کرنے کے لیے۔ ان کی یہ فضیلت اس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پیاسے رہے۔ روزے میں پیاس ہی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

۲۲۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلٌ: أَنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرِّيَّانُ، يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ هَلْ لَكُمْ إِلَى الرِّيَّانِ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ.

۲۲۳۹- حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا: کہاں ہیں روزے دار؟ کیا تمہیں ریان (سیرابی) دروازے کی خواہش ہے؟ جو اس سے جنت میں داخل ہوگا، کبھی پیاس محسوس نہ کرے گا۔ جب روزے دار داخل ہو جائیں گے وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس سے داخل نہ ہوگا۔

۲۲۴۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ يُدْعَى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ يُدْعَى مِنْ بَابِ الْجِهَادِ،

۲۲۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جنم، اکا، دودو چیزیں خرچ کرے گا، اسے جنت میں آواز دی جائے گی: اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہت اچھا ہے (اس سے داخل ہو)۔ جو شخص نماز سے رغبت رکھنے والا ہوگا، اسے نماز والے دروازے سے آواز دی جائے گی۔ اور جو جہاد کا شائق (جہاد کرنے والا) ہوگا اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو صدقہ کرنے کا عادی (صدقہ دینے والا) ہوگا اسے صدقہ والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو

۲۲۳۹- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۵.

۲۲۴۰- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل من ضم إلى الصدقة غيرها من أنواع البر، ح: ۱۰۲۷ من حديث ابن وهب عن يونس به، والبخاري، الصوم، باب: الريان للصائمين، ح: ۱۸۹۷ من حديث مالك عن ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۶.

روزے کا رسیا ہوگا“ اسے باب ریان سے دعوت دی جائے گی۔“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کسی شخص کو ضرورت نہیں کہ اسے ہر دروازے سے آوازیں دی جائیں مگر کیا کسی کو ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انھی (لوگوں) میں سے ہو گے۔“

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ يُدْعَى مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”یہ دروازہ بہت اچھا ہے“ گویا اس نیکی کے لیے ایک مخصوص دروازہ ہے جہاں سے اس کے حاملین کو عزت کے ساتھ داخل کیا جائے گا۔ ”فی سبیل اللہ“ سے مراد ہر اچھی جگہ بھی ہو سکتی ہے اور خاص جہاد بھی کیونکہ قرآن مجید میں فی سبیل اللہ عام طور پر جہاد کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ② اس حدیث میں جن نیکیوں (نماز، جہاد، صدقہ اور روزے) کا ذکر ہے یہاں نفل مراد ہیں اور نفل بھی کثرت سے حتیٰ کہ وہ شخص اس نیکی میں معروف اور ممتاز ہو ورنہ کچھ حد تک تو یہ نیکیاں ہر مسلمان میں پائی جاتی ہیں۔ ③ ”ہاں“ ظاہر ہے جو شخص مجسمہ نیکی ہے اور نیکی میں ممتاز ہے اس کا حق ہے کہ اسے ہر طرف سے عزت افزائی کے لیے بلایا جائے لِمَنْ لِيْ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امت میں کون اس اعزاز کا مستحق ہوگا؟ آخر وہ ثانی اثنین ہیں۔ ④ نیکی کے تمام اعمال ایک آدمی میں یکساں نہیں ہوتے کسی کی طرف رغبت اور رجحان زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں کم۔

۲۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ سے) نکلے تو ہم نوجوان تھے اور ہم شادی وغیرہ کی وسعت نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اے نوجوان لوگو! نکاح کرو کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی چیز ہے۔ جو شخص (فقر کی وجہ سے) نکاح کی طاقت نہ رکھے

۲۲۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ، قَالَ: «يَا مَعْشَرَ

۲۲۴۱- أخرجه البخاري، النكاح، باب من لم يستطع الباء فليصم، ح: ۵۰۶۶، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن طاقت نفسه إليه... الخ، ح: ۳/۱۴۰۰ من حديث الأعمش، والترمذي، ح: ۱۰۸۱ عن محمود بن غيلان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۷.

۲۲- کتاب الصیام — روزے دار کی فضیلت

الشَّبَابُ! عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ دَعَاً—
وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو پچل
فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ۔

☀ فائدہ: ”پچل دے گا۔“ وافر اور اچھا کھانا پینا شہوت میں اضافہ کرتا ہے۔ روزہ نام ہے بھوک و پیاس کا۔
خوراک کی کمی شہوت کو توڑتی ہے اس لیے غیر شادی شدہ نوجوانوں کے لیے روزہ مفید ہے۔ ویسے بھی روزہ گناہ
سے بچاتا ہے۔ گویا روزے دار شخص خفی انسان کی طرح پرسکون رہتا ہے۔ گناہ سے بچنا مطلوب ہے۔ اور بعض
صحابہ نے اس (گناہ) سے بچنے کے لیے خفی بننے کی اجازت بھی طلب کی تھی لہذا صحیح اور فطری طریق کی رہنمائی
کی گئی، یعنی اسلام نے انسانوں کو خفی کرنے سے منع فرمایا مگر ساتھ متبادل بھی مہیا فرمایا۔

۲۲۴۲- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَقِيَ عُثْمَانَ بِعَرَفَاتٍ، فَخَلَا بِهِ، فَحَدَّثَهُ، وَأَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: هَلْ لَكَ فِي فِتَاةٍ أُرْوَجُكَهَا؟ فَدَعَا عَبْدَ اللَّهِ عَلْقَمَةَ، فَحَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وَجَاءٌ»۔
۲۲۴۲- حضرت علقمہ سے منقول ہے کہ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عرقات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو
ملے۔ حضرت عثمان انھیں علیحدہ لے گئے۔ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو
خواب ہے کہ میں کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی
کر دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت
علقمہ کو بھی بلا لیا اور ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے
فرمایا: ”تم میں سے جو شخص نکاح (کے اخراجات) کی
طاقت رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح
نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کی چیز ہے۔ اور جو
طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے
لیے ڈھال ہے۔“

☀ فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ہے۔ چونکہ اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کو نکاح کی ضرورت نہ تھی لہذا پیش کش قبول نہ فرمائی بلکہ علقمہ کو بلا لیا کیونکہ یہ کوئی راز کی بات نہ تھی اور حدیث
بیان فرمائی۔ ② نکاح اس شخص کے لیے ضروری ہے جو اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے جو ضرورت محسوس نہ کرتا

۲۲۴۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، ح: ۱۹۰۵، ومسلم، ح: ۱/۱۴۰۰،
انظر الحديث السابق، من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۸۔

ہو اس کے لیے نکاح ضروری نہیں جیسے بوزہ شخص۔

۲۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص نکاح (کے اخراجات) کی طاقت رکھے وہ شادی کرے اور جو اتنی وسعت نہ پائے وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔“

۲۲۴۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ».

۲۲۴۴- حضرت عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہمارے ساتھ علقمہ اسود اور کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے ان (ہمارے ساتھ والے) لوگوں کو یہ حدیث میری ہی وجہ سے بیان فرمائی کیونکہ میں ہی ان سب سے کم عمر نوجوان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ نیچا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کرتا ہے۔“

۲۲۴۴- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَنَا عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَجَمَاعَةٌ، فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثٍ مَا رَأَيْتُهُ حَدَّثَ بِهِ الْقَوْمَ إِلَّا مِنْ أَجْلِي لِأَنِّي كُنْتُ أَخُذْنَهُمْ سِتًّا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ».

راوی علی بن ہاشم کہتے ہیں کہ اعمش سے ”ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ“ کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا یہ اس (عمارہ عن عبدالرحمن) جیسی ہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

قَالَ عَلِيُّ: وَسَيَّلَ الْأَعْمَشُ عَنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ قَالَ: نَعَمْ.

۲۲۴۳- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۴۹.

۲۲۴۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۴۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۰.

۲۲۴۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى - يَغْنِي - فَنِيَّةٍ، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوِيلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضَى لِلْبَصَرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَالْصَوْمُ لَهُ وَجَاءَ».

۲۲۴۵- حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کچھ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم میں سے جو مالدار ہو وہ شادی کرے کیونکہ یہ چیز اس کی نظر کو زیادہ نیچا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دے گی۔ اور جو مالدار نہ ہو تو اس کی شہوت کا علاج روزہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَبُو مَعْشَرٍ هَذَا اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كَلْبٍ وَهُوَ ثَقَّةٌ، وَهُوَ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ رَوَى عَنْهُ مَنْصُورٌ وَمُغِيرَةُ وَشُعْبَةُ، وَأَبُو مَعْشَرٍ الْمَدِينِيُّ اسْمُهُ نَجِيعٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَمَعَ ضَعْفِهِ أَيْضًا كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ، عِنْدَهُ أَحَادِيثُ مَنَاقِبٍ، مِنْهَا: مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ» وَمِنْهَا: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسُّكَيْنِ وَلَكِنْ أَنْهَسُوا أَنْهَسًا».

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو ابو معشر راوی ہے اس کا نام زیاد بن کلیب ہے وہ ثقہ ہے اور ابراہیم نخعی کا مصاحب (ساتھی) ہے۔ اس سے منصور، مغیرہ اور شعبہ نے روایت کیا ہے۔ ایک ابو معشر مدینی ہے اس کا نام نجیح ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ضعیف ہونے کے ساتھ وہ اختلاط کا بھی شکار ہو گیا تھا۔ وہ منکر حدیثیں بھی بیان کرتا تھا۔ اس کی (بیان کردہ) منکر حدیثوں میں سے ایک وہ ہے جو اس نے محمد بن عمرو سے بیان کی انھوں نے ابوسلمہ سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔“ اور ایک وہ ہے جو اس نے ہشام بن عروہ سے روایت کی انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”گوشت کو چھری سے مت کاٹو (بلکہ) اسے دانتوں سے نوچ کر کھاؤ۔“

۲۲- کتاب الصیام اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے کے اجر و ثواب کا بیان

(المعجم ۴۴) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَامَ
يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذَكَرَ
الْإِخْتِلَافَ عَلَى سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ
فِي الْخَبَرِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۲۴)

باب ۴۴- جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے اس کا ثواب اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں سہیل بن ابی صالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے؟ نیز سہیل بن ابی صالح اور صحابی کے درمیان واسطہ کون سا ہے؟ اس اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں میں سے ایک کا ذکر غلط ہے بلکہ زیادہ امکان یہی ہے کہ دونوں کا ذکر صحیح ہے۔ کیونکہ سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت میں سہیل کے استاد ایک سے زائد ہیں۔

۲۲۴۶- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي
صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي
سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَخَّحَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ
النَّارِ بِذَلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی بدولت اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

☀ فائدہ: حدیث میں [فی سبیل اللہ] کے الفاظ ہیں ہر اس نیک عمل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جائے چونکہ قرآن مجید میں [فی سبیل اللہ] سے مراد عموماً جہاد ہوتا ہے لہذا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے: ”جو شخص جہاد کے دوران میں روزہ رکھے۔“ نیز (فی سبیل اللہ) ”اللہ تعالیٰ کے راستے میں“ کے تحت طلب علم یا حج و عمرہ وغیرہ کے سفر میں روزہ رکھنا بھی آ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۲۴۷- أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ
حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ
عَنْ سَهْلٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۲۲۴۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس

۲۲۴۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۰۰ عن أنس بن عياض به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۲.

۲۲۴۷- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۴، وقال النسائي: لا نعلم أحدا تابع أبا معاوية (الضرير) على هذا الإسناد، والحديث السابق شاهد له.

۲۲- کتاب الصیام ————— اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے کے اجر و ثواب کا بیان

الْخُدْرِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ بِذَلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

دن کی وجہ سے اس کے اور آگ کے درمیان ستر سال کا فاصلہ فرما دے گا۔

۲۲۴۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔“

۲۲۴۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ عَامًا».

۲۲۴۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔“

۲۲۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ ابْنِ

۲۲۵۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ

۲۲۴۸- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۲۴۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۳.

۲۲۴۹- [صحيح] أخرجه أحمد: ۴۵/۳ عن محمد بن جعفر غندره، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۵.

۲۲۵۰- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه... الخ، ح: ۱۱۵۳ من حديث الليث ابن سعد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصرم في سبيل الله، ح: ۲۸۴۰ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۶، وانظر الحديث الآتي.

۲۲- کتاب الصیام اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے کے اجر و ثواب کا بیان

أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بَعَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

اس ایک دن (کے روزے) کی وجہ سے اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔“

۲۲۵۱- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ الثَّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَهُ اللَّهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔“

۲۲۵۲- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِيَّاهِبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَا الثَّعْمَانِ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَاعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

(المعجم ۴۵) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيهِ (التحفة ۲۴) - أ

باب: ۳۵- اس روایت میں سفیان ثوری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

۲۲۵۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۷.

۲۲۵۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۵۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۸، وأخرجه البخاري، ح: ۲۸۴۰، ومسلم، ح: ۱۱۵۳ من حديث عبد الرزاق به.

۲۲- کتاب الصیام اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے کے اجر و ثواب کا بیان

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ اس روایت میں حضرت سفیان ثوری کے استاد سمیل ہیں یا حضرت سَمَی؟ دونوں ہی ہو سکتے ہیں لہذا صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

۲۲۵۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ نَيْسَابُورِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْعَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ تَعَالَى بِذَلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔“

۲۲۵۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ حَرَّ جَهَنَّمَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس دن کی برکت سے جہنم کی پیش کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

۲۲۵۵- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَمِيِّ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ

۲۲۵۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس دن کی بنا پر آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے

۲۲۵۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۵۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۵۹.

۲۲۵۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۵۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۰.

۲۲۵۵- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۵۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۱.

۲۲- کتاب الصیام - سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

ابن ابی سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بَاعَدَ اللَّهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ».

۲۲۵۶- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ عز و جل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے سو سال کی مسافت تک دور فرمادے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”سوسال“ اس سے ما قبل تمام روایات میں ستر سال کا ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے دونوں اعداد سے معین عدد مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے، یعنی بہت دور فرمادے گا۔ ستر اور سو کا عدد عرف میں کثرت کے لیے عام بولا جاتا ہے۔ ان دو عددوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انسانی عمر عموماً ستر کے قریب ہوتی ہے، بہت کم ہیں جو سو سال تک پہنچیں یا اس سے تجاوز کریں۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ ممکن ہے پہلے اجر کم تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اضافہ فرمادیا، یہ بھی کوئی بعید بات نہیں۔ ② اوپر والی روایات میں سال کو ”خریف“ کہا گیا ہے کیونکہ سال میں موسم خریف ایک ہی ہے، لہذا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس موسم کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عرب میں فصلوں اور پھلوں کے پکنے کاٹنے اور توڑنے کا موسم تھا، اس لیے عرب لوگ سن، ہجری کے رواج سے پہلے تاریخ میں خریف ہی کے حوالے دیا کرتے تھے۔

(المعجم ۴۶) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّيَامِ فِي
باب: ۴۶- سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے؟
السَّفَرِ (التحفة ۲۵)

۲۲۵۶- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۳۵/۱۷، ح: ۹۲۷ من حديث محمد بن شعيب به، وهو في الكبير، ح: ۲۵۶۲، وللحديث شواهد. * القاسم أبو عبد الرحمن ثبت سماعه من عقبه كما في السنن الكبرى للنسائي، ح: ۱۰۷۲۵.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۵۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۷- حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

۲۲۵۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۸- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيرٍ عَلَيْهِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے درست اس سے پہلی (سند) ہے۔ ہمارے علم میں نہیں ہے کہ اس پر کسی نے ابن کثیر کی متابعت کی ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں سند کی غلطی ہے، یعنی روایت کا سعید بن مسیب سے مرسلاً مروی ہونا خطا ہے۔ درست صحابی کے ذکر کے ساتھ ہے۔ ② یہ روایت مختصر ہے لہذا غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ خود سفر میں روزے رکھتے رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے سامنے سفر میں روزے رکھتے تھے۔ دراصل اس روایت کا ایک خاص محل ہے اور وہ یہ کہ جب روزہ مسافر کے لیے انتہائی مشقت کا باعث ہو اور روزے دار دوسرے کے لیے بوجھ اور مصیبت بن جائے وہ اسے اور اس کے کام کاج کو سنبھالتے پھریں تو ایسا روزہ واقعتاً نیکی نہیں۔ لیکن اگر مسافر آسانی سمجھتا ہو اور روزہ برداشت کر سکے اپنا کام خود کرے دوسرے کے لیے پریشانی اور بوجھ کا سبب نہ بنے تو ایسے شخص کے لیے سفر میں روزہ

۲۲۵۷- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الإفطار في السفر، ح: ۱۶۶۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۳، وصححه الحاكم: ۴۳۳/۱، والذهبي، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي: ۲۲۵۹.

۲۲۵۸- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۴.

۲۲۔ کتاب الصیام _____ سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

رکھنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔ آئندہ باب وحدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ غرض جو صورت بھی انسان کے لیے باعث سہولت اور آرام وہ ہو اسے ہی اپنانا افضل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ

العقبی شرح سنن النسائی: ۱۳۳/۲۱-۱۳۱)

(المعجم ۴۷) - أَلَعَلَّةٌ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا قِيلَ ذَلِكَ وَذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۲۶)

باب: ۴۷۔ وہ سبب جس کی بنا پر یہ الفاظ کہے گئے نیز اس بارے میں وارد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بیان میں محمد بن عبد الرحمن کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: محمد بن عبد الرحمن کے بعض شاگرد اس روایت میں ان کے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے

درمیان واسطہ ذکر نہیں کرتے، بعض ذکر کرتے ہیں۔ دیکھیے احادیث: ۲۲۶۱ اور ۲۲۶۲۔

۲۲۵۹۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَزِيزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نَاسًا مُجْتَمِعِينَ عَلَى رَجُلٍ فَسَأَلَ، فَقَالُوا: رَجُلٌ أَجْهَدُهُ الصَّوْمُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک شخص کے ارد گرد جمع دیکھا تو پوچھا (کیا بات ہے؟) لوگوں نے کہا: ایک آدمی ہے جسے روزے کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (اس حد تک پہنچانے والا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

۲۲۶۰۔ أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي

۲۲۶۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے ایک درخت کے سائے تلے لایا گیا تھا اور اس (کے منہ) پر پانی کے چھینٹے مارے جا رہے تھے۔ آپ نے

۲۲۵۹۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۳۵۲ من حديث بكر بن مضر به، وهو في الكبرى، ج: ۲۵۶۵، وأصله متفق عليه كما يأتي، ح: ۲۲۶۴. * محمد بن عبد الرحمن هو ابن أسعد بن زرارۃ.

۲۲۶۰۔ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۶، وأعله النسائي بعله غير قاذحة. * محمد بن عبد الرحمن هو ابن ثوبان.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا: ”تمہارے اس ساتھی کو کیا ہوا ہے؟“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ نیکی نہیں کہ تم سفر کے دوران میں (اس طرح کے) روزے رکھو بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے قبول کرو۔“

كَثِيرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرْسُ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ: «مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ هَذَا؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَائِمٌ، قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ، وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللَّهِ الَّتِي رَخَّصَ لَكُمْ فَأَقْبِلُوهَا».

۲۲۶۱- محمد بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے ایسی ہی حدیث سنائی جس نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔

۲۲۶۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَزْبَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا نَحْوَهُ.

باب: ۴۸- علی بن مبارک کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

(المعجم ۴۸) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ (التحفة ۲۶) - ۱

وضاحت: بعینہ مندرجہ بالا اختلاف مراد ہے، بعض شاگرد واسطہ ذکر کرتے ہیں، بعض نہیں کرتے۔

۲۲۶۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (اس قسم کا) روزہ رکھنا نیکی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے قبول کرو۔“

۲۲۶۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّيَامُ فِي السَّفَرِ، عَلَيْكُمْ

۲۲۶۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۷. * محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان سمعه من جابر، وسمع من رجل وهو محمد بن عمرو بن الحسن عن جابر، فالطريقان محفوظان.

۲۲۶۲- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۲۵۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۸.

۲۲- کتاب الصیام _____ سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

بِرُخْصَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقْبَلُوهَا» .

۲۲۶۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ
الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ
فِي السَّفَرِ» .

۲۲۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (مشقت والا)
روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

(المعجم ۴۹) - ذَكَرُ اسْمِ الرَّجُلِ
(التحفة ۲۷)
باب: ۴۹- اس شخص کے نام کا ذکر (جو)
محمد بن عبد الرحمن اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے
درمیان ہے)

وضاحت: آئندہ روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا نام محمد بن عمرو بن حسن ہے۔

۲۲۶۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ
عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنِ، عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا
قَدْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «لَيْسَ مِنَ
الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ» .

۲۲۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس پر سفر کے دوران
میں سایہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”سفر کے دوران
(اس قسم کا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

☀️ فائدہ: ”اس قسم کا“ روزہ جس سے دوسرے لوگ بھی مصیبت میں پڑے رہیں۔ کوئی کپڑا اتارنے کوئی
چھینٹے مارے وغیرہ۔

۲۲۶۳- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۶۹.

۲۲۶۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه... الخ، ح: ۱۹۴۶، ومسلم، الصيام،
باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية... الخ، ح: ۱۱۱۵ من حديث شعبة به، وهو في
الكبرى، ح: ۲۵۷۰، وقال النسائي: "حديث شعبة هذا هو الصحيح".

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۶۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْعَمِيمِ، فَصَامَ النَّاسُ، فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، فَأَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضُ، فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ: «أُولَئِكَ الْعَصَاةُ».

۲۲۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان المبارک میں مکہ کی طرف چلے اور روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ کراع عمیم پہنچے۔ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ کو یہ بات پہنچی کہ لوگوں کے لیے روزہ بھانا مشکل ہو گیا ہے۔ یہ عصر کے بعد کی بات ہے۔ آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور پیالہ لوگ دیکھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے تو روزہ کھول لیا لیکن کچھ لوگوں نے روزہ قائم رکھا۔ آپ کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ ابھی تک روزے سے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”یہ لوگ نافرمان ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”یہ لوگ نافرمان ہیں۔“ اللہ کے رسول ﷺ نے محسوس فرمایا کہ آج روزہ مشقت والا ہے اور مشقت والا روزہ سفر میں جائز نہیں لہذا آپ نے افطار فرمایا۔ اگرچہ آپ کو مشقت نہ تھی تاکہ آپ کی وجہ سے کسی کو مشقت برداشت نہ کرنی پڑے اسی علت کے پیش نظر ان لوگوں کو بھی افطار کر لینا چاہیے تھا جنہیں زیادہ مشقت نہ تھی تاکہ ان کی وجہ سے دوسروں کو افطار میں جھجک محسوس نہ ہو۔ جس طرح اپنی مشقت کا لحاظ ضروری ہے اسی طرح دوسروں کی مشقت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ اس بنا پر آپ نے افطار فرمایا۔ جن حضرات نے اس اصول کا لحاظ نہ رکھا بلکہ آپ کے علانیہ افطار کے باوجود افطار نہ کیا انھوں نے نافرمانی کی۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح آپ کا فرمان واجب الاتباع ہے اسی طرح آپ کا وہ فعل جو آپ اس لیے کریں کہ لوگ بھی اس کی اقتدا کریں، یعنی واجب الاتباع ہے ورنہ یہ نافرمانی ہوگی۔ ③ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نیک اور متقی بنا زبردست غلطی ہے۔

۲۲۶۶- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۲۲۶۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان، ح: ۱۱۱۴ من حديث جعفر به.

۲۲۶۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۳۶/۲ عن أبي داود عمر بن سعد الحضري به، وتفرد به كما قال البيهقي: ۲۴۶/۴، وهو في الكبرى: ح: ۲۵۷۲، وصححه ابن حبان، ح: ۹۱۱، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۴۳، ووافقه الذهبي، والصحيح أنه مرسل، انظر الحديث الآتي. * سفيان هو الثوري، تقدم، ح: ۱۰۲۷، ولم أجد تصريح سماعه.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِطَعَامٍ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ: «أَذِنَا فَكَلَا» فَقَالَا: إِنَّا صَائِمَانِ فَقَالَ: «إِزْهَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ، إِغْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ».

نبی ﷺ کے پاس مَرِّ الظَّهْرَانِ مقام میں کھانا لایا گیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”قریب آؤ اور کھاؤ۔“ ان دونوں نے کہا: ہم روزے سے ہیں۔ آپ نے دیگر صحابہ سے فرمایا: ”اپنے ان دو محترم ساتھیوں کے لیے سواریاں تم تیار کرنا اور ان کے دوسرے کام بھی تم کرنا۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ حدیث کو متفق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم، نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اگلی دونوں روایتوں کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۱۶۱/۲۱-۱۶۳، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۱/۱۶۸-۱۷۰، رقم: ۸۵ و صحیح سنن النسائی: ۱۳۳، ۱۳۴/۲، رقم: ۲۲۶۳-۲۲۶۵)

۲۲۶۷- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَغَدَّى بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: «الْغَدَاءُ»، مُرْسَلٌ.

۲۲۶۷- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مَرِّ الظَّهْرَانِ مقام پر کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی کھانا کھاؤ۔“ یہ روایت مرسل ہے۔

۲۲۶۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ

۲۲۶۸- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مَرِّ الظَّهْرَانِ مقام پر تھے۔ یہ روایت بھی مرسل ہے۔

۲۲۶۷- [إسناده ضعيف لإرساله] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۳.

۲۲۶۸- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۵.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا بِمَرِّ
الظَّهْرَانِ. مُرْسَلٌ.

(المعجم ۵۰) - ذَكَرُ وَضِعَ الصَّيَامِ عَنِ
الْمُسَافِرِ وَالْإِخْتِلَافُ عَلَى الْأَوْزَاعِي فِي
خَبَرِ عُمَرُو بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ (التحفة ۲۸)

باب: ۵۰- مسافر کو (وقتی طور پر) روزہ معاف
ہونے کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عمرو
بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کی حدیث (کے بیان)

میں اوزاعی کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: اوزاعی کے استاد یحییٰ بن ابی کثیر اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے درمیان واسطہ ابوسلمہ ہیں یا
ابوقلابہ؟ نیز ابوقلابہ کے استاد جعفر بن عمرو ہیں یا ابوالہبہ جری؟ یاد رہے عمرو بن امیہ ضمری اور ابوامیہ ضمری ایک ہی
شخصیت ہیں۔

۲۲۶۹- حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں ایک سفر سے واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس
حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ”اے ابوامیہ! کھانا آ رہا
ہے۔ ذرا ٹھہرو۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے
ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ۔ میرے قریب ہوتا کہ
میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور
نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۶۹- أَخْبَرَنِي عَبْدُهُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيُّ
قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ
سَفَرٍ، فَقَالَ: «إِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!»
فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «تَعَالَ! أَدْنُ
مِنِّي حَتَّى أَخْبِرَكَ عَنِ الْمُسَافِرِ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ
وَجَلَّ وَضَعَ عَنْهُ الصَّيَامَ وَنَصَفَ الصَّلَاةَ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے فرض روزہ بھی وقتی طور پر
معاف فرما دیا ہے، نفل روزے کی تو بات ہی کیا ہے، لہذا تو کھانا کھا سکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سفر میں نفل روزہ
نہیں رکھنا چاہیے۔ ② ”روزہ اور نصف نماز“ مگر دونوں میں فرق ہے۔ فرض روزہ تو بعد میں رکھنا پڑے گا اور
یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ مگر نصف نماز جو معاف ہے، وہ مستقل معاف ہے، یعنی اس کی قضا ادا نہیں کرنی پڑے گی۔
③ ”معاف ہے۔“ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسافر روزہ رکھ نہیں سکتا یا نماز پوری نہیں پڑھ سکتا بلکہ یہ اس کی

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

مرضی پر موقوف ہے۔ یہ معاف رخصت کے معنی میں ہے۔ (۳) ہر نماز نصف معاف نہیں بلکہ صرف وہ نماز جو چار رکعت والی ہے۔ ظہر، عصر اور عشاء باقی دو نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔

۲۲۷۰- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمِرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ؟» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «تَعَالَ! أَخْبِرَكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْهُ - يَعْنِي - الصَّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۰- حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (سفر سے واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! کیا تو کھانا آنے کا انتظار نہیں کرے گا؟“ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ“ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۷۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الضَّمِرِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَسَلَّمْتُ، عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبْتُ لِأَخْرُجَ، قَالَ: «إِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! قَالَ: «تَعَالَ! أَخْبِرَكَ

۲۲۷۱- حضرت ابو امیہ ضمری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا۔ جب میں اٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! کھانا آنے تک ٹھہرو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ“ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۷۰- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۷، وفي عمرو بن قتيبة بدل عمرو بن عثمان، وهو الصواب كما في تحفة الأشراف، وتهذيب الكمال، وانظر الحديث السابق. * الوليد هو ابن مسلم، وصرح بالسماع المسلسل عند النسائي في الكبرى.

۲۲۷۱- [صحیح] أخرجه الدارمي: ۱۰/۲، ح: ۱۷۱۹ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۸، وانظر الحديث المتقدم، ح: ۲۲۶۹.

۲۲- کتاب الصیام - سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

عَنِ الْمُسَافِرِ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنْهُ الصَّيَّامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ.

۲۲۷۲- حضرت ابو امیہ ضمری سے روایت ہے کہ

میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اور مذکورہ بالا کی مانند حدیث بیان کی۔

۲۲۷۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُهَاجِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ يَغْنِي الضَّمَرِيَّ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۲۷۳- حضرت ابو امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! ٹھہر و کھانا آ رہا ہے۔“ میں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ“ میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۷۳- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ الْجَزَمِيُّ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمَرِيَّ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ: «إِنْتَظِرِ الْعَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «أَذْنُ! أَخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنْهُ الصَّيَّامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

باب ۵۱- اس حدیث کے بیان میں معاویہ

بن سلام اور علی بن مبارک کا اختلاف

(المعجم ۵۱) - ذِکْرُ اخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ

سَلَامٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي هَذَا

الْحَدِيثِ (التحفة ۲۸) - ألف

۲۲۷۲- [صحیح] انظر الحديث السابق، هو في الكبرى، ح: ۲۵۷۹.

۲۲۷۳- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ۹۲/۴، ح: ۲۸۱۹ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۰.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

وضاحت: یہ دونوں بزرگ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگرد ہی ہیں۔ ان میں اختلاف یہ ہے کہ معاویہ بن سلام تو ابوقلابہ اور ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے جبکہ علی بن مبارک واسطہ ذکر کرتے ہیں جیسے کہ سابقہ وضاحت میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۲۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمَرِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ؟» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَعَالَ! أَخْبِرْكَ عَنِ الصَّيَامِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۴- حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں ایک سفر سے (واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں روزے سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تم کھانے تک نہیں ٹھہرو گے؟“ میں نے عرض کیا: میں تو روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ادھر آؤ“ میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۷۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ: أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ نَحْوَهُ.

۲۲۷۵- حضرت ابوامیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں سفر سے واپس نبی ﷺ کے پاس آیا۔ مذکورہ بالا روایت کی مانند۔

۲۲۷۶- أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ التَّلِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز اور روزہ

۲۲۷۴- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۱.

۲۲۷۵- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۲.

۲۲۷۶- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۳، وأخرجه أبو داود، ح: ۲۴۰۸، والترمذي، ح: ۷۱۵، وابن ماجه، ح: ۳۲۹۹، ۱۶۶۷ عن أنس بن مالك به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۴۴، وله شاهد حسن يأتي، ح: ۲۳۱۷.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ - يَعْنِي - نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَعَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ».

معاف کر دیا ہے۔ اور (اسی طرح) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث انس کو بھی مذکورہ باب کے تحت ہی ذکر فرمادیا حالانکہ اس پر الگ سے عنوان قائم کرنا زیادہ مناسب تھا جیسا کہ دیگر صحابہ کرام رحمہم اللہ سے مروی احادیث کے اسنادی اختلافات کے بیان میں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱۴۲/۲۱، ۱۴۳، ۱) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر بچے کے نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے بعد میں قضا ادا کرے یا بعض نے کہا ہے کہ ندیہ دے دے یہی کافی ہے۔ بعض کہتے ہیں قضا کی ضرورت ہے نہ ندیہ کی گویا کہ حقیقتاً معافی ہے مگر جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی بات ہی صحیح ہے کہ بعد میں قضا ادا کرنی ہوگی۔

۲۲۷۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ شَيْخٍ مِنْ قُسَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ، حَدَّثَنَا، ثُمَّ أَلْفَيْنَاهُ فِي إِبِلٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو قَلَابَةَ: حَدَّثَهُ، فَقَالَ الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَمِّي: أَنَّهُ ذَهَبَ فِي إِبِلٍ لَهُ، فَأَتَتْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ أَوْ قَالَ: يَطْعَمُ، فَقَالَ: «أَذُنُ فَكُلْ» أَوْ قَالَ: «أَذُنُ فَاطْعَمْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّيَامِ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ».

۲۲۷۷- حضرت ایوب سے منقول ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ قشیر قبیلے کا ایک بزرگ اپنے صحابی چچا سے حدیث بیان کرتا ہے۔ (ہم گئے تو) ہم نے اس بزرگ کو اس کے اذنوں میں پایا۔ (میرے ساتھ استاد محترم ابو قلابہ بھی تھے۔) تو حضرت ابو قلابہ نے اس (بزرگ) سے کہا کہ اسے وہ حدیث بیان کیجیے تو اس بزرگ نے فرمایا کہ مجھے میرے چچا (انس بن مالک قشیری رحمہ اللہ) نے بیان فرمایا کہ میں اپنے اذنوں (کے مطالبے) کے سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”آؤ اور کھانا کھاؤ“ میں نے عرض کیا: میرا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو بھی۔“

۲۲۷۸- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قَلَابَةَ هَذَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِ الْحَدِيثِ؟ فَذَلَّنِي عَلَيْهِ، فَلَقِيتُهُ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي قَرِيبٌ لِي يَقُولُ لَهُ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي إِبِلٍ كَانَتْ لِي أَخَذْتُ، فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ يَأْكُلُ، فَدَعَانِي إِلَى طَعَامِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «أُذْنُ! أَخْبِرَكَ عَنْ ذَلِكَ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۸- حضرت ابو قلابہ نے بیان فرمائی پھر فرمانے لگے: کیا تم اس حدیث کے راوی سے ملنا چاہتے ہو؟ اور مجھے ان کا پتا بتایا۔ میں جا کر انھیں ملا تو انھوں نے فرمایا: مجھ سے میرے ایک رشتے دار جنھیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اونٹوں کے مطالبے کے لیے حاضر ہوا جو (غلط فہمی کی بنا پر) پکڑ لیے گئے تھے۔ میں نے آپ کو کھانا کھاتے پایا۔ آپ ﷺ نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ“ میں تمھیں اس بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ انس بن مالک قشیری ہیں۔ مشہور انس بن مالک خادم رسول اور ہیں..... رحمہ اللہ ② ”پکڑ لیے گئے تھے۔“ رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے یہ اونٹ پکڑے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کفار کے ہیں حالانکہ یہ اونٹ صحابی رسول حضرت انس بن مالک قشیری رضی اللہ عنہ کے تھے۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں کے مطالبے کے لیے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تھے۔

۲۲۷۹- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِحَاجَةٍ فَإِذَا هُوَ يَتَعَدَّى قَالَ: «هَلُمَّ! إِلَى الْغَدَاءِ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «هَلُمَّ! أَخْبِرَكَ عَنِ الصَّوْمِ، إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ،

۲۲۷۹- حضرت ابو قلابہ ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس کسی کام کے سلسلے میں حاضر ہوا۔ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ“ میں تمھیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے۔ اور حاملہ

وَرَخَّصَ لِلْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ۔ سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی رخصت دی ہے۔“

۲۲۸۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشَّخِيرِ، عَنْ رَجُلٍ نَحْوَهُ۔ حضرت ابو علاء بن شخیر نے بھی ایک شخص سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

۲۲۸۱- بَلَحَرِيش (بنو الحریش) قبیلے کے ایک شخص نے اپنے والد سے بیان کیا، انھوں نے فرمایا: میں مسافر تھا۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ میں اس وقت روزے سے تھا اور آپ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی آؤ۔“ میں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ۔“ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو معافی دی ہے؟“ میں نے کہا: کس چیز کی؟ فرمایا: ”روزے اور نصف نماز کی۔“

۲۲۸۲- بَلَحَرِيش (بنو الحریش) قبیلے کے ایک شخص نے اپنے والد محترم سے بیان کیا کہ ہم سفر کیا کرتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں روزے کے بارے میں بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۸۰- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۷۔

۲۲۸۱- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۸، وللحديث شواهد كثيرة۔

۲۲۸۲- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۸۹۔

۲۲- کتاب الصیام
 سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل
 الصَّلَاةُ .

۲۲۸۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ هَانِيءِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مُسَافِرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ: «هَلَمْ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ قَالَ: «أَتَذَرِي مَا وَضَعَ اللَّهُ عَنِ الْمُسَافِرِ؟» قُلْتُ: وَمَا وَضَعَ اللَّهُ عَنِ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ: «الْصَّوْمُ وَشَطْرُ الصَّلَاةِ».

۲۲۸۳- حضرت ہانی بن عبد اللہ بن عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے اور میرا روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ”آؤ۔“ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو کیا معاف کیا ہے؟“ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مسافر کو کیا معاف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”روزہ اور نصف نماز۔“

۲۲۸۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُوسَى - هُوَ ابْنُ أَبِي عَائِشَةَ - عَنْ غِيلَانَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قِلَابَةَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فِي سَفَرٍ، فَقَرَّبَ طَعَامًا، فَقَالَ لِرَجُلٍ: «أَذْنُ! فَاطْعَمَ» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ، نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ فِي السَّفَرِ، فَإِذَا ذُنُ فَاطْعَمَ» فَذَنُوتُ فَطَعِمْتُ.

۲۲۸۴- حضرت غیلان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو قلابہ کے ساتھ ایک سفر میں گیا۔ انھوں نے کھانا میرے قریب کیا۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ) سفر میں نکلے۔ آپ نے کھانا قریب کیا اور ایک آدمی سے فرمایا: ”آؤ! کھانا کھاؤ۔“ اس نے کہا: میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ سفر میں معاف کر دیا ہے لہذا تم قریب آؤ اور کھاؤ۔“ (غیلان نے کہا: (یہ حدیث سن کر) میں قریب ہوا اور میں نے کھانا کھایا۔

فوائد و مسائل: ① ایک حدیث کی اس قدر تکرار کی وجوہات اس سے قبل مختلف مقامات پر ذکر ہو چکی ہیں مثلاً: حدیث: ۲۱۳۲ کے فوائد دیکھ لیں۔ ② روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا واقعہ ایک سے زائد صحابہ

۲۲- کتاب الصیام - سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

کے ساتھ پیش آیا۔ اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔

(المعجم ۵۲) - فَضْلُ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ
عَلَى الصَّوْمِ (التحفة ۲۹)

باب: ۵۲- سفر میں (بصورت مشقت)
روزہ رکھنے سے نہ رکھنا افضل ہے

۲۲۸۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ مُورِقِ الْعَجَلِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَتَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَاتَّخَذْنَا ظِلَالًا، فَسَقَطَ الصَّوْمُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَسَقُوا الرُّكَّابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ».

۲۲۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ کسی نے روزہ رکھا ہوا تھا کسی نے نہیں رکھا تھا۔ یہ سخت گرم دن تھے۔ ہم اترے اور سایہ حاصل کیا۔ روزے دار تو لیٹ گئے لیکن روزہ نہ رکھنے والے اٹھے اور انھوں نے ہماری سواریوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج تو روزہ نہ رکھنے والے ثواب لے گئے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اتنی مشقت کے ساتھ نفل روزے سفر میں رکھنا کہ روزے دار اپنا کام بھی خود نہ کر سکے بلکہ دوسروں کو اس کا کام کرنا پڑے، بہتر نہیں۔ روزہ رکھنا سفر میں اس وقت بہتر ہے جب انسان عاجز نہ آئے اور لوگوں پر بوجھ نہ بنے۔ ⑤ ”ثواب لے گئے۔“ یعنی خدمت کا ثواب۔ ویسے یہ جملہ ترجیح کے موقع پر بولا جاتا ہے گویا اس دن روزہ نہ رکھنے والے روزہ رکھنے والوں سے بڑھ گئے۔ واللہ اعلم۔ ⑥ جہاد میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا بہت اجر والا کام ہے۔

(المعجم ۵۳) - ذِكْرُ قَوْلِهِ: الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ۳۰)

باب: ۵۳- اس بات کا بیان کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر میں رہ کر روزہ نہ

رکھنے والے کی طرح ہے

۲۲۸۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب أجر المفطر في السفر إذا تولى العمل، ح: ۱۱۱۹ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو، ح: ۲۸۹۰ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبير، ح: ۲۵۹۲.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

۲۲۸۶- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا گھر میں رہ کر روزہ نہ رکھنے کے برابر ہے۔

۲۲۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ

قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: يُقَالُ: الصَّيَامُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۷- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سفر میں روزہ رکھنے والا گھر رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

۲۲۸۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ

أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْخَطَّاطِ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۸- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

۲۲۸۸- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ

أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطَرِ فِي الْحَضَرِ.

فائدہ: یہ روایت زیادہ سے زیادہ موقوف (یعنی صحابی کا قول) ہے علاوہ ازیں تینوں روایات سنداً ضعیف ہیں نیز روایت: ۲۲۸۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کے قائل کا بھی علم نہیں کہ کون ہے۔ ویسے بھی اس قول کا مطلب مندرجہ بالا مرفوع احادیث کے مخالف نہیں لیا جاسکتا، یعنی اگر سفر میں روزہ انتہائی مشقت کا سبب ہو جس سے روزے دار عاجز آ جائے اور دوسروں کے لیے مصیبت کا سبب بنے تب سفر میں روزہ رکھنا مناسب

۲۲۸۶- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الإفطار في السفر، ح: ۱۶۶۶ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۳. * أبو سلمة لم يسمع من أبيه كما قال أحمد، وابن معين وغيرهما، وفي الحديث علة أخرى.

۲۲۸۷- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۴.

۲۲۸۸- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۵. * الزهري عنن تقدم، ح: ۱۲۰۷.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

نہیں ورنہ جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل سے ثابت ہے۔ کسی قول کا ایسا مطلب نہیں لیا جاسکتا جو صریح حدیث کے خلاف ہو۔

(المعجم ۵۴) - الصَّيَّامُ فِي السَّفَرِ وَذِكْرُ
اختِلَافِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ۳۱)
باب ۵۴- سفر میں روزہ رکھنا نیز اس
بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی
حدیث میں ناقلین کا اختلاف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو بیان کرنے والے مقسم ہیں یا مجاہد یا طاؤس؟ درست یہ ہے کہ یہ روایت بواسطہ مقسم معلول ہے، طاؤس اور مجاہد کے واسطے سے صحیح ہے۔ دیکھیے:
(ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۱۸۸/۲۱)

۲۲۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:
أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ
شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ
فَصَامَ حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا، ثُمَّ أَتَى بِقَدَحٍ مِنْ
لَبَنٍ فَشَرِبَ، وَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ.

۲۲۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ
نبی ﷺ رمضان المبارک میں (فتح مکہ کے لیے) نکلے۔
آپ روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ قُدَید مقام پر آئے تو
آپ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ آپ نے پیا اور
صحابہ سمیت روزہ کھول لیا۔

۲۲۹۰- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا
قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْنَرُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ الْحَكَمِ
ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ
حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ.

۲۲۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ
ﷺ مدینہ منورہ سے چلے تو روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ
قَدَید کے مقام پر آ گئے پھر آپ نے روزے رکھنے بند
کر دیے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ آ گئے۔“

۲۲۸۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۲۴۴، ۳۴۱، ۳۴۴ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۶،
وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ۲۳۱۵.

۲۲۹۰- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في الصوم في السفر، ح: ۱۶۶۱ من حديث مجاهد به،
انظر الحديث الآتي: ۲۲۹۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۷.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

۲۲۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے) سفر میں روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ قدید مقام پر آئے تو دودھ کا پیالہ منگوا یا اور پی لیا۔ اس طرح آپ نے اور آپ کے صحابہ نے روزہ کھول لیا۔

۲۲۹۱- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ فِي السَّفَرِ حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ، فَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ.

فائدہ: یہ روایت تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے روایت: ۲۲۶۵) جس میں روزے کے افطار کی وجہ مشقت بیان کی گئی ہے۔ اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لانے تک روزہ نہیں رکھا۔ اس کی وجہ مشقت کے علاوہ یہ بھی تھی کہ مکہ مکرمہ میں جنگ کا امکان تھا لہذا آپ نے مناسب سمجھا کہ لوگ کچھ جسمانی قوت حاصل کر لیں اس لیے حکماً روزے رکھنے سے روک دیا۔ گویا مخصوص حالت میں سفر کے دوران میں روزہ رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔

باب: ۵۵- منصور کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

(المعجم ۵۵) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مَنْصُورٍ (التحفة ۳۱) - ۱

وضاحت: یعنی مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے براہ راست بیان کرتے ہیں یا بوسلطہ طاؤس؟ دونوں طرح ممکن ہے۔ پہلے پہل واسطے کے ساتھ بیان کیا ہو پھر مزید توثیق کے لیے براہ راست حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی سماع کر لیا ہو غرض اس قسم کا اختلاف صحت حدیث کے لیے مضر نہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۲۹۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے وقت) مکہ مکرمہ کو چلے تو روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ عسفان مقام پر پہنچے تو پیالہ منگوا یا اور پی لیا۔ اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔

۲۲۹۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ

۲۲۹۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۸۹.

۲۲۹۲- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الصوم في السفر، ح: ۱۶۶۱ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۸، وانظر الحديث الآتي وهو المحفوظ.

۲۲- کتاب الصیام

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

حَتَّى أَتَى عُسْفَانَ، فَدَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (اس بنا پر) فرمایا کرتے تھے: **فَمَقَالَ شُعْبَةُ: فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ (سفر میں) جو شخص چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ يَقُولُ: مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.**

🌞 فائدہ: سابقہ روایات میں قَدِيد کا ذکر ہے اور یہاں عُسْفَانَ کا، اس میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ دونوں مقام قریب قریب ہیں۔ ممکن ہے کہ افطار کی تعیم (لوگوں کی اطلاع) کے لیے دونوں جگہ نبی ﷺ نے یہاں ہو۔

۲۲۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا يَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ.

۲۲۹۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں (فتح مکہ کا) سفر کیا۔ روزے رکھتے رہے حتیٰ کہ مقام عسفان میں پہنچے تو برتن منگوا لیا اور ابھی دن ہی تھا کہ آپ نے پی کر روزہ کھول لیا۔ سب لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوا دورانِ سفر میں شدید مشقت ہو تو روزہ کھولا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی کفارہ نہیں ہاں قضا ادا کرنی ہوگی۔

۲۲۹۴- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ: الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ وَيُفْطِرُ.

۲۲۹۴- حضرت عوام بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مجاہد سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (سفر کے دوران میں) روزہ رکھ بھی لیتے تھے اور چھوڑ بھی دیتے تھے۔

۲۲۹۵- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ ۲۲۹۵- حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

۲۲۹۳- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان، ح: ۴۲۷۹، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفرط في شهر رمضان للمسافر... الخ، ح: ۱۱۱۳ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۹۹.

۲۲۹۴- [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۶.

۲۲۹۵- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۱. * زهير هو ابن معاوية، ولم ينفرد به، وحسين هو ابن علي الجعفي، وأبو إسحاق هو السبيعي.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي
مُجَاهِدٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ فِي شَهْرِ
رَمَضَانَ وَأَفْطَرَ فِي السَّفَرِ.

(المعجم ۵۶) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى
سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ بْنِ
عَمْرِو فِيهِ (التحفة ۳۱) - ب

باب: ۵۶- اس بارے میں حضرت حمزہ بن
عمر و رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سلیمان بن یسار کے
شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اکثر شاگردوں نے یہ روایت عن سلیمان بن حمزہ بیان کی ہے۔ گویا سلیمان بن حمزہ روایت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کر رہے ہیں جبکہ روایت: ۲۲۹۷ کی سند کے سیاق سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ سلیمان بن یسار حضرت حمزہ کا واقعہ بیان کر رہے ہیں حالانکہ وہ واقعہ کے وقت موجود نہ تھے۔ انھوں نے صراحت نہیں کی کہ انھوں نے یہ واقعہ حضرت حمزہ سے سنا ہے یا کسی اور سے اسی لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت: ۲۲۹۷ کو منقطع قرار دیا ہے یہاں مرسل منقطع کے معنی میں ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ روایت: ۲۳۰۴ میں سلیمان بن یسار کے شاگرد عمران بن ابی انس نے ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان ابومراح کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ باقی روایات بلا واسطہ ہیں۔

۲۲۹۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ
عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ
حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ،
قَالَ: «إِنْ»، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: «إِنْ
شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۶- حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر کے دوران میں
روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا:
”اگر تو چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۲۹۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
۲۲۹۷- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے

۲۲۹۶- أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ۱۱۲۱/۱۰۴ من طريق آخر عن حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۲.
۲۲۹۷- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۴.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِثْلُهُ مُرْسَلٌ.

۳ کہ حضرت حمزہ بن عمرو نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اسی کے مثل بیان کیا۔ یہ روایت مرسل (منقطع) ہے۔

۲۲۹۸- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۸- حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۲۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۹- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔ نہ رکھنا چاہے تو چھوڑ بھی سکتا ہے۔“

۲۳۰۰- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ فَذَكَرَ آخَرَ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ

۲۳۰۰- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں (تو کیا میں روزہ رکھ لیا کروں)۔ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہے تو رکھ لے چاہے“

۲۲۹۸- [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۲۲۹۹- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۶.

۲۳۰۰- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۳.

ابن عمرو الأسلمی قال: یا رسول اللہ! تونہ رکھ۔
إِنِّي أَجِدُ قُوَّةَ عَلَى الصَّيَامِ فِي السَّفَرِ قَالَ:
«إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۱- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو: أَنَّهُ سَأَلَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ:
«إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ
تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ
حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
يَسَارٍ وَحَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَانِي
جَمِيعًا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرِو قَالَ: كُنْتُ
أَسْرُدُ الصَّيَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْرُدُ الصَّيَامَ
فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ
شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ
حَضْرَتِ حَمْزَةَ (اسلمی) فرماتے ہیں کہ

۲۳۰۱- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۰.

۲۳۰۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۷.

۲۳۰۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۸.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۳ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مسلسل نفل روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جی چاہے تو رکھ لے جی چاہے تو نہ رکھ۔“

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّيَّامَ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَنْفِطِرْ».

۲۳۰۴- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو کہ سفر میں روزے رکھا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”چاہے تو روزہ رکھ چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۳۰۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مُرَّوَحٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا يَصُومُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَنْفِطِرْ».

باب: ۵۷- حضرت حمزہ بن عمرو کی حدیث میں عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

(المعجم ۵۷) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ فِيهِ (التحفة ۳۱) ج -

وضاحت: حضرت عروہ کے شاگرد ابوالاسود نے ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان ابومرّوح کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ ان کے بیٹے ہشام نے ان کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کیا۔

۲۳۰۵- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَنْفِطِرْ».

۲۳۰۵- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں اپنے آپ

۲۳۰۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۰۹.

۲۳۰۵- [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۱، وأخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ۱۰۷/۱۱۲۱ من حديث عبد الله بن وهب به.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

میں دوران سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت پاتا ہوں تو کیا روزہ رکھنے میں مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”روزہ نہ رکھنا اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہے۔ جو رخصت پر عمل کرے تو اچھی بات ہے اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔“

وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي مُرَاجٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَجِدُ فِيَّ قُوَّةَ عَلَى الصَّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ قَالَ: «هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ».

🌞 فائدہ: مندرجہ بالا روایت میں رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا نہ رکھنا برابر ہے۔ ہر مسافر اپنے حالات کے لحاظ سے دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کر سکتا ہے۔ اگر مشقت نہ ہو تو فرض روزہ رکھ لینا بہتر اور افضل ہے کیونکہ بعد میں قضا میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ (اگرچہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔) اور اگر مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے تاکہ روزہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لیے مصیبت نہ بن جائے۔ نقلی روزے میں دونوں باتیں برابر ہیں۔ یہ مندرجہ بالا روایات کا خلاصہ ہے۔ اس طریقے سے تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔

باب: ۵۸- اس روایت میں ہشام

(المعجم ۵۸) - ذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى

بن عروہ کے شاگردوں کے اختلاف

هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ (التحفة ۳۱) - د

کا ذکر

وضاحت: ہشام بن عروہ کے شاگرد محمد بن بشر نے عروہ اور حضرت حمزہ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا جبکہ دوسرے شاگردوں کے درمیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔ بعض شاگردوں نے اس روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ کا واقعہ بیان کر رہی ہیں نہ کہ ان سے بیان کر رہی ہیں۔

۲۳۰۶- حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی

۲۳۰۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

ہے کہ میں سفر میں روزے رکھا کرتا تھا۔ (اس لیے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں دوران سفر

إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرِ، عَنْ هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۳- الْأَسْلَمِيُّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۳۰۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّائِيُّ بِالْكُوفَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو السلمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اکثر نفل روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۳۰۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ (سلمی) رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟ اور وہ اکثر (نفل) روزے رکھا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۳۰۹- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ

۲۳۰۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ (سلمی) رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟

۲۳۰۷- [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۳.

۲۳۰۸- أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والافطار، ح: ۱۹۴۳ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۴، والموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم، ح: ۴۶۵)، وللحديث لون آخر في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى: ۲۹۵/۱) رواه عن هشام عن أبيه عن حمزة به.

۲۳۰۹- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۵.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

آپ نے فرمایا: ”اگر جی چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر جی چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۳۱۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، وَكَانَ رَجُلًا يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا اور یہ (اللہ کے بندے) لگا تا نفل روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔“

🌞 فائدہ: روایات کی یہ تکرار بعض اسنادی باریکیوں کی وضاحت کے لیے ہوتی ہے اور محدثین کے نزدیک یہ بہت مفید اور دلچسپ چیز ہے۔ اس کی طرف کئی مقامات پر اشارہ ہو چکا ہے۔ (مثلاً: دیکھیے حدیث: ۲۱۳۲)

(المعجم ۵۹) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ قِطْعَةَ فِيهِ (التحفة ۳۱) - هـ

باب: ۵۹- اس حدیث میں ابو نضرہ منذر بن مالک بن قطفہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پہلی دو روایات: ۱۲- ۲۳۱۱ میں ابو نضرہ کے استاد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ روایت: ۲۳۱۳ میں ان کے استاد جابر رضی اللہ عنہ بیان کیے گئے ہیں۔ اور روایت: ۲۳۱۴ میں دونوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے اختلاف البتہ واضح رہے کہ دونوں قسم کی روایات صحیح ہیں اور دونوں صحابہ ان کے استاد ہیں جیسا کہ آخری روایت میں صراحت ہے۔

۲۳۱۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدِ

۲۳۱۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رمضان المبارک میں سفر کیا کرتے تھے۔ کوئی ہم میں

۲۳۱۰- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۶، وأخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الرخصة في الصوم في السفر، ح: ۷۱۱ من حديث عبدة به، وقال: "حسن صحيح".

۲۳۱۱- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر... الخ، ح: ۹۶/۱۱۱۶ من حديث سعيد الجريري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۸. * حماد هو ابن زيد.

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نَسَافِرُ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، لَا يَعْيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعْيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

سے روزے دار ہوتا تھا اور کسی کا روزہ نہیں ہوتا تھا۔ نہ روزے دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزے دار پر۔

۲۳۱۲- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّائِقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ - عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نَسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، وَلَا يَعْيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعْيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

۲۳۱۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ ہم میں سے کوئی روزہ رکھتا تھا، کوئی نہیں رکھتا تھا۔ نہ تو روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے پر کوئی اعتراض کرتا تھا۔

۲۳۱۳- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَامَ بَعْضُنَا وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا.

۲۳۱۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ ہم میں سے کسی نے روزہ رکھا تھا، کسی نے نہیں۔

۲۳۱۴- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ

۲۳۱۴- حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیے۔

۲۳۱۲- أخرجه مسلم، ح: ۹۵/۱۱۱۶ من حديث أبي مسلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۱۹، انظر الحديث السابق.

۲۳۱۳- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۱۷ من حديث عاصم الأحول به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲۰.

۲۳۱۴- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲۱.

۲۲- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُمَا سَافَرَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ، وَلَا يَعْيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

کوئی روزہ رکھتا تھا، کوئی نہیں رکھتا تھا۔ نہ روزے دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزے دار پر۔

(المعجم ۶۰) - أَلرُّخْصَةُ لِّلْمَسَافِرِ أَنْ يَصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرَ بَعْضًا (التحفة ۳۲)

باب: ۶۰- مسافر کو اجازت ہے کہ کچھ روزے رکھ لے کچھ چھوڑ دے

۲۳۱۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ صَائِمًا فِي رَمَضَانَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْكَدِيدِ أَفْطَرَ.

۲۳۱۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان المبارک میں روزے رکھتے ہوئے گئے، حتیٰ کہ جب مقام کدید میں پہنچے تو (اس دن کا) روزہ کھول لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت مع فائدہ پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۲۳۹۱۔ ② اس روایت میں افطار کی جگہ کدید بتلائی گئی ہے جو کہ عُسْفَانَ اور قَدِيد کے درمیان ہے لہذا یہ روایت دوسری روایات سے مختلف نہیں۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۳۹۲) ③ باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر مسافر سفر میں روزہ رکھنے کو ترجیح دے تو ضروری نہیں کہ وہ سب روزے رکھے بلکہ کچھ رکھ لے کچھ نہ رکھے۔ بعد میں بھی رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۶۱) - أَلرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ (التحفة ۳۳)

باب: ۶۱: جو شخص رمضان المبارک میں گھر میں موجود تھا، اس نے روزہ رکھ لیا، پھر سفر شروع کیا تو سفر میں وہ روزہ کھول سکتا ہے

۲۳۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: ۲۳۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۲۳۱۵- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۱۳ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۳۱۱) عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب الخروج في رمضان، ح: ۲۹۵۳ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲۲. ۲۳۱۶- [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۹۳، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲۳.

۲۲- کتاب الصیام - حاملہ اور مرضہ کے روزے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُشْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ فَافْتَتَحَ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کا) سفر کیا تو روزے رکھتے گئے حتیٰ کہ عُشْفَانَ مقام پر پہنچے تو برتن منگوا لیا اور دن کھڑے پیا تاکہ لوگ بھی آپ کو دیکھ لیں (اور روزہ کھول لیں)۔ پھر آپ نے روزے نہیں رکھے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ فتح کر لیا۔ یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور کبھی نہیں بھی رکھا، لہذا جو شخص چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

☀ فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد اس شخص کی تردید کرنا ہے جو اس مسافر کے لیے افطار کی رخصت کا قائل ہے جسے رمضان المبارک سفر کی حالت میں طلوع ہو یعنی جس شخص کو رمضان المبارک کا آغاز گھر میں ہو جائے وہ سفر میں روزہ چھوڑنے کا مجاز نہیں نیز سفر شروع ہونے سے پہلے رکھا جانے والا روزہ سفر کے دوران میں افطار کرنا جائز نہیں۔ مذکورہ حدیث میں دونوں باتوں کا رد ہے۔

(المعجم ۶۲) - وَضَعَ الصَّيَامَ عَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ (التحفة ۳۴)

باب: ۶۲- حاملہ اور مرضہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو روزہ معاف ہے

۲۳۱۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ وَهْبٍ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَجُلٍ مِنْهُمْ - : أَنَّهُ أَمَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَعَدَّى، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلُمَّ! إِلَى الْغَدَاءِ» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ

۲۳۱۷- حضرت انس بن مالک قشیری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف فرمادی ہے۔ اور حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی کو بھی۔“

۲۲- کتاب الصیام وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ كِ تَفْسِير

المُسَافِرِ الصَّوْمِ وَ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَ عَنِ الْحُبْلَى وَ الْمَرْضِعِ .

☀ فائدہ: حاملہ اور مرضعہ کو اگر مشقت محسوس ہو یا اپنے بچے کا خطرہ ہو تو انہیں روزہ چھوڑنے اور اس کی جگہ کفارہ دینے کی رخصت ہے۔ اگرچہ اس مسئلے میں اختلاف ہے لیکن یہ موقف رائج ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے اور سند بھی صحیح ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ۲/۲۰۷، مع التعليق المغني، مزید دیکھیے: سبل السلام مع تعليق الألباني: ۲/۲۵۳) روایت کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے دیکھیے احادیث: ۲۲۶۹، ۲۲۷۰۔

(المعجم ۶۳) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينَ﴾ (التحفة ۳۵)

باب: ۶۳- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينَ﴾ کی تفسیر

۲۳۱۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرٍّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ - مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ -، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينَ﴾ [البقرة: ۱۸۴] كَانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَتَسَحَّطَهَا .

۲۳۱۸- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ طَعَامُ مِسْكِينَ﴾ ”جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔“ تو ہم میں سے جو شخص روزے نہ رکھنا چاہتا، وہ فدیہ دے دیتا حتیٰ کہ اس کے بعد والی آیت اتری اور اس نے اسے منسوخ کر دیا۔

☀ فوائد و مسائل: ① فرضیت روزہ کے ابتدائی دور میں روزہ فرض تو تھا مگر کوئی شخص بلا عذر روزہ چھوڑنا چاہتا تو اسے اجازت تھی کہ روزہ نہ رکھے مگر اسے فدیہ دینا پڑتا تھا پھر بعد میں دوسری آیت اتری: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ”تم میں سے جو شخص اس مہینے میں موجود ہو وہ لازماً روزہ رکھے۔“ تو اس سے فدیہ والی رخصت ختم ہو گئی اور ہر تندرست اور گھر میں موجود شخص کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو گیا، البتہ یہ رخصت اس

۲۳۱۸- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ح: ۴۵۰۷، ومسلم، الصيام، باب بيان نسخ قول الله تعالى: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ...﴾ ح: ۱۱۴۵ عن قتية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲۵.

۲۲- کتاب الصیام وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ كِ تَغِير

شخص کے لیے باقی ہے جو انتہائی ضعیف ہونے کی وجہ سے روزہ نبھانہیں سکتا اور اس کی قوت و صحت کی بھی کوئی امید نہیں۔ ① قرآن میں نسخ ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ ② فرضیت روزہ کا تدریجی حکم امت مسلمہ کی آسانی کے لیے تھا۔

۲۳۱۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَزْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ يُطِيقُونَهُ: يُكَلِّفُونَهُ، فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ وَاحِدٍ، فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا طَعَامُ مَسْكِينٍ آخَرَ لَيْسَتْ بِمَنْسُوحَةٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ، لَا يَرْحَصُ فِي هَذَا إِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصَّيَامَ أَوْ مَرِيضٌ لَا يُشْفَى.

۲۳۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ کے بارے میں منقول ہے کہ اس آیت میں ﴿يُطِيقُونَهُ﴾ سے مراد ہے کہ جو لوگ انتہائی مشقت محسوس کریں (یعنی انتہائی بوڑھے جن کی صحت کی امید نہیں) وہ (روزہ رکھنے کے بجائے) ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیں۔ اور اس سے اگلے الفاظ ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ﴾ ”جو شخص خوشی سے نیکی کرے تو اچھی بات ہے۔“ سے مراد ہے کہ جو شخص ایک سے زائد مسکین کا کھانا فدیہ میں دے دے تو یہ بہت اچھا ہے۔ تو (اس معنی کے لحاظ سے) یہ آیت منسوخ نہیں۔ اور (انتہائی مشقت کے باوجود) کوئی شخص روزہ رکھے تو بہتر ہے لہذا روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی رخصت صرف اس شخص کو ہے جو (انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے) روزہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یا وہ مریض جس کی صحت کی کوئی امید نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① آیت کا اصل مفہوم تو وہی ہے جو حدیث: ۲۳۱۸ کے تحت بیان ہوا مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ ذہین شخص تھے، نیز انھیں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا بھی تھی لہذا انھوں نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ﴿يُطِيقُونَ﴾ سے مراد وہ انتہائی بوڑھے یا دائمی بیمار ہیں جو روزہ برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے بعد بھی ان کے لیے قوت اور صحت کی کوئی امید نہیں تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دے دیں۔ چونکہ یہ مسئلہ شریعت اسلامیہ میں

الگ طور پر ثابت ہے اور لغت کی مدد سے یہ معنی اس آیت کے بھی بن سکتے ہیں لہذا یہ معنی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن مجید کی بلاغت کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ بعض آیات میں ایک جملے کے دو ایسے معنی مراد لیے جاسکتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں (لیکن دونوں شرعاً صحیح ہیں) ایک معنی سیاق و سباق کے لحاظ سے اور دوسرے معنی لغت یا کسی اور لحاظ سے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا اس وقت ہوگا جب وہ دونوں معانی الگ طور پر شرعاً ثابت ہوں اور ان کے ثبوت کے لیے قرآن و حدیث میں دلائل موجود ہوں۔ ورنہ صرف لغت یا صرف سیاق و سباق کے لحاظ سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا جبکہ اس تفسیر کا نصوص سے تعارض ہو تفسیر بالرائے ہے جو انتہائی بڑا گناہ ہے اور اس پر ہمیشہ کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ (۲) بہر صورت اس آیت کے دونوں معانی کا نتیجہ متفق علیہ ہے کہ جو شخص روزے کی طاقت رکھتا ہے اب وہ روزہ نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اگر پہلے معنی مراد ہیں تو یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی صراحت اسی حدیث میں ہے۔ اور اگر دوسرے معنی مراد ہیں تو اس آیت کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اب کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا کہ ترجمہ تو پہلی حدیث والا کرے اور دوسری حدیث کی بنا پر اسے غیر منسوخ کہے اور ہر شخص کو روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی اجازت دے دے کیونکہ یہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے اور بددیانتی ہے۔

باب: ۶۴- حیض کی حالت میں (وقتی طور پر)

(المعجم ۶۴) - وَضِعُ الصَّيَامِ عَنِ

روزہ معاف ہونا

الْحَائِضِ (التلخفہ ۳۶)

۲۳۲۰- حضرت معاذہ عدویہ سے منقول ہے کہ

۲۳۲۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا حیض والی عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا ادا کرے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تو خارجی عورت ہے؟ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں حیض آتا تھا پھر ہم پاک ہوتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمیں روزوں کی قضا ادا کرنے کا حکم تو دیتے تھے مگر نماز کی قضا ادا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ - يَغْنِي ابْنُ مُسْهِرٍ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَنْقِضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ إِذَا طَهَّرَتْ، قَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهَرُ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

۲۲- کتاب الصیام حالت حیض میں روزے سے متعلق احکام ومسائل

☀️ **فوائد ومسائل:** ① حیض کی حالت میں نماز اور روزے سے شرعاً روک دیا گیا ہے۔ نماز سے تو اس لیے کہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے، البتہ روزے سے روکنے کی کوئی خصوصی وجہ بیان نہیں کی گئی مگر یہ مسئلہ متفق علیہ اور قطعی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ ② حیض ختم ہونے کے بعد فرض روزے کی قضا ادا کرنا بھی قطعی مسئلہ ہے اور متفق علیہ ہے لہذا معافی سے مراد وقتی معافی ہے، البتہ نماز کی قضا نہیں شاید اس لیے کہ مدت حیض کی تمام نمازوں کی ہر مینے قضا ادا کرنا عورت کے لیے شدید مشکلات کا سبب بن سکتی ہے جبکہ چند روزوں کی قضا ادا کرنا سارے سال کے دوران میں آسان ہے اور شریعت لوگوں کی آسانی کو مد نظر رکھتی ہے۔ ③ ”کیا تو خارجی عورت ہے؟“ کیونکہ خوارج عورت پر حیض کے دنوں کی نمازوں کی قضا ادا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ ”خارجی“ فرقہ انتہائی متشدد اور دینی حکمتوں سے بے بہرہ افراد کا گروہ تھا جو صحابہ کے دور میں ظاہر ہوا۔ یہ اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر دین اسلام کا پابند اور محافظ سمجھتا تھا حتیٰ کہ ان بے وقوف لوگوں کے ہاتھوں کئی صحابہ شہید ہوئے اور انھوں نے کثیر صحابہ پر (جن میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے) کفر کے فتوے لگائے۔ آخر کار امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کرنی پڑی تب ان کا زور ٹوٹا۔ ④ خارجیوں کو ”حروری“ اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کے فتنے کی ابتدا کونے کے قریب ایک بستی حروراء سے ہوئی۔ مجازاً پورے فرقے کو حروری کہہ لیا جاتا تھا۔

۲۳۲۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصَّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَقْضِيهِ حَتَّى يَجِيءَ شَعْبَانُ.

۲۳۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر رمضان المبارک کے کچھ روزے (حیض کی وجہ سے) واجب الادا رہ جاتے تھے تو میں ان کی قضا ادا نہیں کر سکتی تھی یہاں تک کہ شعبان آجاتا تھا۔

☀️ **فائدہ:** گویا دس ماہ بعد شعبان میں سابقہ رمضان المبارک کے رہ جانے والے روزوں کی قضا ادا کرتی تھیں۔ اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض روزوں کی قضا ادا کرنا فوراً ضروری نہیں سارے سال میں کسی بھی وقت قضا ادا کرنا ممکن ہے، لیکن جلدی قضا کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہی افضل ہے بیماری یا موت کا کوئی پتا ہے؟ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ کو قضا ادا کرنا معاف نہیں بلکہ وہ روزے بہر صورت بعد میں رکھنے ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قضا ادا کرنے کی تاخیر کا سبب بھی منقول ہے کہ ایسا نہ ہوئی اکرم رضی اللہ عنہا

۲۳۲۱- أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟ ح: ۱۹۵۰، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان. ح: الخ، ۱۱۴۶ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبير، ح: ۲۶۲۸. • يحيى بن سعيد هو القطان وهو يروي عن يحيى بن الأنصاري تلميذ أبي سلمة بن عبد الرحمن.

۲۲- کتاب الصیام _____ حالت حیض میں روزے سے متعلق احکام و مسائل

کو میری ضرورت محسوس ہو اور میں روزے سے ہوں۔ شعبان میں رسول اللہ ﷺ بھی اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۱۸۰)

(المعجم ۶۵) - إِذَا طَهَرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمَسَافِرُ فِي رَمَضَانَ هَلْ يَصُومُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ (التحفة ۳۷)

باب: ۶۵- رمضان میں دن کے وقت جب عورت حیض سے پاک ہو جائے یا مسافر گھر آجائے تو کیا باقی دن کا روزہ رکھیں؟

۲۳۲۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ أَبُو حَصِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَبُو حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ: «أَمِنَكُمْ أَحَدٌ أَكَلَ الْيَوْمَ؟» فَقَالُوا: «مِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَصُمْ، قَالَ: «فَأَيُّكُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ، وَابْتَغُوا إِلَى أَهْلِ الْعَرُوضِ فَلْيَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ».

۲۳۲۲- حضرت محمد بن صفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء (دس محرم الحرام) کے دن فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہے اور کچھ نے نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر باقی دن کچھ نہ کھانا، نیز مدینہ منورہ کے قرب و جوار بستیوں میں پیغام بھیج دو کہ وہ باقی دن کچھ نہ کھائیں پیس۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یوم عاشوراء سے متعلق مجموعی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دن کا روزہ فرض تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مختلف احادیث میں اس کے متعلق حکم منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری: ۳/۲۴۷) یہ اعلان آپ نے دن چڑھے فرمایا شاید فرضیت کا حکم اسی وقت آیا ہو۔ ② ”باقی دن کچھ نہ کھانا“ خواہ پہلے کھانا کھائی چکا ہو۔ اس صورت میں روزہ صحیح ہوگا اور شرعاً قابل اعتبار نیز اس کی جگہ بعد میں روزہ رکھنا ضروری نہیں یہی موقف حق ہے کیونکہ اس کی قضا ادا کرنے کا حکم نہیں جس روایت میں قضا کا حکم ہے وہ سنداً قابل حجت اور ضعیف ہے۔ دیکھیے: (سنن أبی داود، حدیث: ۲۳۳۷) جیسے بھول کر کھانے پینے والے کا شرعاً مواخذہ نہیں اور نہ اس کا روزہ ہی فاسد ہوتا ہے یہی توجیہ زیر بحث مسئلے میں ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے حائضہ اور مسافر کو بھی اسی پر قیاس فرمایا ہے کہ اگر دن کے دوران میں ان کا عذر ختم ہو جائے تو وہ باقی دن کچھ نہ کھائیں پیس خواہ پہلے کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔ لیکن اب رکنا لازمی ہے۔ ③ ”قرب و جوار بستیوں“ عربی میں لفظ ”عروض“ استعمال ہوا ہے جس سے مراد مکہ مدینہ اور یمن کا تمام علاقہ

۲۳۲۲- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، ح: ۱۷۳۵ من حديث حصين به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۲۹، وصححه ابن خزيمة: ۲۸۹/۳، ح: ۲۰۹۱، وابن حبان، ح: ۹۳۲، والבוصري.

روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

ہے، لیکن ظاہر ہے اس وقت یہ اعلان اتنے علاقے میں تو نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے مندرجہ بالا معنی کیے گئے کیونکہ اس وقت یہی ممکن تھا۔ ⑤ طلوع فجر صادق سے قبل روزے کی نیت اس کے لیے ضروری ہے جسے علم ہو کہ صبح کو روزہ ہے۔ جسے پتا ہی دن کے وقت چلے کہ آج روزہ ہے، تو اگر اس نے طلوع فجر کے بعد اس وقت تک کچھ نہیں کھایا، وہ روزے کی نیت کر سکتا ہے اور اس کی دن کی نیت معتبر ہوگی۔

(المعجم ۶۶) - إِذَا لَمْ يُجْمَعْ مِنَ اللَّيْلِ
هَلْ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ؟
(التحفة ۳۸)
باب: ۶۶- جب رات کو روزے کی نیت
نہ ہو تو کیا دن کے وقت نفل روزہ رکھ
سکتا ہے؟

۲۳۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
سَلَمَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ:
«أَذْنُ - يَوْمَ عَاشُورَاءَ - مَنْ كَانَ أَكَلَ
فَلْيَتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ
فَلْيَصُمْ».

۲۳۲۳- حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
ﷺ نے ایک آدمی کو عاشوراء کے دن حکم دیا کہ اعلان
کرو: ”جس نے کچھ کھالیا ہے وہ باقی دن نہ کھائے پیے
اور جس نے کچھ نہیں کھایا، وہ روزہ رکھ لے۔“

🌞 فائدہ: گویا امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک عاشوراء کا روزہ مستحب ہے، تبھی تو انھوں نے اس حدیث سے
ترجمۃ الباب کا مسئلہ استنباط کیا ہے کہ دن کے وقت بھی روزے کی نیت کر کے نفل روزہ شروع کیا جا سکتا ہے
(جیسا کہ حدیث: ۲۳۲۳ میں ہے) بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھالیا یا نہ ہو۔ یہ استنباط تو درست
ہے لیکن اس کے لیے مندرجہ بالا حدیث کو محل استشہاد بنانا درست نہیں کیونکہ راجح موقف کے مطابق عاشوراء
شروع میں فرض تھا یہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ روزے کی فرضیت کا پتا نہ ہو تو جب بھی اطلاع ملے
اس وقت کچھ کھایا ہو یا نہ رک جائے اور باقی دن روزے کی تکمیل کرے۔

(المعجم ۶۷) - أَلْتَنَبَّهَ فِي الصَّيَامِ
وَالْإِخْتِلَافُ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ
طَلْحَةَ فِي خَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ (التحفة ۳۹)
باب: ۶۷- روزے کی نیت اور اس بارے
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (کے بیان کرنے)
میں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ کے شاگردوں کا اختلاف

۲۳۲۳- أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب ما كان يبعث النبي ﷺ من الأمراء... الخ، ح: ۷۲۶۵ من حديث
يحيى القطان، ومسلم، الصيام، باب من أكل في عاشوراء فليكمف بقية يومه، ح: ۱۱۳۵ من حديث يزيد بن أبي عبيد
به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۰. * سلمة هو ابن الأكوع رضي الله عنه.

روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

وضاحت: طلحہ کے بعض شاگردان کا استاد مجاہد بتاتے ہیں اور بعض عائشہ بنت طلحہ کو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صحیح ہیں جیسا کہ روایت: ۲۳۳۰ میں صراحت ہے۔ غرض طلحہ عن مجاہد عن عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ عن عائشہ بنت طلحہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، اسی طرح عن عائشہ بنت طلحہ و مجاہد کلاهما عن عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ عن مجاہد و أم کلثوم: أن رسول الله ﷺ مُرْسَلًا، یہ سب طرق صحیح ہیں ان میں اختلاف اور تضاد نہیں۔

۲۳۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”چلو میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ پھر کسی اور دن میرے پاس سے گزرے۔ اتفاقاً اس وقت مجھے حیس کا تنہہ آیا ہوا تھا اور میں نے آپ کے لیے کچھ رکھ چھوڑا تھا۔ آپ حیس کو بہت پسند فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس حیس کا تنہہ آیا ہے اور میں نے آپ کے لیے کچھ محفوظ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”لاؤ پیش کرو۔ میں نے تو آج روزے کی نیت کر رکھی تھی۔“ پھر آپ نے وہ حیس کھایا اور فرمایا: ”نفل روزے کی مثال ایسی ہے جیسے آدمی اپنے مال سے صدقہ نکالے پھر چاہے اسے خرچ کر دے چاہے اپنے پاس رکھ لے۔“

۲۳۲۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى ابْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟» فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَقَدْ أَهْدَيْتَنِي إِلَيَّ حَيْسٌ، فَحَبَّأْتُ لَهُ مِنْهُ، وَكَانَ يُحِبُّ الْحَيْسَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ أَهْدَيْتَنِي لَنَا حَيْسٌ فَحَبَّأْتُ لَكَ مِنْهُ، قَالَ: «أَذْنِيهِ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ وَأَنَا صَائِمٌ» فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ التَّطَوُّعِ مَثَلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ الصَّدَقَةَ، فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا، وَإِنْ شَاءَ حَبَسَهَا».

 فوائد و مسائل: ① حیس یہ عربوں میں ایک معروف کھانا تھا جو کھجور، پنیر اور گھی وغیرہ سے تیار کیا جاتا تھا۔ چونکہ کھانے مختلف ہوتے ہیں اور ہر قوم کے اپنے اپنے کھانے ہوتے ہیں لہذا دوسری زبان میں ہر کھانے کا ترجمہ ممکن نہیں خصوصاً جبکہ یہ کھانا ہمارے ہاں تیار ہی نہیں کیا جاتا تو اس کا نام کیسے ہوگا؟ ② نفل روزے کو بلاوجہ ختم کیا جاسکتا ہے کیونکہ نفل عبادت انسان کی اپنی مرضی پر موقوف ہوتی ہے۔ ایسے روزے کی قضا ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ جب اصل روزہ ہی نفل ہے تو قضا ادا کرنی کیسے واجب ہو سکتی ہے؟ البتہ جواز میں کوئی شبہ نہیں

جیسے وتر کہ نبی اکرم ﷺ ان کی قضا ادا کیا کرتے تھے اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی۔ ⑤ بعض اہل علم نے نفل روزے کی نیت کو نصف النہار سے قبل ضروری قرار دیا ہے تاکہ اکثر روزہ نیت کے ساتھ ہو اور یہ معقول بات ہے۔ ⑥ نبی اکرم ﷺ کائنات کے زاہد اور متقی ترین انسان تھے۔ آپ کی نظر دنیاوی ملذذات کے بجائے ہمیشہ اخروی نعمتوں پر ہوتی تھی..... ﷺ..... ⑦ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طعام و شراب میں نبی اکرم ﷺ کو یاد رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کو تجھے تخائف بھیج کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ ⑧ اچھے واعظ کی نشانی ہے کہ وہ مثالوں سے اپنی بات سامعین کے ذہنوں میں اچھی طرح نقش کر دیتا ہے۔ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ⑨ کوئی چیز نفل صدقے کی نیت سے علیحدہ کرنا اور پھر اسے صدقہ نہ کرنا جائز ہے۔

۲۳۲۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس چکر لگایا اور فرمایا: ”تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ پھر (کسی دن) دوبارہ تشریف لائے۔ اتفاقاً ہمارے پاس حبس کا تھنہ آیا تھا۔ میں آپ کے پاس لائی تو آپ نے کھالیا۔ مجھے اس پر تعجب ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تشریف لائے تو آپ کا روزہ تھا پھر آپ نے حبس کھالیا؟ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ہاں۔ رمضان یا قضاے رمضان کے علاوہ نفل روزے رکھنے والے کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے مال کا صدقہ نکالا تو جس قدر چاہا خرچ کر دیا اور اس کا ثواب حاصل کر لیا اور جتنا چاہا کنجی کرتے ہوئے رکھ لیا۔“

۲۳۲۵- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَارَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَوْرَةً قَالَ: «أَعْنَدُكَ شَيْءٌ؟» قَالَتْ: لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ: «فَأَنَا صَائِمٌ» قَالَتْ: ثُمَّ دَارَ عَلَيَّ الثَّانِيَةَ وَقَدْ أُمِدِّي لَنَا حَيْسٌ، فَجِئْتُ بِهِ، فَأَكَلْتُ فَعَجِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دَخَلْتُ عَلَيَّ وَأَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ أَكَلْتَ حَيْسًا قَالَ: «نَعَمْ يَا عَائِشَةُ! إِنَّمَا مَنَرَلَهُ مَنْ صَامَ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ أَوْ غَيْرِ قَصَاءٍ رَمَضَانَ أَوْ فِي النَّطْوِ بِمَنَرَلَهُ رَجُلٌ أَخْرَجَ صَدَقَةً مَالِهِ فَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَأَمَضَاهُ، وَبَحَلَ مِنْهَا بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ».

روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کبھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور فرماتے: ”تمہارے پاس کھانا ہے؟“ میں عرض کرتی کہ نہیں۔ آپ فرماتے: ”میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ آپ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ اتفاقاً ہمارے پاس حبس کا تحفہ آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ حبس کا تحفہ آیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”آج میری نیت روزے کی تھی۔“ پھر آپ نے (حبس) کھالیا۔

—

٢٣٢٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال... الخ، ح: ١١٥٤ من حديث طلحة بن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٤.

۲۳۲۸- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ: «أَصْبَحَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ تُطْعِمِينِي؟» فَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ جَاءَهَا بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: أَهْدَيْتَ لَنَا هَدِيَّةً، فَقَالَ: «مَا هِيَ؟» قَالَتْ: حَيْسٌ، قَالَ: «قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا» فَأَكَلَ.

۲۳۲۸- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے۔ آپ کا روزہ ہوتا۔ آپ فرماتے: ”تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟“ میں کہتی: نہیں۔ آپ فرماتے: ”چلو میرا روزہ ہے۔“ پھر اس کے بعد ایک دن آئے تو میں نے کہا: آج ہمارے پاس تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا؟“ میں نے کہا: حیس۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔“ پھر آپ نے کھالیا۔

۲۳۲۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» قُلْنَا: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي صَائِمٌ».

۲۳۲۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟“ ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“

۲۳۳۰- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتُ طَلْحَةَ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَاهَا فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟» فَقُلْنَا: لَا، قَالَ:

۲۳۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: ”تمہارے پاس کھانا ہے؟“ ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر میرا روزہ ہے۔“ پھر ایک اور دن تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس حیس کا تحفہ بھیجا گیا ہے۔ آپ نے منگوایا

۲۳۲۸- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۵.

۲۳۲۹- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۶.

۲۳۳۰- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۲۴ وغيره، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۷.

۲۲- کتاب الصیام روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

«إِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا قَدْ أَهْدَيْ لَنَا هَدِيَّةَ حَيْسٍ، فَدَعَا بِهِ فَقَالَ: «أَمَّا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا»، فَأَكَلَ.

پھر فرمایا: ”بلاشبہ میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔“ پھر آپ نے کھالیا۔

۲۳۳۱- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَاذِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ وَأُمِّ كُلْثُومٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟» نَحْوَهُ.

۲۳۳۱- حضرت مجاہد اور ام کلثوم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ”تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟“ باقی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سماک بن حرب نے اس روایت کو عن رجل عن عائشة بنت طلحة کے طریق سے بیان کیا ہے۔ (یعنی آدمی کو مبہم رکھا ہے۔ اگلی حدیث سماک ہی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔)

۲۳۳۲- أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «إِذَا أَصُومُ»

۲۳۳۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے پاس کوئی کھانا ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ایک اور دفعہ آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں حیس کا تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو“

۲۳۳۱- [صحیح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۸.

۲۳۳۲- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۹. * رجل هو طلحة بن يحيى كما في تقريب التهذيب وغيره.

۲۲- کتاب الصیام روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: وَدَخَلَ عَلَيَّ مَرَّةً أُخْرَى، فَقُلْتُ: پھر آج میں روزہ کھول لیتا ہوں۔ ویسے میں نے
يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَهْدَيْتَنِي لَنَا حَيْسٌ، فَقَالَ: روزے کی نیت کی ہوئی تھی۔“
«إِذَا أَفْطَرُ الْيَوْمَ وَقَدْ فَرَضْتُ الصَّوْمَ».

(المعجم ۶۸) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ باب: ۶۸- اس بارے میں حضرت حفصہ
لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِي ذَلِكَ (التحفة ۳۹) - ا کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف

وضاحت: پہلی روایت میں عبد اللہ بن ابی بکر اور حضرت سالم کے درمیان زہری کا واسطہ ذکر نہیں جبکہ باقی
روایات میں حضرت زہری کا واسطہ ذکر ہے۔ اور یہی درست ہے کہ حضرت سالم سے بیان کرنے والے حضرت
زہری ہیں آگے ان کے شاگرد ہی ہیں۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ پہلی پانچ روایات میں حضرت زہری کے استاد
حضرت سالم بیان کیے گئے ہیں جبکہ بعد والی روایات میں حضرت حمزہ بن عبد اللہ۔ اس میں کوئی تناقض نہیں
کیونکہ سالم اور حمزہ دونوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ دونوں ان سے بیان کرتے ہیں البتہ روایات ۲۳۳۱
اور ۲۳۳۲ میں حمزہ براہ راست حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

۲۳۳۳- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرْحَبِيلَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَبْيِثِ الصِّيَامَ
قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی مفہوم کی روایت:
۲۳۳۸ کو موقوفاً صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے محقق کتاب کے نزدیک یہ روایت معناً صحیح ہے نیز
دیگر محققین نے بھی مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کی تحقیق سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ
مذکورہ روایت قابل عمل ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن

۲۳۳۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فرض الصوم من الليل... الخ، ح: ۱۷۰۰
من حديث عبد الله بن أبي بكره، ولم يسمعه من سالم، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۰.

النسائی: ۲۳۲۷/۲۱-۲۵۱، و إرواء الغلیل: ۳۰-۳۵/۳، رقم: ۹۱۳۰ (۱) اہل علم نے اس حدیث کو فرض یا اس کی قضا ادا کرنے اور دوسرے واجب روزوں پر محمول کیا ہے اور نفل روزے کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا کثیر روایات سے صاف واضح ہوتا ہے۔ اس طریقے سے تمام احادیث میں تطبیق دی جاسکتی ہے لہذا اگر دن کو پتا چلے کہ آج رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے تو اسی وقت روزہ شروع کیا جاسکتا ہے کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔

۲۳۳۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ
ابن اللیث بن سعد قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ
الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

۲۳۳۴- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص طلوع فجر سے قبل رات کو
روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہوتا۔“

۲۳۳۵- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي
يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ
حَدَّثَهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ
الْفَجْرِ فَلَا يَصُومُ».

۲۳۳۵- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے
روزے کی نیت نہ کی وہ روزہ نہ رکھے۔“

۲۳۳۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ
۲۳۳۶- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہے کہ نبی

۲۳۳۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، النية في الصوم، ح: ۲۴۵۴ من حديث يحيى بن أيوب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۱. * الزهري عن عمن تقدم، ح: ۱۲۰۷.

۲۳۳۵- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۲. * آخر هو ابن لهيعة كما في سنن أبي داود، ح: ۲۴۵۴.

۲۳۳۶- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۳.

روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصَّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

۲۳۳۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: جو شخص رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے وہ روزہ نہ رکھے۔

۲۳۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصَّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُومُ.

۲۳۳۸- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی ﷺ کی زوجہ

مطہرہ تھیں انھوں نے فرمایا: اس آدمی کا روزہ نہیں ہوتا جو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے۔

۲۳۳۸- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۳۹- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شخص کا

روزہ نہیں ہوتا جو فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا۔

۲۳۳۹- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۳۷- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۲۳۳۴، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۴.

۲۳۳۸- [إسناده صحيح موقوف] هو في الكبرى، ح: ۲۶۴۵.

۲۳۳۹- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۶.

۲۲- کتاب الصیام _____ روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصَّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۰- حضرت حصہ رحمہ اللہ فرماتی ہیں کہ جو شخص طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں۔

۲۳۴۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصَّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۱- حضرت حصہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو شخص فجر سے پہلے روزے کا عزم نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

۲۳۴۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَزَبٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصَّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ. أَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

۲۳۴۲- حضرت حصہ رحمہ اللہ فرماتی ہیں: اس شخص کا روزہ نہیں ہوتا جو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اس روایت کو مرسل (منقطع) بیان کیا ہے۔

🌞 فائدہ: انقطاع سے مراد یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے یہ روایت زہری عن عائشہ و حصہ رحمہ اللہ بیان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کا حضرت عائشہ رحمہ اللہ سے سماع ہے نہ حضرت حصہ رحمہ اللہ سے۔

۲۳۴۳- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ _____ حضرت عائشہ اور حضرت حصہ رحمہ اللہ سے

۲۳۴۰- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۷.

۲۳۴۱- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۳۳۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۸.

۲۳۴۲- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۳۳۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۴۹.

۲۳۴۳- [إسناده ضعيف لانقطاعه] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۰، وتقدم أصله، ح: ۲۳۳۸.

روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۴۴- قِرَاءَةٌ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِثْلَهُ: لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصَّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

اسی کے مثل مروی ہے انھوں نے فرمایا: وہ شخص روزہ ہم نہ رکھے جس نے طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت نہیں کی۔

۲۳۴۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِذَا لَمْ يُجْمَعْ الرَّجُلُ الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُومُ.

۲۳۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص رات کو روزے کی نیت نہ کرے تو وہ روزہ نہ رکھے۔

۲۳۴۵- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةٌ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصَّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: روزے نہ رکھے مگر وہ شخص جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کر لی۔

🌞 فائدہ و مسائل: ① مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت کبھی حضرت حصہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بتایا جاتا ہے، کبھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور کبھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول اس لیے اس حدیث کے بارے میں محدثین مختلف ہیں۔ مشہور ائمہ حدیث مثلاً: امام بخاری، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ اس روایت کو موقوفاً صحیح سمجھتے ہیں، یعنی یہ حضرت حصہ یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا قول ہے رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں، جبکہ امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان، امام دارقطنی، امام ابن حزم اور امام حاکم رحمہم اللہ نے اسے مرفوع بھی صحیح قرار دیا ہے، یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے بالفرض اگر اسے مرفوعاً صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تب بھی یہ حکم مرفوع ہی بنتی ہے کیونکہ حضرت حصہ رضی اللہ عنہ کے اس فتوے کی بنیاد اپنی رائے یا قیاس نہیں، یقیناً اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا قول ہی ہو سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۲۳۷/۲۱-۲۳۹) واللہ اعلم. ② نقلی روزے کی نیت دن کے وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ ③ فرض روزے کی نیت

۲۳۴۴- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ج: ۲۶۵۲. * عبدا لله هو ابن عمر، والمعتبر هو ابن سليمان.

۲۳۴۵- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ج: ۲۶۵۱، والموطأ (يحيى): ۲۸۸/۱، وانظر الحديث السابق.

صبح صادق سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔ گویا غروب آفتاب کے بعد سے لیکر صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے تک نیت کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۶۹) - صَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ (التحفة ۴۰)
باب: ۶۹- اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کے روزے کا بیان

۲۳۴۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ
أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَحَبُّ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ
دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؛ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ
يَوْمًا، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؛ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ
اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

۲۳۴۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ نفل نماز بھی داود علیہ السلام کی (رات کی) نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے تھے پھر ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور آخری چھٹا حصہ پھر سو جاتے تھے۔“

☀ فائدہ: ”سب سے زیادہ پسندیدہ“ کیونکہ حضرت داود علیہ السلام کے روزے اور نماز میں اعتدال تھا۔ جس سے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی فرق نہ آتا تھا۔ اگر کوئی شخص اعتدال سے ہٹ جائے گا مثلاً: وہ ان سے زیادہ روزے رکھے گا یا ہمیشہ ساری رات قیام کرے گا تو حقوق العباد کا مجرم ہوگا بلکہ وہ اپنے نفس کا بھی مجرم ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اعتدال سے بڑھنے کی اجازت نہیں دی بلکہ راوی حدیث صحابی رضی اللہ عنہما کو صراحت فرمایا کہ اس سے افضل روزے ممکن نہیں۔

(المعجم ۷۰) - صَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَبِي هُوَ
وَأُمِّي وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي
ذَلِكَ (التحفة ۴۱)
باب: ۷۰- نبی ﷺ آپ پر میرے ماں
باپ قربان ہوں کے روزے کا بیان اور
اس بارے میں وارد روایت کے ناقلین
کے اختلاف کا ذکر

۲۲- کتاب الصیام ————— نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

وضاحت: اس اختلاف سے مراد یہ ہے کہ کسی روایت میں صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں کسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کسی میں کوئی اور۔ یہ اختلاف کوئی مضرت نہیں کیونکہ ایک ہی بات کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کر سکتے ہیں بلکہ اس سے روایت کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

۲۳۴۷- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبَيْضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ.

۲۳۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض (چاندنی راتوں والے دنوں) کا روزہ نہیں چھوڑتے تھے خواہ گھر میں ہوتے یا سفر میں۔

☀️ فائدہ: ایام بیض سے مراد تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ ہیں کیونکہ ان راتوں میں چاند مکمل نظر آتا ہے اور ساری رات رہتا ہے۔

۲۳۴۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى تَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى تَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ، وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا غَيْرَ رَمَضَانَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

۲۳۴۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بسا اوقات نفل) روزے مسلسل رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے تھے کہ آپ چھوڑیں گے نہیں اور پھر چھوڑنا شروع فرماتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ رکھیں گے نہیں جب سے آپ مدینہ تشریف لائے آپ نے کبھی بھی رمضان المبارک کے علاوہ ایک ماہ مسلسل روزے نہیں رکھے۔

۲۳۴۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ

۲۳۴۷- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۴، وأورده الضياء المقدسي في المختارة له، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ۱۲۶۵. * عبدالله هو ابن موسى، ويعقوب هو ابن عبدالله القمي، وجعفر هو ابن أبي المغيرة القمي، وسعيد هو ابن جبير.

۲۳۴۸- أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان... الخ، ح: ۱۱۵۷ عن محمد بن بشار، بن دار، والبخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ۱۹۷۱ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۵.

۲۳۴۹- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [قراءة سورة بني اسرائيل والزمير قبل النوم...]، ح: ۲۹۲۰، ۳۴۰۵ من حديث حماد بن زيد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۶، وصححه ابن 44

نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

۲۲- کتاب الصیام

ﷺ روزے رکھتے جاتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ کسی بھی دن روزہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور پھر چھوڑنے لگتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ کسی بھی دن روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

مُسَاوِرُ الْمُؤَوِّزِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَرْوَانَ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يُفْطِرَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ.

۲۳۵۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے

علم میں نہیں کہ نبی ﷺ نے ایک رات میں سارا قرآن مجید پڑھا ہو یا ساری رات صبح تک نفل نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھے ہوں۔

۲۳۵۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا قَطُّ كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ.

۲۳۵۱- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: کبھی آپ اس قدر روزے رکھتے کہ ہم کہتے: آپ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور کبھی اس قدر ناغے فرماتے کہ ہم کہتے: آپ نے روزے مستقلاً چھوڑ دیے ہیں۔ اور آپ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے۔ ﷺ

۲۳۵۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَمَا صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا رَمَضَانَ.

۱۱۶۳. خزیمہ، ح: ۱۱۶۳.

۲۳۵۰- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۴۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۷.

۲۳۵۱- أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان... الخ، ح: ۱۷۴/۱۱۵۶ عن قتيبة، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۸.

نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

۲۳۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ روزے رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مہینہ شعبان تھا۔ بلکہ آپ تقریباً اسے رمضان المبارک سے ملا ہی دیتے تھے۔

۲۳۵۲- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ، بَلْ كَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

۲۳۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے جاتے تھے کہ ہم کہتے: آپ چھوڑیں گے نہیں۔ اور آپ روزے چھوڑنے لگتے تو ہم کہتے: رکھیں گے نہیں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۲۳۵۳- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَذَكَرَ آخَرُ قَبْلَهُمَا، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى تَقُولَ: مَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى تَقُولَ: مَا يَصُومُ، وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

۲۳۵۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان و رمضان کے علاوہ دو مہینے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے۔

۲۳۵۴- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَصُومُ شَهْرَيْنِ

۲۳۵۲- [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم شعبان، ح: ۲۴۳۱ من حديث معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۵۹.

۲۳۵۳- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹۶۹، ومسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان، ح: ۱۷۵/۱۱۵۶ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۰، والموطأ: ۳۰۹/۱. أبو النضر هو مولی عمر بن عبد الله، وآخر قبلهما: "أظنه ابن لهيعة".

۲۳۵۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۷۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۱.

مُتَّابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ.

☀️ فائدہ: شعبان میں روزے رکھنے کے بارے میں پیچھے روایات گزر چکی ہیں۔ ان کو اور اس روایت کو دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں ہی باتوں کا احتمال موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل میں تنوع تھا، کبھی پورا شعبان روزے سے رہتے اور کسی شعبان میں مکمل روزے نہ رکھتے بلکہ اکثر رکھ لیا کرتے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث سے اس تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔ المختصر تطبیق ترجیح سے بہتر ہے کہ دونوں قسم کی احادیث معمول بہ رہتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۳۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًا إِلَّا شَعْبَانَ وَيَصِلُ بِهِ رَمَضَانَ.

۲۳۵۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ شعبان کے علاوہ سال بھر کے کسی مہینے میں مکمل (نفل) روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کو تو آپ تقریباً رمضان المبارک کے ساتھ ہی ملا دیتے تھے۔

۲۳۵۶- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَامَ لِسَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ أَوْ عَامَّتَهُ.

۲۳۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے مہینے میں آپ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

۲۳۵۷- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ،

۲۳۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

۲۳۵۵- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۱۷۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۲.

۲۳۵۶- [إسناده حسن والحديث صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۳. * عمه يعقوب بن إبراهيم، وعنه رواه أحمد: ۶/۲۶۸ ب.

۲۳۵۷- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۴، وانظر الحديث السابق.

۲۲- کتاب الصیام - نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

۲۳۵۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَجِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

۲۳۵۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُضَنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: «ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رجب اور رمضان المبارک دونوں مہینوں کا تقدس مسلمہ تھا۔ رجب کا اس لیے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں شامل ہے اور رمضان المبارک کا روزوں کی وجہ سے۔ لوگ ان دونوں مہینوں میں نیکی کے کام خوب کرتے تھے۔ شعبان کو خالی مہینہ خیال کیا جاتا تھا حالانکہ اس کی اپنی فضیلت ہے جو رسول اللہ ﷺ

۲۳۵۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۸۹/۶ من حديث بقیة به، وهو في الكبير، ح: ۲۶۶۵، وللحديث شواهد

کثیرة. * بجیر هو ابن سعد.

۲۳۵۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۰۱/۵ عن عبد الرحمن بن مہدي به، وهو في الكبير، ح: ۲۶۶۶.

۲۲۔ کتاب الصیام — نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

نے بیان فرمائی۔ ④ ”اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔“ اعمال تو ہر روز صبح اور عصر کے وقت بھی پیش ہوتے ہیں اور ہر ہفتے میں سوموار اور جمعرات کو بھی پیش ہوتے ہیں۔ گویا یہ سالانہ پیشی ہے اور اجمالی طور پر سارے سال کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ان پیشیوں کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام اعمال سے ذاتی طور پر بخوبی واقف ہے۔ ⑤ ”میں روزے سے ہوں۔“ کیونکہ روزہ افضل عبادت ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔

۲۳۶۰۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغَضَنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ تَصُومُ حَتَّى لَا تَكَادَ تُفْطِرُ، وَتُفْطِرُ حَتَّى لَا تَكَادَ أَنْ تَصُومَ إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِي صِيَامِكَ وَإِلَّا صُمْتَهُمَا، قَالَ: «أَيُّ يَوْمَيْنِ؟» قُلْتُ: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ قَالَ: «ذَاكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيهِمَا الْأَعْمَالُ عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

۲۳۶۰۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کبھی اس قدر روزے رکھتے ہیں کہ لگتا ہے آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی اس قدر چھوڑتے ہیں کہ لگتا ہے رکھیں گے نہیں، مگر دونوں کا ضرور رکھتے ہیں۔ آپ کے (عمومی) روزوں میں آجائیں تو فہما ور نہ آپ ان کا روزہ خصوصاً رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کون سے دو دن؟“ میں نے کہا: سوموار اور جمعرات۔ آپ نے فرمایا: ”یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رب العالمین کے ہاں اعمال پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔“

۲۳۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ الْغَفَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ

۲۳۶۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات لگاتار روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ کہا جاتا: آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی چھوڑنے لگتے حتیٰ کہ کہا جاتا: آپ رکھیں گے نہیں۔

۲۳۶۰۔ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۷.

۲۳۶۱۔ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۸، وانظر الحديثين السابقين.

يَسْرُدُ الصَّوْمَ، فَيَقَالُ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ،
فَيَقَالُ: لَا يَصُومُ.

۲۳۶۲- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ
بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَجِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ
مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ
قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرَّى
صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا
روزہ قصد رکھا کرتے تھے۔

۲۳۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ
کوشش سے رکھا کرتے تھے۔

۲۳۶۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ
عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ
الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خصوصاً
رکھتے تھے۔

۲۳۶۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ
قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ
مَعْدَانَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن روزہ اراداً
رکھا کرتے تھے۔

۲۳۶۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ

۲۳۶۲- [حسن] انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۳۵۸ والآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۶۹.

۲۳۶۳- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۰، وانظر الحديث السابق. * ثور هو ابن يزيد.

۲۳۶۴- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۶، ۸/۶ من حديث سفیان الثوري عن ثور بن يزيد به، وهو في الكبرى،
ح: ۲۶۷۱. * خالد لم يسمع من عائشة؛ وللحديث شواهد كثيرة جداً.

۲۳۶۵- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۲، وانظر الحديث السابق، واللذين قبله.

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ
الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں
نے فرمایا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ
رکھا کرتے تھے۔

۲۳۶۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
حَبِيبٍ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ
ابْنِ رَافِعٍ عَنْ سَوَاءِ الْخَزَاعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ
وَالْخَمِيسَ.

۲۳۶۷- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے: دو
ایک ہفتے میں پیر اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے کے پیر کو۔

۲۳۶۷- أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرِ التَّمَارُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ
ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ سَوَاءِ، عَنْ أُمِّ
سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ
مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ
مِنْ هَذِهِ الْجُمُعَةِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْمُقْبِلَةِ.

۲۳۶۸- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ
ﷺ ہر مہینے جمعرات اور سوموار کو اور دوسرے جمعہ
(ہفتے) سے سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔

۲۳۶۸- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:
حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَنْبَأَنَا النَّضْرُ قَالَ:
حَدَّثَنَا حَمَادُ عَنْ عَاصِمٍ بْنِ أَبِي النَّجُودِ،
عَنْ سَوَاءِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ
وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَمِنْ الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ يَوْمَ

۲۳۶۶- [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۱۱۶ عن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۳.

۲۳۶۷- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۴، وانظر الحديث الآتي. * أبو نصر التمار هو عبد الملك بن
عبد العزيز.

۲۳۶۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب من قال الاثنين والخميس، ح: ۲۴۵۱ من حديث حماد بن
سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۵. * النضر هو ابن شمیل.

۲۲- کتاب الصیام - نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان
الْإِثْنَيْنِ.

۲۳۶۹- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بستر پر لیٹتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک (بھٹیلی) اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

۲۳۶۹- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَكَانَ يَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

۲۳۷۰- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع سے تین دن کا روزہ رکھتے تھے اور جمعہ المبارک کے دن کم ہی روزہ چھوڑتے تھے۔

۲۳۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: قَالَ أَبِي: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْرَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ، وَقَلَمَا يَفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”شروع سے“ یعنی کسی مہینے میں۔ اور بعض اوقات ۱۰-۱۱ مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور کبھی آخر مہینے سے بھی رکھ لیتے تھے۔ ② ”جمعہ المبارک کے دن“ یعنی جمعرات سمیت، ورنہ اکیلے جمعے کے روزے سے تو آپ نے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۸۵، وصحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۳۳) جمعرات کا روزہ آپ کا معمول تھا۔

۲۳۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۷۱- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

۲۳۶۹- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۶. * المسيب بن رافع سمعه من سواء الخراعي كما في السنن الكبرى للنسائي، ح: ۱۰۵۹۹.

۲۳۷۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ۲۴۵۰، والترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الجمعة، ح: ۷۴۲، وابن ماجه، الصيام، باب في صيام يوم الجمعة، ح: ۱۷۲۵ من حديث عاصم بن أبي النجود به، وقال: الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۷.

۲۳۷۱- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۸، ويأتي شاهده، ح: ۲۴۰۶.

۲۲- کتاب الصیام نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرُكْعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وَثْرٍ وَصِيَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ.

ضحی (چاشت) کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور بغیر وتر پڑھے نہ سوؤں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔

☀ فائدہ: یہ حکم استحبی ہے وجوبی نہیں کیونکہ مذکورہ تینوں کام بالاتفاق مستحبات میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۳۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ عَاشُورَاءَ، قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَتَحَرَّى فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ - يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ -.

۲۳۷۲- حضرت عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا: میں تو نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل سمجھ کر اس کا روزہ رکھا ہو سوائے اس دن کے یعنی عاشوراء اور ماہ رمضان المبارک کے۔

☀ فائدہ: ماہ رمضان المبارک کی فضیلت کے بارے میں تو کوئی کلام ہی نہیں اس کے بعد یوم عاشوراء، یعنی دس محرم الحرام افضل ہے۔ اس دن بہت سے اہم کام سرانجام پائے۔

۲۳۷۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي هَذَا الْيَوْمِ: «إِنِّي صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ».

۲۳۷۳- حضرت حمید بن عبد الرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عاشوراء کے دن منبر نبوی پر فرماتے سنا: اے مدینے والو! کہاں گئے تمہارے علماء؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن کے بارے میں فرماتے سنا: ”میں نے آج روزہ رکھا ہوا ہے“ تو جو روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے۔“

۲۳۷۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰۶، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۳۲ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۷۹. * عبید اللہ هو ابن ابی یزید.

۲۳۷۳- أخرجه مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۲۹ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰۳ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۰.

۲۲- کتاب الصیام - نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

☀ فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے مگر عاشوراء کا اکیلا روزہ مناسب نہیں اس کے ساتھ نویں یا نویں کا چھوٹ جائے تو مشابہت سے بچنے کی خاطر گیارہویں کا رکھنا بھی ان شاء اللہ جائز ہوگا۔

۲۳۷۴- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَمْرَأَتِهِ قَالَتْ: حَدَّثَنِي بَعْضُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَيَسْعَا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ أَوَّلِ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيسَيْنِ.

۲۳۷۴- حضرت ہیدہ بن خالد کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھ سے نبی ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ عاشوراء محرم ذوالحجہ کے پہلے نو دن اور ہر مہینے کے تین دن مہینے کا پہلا سوموار اور دو ابتدائی جمعراتیں روزہ رکھا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: مندرجہ بالا اٹھائیس روایات میں رسول اللہ ﷺ فداہ اُمی و اُمی و نفسی و روحی کے نفل روزوں کی مختلف کیفیات بیان کی گئی ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں۔ آپ کبھی کسی کیفیت سے روزے رکھتے تھے اور کبھی کسی کیفیت سے۔ اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ نفل روزوں میں سہولت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی ایک طریقے کو اختیار کر کے اس پر اس طرح جم جانا کہ اس سے نکلنا گناہ سمجھنا، تشدد اور تکلف فی الدین کے زمرے میں آتا ہے اس لیے نفل کا معاملہ کھلا رکھنا چاہیے کیونکہ نفل کا مدار خوشی اور نشاط پر ہے البتہ شریعت کی ہدایات ملحوظ خاطر رہیں مثلاً: روزہ ہمیشہ نہ رکھے۔ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے۔ شک والے دن اور شعبان کی آخری تاریخوں میں نہ رکھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(المعجم ۷۱) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى بَابِ: ۱- اس کے بارے میں وارد حدیث میں حضرت عطاء کے شاگردوں کے

اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ بعض روایات میں صحابی کا نام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (عطاء کا ان سے سماع

۲۳۷۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم العشر، ح: ۲۴۳۷ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۱ * هنيذة صحابي، وامرأته صحابية كما في فصل المبهمات من النسوة (تقريب التهذيب).

۲۲- کتاب الصیام نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

ثابت نہیں) اور بعض میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہے، پھر بعض میں حضرت عطاء براہ راست حضرت ابن عمرؓ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں اور بعض روایات میں کسی مجہول شخص کا واسطہ ہے۔ حدیث: ۲۳۸۰ میں اس مجہول کی تصریح آگئی ہے کہ وہ ابوالعباس الشاعر ہیں، لہذا اس طرح سے یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

۲۳۷۵- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ ۲۳۷۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَطِيَّةٍ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بلا ناغہ روزہ رکھا حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، اس کا کوئی روزہ نہیں۔“ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

☀ فائدہ: صیام داود علیہ السلام سے زائد روزے نہیں رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ افضل ترین ہیں۔ اگر کوئی زائد رکھے گا تو بھی زائد ثواب حاصل نہ کر سکے گا۔ ایک آدھ ماہ میں ایسے ہو تو الگ بات ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اکثر شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ مسلسل ایسا کرنا منع ہے۔

۲۳۷۶- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ عَنْ ۲۳۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

☀ فائدہ: ”نہ اس نے روزہ رکھا۔“ یعنی اسے کسی روزے کا ثواب نہ ملا۔ معلوم ہوا عبادات میں غلو کرنا اور حد سے تجاوز کرنا انھیں بے اجر بنا دیتا ہے۔ ”نہ افطار کیا۔“ یعنی وہ افطار (روزہ نہ رکھنے) کے فوائد سے بھی محروم رہا۔

۲۳۷۷- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ ۲۳۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَعُقْبَةُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ: اللّٰهُ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس کا

۲۳۷۵- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۷.

۲۳۷۶- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۸.

۲۳۷۷- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۹.

۲۲- کتاب الصیام ————— نبی اکرم ﷺ کے روزوں کا بیان

حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

۲۳۷۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

۲۳۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا (سمجھو) اس نے روزہ نہیں رکھا۔“

۲۳۷۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۷۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر روز روزہ رکھا اس نے روزہ رکھا نہ چھوڑا۔“

۲۳۸۰- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَسَاقِ الْحَدِيثِ،

۲۳۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میں لگا تار روزے رکھتا ہوں۔ اور راوی حدیث نے پوری حدیث بیان کی۔ ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ عطاء فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے الفاظ اس قصہ میں کیسے آگئے (البتہ نبی ﷺ کا یہ فرمان مجھے یاد ہے کہ

۲۳۷۸- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۷۵، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۰.

۲۳۷۹- [صحیح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۰ * ومحدثه أبو العباس الشاعر.

۲۳۸۰- أخرجه البخاري، الصوم، باب حق الأهل في الصوم، ح: ۱۹۷۷، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به... الخ، ح: ۱۸۶/۱۱۵۹ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۱.

۲۲- کتاب الصیام ————— ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: لَا أَذْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ: لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدِ. آپ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔“

(المعجم ۷۲) - أَلْتَنَهَى عَنْ صِيَامِ الذَّهْرِ وَذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ (التحفة ۴۲) باب: ۷۲- ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اور اس بارے میں وارد حدیث (کے بیان) میں مطرف بن عبد اللہ کے شاگردوں

کا اختلاف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ مطرف بن عبد اللہ کن سے بیان کر رہے ہیں؟ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یا اپنے والد عبد اللہ بن ضمیر سے؟

۲۳۸۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ، عَنْ أَخِيهِ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فُلَانًا لَا يُفْطِرُ نَهَارًا الذَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ». حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا: فلاں شخص کبھی بھی روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: ”نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

فائدہ: ہمیشہ روزہ رکھنا فطرت انسانی کے خلاف ہے کیونکہ اس سے حقوق العباد کی ادائیگی میں خرابی پیدا ہو گی؛ جسمانی کمزوری ہوگی، معاش خراب ہوگا، وغیرہ وغیرہ لہذا ہمیشہ روزہ رکھنا درست نہیں چاہے وہ عیدین اور ایام تشریق کے روزے چھوڑ بھی دے کیونکہ مذکورہ بالا خرابیاں اس صورت میں بھی بعینہ موجود ہیں۔ اگرچہ فقہی طور پر اس کے جواز کی یہ کہہ کر گنجائش نکالی گئی ہے کہ پانچ ناغے ہونے سے حقیقتاً ہمیشہ کا روزہ نہ رہا۔ مگر فقہی موشگافیوں کے بجائے مصالح اور مفاسد کا لحاظ رکھنا اصل ہے۔ شریعت کے احکام میں یہ چیز صاف نظر آتی ہے مثلاً: کتے کا جوتھا پلید ہے، بلی کا پاک۔ محفوظ پانی قلیل نجاست سے پلید ہو جاتا ہے مگر کھلا پانی نہیں وغیرہ۔

۲۳۸۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حضرت عبد اللہ بن ضمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۲۶۶ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى: ح: ۲۶۸۲، وصححه ابن خزيمة: ۳/۳۱۱، ح: ۲۱۵۱، وابن حبان، ح: ۹۳۷، والحاكم: ۱/۴۳۵، والذهبي.

۲۳۸۲- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام الدهر، ح: ۱۷۰۵ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى: ح: ۲۶۸۳، وانظر الحديث الآتي.

ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

۴۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۴۳۸۳- انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو بلا ناغہ روزے رکھا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

۴۳۸۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ الشَّخِيرِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۴۳۸۳- حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھنے (والے) کے بارے میں فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

۴۳۸۳- فَانْهَ: ”نہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“ چھوڑا تو حقیقتاً نہیں رکھا اس لیے نہیں کہ شریعت کی نافرمانی کی، ثواب نہ ملا گویا نہ رکھا۔

(المعجم ۷۳) - ذِكْرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ (التحفة ۴۲) - ۱

باب: ۷۳- اس روایت میں غیلان بن جریر کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: غیلان بن جریر کے بعض شاگرد اس روایت کو حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کی روایت بناتے ہیں اور بعض شاگرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یعنی حضرت ابوقادہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں۔

۴۳۸۴- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۴۳۸۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ شخص

۲۳۸۳- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، ح: ۱۷۰۵ من حديث أبي داود الطيالسي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۴، ومسنود الطيالسي، ح: ۱۱۴۷، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۵۰، وابن حبان، ح: ۹۳۸.

۲۳۸۴- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۵، وأخرجه أبو يعلى في مسنده: ۱/ ۱۳۳، ۱۳۴ من حديث أبي هلال به، إلا أنه سقط من السند: "عن أبي قتادة"، وانظر الحديث الآتي.

لگا تار روزے رکھنے کا بیان

۲۲- کتاب الصیام

ابْنُ جَرِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيُّ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! هَذَا لَا يُفْطِرُ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۸۵- حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں پھر آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بلا ناغہ روزے رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

۲۳۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غِيلَانَ: سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سِئِلَ عَنْ صَوْمِهِ فَغَضِبَ، فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَسِئِلَ عَمَّنْ صَامَ الدَّهْرَ، فَقَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» أَوْ: «مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ناراض ہو گئے۔“ کیونکہ آپ نے اپنی نیکی کے اظہار کو مناسب نہ سمجھا اس لیے ایسے سوال پر ناراض ہوئے۔ یا آپ نے خطرہ محسوس فرمایا کہ اگر میں نے بتا دیا تو مسائل یا دوسرے لوگ میری اقتدا کرنے کی کوشش کریں گے اور مشقت میں پڑیں گے۔ یا اس لیے ناراض ہوئے کہ عبادت کے مسئلہ خصوصاً روزے میں آپ کی مماثلت کرنا منع ہے مثلاً: وصال (کئی دنوں کا روزہ) آپ کا خاصہ ہے کسی اور شخص کو ایک دن سے زائد کا روزہ (وصال کی صورت میں) رکھنے کی اجازت نہیں۔ واللہ اعلم۔ ② ”راضی ہیں۔“ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے آپ پر نازل کردہ دین پر سختی سے کاربند ہیں لہذا ہماری غلطی معاف فرمائیے۔

(المعجم ۷۴) - سَرُّدُ الصَّيَامِ (التحفة ۴۳) باب: ۷۴- لگا تار روزے رکھنا؟

۲۳۸۶- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ - ۲۳۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۲۳۸۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر... الخ، ح: ۱۹۷/۱۱۶۲ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۸۶.

۲۳۸۶- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۲۱ من حديث حماد بن زيد به كما تقدم، ح: ۲۳۰۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۲.

۲۲- کتاب الصیام دو تہائی دنوں کے روزے رکھنے کا بیان

عَرَبِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو الْأَسْلَمِيِّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «صُمْ إِنْ شِئْتَ، أَوْ أَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ».

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں لگاتار روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔“

🌞 فائدہ: یہاں پے در پے روزوں سے پورے سال کے مسلسل روزے رکھنا مراد نہیں کیونکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے شرعاً ایسے روزے ناقابل اعتبار ہیں۔ مجموعی دلائل کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سرد الصیام سے مراد مسلسل مہینہ دو مہینے روزے رکھنا ہے اور بس۔ واللہ اعلم۔ اور اس کے جواز میں ان شاء اللہ کوئی تردد نہیں۔

(المعجم ۷۵) - صَوْمُ ثُلُثِي الدَّهْرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۴۴)

باب: ۷۵- دو تہائی دنوں کے روزے اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یوں ہے کہ بعض راوی اس حدیث کو متصل بیان کرتے ہیں اور بعض مرسل، یعنی صحابہ کا ذکر نہیں کرتے۔ عمرو بن شریل صحابی نہیں ہیں۔ پہلی روایت متصل ہے، اگرچہ صحابی نامعلوم ہے اور صحابی کا نامعلوم ہونا مضرت نہیں ہوتا۔ دوسری روایت مرسل ہے۔ اس میں صحابی کا ذکر نہیں

۲۳۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمْ الدَّهْرَ» قَالُوا:

۲۳۸۷- نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ایک آدمی ہمیشہ روزے رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کاش وہ کبھی کھانا نہ کھاتا (اور مرجاتا)۔“ لوگوں نے عرض کیا: دو تہائی دنوں کے روزے کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بھی بہت زیادہ ہیں۔“ انھوں نے کہا: نصف دنوں کے روزے؟

۲۳۸۷- [صحیح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ۴/۲۹۶، ح: ۸۷۶۷ عن سفیان الثوري عن الأعمش به، وعرضا، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي، ح: ۲۳۸۹، والحديث في الكبير، ح: ۲۶۹۳. أبو عمار هو الهمداني.

۲۲- کتاب الصیام دو تہائی دنوں کے روزے رکھنے کا بیان

فَلْتُنِيهِ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» قَالُوا: فَنِيَصْفَهُ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ؟ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»۔
آپ نے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہی ہیں۔“ پھر فرمایا: ”میں تمہیں وہ روزے نہ بتاؤں جو سینے کا کینہ (دل کے مفاسد) دور کرنے کے لیے کافی ہیں؟ ہر ماہ میں تین دن کے روزے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کاش وہ کبھی نہ کھاتا۔“ یہ اظہار ناراضی ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ تو مرنے والی بات ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ کبھی بھی کھانا نہ کھاتا اور جلدی مر جاتا۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں صرف ڈانٹنا مقصد ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ② ”بہت زیادہ ہیں۔“ گویا ہر مہینے دو تہائی (یعنی بیس) دنوں کے روزے رکھنا بھی اولیٰ نہیں کہ یہ بھی صیام داود علیہ السلام سے زیادتی ہے۔ اگرچہ یہ جائز ہیں مگر افضل پھر بھی نہیں۔ ③ ”یہ بھی زیادہ ہیں۔“ کیونکہ یہ نفل روزوں کا آخری درجہ ہے البتہ منع نہیں۔ لیکن چونکہ وہ شخص پہلے ہی زیادہ روزے رکھتا تھا لہذا آپ نے اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ سمجھے تاکہ اس کا تشدد ختم ہو۔ ④ مہینے میں تین روزے بہترین ہیں کیونکہ ان سے روزے کا مقصد بھی بخوبی پورا ہوتا ہے یعنی دل کی اصلاح ہو جاتی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی میں خلل بھی واقع نہیں ہوتا اور انسان جسمانی کمزوری سے بھی محفوظ رہتا ہے نیز تین کا ثواب تیس یعنی پورے مہینے کے برابر ہے لہذا اسی پر عمل افضل ہے۔

۲۳۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمْ الدَّهْرَ شَيْئًا» قَالَ: فَنِيَصْفَهُ؟ قَالَ: «أَكْثَرَ» قَالُوا: فَأَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ

۲۳۸۸- حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو چاہتا ہوں کہ وہ کبھی کچھ نہ کھاتا۔“ اس نے کہا: دو تہائی روزے؟ آپ نے فرمایا: ”بہت زیادہ ہیں۔“ اس نے کہا: نصف دنوں کے روزے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہی ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں ایسے روزوں کی خبر نہ دوں جو دل کی خرابیوں (اخلاقی کمزوریوں) کو دور کر دیتے ہیں؟“ لوگوں نے کہا:

دو تہائی دنوں کے روزے رکھنے کا بیان
کُلُّ شَہْرِ۔ کیوں نہیں (ضرور بتائیے) آپ نے فرمایا: ”ہر مہینے“

میں تین روزے۔“

فائدہ: ”دل کی خرابیوں۔“ بعض اہل علم نے خرابیوں کی بجائے دل کی بے چینی مراد لی ہے، یعنی اگر انسان (نیک) عبادت نہ کرے تو دل بے چین رہتا ہے۔ تین روزے ہر ماہ رکھ لینے سے دل کا اضطراب ختم ہو جائے گا اور اطمینان حاصل ہوگا۔

۲۳۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غِيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الرَّمَانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» أَوْ «لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «أَوْ يُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ؟» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «ذَلِكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي أُطِيقُ ذَلِكَ» قَالَ: ثُمَّ قَالَ: «ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ هَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ»۔

۲۳۸۹- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے ایک دن ناغہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا کوئی شخص (ہمیشہ) اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟“ انھوں نے پھر عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرمان ہے جو ایک دن روزہ رکھتا ہے ایک دن ناغہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ تو حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔“ انھوں نے عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک دن کا روزہ رکھتا ہے دو دن افطار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میری خواہش ہے کہ مجھے اس کی طاقت ہوتی۔“ پھر فرمایا: ”ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا اور ہر رمضان کے روزے رکھ لینا (ثواب کے لحاظ سے) زمانہ بھر کے روزے رکھ لینے کے برابر ہے۔“

فائدہ: ”کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟“ مقصد کراہت کا اظہار ہے کہ ساری زندگی طاقت نہ

۲۲۔ کتاب الصیام

رکھے گا۔ آخر اس عمل کو چھوڑنا پڑے گا لہذا یہ درست نہیں۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۲۳۸۷)

(المعجم ۷۶) - صَوْمُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ
وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ فِي ذَلِكَ
لِخَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ۴۵)
باب: ۷۶۔ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن
افطار کرنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے
الفاظ کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہاں سند میں کسی اختلاف کا بیان مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ روایان حدیث میں بعض الفاظ کے بیان میں کچھ اختلاف ہے جیسے بواسطہ مجاہد مروی روایات میں ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنے کو افضل الصیام کہا گیا ابوسلمہ کے طریق سے منقول روایت میں اس طرح کے روزے کو نصف الدھر کے روزے قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ ابن المسیب اور ابوسلمہ کی روایت میں أعدل الصیام کے الفاظ منقول ہیں۔ غرض مال ایک ہی ہے۔ متن حدیث پر اس سے کوئی زد نہیں آتی، مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۳۰۳/۲۱)

۲۳۹۰۔ قَالَ وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُعِيزَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا»
۲۳۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”افضل ترین روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔“

☀ فائدہ: کہا گیا ہے کہ پابندی کے لحاظ سے یہ سخت ترین روزے ہیں مگر حضرت داود علیہ السلام بڑے طاقت والے تھے۔

۲۳۹۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
۲۳۹۱۔ حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد نے

۲۳۹۰۔ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم وإفطار يوم، ح: ۱۹۷۸ من حديث مغيرة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۶.
۲۳۹۱۔ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: في كم يقرأ القرآن؟، ح: ۵۰۵۲ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۷.

عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَأْتِيهَا فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَغْلِهَا فَقَالَتْ: نِعَمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يَقْضِ لَنَا كَنْفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي بِهِ» فَأَتَيْتُهُ مَعَهُ، فَقَالَ: «كَيْفَ تَصُومُ؟» قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَأَفْطِرْ يَوْمًا» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَوْمُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ».

ایک صاحب رتبہ (عالی نسب) خاتون سے میرا نکاح کر دیا، پھر وہ (اکثر) اس کے پاس آ کر اس کے خاوند کے (یعنی میرے) بارے میں پوچھتے تو وہ خاتون کہتی: بڑے اچھے آدمی ہیں جو کبھی میرے بستر پر نہیں آئے اور جب سے میں آئی ہوں، کبھی میرا پہلو تلاش نہیں کیا۔ میرے والد نے یہ بات نبی ﷺ کے گوش گزار کی تو آپ نے فرمایا: ”اسے لے کر میرے پاس آنا۔“ میں ان کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”تم روزے (نفل) کیسے رکھتے ہو؟“ میں نے عرض کیا: ہر روز۔ آپ نے فرمایا: ”ہر ہفتے سے تین دن روزے رکھو۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”دو دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھو جو افضل ترین روزے ہیں۔ ایک دن روزہ ایک دن ناغہ۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں سوال اور جواب کی ترتیب صحیح نہیں۔ کسی راوی سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس نے یوں محل اختصار کر دیا ہے۔ آئندہ روایات سے صحیح ترتیب معلوم ہو رہی ہے۔ ② ”پہلو تلاش نہیں کیا۔“ یعنی کبھی خاوند بیوی والا تعلق قائم نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ ﷺ انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے اس لیے توجہ بیوی کی طرف نہ گئی۔ والد محترم نے خود توجہ دلانے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے رجوع کیا۔

۲۳۹۲- أَخْبَرَنَا أَبُو حَصِينٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ذَوَّجَنِي أَبِي ۲۳۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد نے ایک خاتون سے میری شادی کر دی پھر وہ اس سے ملنے آئے تو پوچھا: تیرا خاوند کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی: اچھا آدمی ہے جو رات کو سوتا نہیں اور

دن کو روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ تو والد محترم نے مجھے سخت ست کہا اور فرمانے لگے کہ میں نے ایک (بہترین) مسلمان عورت سے تیری شادی کی ہے اور تو نے اسے بن بیاہی بنا رکھا ہے؟ لیکن میں ان کے کہنے کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا کیونکہ میں اپنے اندر (عبادت کی) قوت اور شوق پاتا تھا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”لیکن میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناغے بھی کرتا ہوں‘ چنانچہ تو نماز بھی پڑھ اور سو بھی۔ روزے بھی رکھ اور ناغے بھی کر۔“ آپ نے فرمایا: ”ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر داود علیہ السلام جیسے روزے رکھ۔ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ (مگر آپ نے اجازت نہ دی) پھر آپ نے فرمایا: ”ایک ماہ میں (تہجد کے دوران میں) ایک دفعہ قرآن ختم کیا کر۔“ لیکن پھر (میرے بار بار کہنے پر) آپ پندرہ تک آگئے۔ میں اب بھی یہی کہہ رہا تھا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔

امْرَأَةً، فَجَاءَ يَزُورُهَا فَقَالَ: كَيْفَ تَرَيْنَ بَعْلَكَ؟ فَقَالَتْ: نِعَمَ الرَّجُلِ مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ، وَلَا يُفْطِرُ النَّهَارَ، فَوَقَعَ بِي وَقَالَ: زَوَّجْتُكَ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَصَلْتَهَا، قَالَ: فَجَعَلْتُ لَا أَلْتَمِثُ إِلَى قَوْلِهِ مِمَّا أَرَى عِنْدِي مِنَ الْقُوَّةِ وَالْإِجْتِهَادِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَكِنِّي أَنَا أَقُومُ وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، فَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأُفْطِرْ» قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صُمْ يَوْمًا وَأُفْطِرْ يَوْمًا» فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «إِقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ» ثُمَّ انْتَهَى إِلَى خَمْسِ عَشْرَةَ وَأَنَا أَقُولُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ.

🌞 فائدہ: اس حدیث میں بھی راوی نے اختصار کیا ہے۔ اسی روایت کی دوسری اسانید سے مروی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بار بار اصرار کرنے پر رسول اللہ ﷺ ایک ماہ بچیس دن پھر میں پندرہ دن سات پانچ سے گزرتے ہوئے تین دن پر آگئے تھے یعنی تین راتوں میں قرآن ختم کر لیا کر۔ اس سے زائد کی اجازت نہیں دی تاکہ صحیح تلفظ توجہ اور حضور قلب سے اسے پڑھا جائے۔

۲۳۹۳- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ ۲۳۹۳- حضرت عبد اللہ علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ

افضل ترین روزوں کا بیان

رسول اللہ ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے اور فرمانے لگے: ”کیا مجھے یہ بتایا نہیں گیا کہ تو ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے اور ہر دن روزہ رکھتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کر۔ سو بھی اور قیام بھی کر۔ روزہ بھی رکھ اور ناغہ بھی کر۔ یقیناً تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے دوست کا بھی تجھ پر حق ہے۔ امید ہے تیری عمر لمبی ہوگی لہذا تجھے یہ کافی ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔ یہ (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی ڈال دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”ہر ہفتے میں تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی ڈال دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی طرح روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: حضرت داود علیہ السلام کے روزے کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا: ”نصف زمانہ۔ (یعنی ایک دن روزہ ایک دن ناغہ)۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُجْرَتِي فَقَالَ: «أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ، وَتَصُومُ النَّهَارَ؟» قَالَ: بَلَى، قَالَ: «فَلَا تَعْمَلَنَّ، نَمْ وَفُمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ، فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لَجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِرِزْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِيَصْدِيقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّهُ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمْرٌ، وَإِنَّهُ حَسْبُكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا، فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا» قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، فَشَدَدْتُ فَشَدَدَ عَلَيَّ، قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَشَدَدْتُ فَشَدَدَ عَلَيَّ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قُلْتُ: وَمَا كَانَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: «نِصْفُ الدَّهْرِ».

فوائد و مسائل: ① ”تجھ پر حق ہے۔“ لہذا ہر حق والے کو اس کا حق دے۔ آنکھ کا حق نیند، جسم کا حق آرام و خوراک، بیوی کا حق اس کے ساتھ شب بسری، مہمان کا حق مہمان نوازی اور اس کے ساتھ مل کر کھانا، دوست کا حق اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا وغیرہ ہے۔ ② ”تیری عمر لمبی ہوگی۔“ اور بڑی عمر میں زیادہ عبادت کو قائم نہ رکھ سکے گا لہذا اتنی عبادت شروع کر جسے قائم رکھ سکے۔ مگر حضرت عبداللہ ؓ جوانی اور عبادت کے جوش میں سمجھ نہ سکے اور آخر عمر میں تنگ ہوئے جسے وہ سختی ڈالنے سے تعبیر فرما رہے تھے۔

۲۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میری بات ذکر کی گئی کہ میں ساری رات عبادت کیا کروں گا اور ہر دن روزہ رکھا کروں گا جب تک بھی زندہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہ بات کہتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گا! لہذا روزہ رکھ اور ناغہ بھی کر، سو بھی اور عبادت بھی کر۔ اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کر۔ چونکہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہے لہذا یہ (ثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہو جائیں گے۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک دن روزہ رکھ اور دو دن ناغہ کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔ اور یہ حضرت داود علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل ترین روزے ہیں۔“ میں نے کہا: میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔“ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہ تین روزے ہی قبول کر لیتا جو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے تجویز فرمائے تھے تو (اب) یہ مجھے

۲۳۹۴- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يَقُولُ: لَا قُوَّةَ لِلَّيْلِ وَلَا صُومَ النَّهَارِ مَا عِشْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذَلِكَ؟» فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَتَمْ وَتُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بَعَشِرَ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ» فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمًا، وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَغْدَلُ الصِّيَامِ» قُلْتُ: فَإِنِّي، أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ»، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: لَأَنْ أَكُونَ قِبْلَتُ الثَّلَاثَةِ الْأَيَّامِ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

صوم الدهر لمن تضرر به... الخ، ح: ۱۱۵۹ من حديث يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۹. * أبو إسماعيل هو

القناد.

۲۳۹۴- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۵۹ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن وهب، والبخاري، ح: ۱۹۷۶ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۰۰.

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي. میرے اہل و مال سے زیادہ پسند اور محبوب ہوتا۔

☀️ فائدہ: ”میں وہ تین روزے ہی قبول کر لیتا۔“ یہ سوچ انھیں بڑھاپے میں آئی جب اس قدر سخت عبادت کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا، مگر وہ جاری شدہ نیک کو ختم کرنے یا کم کرنے کو بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔

۲۳۹۵- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ: أَيُّ عَمٍّ! حَدَّثَنِي عَمًّا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَجْمَعُ عَلَى أَنْ أَجْتَهِدَ اجْتِهَادًا شَدِيدًا حَتَّى قُلْتُ: لَا صُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَا أَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَانِي حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ فِي دَارِي، فَقَالَ: «بَلِّغْنِي: أَنْتَ قُلْتَ: لَا صُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَا أَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ» فَقُلْتُ: قَدْ قُلْتُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى عَلَى أَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ مِنَ الْجُمُعَةِ يَوْمَيْنِ: الْأَثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ» قُلْتُ: فَإِنِّي أَقْوَى عَلَى أَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِنَّهُ أَغْدَلُ

۲۳۹۵- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہا: چچا جان! مجھے وہ بات بیان فرمائیے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ارشاد فرمائی تھی۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں نے یہ عزم کیا تھا کہ میں عبادت میں سخت محنت کروں گا حتیٰ کہ میں نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور ایک دن رات میں پورا قرآن مجید ختم کیا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی سے) یہ بات سن لی تو آپ میرے پاس تشریف لائے حتیٰ کہ میرے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمانے لگے: ”مجھے پتا چلا ہے کہ تو نے کہا ہے: میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور (ہر روز) پورا قرآن (نماز میں) پڑھا کروں گا۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کرنا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ہفتے میں دو دن یعنی سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر حضرت داود علیہ السلام جیسے روزے رکھا کر کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین (اور مناسب ترین)

افضل ترین روزوں کا بیان

۲۲- کتاب الصیام

الصَّيَامُ عِنْدَ اللَّهِ: يَوْمًا صَائِمًا وَيَوْمًا مُفْطِرًا، وَإِنَّهُ كَانَ إِذَا وَعَدَ لَمْ يُخْلِفْ، تَحْتَهُ اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھاگتے نہ تھے۔

فائدہ: ”بھاگتے نہ تھے“ یہ دو اضافی صفات بیان فرمائیں جن کے ساتھ حضرت داود علیہ السلام متصف تھے۔ باوجود اس قدر روزے دار ہونے کے بہت زیادہ قوت کے مالک تھے۔ ﴿وَإِذْ كُرَّ عِبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ﴾ (ص: ۳۸: ۱۷)

(المعجم ۷۷) - ذَكَرُ الزِّيَادَةِ فِي الصَّيَامِ وَالنَّقْصَانِ وَذَكَرُ اخْتِلَافِ الثَّاقِلِينَ لِحَبْرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (النحفة ۴۶)

باب: ۷۷- اس حدیث میں اس سے کم و بیش روزوں کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ کسی راوی نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے اور کسی نے تفصیل کے ساتھ۔

۲۳۹۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ قَبِيصٍ: سَمِعْتُ أَبَا عِيَّاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَفْضَلَ

۲۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”ایک روزہ رکھ لیا کر باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”دو دن روزہ رکھ لیا کر باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تین دن روزہ رکھ لیا کر باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”چار دن روزہ رکھ لیا کر باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے عرض کیا: مجھے اس سے بھی زائد کی طاقت ہے۔“ آپ نے فرمایا: ”تو حضرت داود علیہ السلام کے روزے رکھا کر

۲۲- کتاب الصیام

افضل ترین روزوں کا بیان

الصَّيَّامُ عِنْدَ اللَّهِ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، جِوَاللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین روزے ہیں۔ وہ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَنْفِطِرُ يَوْمًا۔ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔“

فائدہ: ”ایک روزہ رکھ۔“ اگر پورے مہینے میں ایک روزہ مراد ہے، پھر یہ کسی راوی کی غلطی ہے کیونکہ کسی دوسری روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اور اگر دس دن میں سے ایک دن کا روزہ مراد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے تو پھر یہ درست ہے کیونکہ ایک روزے کا ثواب دس کے برابر ہے اور یہی مفہوم صحیح ہے۔ سوال اور جواب کی ترتیب بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

۲۳۹۷

۲۳۹۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةٍ أَيَّامًا يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ التَّسْعَةِ» فَقُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ تِسْعَةٍ أَيَّامًا يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ الثَّمَانِيَةِ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ مِنْ كُلِّ ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ السَّبْعَةِ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى قَالَ: «صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا»۔

۲۳۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے سامنے روزے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر باقی نو دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ہر نو دن میں ایک روزہ رکھ لیا کر تجھے باقی آٹھ دنوں کا ثواب بھی مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھ میں مزید طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہر آٹھ دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر تجھے باقی سات دن کا ثواب بھی مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آپ مزید اضافہ فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔“

فائدہ: دس دن میں ایک دن کا روزہ بھی اتنا ہی ثواب رکھتا ہے جتنا دو دن میں ایک دن کا مگر روزے کے اور بھی فوائد ہیں۔ مشقت کا اجر بھی تو روزے کے ثواب سے الگ ملتا ہے۔ ظاہر ہے تین روزوں سے پندرہ روزوں کی مشقت بہر صورت زیادہ ہے البتہ ایک ماہ میں پندرہ سے زائد روزے رکھنے کی مستقل عادت بنالینا درست نہیں کیونکہ اس میں نقصانات ہیں۔

۲۳۹۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۲۴ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به، وهو في الكبير، ح: ۲۷۰۳. * شيخ مطرف هو الحارث بن عبدالله بن أبي ربيعة المخزومي.

۲۳۹۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ، ح: وَأَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى
قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ عَشْرَةٍ»
فَقُلْتُ: رِزْنِي، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ
أَجْرُ تِسْعَةٍ» قُلْتُ: رِزْنِي قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ
أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ ثَمَانِيَةٍ». قَالَ ثَابِتٌ:
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُطَرِّفٍ فَقَالَ: مَا أَرَاهُ إِلَّا
يَزْدَادُ فِي الْعَمَلِ وَيَنْقُصُ مِنَ الْأَجْرِ.
وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

۲۳۹۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھ۔
تجھے دس روزوں کا ثواب ملے گا۔“ میں نے کہا: اور
زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”دو دن روزہ رکھ لے تجھے
نوروزوں کا ثواب ملے گا۔“ میں نے کہا: مزید زیادہ
کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”تین دن کے روزے رکھ لے
تجھے آٹھ روزوں کا ثواب ملے گا۔“ (راوی حدیث)
ثابت نے کہا: میں نے حضرت مطرف سے یہ حدیث
بیان کی تو انھوں نے کہا: میرا خیال ہے عمل بڑھ رہا ہے
ثواب کم ہو رہا ہے۔ حدیث کے الفاظ محمد (بن اسماعیل)
کے بیان کردہ ہیں (ذکر یا بن یحییٰ کے نہیں)۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: محمد بن اسماعیل اور زکریا بن یحییٰ۔ بیان
کردہ الفاظ محمد بن اسماعیل کے ہیں۔ واللفظ لمحمد کا مفہوم یہ ہے۔ ② ”ثواب کم ہو رہا ہے۔“ یوں سمجھ
لیجیے کہ جتنا ثواب دس دن میں ایک روزے کا ہے اتنا ہی دس دن میں دو روزوں کا اور اتنا ہی دس دن میں تین
روزوں کا۔ مزید تفصیل کے لیے سابقہ حدیث کے فائدے کا مطالعہ کیجیے۔

(المعجم ۷۸) - صَوْمُ عَشْرَةِ أَيَّامٍ مِّنَ
الشَّهْرِ وَاخْتِلَافُ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِيَحْبَرَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ۴۷)

باب: ۸- ایک ماہ میں دس دن کے روزے
رکھنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن
عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے
اختلاف کا ذکر

وضاحت: پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ اختلاف سے مراد اختصار اور تفصیل ہے۔

۲۳۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَصْبَاطَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ بَلَّغَنِي: أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، وَلَكِنْ أَذْلَكَ عَلَى صَوْمِ الدَّهْرِ، ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ خَمْسَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ عَشْرًا» فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۹۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو ساری رات قیام کرتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو نیکی ہی کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جو ہمیشہ روزہ رکھے اس کا کوئی روزہ نہیں، لیکن میں تجھے ہمیشہ کے روزے کا ایک طریقہ بتاتا ہوں: مہینے میں تین روزے رکھ۔“ (ثواب پورے مہینے کے برابر ہوگا۔) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”(مہینے میں) پانچ دن روزہ رکھ۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر دس رکھ۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”حضرت داود علیہ السلام کے روزے رکھا کر۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناسمہ فرماتے تھے۔“

۲۴۰۰- حضرت ابوالعباس نے جو کہ شام کے

رہنے والے شاعر تھے (باوجود شاعر ہونے کے) بہت سچے شخص تھے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اور پھر حدیث بیان فرمائی۔

۲۴۰۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْعَبَّاسِ - وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَكَانَ شَاعِرًا، وَكَانَ صَدُوقًا - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَسَاقِ الْحَدِيثَ.

۲۳۹۹- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح: ۱۹۷۹، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به ... الخ، ح: ۱۸۷/۱۱۵۹ من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وهو في الكبير، ح: ۲۷۰۵.

۲۴۰۰- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبير، ح: ۲۷۰۶.

۲۲- کتاب الصیام

۲۴۰۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبداللہ بن عمرو! تو ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور ساری ساری رات عبادت کرتا ہے۔ اور جب تو ایسے کرے گا تیری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور طبیعت تھک جائے گی۔ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھا جائے۔ یہ (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کا روزہ بن جائے گا۔“ میں نے کہا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”حضرت داود علیہ السلام کے روزے رکھ۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو بھاگتے نہ تھے۔“

۲۴۰۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ، هُوَ الشَّاعِرُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، صَوْمُ الدَّهْرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ الشَّهْرِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلُّهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَغِيظُ إِذَا لَا قِيَّ».

🌞 فائدہ: روزے سے انسانی جسم کے غیر ضروری اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں جس سے انسان جھاکش بن جاتا ہے۔ قوت برداشت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بھوک پیاس، تکلیف اور مشقت برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اخلاقی و روحانی طور پر انسان قوی ہو جاتا ہے۔ اور جنگ میں انہی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے البتہ بلاناغہ روزہ انسان کو کمزور اور عاجز کر دیتا ہے لہذا وہ جائز نہیں۔

۲۴۰۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح میں بار بار آپ سے مزید مطالبہ کرتا رہا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ”پانچ دن میں ختم کر لیا کر۔“ آپ نے فرمایا: ”مہینے میں تین روزے

۲۴۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ» قُلْتُ: إِنِّي أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ

۲۴۰۱- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۰۷. * خالد هو ابن الحارث.

۲۴۰۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۹۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۰۸.

رکھا کر۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ اس طرح میں آپ سے بار بار مطالبہ کرتا رہا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ”داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھ جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔“

حَتَّى قَالَ: «فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ» وَقَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ حَتَّى قَالَ: «صُمْ، أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

 فائدہ: ”پانچ دن میں۔“ حدیث: ۲۳۹۲ کے تحت گزر چکا ہے کہ آخر کار آپ نے تین دن میں ختم قرآن کی اجازت دے دی تھی۔ تفصیل وہاں دیکھی جائے۔

۲۴۰۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں اور ساری ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہوں۔ آپ نے مجھے بلا بھیجا یا میں آپ کو ملا (یا آپ مجھے ملے) آپ نے فرمایا: ”کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تو مسلسل روزے رکھتا ہے؟ کبھی ناغہ نہیں کرتا، اور ساری ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے؟ ایسے نہ کر۔ تیری آنکھ کو اس کا حق (نیند) ملنا چاہیے اور تیرے جسم کو اس کا حق (آرام و خوراک) ملنا چاہیے اور تیری بیوی کو بھی اس کا حق (شب بسر) ملنا چاہیے۔ روزے بھی رکھ ناغے بھی کر نماز بھی پڑھ اور نیند بھی پوری کر۔ ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ۔ باقی نو دن (کے روزوں) کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تب حضرت داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھ۔“ میں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے

۲۴۰۳- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا لَقِيَهُ قَالَ: «أَلَمْ أُخْبِرْ: أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ، فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا، وَلِنَفْسِكَ حَظًّا، وَلَا أَهْلِكَ حَظًّا، وَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَتَمْ، وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةٍ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ» قَالَ: إِنِّي أَقْوَى لِذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «صُمْ صِيَامَ دَاوُدَ إِذَا» قَالَ: وَكَيْفَ كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: «كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى» قَالَ: وَمَنْ لِي

نبی! حضرت داود علیہ السلام کس طرح روزے رکھتے تھے؟
آپ نے فرمایا: ”وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نافع کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھاگتے نہ تھے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے لیے اس (آخری) بات کا کون ضامن ہوگا؟ (یعنی یہ بہت مشکل کام ہے روزہ بھی اور جہاد بھی۔)

☀ فائدہ: ”آپ نے مجھے بلا بھیجا۔“ روایات میں مختلف الفاظ ہیں: کسی میں ہے کہ آپ نے مجھے پیغام بھیجا میں گیا۔ کسی میں ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ کسی میں ہے کہ مجھے میرے والد نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے۔ تطبیق یوں ممکن ہے کہ ان کے والد محترم کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ نے انھیں ساتھ لانے کو کہا، نیز کسی اور کے ذریعے سے آنے کا پیغام بھی بھیج دیا، پھر باپ بیٹا دونوں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے مختصری بات کی، پھر ان کے گھر جا کر تفصیلی بات چیت کی کیونکہ علیحدگی میں کوئی جھجک نہیں ہوتی۔

(المعجم ۷۹) - صِيَامُ خَمْسَةِ أَيَّامٍ مِّنَ الشَّهْرِ (التحفة ۴۸)
باب: ۷۹- مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا

۲۴۰۴- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَذَاءُ - عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وَسَادَةَ أَدَمَ رَنْعَةً، حَشَوَهَا لَيْفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتْ الْوَسَادَةُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، قَالَ: «أَمَّا

۲۴۰۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے مسلسل روزے رکھنے کا ذکر ہوا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے لیے ایک درمیانہ سا چمڑے کا گدا بچھایا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیکن آپ زمین ہی پر بیٹھ گئے اور وہ گدا میرے اور آپ کے درمیان رہ گیا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے ہر مہینے سے تین روزے کافی نہیں؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (مزید اجازت دیجیے)۔

۲۴۰۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح: ۱۹۸۰، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، ... الخ، ح: ۱۱۵۹/۱۹۱ من حديث خالد بن عبدالله عن خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۰.

يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!، قَالَ: «خَمْسًا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!، قَالَ: «سَبْعًا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!، قَالَ: «تِسْعًا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!، قَالَ: «إِحْدَى عَشْرَةَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ».

آپ نے فرمایا: ”پانچ روزے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مزید)۔ آپ نے فرمایا: ”سات روزے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ آپ نے فرمایا: ”نوروزے۔“ میں پھر بولا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ آپ نے فرمایا: ”گیارہ روزے۔“ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”حضرت داود علیہ السلام کے روزوں سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں، یعنی نصف زمانہ کہ ایک دن روزہ اور ایک دن ٹائف۔“

(المعجم ۸۰) - صِيَامُ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ۴۹)

باب: ۸۰- مہینے میں چار دن روزے رکھنا

۲۴۰۵- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عِيَّاضٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُمْ مِنَ الشَّهْرِ يَوْمًا، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «فَصُمْ يَوْمَيْنِ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ

۲۴۰۵- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا: ”پھر دو دن روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔“ میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تین دن روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔“ میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”چار دن روزہ رکھ لے۔“ تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”افضل ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا

ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔“

مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

باب: ۸۱- مہینے میں تین دن روزے رکھنا

(المعجم ۸۱) - صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنَ الشَّهْرِ

(التحفة ۵۰)

۲۴۰۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے حبیب ﷺ نے تین باتوں کی نصیحت فرمائی اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں انھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا: مجھے نصیحت فرمائی کہ صلاۃ ضحیٰ پڑھا کروں و تر پڑھ کر سوؤں اور ہر مہینے سے تین روزے رکھوں۔

۲۴۰۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثَةٍ لَا أَدْعُهُنَّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى أَبَدًا، أَوْصَانِي بِصَلَاةِ الضُّحَى، وَبِالْوُتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”صلاۃ ضحیٰ“ چاشت کی نفل نماز تاکہ انسان کے دن کی ابتدا نماز سے ہو۔ ② ”تر“ پڑھ کر سوؤں۔ تاکہ وتر محفوظ ہو جائیں۔ فجر سے پہلے اٹھنا یقینی نہیں ہوتا خصوصاً نوجوان طالب علم کے لیے۔ ③ ”تین روزے“ تاکہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب مل سکے۔ کمزوری بھی نہ ہو اور اخلاقی و روحانی اور جسمانی کمال بھی حاصل ہو۔

۲۴۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کا حکم دیا: وتر پڑھ کر سونا۔ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا اور ہر مہینے سے تین دن روزے رکھنا۔

۲۴۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْرَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِثَلَاثٍ: بِنَوْمٍ عَلَى وَتْرٍ، وَالْغُسْلِ

۲۴۰۶- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۷۳/۵. من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۲.

وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۸۳، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲.

۲۴۰۷- [صحیح] تقدم، ح: ۲۳۷۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۳.

۲۲- کتاب الصیام ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں اور ہر مہینے سے تین دن کے روزے رکھا کروں۔

۲۴۰۸- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرُكْعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وَتَرٍ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وتر پڑھ کر سونے، جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنے اور ہر مہینے سے تین دن روزے رکھنے کا حکم دیا۔

۲۴۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَوْمٍ عَلَى وَتَرٍ، وَالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

باب: ۸۲- ہر ماہ تین روزے رکھنے کے

بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بیان کرنے میں ابو عثمان کے شاگردوں کے

(المعجم ۸۲) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (التحفة ۵۰) -

اختلاف کا ذکر

الف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ ابو عثمان کے شاگرد ثابت نے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد عاصم رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن اس سے صحت حدیث مجروح نہیں ہوتی کیونکہ حدیث دونوں صحابہ (ابو ہریرہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے۔

۲۲- کتاب الصیام ————— ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۱۰- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «شَهْرُ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ».

۲۴۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صبر کا مہینہ (یعنی رمضان المبارک) اور ہر مہینے سے تین روزے (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔

🌞 فائدہ: رمضان المبارک کے روزے تو فرض ہیں۔ باقی ہر مہینے سے تین روزے ثواب کے لحاظ سے پورے مہینے کے برابر ہیں۔ رمضان المبارک کو صبر کا مہینہ فرمایا گیا ہے کیونکہ روزہ نام ہی صبر کا ہے۔ کھانے پینے سے صبر، شہوت سے صبر، جھگڑے اور گالی گلوچ سے صبر۔

۲۴۱۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّائِنِيُّ بِالْكُوفَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ - وَهُوَ تَابِتُ بْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ» ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ» ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ "جو شخص نیکی کرے گا اسے (اس نیکی کا) دس گنا ثواب دیا جائے گا۔"

۲۴۱۱- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر مہینے تین روزے رکھے تو یوں سمجھو اس نے زمانہ بھر کے روزے رکھ لیے۔" پھر فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں سچ فرمایا ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾" جو شخص نیکی کرے گا اسے (اس نیکی کا) دس گنا ثواب دیا جائے گا۔"

۲۴۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: ۲۴۱۲- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے

۲۴۱۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۲۶۳، ۲۸۴، ۵۱۳ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۶، وأخرجه البخاري، ح: ۱۱۷۸، ومسلم، ح: ۸۵/۷۲۱ من حديث أبي عثمان النهدي عن أبي هريرة قال: أوصاني خليلي ﷺ بثلاث: بصيام ثلاثة من كل شهر، وركعتي الضحى، وأن أوتر قبل أن أرقد.

۲۴۱۱- [ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۷۶۲، وابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۱۷۰۸ من حديث عاصم الأحول به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۷، وانظر الحديث الآتي. * أبو عثمان سمعه من رجل مجهول عن أبي ذر به.

۲۴۱۲- [ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۸.

ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا جَبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ تَمَّ صَوْمُ الشَّهْرِ» أَوْ «فَلَهُ صَوْمُ الشَّهْرِ» شَكَ عَاصِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص ہر مہینے سے تین روزے رکھے تو گویا مہینے بھر کے روزے ہو گئے (یا اس مہینے بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا)۔“

🌅 فائدہ: ۲۳۱۱ اور ۲۳۱۲ دونوں روایات کو محقق کتاب نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابن ماجہ (۱۷۰۸) کی تحقیق میں روایت: ۲۳۱۱ کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا صحیح شاہد سنن نسائی (حدیث: ۲۳۰۸ اور ۲۳۰۹) میں ہے۔ محقق کتاب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی محقق کتاب کے نزدیک بھی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے نیز دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ دونوں روایات قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۳۳۳/۲۱ و إرواء الغلیل: ۱۲۰/۴)

۲۴۱۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفًا حَدَّثَهُ، أَنَّ عَثْمَانَ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صِيَامُ حَسَنٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ».

۲۴۱۳- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اچھے روزے ہر ماہ میں تین روزے ہیں۔“

۲۴۱۴- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۲۴۱۴- حضرت سعید بن ابی ہند بھی حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت مرسل (منقطع) ہے۔

۲۴۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۱۷/۴ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۱۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۲۵.

۲۴۱۴- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۰.

أَبِي هِنْدٍ قَالَ: عَثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ .
نَحْوَهُ . مُرْسَلٌ .

☀️ فائدہ: مرسل سے مراد یہاں منقطع ہے۔ منقطع اس بنا پر ہے کہ سعید اور حضرت عثمان کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کیا گیا۔

۲۴۱۵- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

۲۴۱۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھتے تھے۔

(المعجم ۸۳) - كَيْفَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَذَكَرَ اخْتِلَافَ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۵۱)

باب: ۸۳- ہر ماہ تین دن کس طرح روزے رکھے؟ اور اس بارے میں حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف کی صورت یہ ہے کہ ابن عمر اور بعض امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی حدیث میں تین روزوں سے مراد مہینے کا پہلا سوموار اور اس کے بعد کی پہلی دو جمعراتیں ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں پہلی جمعرات اور اس کے بعد دو سوموار ہیں جبکہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایام بیض کے روزے ہیں۔ یہ اختلاف یا تین دنوں کی تعیین میں منقول مختلف روایات ضرر رساں نہیں نہ اس سے مراد پر کوئی زد آتی ہے بلکہ یہ جواز کی مختلف صورتیں ہیں کبھی وہ عمل میں تنوع کی دلیل ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۳۳۶/۲۱)

۲۴۱۶- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ

۲۴۱۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ مہینے کی پہلی سوموار اور جمعرات کو اور پھر اگلی جمعرات کو۔

أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ، وَالْخَمِيسِ الَّذِي يَلِيهِ، ثُمَّ الْخَمِيسِ الَّذِي يَلِيهِ.

۲۴۱۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ تَيْمِيمٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيَّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: أَوَّلَ اِثْنَيْنٍ مِنَ الشَّهْرِ، ثُمَّ الْخَمِيسَ، ثُمَّ الْخَمِيسَ الَّذِي يَلِيهِ.

۲۴۱۸- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْأَشْجَعِيُّ، كُوفِيٌّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسِ الْمَلَانِيِّ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدْعُهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ: صِيَامَ عَاشُورَاءَ، وَالْعَشْرِ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ.

☀️ فائدہ: ”زوالحجہ کے روزے۔“ حدیث میں دس دن کا ذکر ہے مگر مراد نو دن ہیں کیونکہ دسواں دن عید کا ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا قطعاً منع ہے۔ تعلیماً نو کو دس دن کہہ دیا جاتا ہے۔ آئندہ حدیث میں نو ہی کا ذکر ہے۔

۲۴۱۷- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۳. * زهير هو أبو خيشمة بن معاوية.

۲۴۱۸- [حسن] أخرجه أحمد: ۲۸۷/۶ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۴. * أبو إسحاق الأشجعي، لم أجد من وقفه، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۴۱۹- نبی ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے نو دن عاشوراء کے دن اور ہر مہینے سے تین دن (یعنی پہلا سوموار اور اس کے بعد والی دو جمعراتیں) روزہ رکھتے تھے۔

۲۴۱۹- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ تِسْعَةَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ، وَخَمِيسَيْنِ.

🌞 فائدہ: ”ذوالحجہ کے نو دن“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں روایت ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دنوں کبھی روزے سے نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم) الاعتکاف، حدیث: ۱۱۷۶۱ مگر اسے تعارض کے بجائے عدم علم پر محمول کیا جائے گا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی نفی کی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی ﷺ روزے نہ رکھتے تھے۔ حضرت حصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو روزے سے دیکھا تو روزہ بیان کر دیا۔

۲۴۲۰- نبی ﷺ کی کوئی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ عشرہ ذوالحجہ (یعنی نو دن) اور ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے: (پہلا) سوموار کو اور اس کے بعد جمعرات کو (یعنی دو جمعراتیں)۔

۲۴۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ الْعَشْرَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: الْأَثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسِ.

۲۴۲۱- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

۲۴۲۱- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ

۲۴۱۹- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۵.

۲۴۲۰- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۶.

۲۴۲۱- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۷. * أم هاندة صحابية كما في التقریب.

ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۲- کتاب الصیام

الْجَوْهَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ هُنَيْدَةَ الْخُرَاعِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ: أَوَّلَ خَمِيسٍ، وَالْاِثْنَيْنِ، وَالْاِثْنَيْنِ.

تھے یعنی مہینہ کی پہلی جمعرات اور دو سوموار۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”حکم دیتے تھے۔“ یعنی استحباب کے طور پر۔ ② ”پہلی جمعرات“ سابقہ روایات میں پہلے سوموار کا ذکر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ پہلے جمعرات آ جاتی تو جمعرات سوموار اور پھر اگلے سوموار کا روزہ رکھتے اور اگر مہینے کے شروع میں سوموار پہلے آ جاتا تو سوموار جمعرات اور پھر اگلی جمعرات کا روزہ رکھ لیتے، یعنی تین روزے سوموار اور جمعرات میں محصور ہوتے تھے۔ ابتدا جمعرات سے ہو یا سوموار سے کوئی فرق نہیں۔

۲۴۲۲- أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الذَّهْرِ، وَأَيَّامُ الْبَيْضِ صَبِيحَةُ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ».

۲۴۲۲- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر مہینے تین روزے رکھنا (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ایام بیض (چمکتی راتوں والے دن) تیرہ، چودہ اور پندرہ ہیں۔“

🌞 فائدہ: ان تین راتوں میں چاند پورا ہوتا ہے اور ساری رات رہتا ہے اس لیے ان کو چمکتی راتیں کہا۔ مقصد مہینے میں تین روزے رکھنا ہے۔ ان دنوں میں رکھے یا سوموار اور جمعرات کے لحاظ سے یا جیسے اتفاق ہو۔

(المعجم ۸۴) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ۵۱) - ۱

باب ۸۴: مہینے کے تین روزوں والی روایت میں موسیٰ بن طلحہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: موسیٰ بن طلحہ کے بعض شاگردوں نے ان کے استاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتائے ہیں اور اس

حدیث میں خرگوش کا قصہ ہے۔ اور بعض نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں خرگوش کا ذکر نہیں، پھر بعض شاگردوں نے ان کے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ابن الحوتمیہ کا واسطہ بیان کیا ہے اور بعض نے واسطہ بیان نہیں کیا۔ بعض شاگردوں نے اس روایت کو مرسل بھی بیان کیا ہے، یعنی کسی صحابی کا ذکر ہی نہیں کیا، جیسے روایت: ۲۳۳۰ اور ۲۳۳۱۔ ان طرق و اسانید میں سے صحیح ترین طرق (سند) یحییٰ بن سالم عن موسیٰ بن طلحہ عن ابی ذر والاطریق ہے۔ باقی تمام طرق ضعیف ہیں۔

۲۴۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْزَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يَأْكُلْ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا، وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ؟» قَالَ: إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمْ الْفَرَّ».

۲۳۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بھٹا ہوا خرگوش لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا اور لوگوں سے کہا کہ وہ کھالیں۔ اعرابی نے بھی ہاتھ روک رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کھانے میں کیا رکاوٹ ہے؟“ اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر روزے رکھتے ہوں تو چاندنی راتوں (کے دنوں) کے (یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو) روزے رکھا کر۔“

۲۴۲۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَامٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۲۳۲۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر مہینے میں ایام بیض (روشن راتوں کے دنوں) کے تین روزے رکھا کریں، یعنی (چاند کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔

۲۴۲۳- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۳۶/۲، ۳۴۶ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۹، وصححه ابن حبان، ح: ۹۴۵. * عبد الملك بن عمير عن، وللحديث شواهد.

۲۴۲۴- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۷۶۱ من حديث يحيى بن سالم به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۰، وصححه ابن خزيمة: ۳/۳۰۲، ۳۰۳، ح: ۲۱۲۸، وابن حبان، ح: ۹۴۴، ۹۴۵.

۲۲- کتاب الصیام ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ: أَنْ نَصُومَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ،
وْخَمْسَ عَشْرَةَ.

☀ فائدہ: ان تین دنوں میں روزے رکھنے کی حکمت شاید یہ ہو کہ چونکہ ان کی راتیں چاند سے منور ہوتی ہیں لہذا مناسب ہے کہ ان کے دن روزے کے نور سے منور ہوں۔

۲۴۲۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَصُومَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

۲۴۲۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر ماہ تین روشن (راتوں کے) دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیا، یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ کو۔

☀ فائدہ: ان دنوں کی راتوں کے روشن ہونے کی وجہ سے ان دنوں کو بھی مجازاً روشن کہہ دیا ورنہ دن تو سارے ہی روشن ہوتے ہیں۔ یا ایام بیض اصل میں ایام الیالی بیض ہے، یعنی روشن راتوں والے تین دن۔

۲۴۲۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صُمْتَ شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۲۶- حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربذہ بستی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو مہینے میں کچھ دنوں کے روزے رکھے تو (چاند کی) تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو رکھ۔“

۲۴۲۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: (چاند کی) ”تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کر۔“

۲۴۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ بَيَانَ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «عَلَيْكَ بِصِيَامِ ثَلَاثِ عَشْرَةٍ، وَأَرْبَعِ عَشْرَةٍ، وَخَمْسِ عَشْرَةٍ».

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ غلطی ہے۔ یہ حدیث ”بیان“ کی نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ حضرت سفیان نے حَدَّثَنَا اِثْنَانِ کہا ہو الف گر گیا اور کسی راوی نے غلطی سے اسے ”بیان“ پڑھ لیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ لَيْسَ مِنْ حَدِيثِ بَيَانَ، وَلَعَلَّ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا اِثْنَانِ فَسَقَطَ الْاِلْفُ فَصَارَ بَيَانَ.

☀️ فائدہ: مذکورہ حدیث کی سند میں حضرت سفیان کا استاد ”بیان“ کہا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے آئندہ حدیث میں صراحت ہے کہ سفیان نے کہا: ”مجھے دو آدمیوں نے یہ روایت بیان کی۔“ دو کو عربی میں اِثْنَانِ کہتے ہیں گویا یہاں بھی اِثْنَانِ تھا، غلطی سے بیان پڑھ لیا گیا۔ واللہ اعلم۔

۲۴۲۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

۲۴۲۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلَانِ مُحَمَّدٌ وَحَكِيمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا بِصِيَامِ ثَلَاثِ عَشْرَةٍ، وَأَرْبَعِ عَشْرَةٍ، وَخَمْسِ عَشْرَةٍ.

۲۴۲۹- حضرت ابن حنکلیہ سے روایت ہے کہ میرے

۲۴۲۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ

۲۴۲۷- [حسن] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۲۱۲۷ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۲، وللحديث شواهد.

۲۴۲۸- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۳، وسيأتي مطولاً، ح: ۴۳۱۶.

۲۴۲۹- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۴. * الحكم هو ابن قتيبة، ومحمد هو ابن عبد الرحمن بن أبي ليلى، ۴۴

۲۲- کتاب الصیام۔ ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

حَکِيمَ عَنْ بَكْرِ، عَنْ عَيْسَى، عَنْ مُحَمَّدٍ،
عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ
ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ: قَالَ أَبِي: جَاءَ
أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ أَرْنَبٌ قَدْ
شَوَّاهَا وَخَبَزَ، فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ
ﷺ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي وَجَدْتُهَا تَذْمِي، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «لَا يَضُرُّ كُلُّوْا»
وَقَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «كُلْ» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ،
قَالَ: «صَوْمٌ مَاذَا؟» قَالَ: صَوْمٌ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَيْكَ
بِالْغُرِّ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ
عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

والد (ﷺ) نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے
پاس حاضر ہوا۔ اس کے پاس بھنا ہوا خرگوش تھا اور
روٹیاں بھی تھیں۔ اس نے یہ سب کچھ نبی ﷺ کے سامنے
رکھ دیا، پھر کہا: میں نے اسے اس حالت میں پایا تھا کہ یہ
(اس کا گوشت) خون آلود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے
اپنے صحابہ سے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں کھاؤ۔“ اور آپ
نے اعرابی سے فرمایا: ”تو بھی کھا۔“ اس نے کہا: میرا تو
روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیسا روزہ؟“ اس نے کہا:
”مہینے کے تین روزے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو نے یہ
روزے رکھنے ہوں تو چاندنی راتوں کے دنوں کے
روزے رکھا کر یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: الصَّوَابُ عَنْ
أَبِي ذَرٍّ وَنُسْبِهِ أَنْ يَكُونَ وَقَعَ مِنَ الْكِتَابِ
ذَرٌّ قَلِيلٌ: أَبِي.

امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: صحیح بات یہ
ہے کہ یہ روایت ابن حوکیہ نے حضرت ابو ذر رحمہ اللہ سے
سنی ہے شاید کسی کاتب سے لفظ ذر (لکھنے سے) رہ گیا
ہے اور اس نے ابی کہہ دیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضرت ابو ذر رحمہ اللہ سے ہے۔ غلطی سے ابی ذر
کو کسی راوی نے ابی پڑھ لیا، ذر رہ گیا یا لکھنے سے ذر رہ گیا، صرف ابی لکھا گیا، اور یہ غلطی آگے منتقل ہو گئی۔
② اکثر اہل علم نے تذمی کے معنی حیض (حیض آنے) کے کیے ہیں اور اس بنا پر اس کا گوشت حلال نہیں سمجھتے۔
لیکن اول تو حیض، یعنی خون آنا حرمت کی دلیل نہیں۔ ثانیاً: اگر اس کے معنی گوشت کے خون آلود ہونے کے کر
لیے جائیں تو زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کا گوشت ایسا ہی ہوتا ہے۔ ③ ربذہ، یہ بستی مدینہ منورہ سے کوئی تین میل
کے فاصلے پر ہے۔ حضرت ابو ذر رحمہ اللہ اپنی خوشی سے یہاں منتقل ہو گئے تھے اور یہیں فوت ہوئے..... رحمہ اللہ.....
یہ حضرت عثمان رحمہ اللہ کے دور کی بات ہے۔

۲۴۳۰- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس (بھنا ہوا) خرگوش لے کر آیا۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ لانے والے شخص نے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ خون دیکھا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور صحابہ کو کھانے کا حکم دیا۔ وہاں ایک شخص الگ بیٹھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو کیوں نہیں کھاتا؟“ اس نے کہا: میرا روزہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو چاندنی راتوں: تیرہ چودہ اور پندرہ (تاریخ) کے روزے کیوں نہیں رکھتا؟“

۲۴۳۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَاوِي بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِأَرْزَبٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَقَالَ الَّذِي جَاءَ بِهَا: إِنِّي رَأَيْتُ بِهَا دَمًا، فَكَفَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ، وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مُتْبِذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا لَكَ؟» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «فَهَلَّا ثَلَاثَ أَلْبِصَ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

☀️ فائدہ: نبی ﷺ کا ہاتھ روک لینا حرمت کی بنا پر نہیں تھا، ورنہ آپ صحابہ کو کھانے کا حکم نہ دیتے۔ طبعاً آپ نے پسند نہ کیا جیسے رسول اللہ ﷺ کچا ہسن وغیرہ بھی نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ سب کے نزدیک حلال ہے۔

۲۴۳۱- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا جسے ایک شخص نے بھونا تھا۔ جب اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے ساتھ خون دیکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور نہ کھایا البتہ حاضرین سے فرمایا: ”تم کھاؤ۔ اگر مجھے خواہش ہوتی تو کھا لیتا۔“ ایک آدمی الگ بیٹھا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو بھی قریب ہو کر

۲۴۳۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِأَرْزَبٍ قَدْ شَوَّاهَا رَجُلٌ، فَلَمَّا قَدَّمَهَا إِلَيْهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ بِهَا دَمًا، فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْهَا، وَقَالَ لِمَنْ عِنْدَهُ: «كُلُوا، فَإِنِّي لَوْ اشْتَهَيْتُهَا أَكَلْتُهَا» وَرَجُلٌ جَالِسٌ، فَقَالَ

۲۲- ۲۴۳۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِهَذِهِ الْأَيَّامِ الثَّلَاثِ الْبَيْضِ، وَيَقُولُ: «هِيَ صِيَامُ الشَّهْرِ».

لوگوں کے ساتھ کھالے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے چاندنی راتوں والے روزے کیوں نہ رکھ لیے۔“ اس نے کہا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تیرہ چودہ اور پندرہ (تاریخ کے)۔“

۲۴۳۲- ۲۴۳۳- حضرت عبدالملک اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاندنی راتوں والے تین دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے: ”یہ تین روزے (ثواب کے لحاظ سے) مہینے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔“

۲۴۳۲- ۲۴۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي الْمُنْهَالِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامِ الْبَيْضِ قَالَ: «هِيَ صَوْمُ الشَّهْرِ».

۲۴۳۳- ۲۴۳۴- حضرت عبدالملک بن قدامہ بن ملحان نے اپنے والد سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں

۲۴۳۳- ۲۴۳۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ:

۲۴۳۲- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۱۷۰۷ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۷، وصححه ابن حبان، ح: ۹۴۶، وأخرجه أبو داود، ح: ۲۴۴۹ من طريق آخر عن عبد الملك به، ولم يوثقه غير ابن حبان.

۲۴۳۳- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۸.

۲۴۳۴- [ضعيف] تقدم، ح: ۲۴۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۹.

۲۲- کتاب الصیام ماہانہ روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۴۱ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ بْنُ مِلْحَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ اللَّيَالِي الْغُرِّ الْبَيْضِ، ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

چاندنی راتوں والے دنوں کے روزوں کا حکم دیا کرتے تھے یعنی (چاند کی) تیرہ چودہ اور پندرہ (تاریخ) کا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ تینوں روایات ایک ہی صاحب بیان فرماتے ہیں البتہ ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ علاوہ ازیں یہ تینوں روایات سنداً ضعیف اور معنیاً صحیح ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ تینوں روایات کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۱۰۲، ۱۰۱/۳، رقم الحدیث: ۹۳۷، و صحیح سنن النسائی: ۱۷۰/۲، ۱۷۱، رقم: ۲۳۲۳، ۲۳۲۲، ۲۳۲۵) ② حکم ہمیشہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا، قرآن ساتھ دیں تو حکم استحباب یا جواز کے لیے بھی ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المائدہ: ۲۵) ”جب احرام کھول لو تو شکار کرو۔“ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ (الجمعة: ۱۰) ”جب جمعہ کی نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔“ اہل علم میں سے کسی کے نزدیک بھی یہ دونوں کام ضروری نہیں کوئی بے علم شخص کہہ دے تو الگ بات ہے۔

(المعجم ۸۵) - صَوْمُ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ
(التحفة ۵۲)

باب: ۸۵- مہینے میں دو دن روزہ رکھنا

۲۴۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ عُيَيْدٍ اللَّهُ، مِنْ خِيارِ الْخَلْقِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرِب، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زِدْنِي زِدْنِي، قَالَ: يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زِدْنِي زِدْنِي يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

۲۴۳۵- حضرت ابو عقریب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نفل روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے۔ آپ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: ”اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے۔ چلو مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے میں اپنے آپ

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زِدْنِي زِدْنِي، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا فَقَالَ: زِدْنِي زِدْنِي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيَزِدُّنِي قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

کو طاق ت و محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے (میری بات سن کر) دوہراتے ہوئے فرمایا: ”اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے میں اپنے آپ کو طاق ت و محسوس کرتا ہوں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ میں نے سمجھا کہ آپ میری درخواست رد کر دیں گے۔ آخر آپ نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر۔“

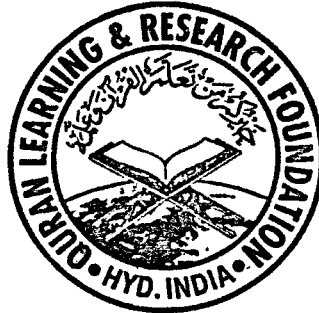
☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابو عقیب کی بات کو دوہرانا استہزا کے طور پر نہیں بلکہ اظہار کراہت کے لیے تھا گویا آپ نے ان کے لیے زیادہ نفل روزے رکھنا پسند نہیں فرمایا۔ ممکن ہے وہ حقیقتاً کمزور ہوں یا مشقت والا کام کرتے ہوں۔

۲۴۳۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ بْنِ أَبِي عَقْرِبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، وَاسْتَزَادَهُ قَالَ: يَا أَبِی أَنْتَ وَأُمِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فزَادَهُ قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، فَقَالَ: يَا أَبِی أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا» فَمَا كَادَ أَنْ يَزِيدَهُ، فَلَمَّا أَلَحَّ عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

۲۴۳۶- حضرت ابو عقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے نفل روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے مزید اجازت مانگی اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! میں اپنے آپ کو طاق ت و محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے مزید اجازت دے دی۔ اور فرمایا: ”ہر مہینے دو روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں اپنے آپ کو طاق ت و سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: ”میں اپنے آپ کو طاق ت و سمجھتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو طاق ت و سمجھتا ہوں۔“ امید نہیں تھی کہ آپ مزید اجازت فرمائیں گے۔ جب میں نے اصرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مہینے تین روزے رکھ لیا کر۔“

فائدہ: گزشتہ تمام روایات سے معلوم ہوا نفل روزے کم سے کم رکھے جائیں تاکہ پابندی ہو سکے اور حقوق العباد اور معاش میں بھی خلل واقع نہ ہو۔ مہینے میں تین روزے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورے مہینے کے روزوں کا ثواب عطا فرمادے گا۔ اس سے زیادہ روزے رکھنا مستحسن نہیں جائز ہیں۔ نفل روزوں میں اپنی سہولت کا خیال رکھے۔ تینوں روزے اکٹھے رکھنا ضروری نہیں۔ ہر دس دن میں ایک روزہ رکھ لے۔ یا سوموار اور جمعرات کے حساب سے پورے کرے۔ مشقت نہ ہو تو چاندنی راتوں والے دنوں کے تین روزے اکٹھے رکھنا افضل ہے۔ مسلسل روزے رکھنا منع ہے۔ شعبان کے آخری ایک دو دن عیدین اور ایام تشریق کے روزے رکھنا بھی منع ہے۔ صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح ہفتے کے دن روزہ رکھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ آگے یا پیچھے کوئی اور روزہ بھی رکھا جائے۔ مخصوص روزے مثلاً: شوال کے چھ روزے اکٹھے رکھے جاسکتے ہیں ذوالحجہ کے نو روزے اکٹھے رکھے جائیں گے اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ سارے سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں۔ سفر میں مشقت نہ ہو تو رمضان المبارک کے روزے رکھ لینا بہتر ہے اور اگر مشقت ہو یا دوسروں کے لیے بوجھ بنے تو نہ رکھنا بہتر ہے۔ جہاد کے دوران میں بھی اگر لڑائی ہو رہی ہے یا عنقریب ہونے والی ہے تو قوت کے حصول کے لیے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا افضل ہے بعد میں روزے پورے کر لے۔ اگر لڑائی دور ہے تو روزے رکھنا بہتر ہے۔ دوران سفر میں نفل روزے رکھنا یا نہ رکھنا مرضی پر موقوف ہے مگر دوسروں کے لیے بوجھ نہ بنے۔ مشقت محسوس ہونے پر یا مہمان کی آمد پر یا انتہائی پسندیدہ کھانا میسر آنے پر نفل روزہ ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعد میں نفل روزے کی قضا ادا کی جاسکتی ہے ضروری نہیں۔ نفل روزہ زوال سے پہلے دن کے وقت بھی رکھا جاسکتا ہے بشرطیکہ پہلے کچھ کھایا نہ ہو۔ معذور شخص رمضان المبارک کے دوران میں احتیاطاً سامنے کھانے پینے سے اجتناب کرے۔ واللہ اعلم۔

www.qlrf.net





7

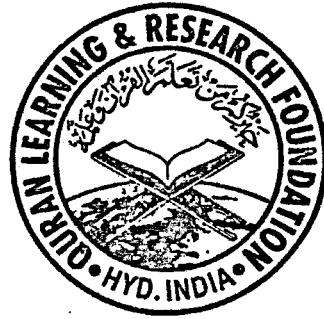
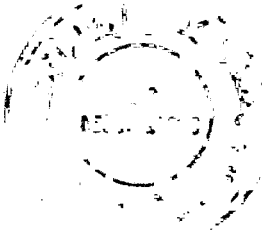
7

7

7

7





زکاة کا مفہوم و معنی

زکاة کے لغوی معنی پاکیزگی اور برکت کے ہیں۔ شریعت میں زکاة سے مراد نصاب کو پہنچے ہوئے مال کا مقررہ حصہ سال گزرنے پر ثواب کی نیت سے فقراء، مساکین اور دوسرے ضرورت مند افراد کو دینا ہے۔ چونکہ اس فعل سے انسان کے مال میں برکت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آفات سے بچاتا ہے، دنیا میں مال اور آخرت میں ثواب کو بڑھاتا ہے، مال پاک ہو جاتا ہے اور انسان کا نفس بھی رذائل اور دنیا کی محبت سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے اس فعل کو زکاة جیسے جامع لفظ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ اسلام کے ارکان میں سے ہے اور اس کی فرضیت قطعی ہے۔ ویسے تو زکاة ہر شرع میں شروع سے رہی ہے اور اسلام میں بھی شروع ہی سے اس کا حکم دیا گیا ہے، مگر اس کے نصاب اور مقدار وغیرہ کا تعین مدنی دور میں ۲ ہجری کو کیا گیا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں زکاة کو صدقہ بھی کہا گیا ہے۔ اور فرض کے علاوہ نفل کو بھی اسی نام سے ذکر کیا گیا ہے جس طرح صلاۃ، فرض اور نفل دونوں کو کہا جاتا ہے۔ صلاۃ بھی زکاة کی طرح ہر دین میں شروع سے رہی ہے۔ اور اسلام میں بھی شروع ہی سے اس کا حکم دیا گیا ہے مگر اس کی فرض مقدار اور ضروری اوقات کا تعین ہجرت کے قریب معراج کی رات ہوا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں ان دونوں فرائض کو عموماً اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا مرتبہ شہادتین کے بعد ہے البتہ صلاۃ کا درجہ زکاة سے مقدم ہے کیونکہ صلاۃ خالص عبادت ہے جبکہ زکاة عبادت کے ساتھ ساتھ حقوق العباد میں سے بھی ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(المعجم ۲۳) - کتاب الزکاة (التحفة ۵)

زکاة سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ وَجُوبِ الزَّكَاةِ

(التحفة ۱)

۲۴۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمَّارِ الْمُؤَصِّلِيِّ عَنِ الْمُعَاذِيِّ، عَنْ زَكَرِيَّا
ابْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمُعَاذٍ
جِئَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا
أَهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَأَدْعُهُمْ إِلَى أَنْ
يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ بِذَلِكَ
فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ
خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ -
يَعْنِي - أَطَاعُوكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ
أَغْنِيَانِهِمْ فَتَرُدُّ عَلَى فَقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ

۲۴۳۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی
طرف (مبلغ و حاکم بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا: ”تو وہاں
اہل کتاب (یہودیوں) کے پاس جا رہا ہے۔ جب تو ان کے
پاس پہنچے تو ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی
دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور
حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول و پیغمبر ہیں۔ اگر وہ تیری
اس بات کو مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ عز و جل نے ان پر
ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ
تیری اس بات کو مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ عز و جل نے
ان پر زکاة فرض کی ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے
لے کر انھی کے محتاج لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔
اگر وہ تیری یہ بات تسلیم کر لیں تو (زکاة کی وصولی اور
دیگر انتظامی معاملات میں) مظلوم کی بددعا سے بچنا۔“

۲۴۳۷- أخرجه البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، ح: ۱۳۹۵، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين
وشرائع الإسلام، ح: ۱۹ من حديث زكريا بن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۱۵.

زکاة کی فرضیت کا بیان

۲۳- کتاب الزکاة

أَطَاعُوكَ بِذَلِكَ فَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن جانا ۹ یا ۱۰ ہجری کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک وہ وہیں رہے۔ ② ”اہل کتاب“ یمن میں یہودیوں کی بڑی تعداد بستی تھی۔ ③ ”اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں“ شریعت کے تمام احکام اسلام لانے کے ساتھ ہی لاگو ہو جاتے ہیں مگر نماز دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے جبکہ زکاة سالانہ فرض ہے اس لیے یوں فرمایا۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی نماز نہ پڑھے تو اس پر زکاة فرض نہیں۔ ④ ”نہی کے محتاج“ زکاة کے اولین حق دار اسی علاقے کے لوگ ہیں الایہ کہ زکاة زائد ہو یا دوسرے لوگ ان سے زیادہ محتاج ہوں۔ ⑤ کافر کو زکاة دینا جائز نہیں۔ ⑥ بچے اور مجنون کے مال میں بھی زکاة واجب ہے کیونکہ حدیث عام ہے تمام مسلمان اغنیاء کو شامل ہے۔ ⑦ ”مظلوم کی بددعا سے بچنا“ یعنی کسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ مظلوم بددعا کرے گا اور اس کی بددعا ضرور قبول ہوتی ہے چاہے وہ خود گناہ گار ہی ہو۔ گویا ظلم سب سے بڑا گناہ ہے جو دوسرے گناہوں کو مات کر دیتا ہے۔ ⑧ اس روایت میں حج اور روزے کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے کسی راوی نے مختصر کر دیا ہو یا انتہائی اہم ارکان بیان کر دیے گئے ہوں۔ نماز کے بغیر اسلام قبول نہیں۔ زکاة دینے سے اسلامی حکومت کی اطاعت ثابت ہوتی ہے۔ حج اور روزے کا یہ مقام نہیں کیونکہ وہ شخصی عبادات ہیں۔ قرآن مجید سے بھی تائید ہوتی ہے: ارشاد الہی ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ (التوبة: ۵) ”پھر اگر کافر (اپنے دین سے) توبہ کر لیں نماز قائم کریں اور زکاة دینے لگ جائیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (انہیں کچھ نہ کہو)۔“

۲۴۳۸- حضرت بہز بن حکیم کے دادا سے روایت

ہے انہوں نے کہا کہ میں نے (اسلام لاتے وقت) کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے یہاں آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی تعداد (یعنی دس) سے بھی زیادہ دفعہ قسم کھائی تھی کہ میں نہ آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین قبول کروں گا (لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے تو حاضر ہو گیا ہوں)۔ میں بے سمجھ آدمی ہوں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں مگر جو اللہ عزوجل

۲۴۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ بِهِزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِمْ - لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ - أَنْ لَا آتِيَنَّكَ وَلَا آتِيَّ دِينَكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَأًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَحْيِ اللَّهِ: بِمَا

بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «بِالْإِسْلَامِ». قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللَّهِ، وَتَخْلُتَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ». اور اس کا رسول مجھے سکھائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے واسطے سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر ہماری طرف بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسلام دے کر۔“ میں نے عرض کیا: اسلام کی امتیازی باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو کہے: میں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے لیے مطیع کر دیا ہے اور میں ہر قسم کے شرک سے لاتعلقی ہو گیا ہوں۔ اور تو نماز (باجماعت) پڑھے اور زکاة کی ادائیگی کرے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① راوی حدیث صحابی کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ ہے۔ ② ”یہ کہ تو کہے۔“ اس سے مراد کلمہ شہادتین ہے۔ یا توحید پر چٹنگی مراد ہے کیونکہ کلمہ شہادتین تو وہ پہلے پڑھ چکا ہوگا۔ آپ کو اللہ کا نبی کہہ کر پکارنا اس بات کی دلیل ہے۔ ③ اسلام مخالف تمام باتوں اور اشیاء سے براءت اور بیزاری ہر مسلمان پر واجب ہے۔

۲۴۳۹- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ شَابُورٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَخِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ: أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ تَمْلَأَانِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ،

۲۴۳۹- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھی طرح وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ کہنا میزان (ترازو) کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمان وزمین کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے زکاة ایمان کی (دلیل ہے صبر روشنی ہے اور قرآن مجید حجت ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔“

۲۴۳۹- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الوضوء شطر الإيمان، ح: ۲۸۰ من حديث محمد بن شعيب به. وهو في الكبرى، ح: ۲۲۱۷، وأخرجه مسلم، ح: ۲۲۳ من حديث زيد عن أبي سلام عن أبي مالك الأشعري به.

وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① "نصف ایمان۔" کیونکہ نماز ہی اصل دین ہے اور نماز وضو پر موقوف ہے جس نے وضو صحیح کر لیا، سمجھو نصف نماز پڑھ لی۔ یا نصف کی بجائے معنی کیے جائیں: وضو ایمان کا اہم جز ہے۔ ② "بھر دیتے ہیں۔" دونوں یا ان میں سے ہر ایک۔ بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثواب پورا ہے، ناقص نہیں۔ ③ "ترازو۔" ہر چیز کا حساب لگانے کے لیے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے۔ اعمال کا حساب بتلانے کے لیے بھی کوئی آلہ ہونا چاہیے وہی میزان ہے اس میں کوئی عقلی اشکال نہیں۔ ④ "نور ہے۔" یعنی نماز دل میں نور پیدا کرتی ہے اور بصیرت کو روشن کرتی ہے جس سے انسان زندگی کا صحیح راستہ جان سکتا ہے اور اس پر چل کر جنت تک پہنچ سکتا ہے یا قیامت کے دن نماز کے عوض نور نصیب ہوگا یا قبر میں نور ہوگا۔ ⑤ "روشنی ہے۔" یعنی صبر کے ساتھ انسان مصائب سے بحفاظت گزر جاتا ہے۔ گمراہیوں میں بھٹک نہیں جاتا یا آخرت میں روشنی نصیب ہوگی۔ ⑥ "تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔" اگر قرآن مجید پر عمل کیا تو حق میں ورنہ خلاف کہ حق کا راستہ معلوم ہونے کے باوجود گمراہ رہا۔

۲۴۴۰- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما

نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!" پھر آپ نے سر جھکا لیا۔ ہم میں سے ہر شخص بھی سر جھکا کر رونے لگا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے؟ پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو چہرے میں خوشی کے آثار تھے اور آپ کی خوشی ہمارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی، پھر آپ نے فرمایا: "جو شخص پانچ فرض نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے زکاة ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے اس کے لیے جنت کے سب دروازے کھول دیے جائیں

۲۴۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْ أَبِي سَعِيدٍ يَقُولَانِ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!» - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَكْبَّ فَأَكْبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا يَبْكِي لَا نَذَرِي عَلَى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فِي وَجْهِهِ الْبُشْرَى، فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُومُ

۲۴۴۰- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۳۱۶/۴ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى: ح: ۲۲۱۸، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۱۵، وابن حبان، ح: ۱۷، والحاكم: ۱/۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۴۰، ووافقه الذهبي. * خالد هو ابن يزيد، وشيخه سعيد بن أبي هلال.

زکاة کی فرضیت کا بیان

رَمَضَانَ، وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ، إِلَّا فُتِّحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَقِيلَ لَهُ: أُدْخِلْ بَسْلَامًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”رونے لگا۔“ کیونکہ نبی ﷺ کا تین دفعہ قسم کھانا موقع کی اہمیت کو ظاہر کرتا تھا۔ اور نیک شخص کی روحانیت کو متاثر کرنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ ② ”سرخ اونٹوں سے۔“ اس ماحول میں عربوں کے نزدیک سرخ اونٹ سب سے زیادہ اہمیت اور قیمت رکھتے تھے گویا مرد دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز ہے، یعنی نبی ﷺ کی خوشی ہمارے لیے دنیا کی ہر چیز سے اہم تھی۔ ③ ”سات کبیرہ گناہ۔“ شرک، جادو، ناحق قتل، سود خوری، یتیم کا مال کھا جانا، جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا ہیں۔ ④ ”جنت کے سب دروازے۔“ جنت کے کل دروازے آٹھ ہیں جبکہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ⑤ ”سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔“ کیونکہ کبیرہ گناہوں کے اجتناب سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ ہاں اگر کبار سے اجتناب نہ کیا جائے تو صغائر بھی معاف نہیں ہوتے۔

۲۴۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص کسی چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) تیرے لیے بہتر ہے۔ اور جنت کے بہت سے دروازے ہیں۔ جو شخص نماز کا عادی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو جہاد کا شائق تھا اسے جہاد والے دروازے سے آواز دی جائے گی اور جو صدقے سے خصوصی رغبت رکھنے والا ہوگا اسے صدقے والے دروازے سے دعوت دی جائے گی اور جو روزے کا رسیا ہوگا اسے باب الریان سے داخل ہونے کو کہا جائے گا۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی شخص کو کوئی ضرورت تو نہیں کہ اسے ان سب

۲۴۴۱- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ! هَذَا خَيْرٌ لَكَ، وَلِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ». قَالَ أَبُو

زکاة روک لینے پر سخت وعید کا بیان

دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے آوازیں دی جائیں گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ اور مجھے امید ہے اے ابوبکر! تم انہی میں سے ہو گے۔“

بَكَرٍ: هَلْ عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ؟ فَهَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلُّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ!؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» - يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

🌞 فائدہ: ”کسی بھی چیز کا جوڑا“ یعنی ایک جیسی دو چیزیں مثلاً: دو اونٹ، دو غلام، دو روٹیاں اور دو کپڑے وغیرہ۔ یاد و مقابل چیزیں مثلاً: روٹی کے ساتھ سالن بھی وغیرہ۔ گویا مکمل صدقہ کرے ناقص نہ ہو کیونکہ بالعموم جوڑے سے ہی مکمل چیز بنتی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، فوائد حدیث: ۲۲۴۰)

باب: ۲- زکاة روک لینے پر سخت وعید

(المعجم ۲) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي حَبْسِ

الرَّكَاءَةِ (التحفة ۲)

۲۲۴۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کعبے کے سائے میں بیٹھے تھے۔ جب آپ نے مجھے آتے دیکھا تو فرمانے لگے: ”کعبے کے رب کی قسم! وہ بہت خسارے والے لوگ ہیں۔“ میں نے اپنے دل میں کہا: کیا وجہ ہے؟ شاید میرے بارے میں کوئی وحی اتری ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کون (بد نصیب) ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”زیادہ مالدار لوگ“ مگر جس نے ایسے ایسے اور ایسے ایسے کیا۔“ یعنی آگے اپنے دائیں اور بائیں خرچ کیا پھر فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی بھی مرتے وقت اونٹ اور گائیں چھوڑ جائے جن کی زکاة وہ نہ دیتا ہو اس کے

۲۴۴۲- أَخْبَرَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَأَيْتِي مُقْبِلًا قَالَ: «هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ»! فَقُلْتُ: مَا لِي لَعَلِّي أَنْزَلَ فِيَّ شَيْءٌ، قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فَذَاكَ أَبِي وَأُمِّي! قَالَ: «الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا» حَتَّى بَيَّنَّ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَمُوتُ رَجُلٌ قَدِغُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ

زکاة روک لینے پر سخت وعید کا بیان

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَطَوُّهُ
بِأَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرْوِئِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ
أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ أَوْلَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ
النَّاسِ.

جانور اس جسامت اور موٹاپے سے بڑھ کر آئیں گے جو
(دنیا میں) تھی اور اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے اور
اس کو اپنے سینگوں سے ٹکریں ماریں گے۔ جب ان
میں سے آخری جانور گزر جائے گا تو پہلے کو دوبارہ اس
کے اوپر سے گزارا جائے گا۔ (اس کے ساتھ یہ سلسلہ جاری
رہے گا) حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلے کر دیے جائیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”آگے“ دائیں اور بائیں۔ ”یعنی ہر ضروری مصرف میں خرچ کیا“ خواہ وہ فرض زکاة کے
علاوہ بھی ہو۔ ② قیامت کے دن صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر ذی روح چیز اٹھے گی۔

۲۴۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کا حق
(زکاة) ادا نہ کرتا ہو تو (قیامت کے دن) وہ مال اس
کے گلے میں گھسے سانپ کی صورت میں طوق بنا دیا
جائے گا۔ وہ اس سے بھاگے گا، مگر وہ اس کے پیچھے
دوڑے گا“ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے اس
کی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ
الَّذِينَ يَبْخُلُونَ..... الْخ﴾ ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے
دیے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ
مال ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لیے بدتر ہے۔
اور جس مال کے ساتھ انھوں نے بخل کیا“ قیامت کے
دن وہ ان کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔“

۲۴۴۳- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى
قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي
رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ
لَا يُؤَدِّي حَقَّ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِي
عُنُقِهِ شُجَاعٌ أَقْرَعٌ وَهُوَ يَمُرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتَّبِعُهُ»
ثُمَّ قَرَأَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
:﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا ءَاتَاهُمُ اللَّهُ
مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ
سَيَبْطَلُوا مَا بَخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ [آل
عمران: ۱۸۰].

🌞 فائدہ: ”گنجا سانپ“۔ سانپ کے جسم پر تو بال ہوتے ہی نہیں لہذا گنچے سے مراد یہ ہے کہ کثرت زہریا
درازئی عمر کی وجہ سے اس کے سر پر سے چڑا تک اڑ چکا ہوگا۔ (النهاية لابن الأثير)

۲۴۴۳- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، ح: ۳۰۱۲ وابن ماجه،
الزكاة، باب ماجاء في منع الزكاة، ح: ۱۷۸۴ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي،
ح: ۹۳، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۲۱، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

زکاة روک لینے پر سخت وعید کا بیان

۲۴۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جس آدمی کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کی نچدہ اور ان کی رِسل میں ان کا حق (یعنی زکاة) ادا نہ کرتا ہو۔“ صحابہ نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! نچدہ اور رِسل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تنگی اور خوش حالی میں (ان کی زکاة ادا نہ کرتا ہو) تو (قیامت کے دن) وہ انتہائی موٹے تازے اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گے اور اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا تو وہ اپنے کھروں سے (پاؤں تلے) اسے ملیں (روندیں) گے۔ جب آخری گزر جائے گا تو پہلے کو پھر لایا جائے گا اور یہ کام اس کے ساتھ قیامت کے پورے دن میں کیا جاتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان (جنت اور جہنم کا) فیصلہ کر دیا جائے۔ اور وہ اپنا (جنت یا جہنم والا) راستہ دیکھ لے۔ اور (اسی طرح) جس شخص کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگ حالی اور خوش حالی میں ان کی زکاة نہ دیتا ہو تو وہ بھی قیامت کے دن انتہائی موٹی تازی اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گی اور اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا اور ہر سینگ والی اپنے سینگوں سے اس کو کھریں مارے گی اور ہر کھروں والی اپنے کھروں کے ساتھ اس کو کچلے گی۔ جب ان میں

۲۴۴۴- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عُمَرَ الْغَدَانِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرَسُولُهَا» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا نَجْدَتُهَا وَرَسُولُهَا؟ قَالَ: «فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَعْدُ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنِيهِ وَأَشْرَهُ، يُنْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ، فَتَنْطَوُّهُ بِأَخْفَافِهَا، إِذَا جَاءَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُفْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرَسُولُهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَغْدُ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ وَأَشْرَهُ، يُنْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ، فَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، وَتَنْطَوُّهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُفْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرَسُولُهَا،

فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَعْدَ مَا كَانَتْ
وَأَكْثَرَهُ وَأَسْمَنِيهِ وَأَشْرَهُ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ
قَرَقِرَ فَتَطْوُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا،
وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، لَيْسَ فِيهَا
عَفْصَاءٌ وَلَا عُضْبَاءٌ، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا
أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ
خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُفْضَى بَيْنَ
النَّاسِ فَيَزَى سَبِيلُهُ».

زکاة سے انکار کرنے والے کا حکم
سے آخری گزر جائے گی تو پہلی کو پھر لایا جائے گا۔ اور
یہ کام اس کے ساتھ قیامت کے پورے دن میں کیا جاتا
رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتیٰ کہ لوگوں
کے درمیان فیصلہ کیا جائے اور وہ اپنا (جنتی یا جہنمی)
راستہ دیکھ لے گا۔ اسی طرح جس آدمی کے پاس بکریاں
ہوں اور وہ تنگ حالی اور خوش حالی میں ان کی زکاة نہ دیتا
ہو تو وہ قیامت کے دن انتہائی موٹی تازی اور پوری مستی
کی حالت میں آئیں گی پھر اس (مالک) کو ان کے
سامنے ایک کھلے اور ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا
جائے گا۔ تو ہر کھر والی اپنے کھروں کے ساتھ اس کو
مسے گی اور ہر سینگ والی اپنے سینگوں کے ساتھ اس کو
ٹکریں مارے گی۔ ان میں سے کسی کا سینگ نہ مڑا ہوا
ہوگا اور نہ ٹوٹا ہوا۔ جب ان میں سے آخری گزر جائے
گی تو پہلی کو واپس لایا جائے گا۔ اور اس (مالک) کے
ساتھ یہ کام قیامت کے پورے دن ہوتا رہے گا جس کی
مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان
(جنت اور جہنم کا) فیصلہ کر دیا جائے اور وہ اپنا (جنت یا
جہنم والا) راستہ دیکھ لے۔“

🌅 فوائد و مسائل: ① ”ایسے دن میں۔“ ہمارے لحاظ سے تو دن کی مدت کا تعین سورج کے طلوع اور غروب
سے ہوتا ہے مگر ظاہر ہے کہ روزِ محشر کا تعین سورج سے نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جس طریقے سے چاہے گا دن کا تعین
ہوگا۔ ممکن ہے مطلق مدت کو دن کہہ دیا گیا ہو۔ ② ”پہلی کو واپس لایا جائے گا“ گویا جانور اس پر سے دائرے
میں گزریں گے۔ اُعَاذَ نَا اللّٰهُ مِنْ ذَلِكَ.

باب ۳- زکاة سے انکار کرنے

(المعجم ۳) - بَابُ مَانِعِ الزَّكَاةِ (التحفة ۳)

والے کا حکم

زکاة سے انکار کرنے والے کا حکم

۲۴۴۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:
أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ بْنِ
مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوَفِّيَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ
وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي
بَكْرٍ: كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى
يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ
وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ: لَا قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ
وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهُ! لَوْ
مَنْعُونِي عَقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ
شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ
الْحَقُّ.

۲۴۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور بہت سے عرب لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا (اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے لڑنے کا اعلان فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے (جو زکاة نہیں دیتے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ (کلمہ طیبہ) پڑھ لیں۔ جس شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچا لیا الا یہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا (اندرونی) حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاة میں فرق کریں گے کیونکہ زکاة مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے (بالفرض اونٹ کو باندھنے والی) رسی نہ دیں جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بعد میں) فرمایا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ لڑائی کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی حق ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کفر کا ارتکاب کیا۔“ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کئی قسم کے فتنے اٹھے۔ کچھ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ گئے کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے پیچھے لگ گئے کچھ لوگ زکاة

۲۴۴۵- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ح: ۷۲۸۵، ۷۲۸۴، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله... الخ، ح: ۲۰ عن قتبية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۲۳.

کی فرضیت کے منکر ہو گئے اور کچھ لوگ حکومت کو زکاة دینے سے رک گئے۔ پہلے تین گروہ تو قطعاً کافر تھے۔ ان سے لڑنے میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اختلاف اس آخری گروہ کے بارے میں تھا کیونکہ وہ کافر نہ تھے۔ حکومت کے باغی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے لڑنے کے حق میں تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تردد تھا۔ ① ”لا إله إلا الله پڑھ لیں۔“ مراد پورا کلمہ شہادت ہے۔ اور یہ متفقہ بات ہے ورنہ یہودی اور عیسائی کو بھی مسلمان کہنا پڑے گا۔ ② ”الایہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو۔“ یعنی اس نے کسی کے جان و مال کا نقصان کیا ہو تو اس کی سزا اسے بھگتنی ہوگی۔ ③ ”اندر ونی حساب۔“ کہ اس نے کلمہ خلوص قلب سے پڑھا ہے یا جان و مال بچانے کے لیے۔ ④ ”زکاة مال کا حق ہے۔“ وہ نہ دیں تو ان سے زبردستی وصول کیا جائے گا ورنہ حکومت کا نظام تلپٹ ہو جائے گا اور بغاوت راہ پکڑے گی۔ ⑤ ”وہ رسی نہ دیں۔“ زور کلام کے لیے مبالغے سے کام لیا گیا ہے اور کلام میں ایسا عموماً ہوتا ہے۔ ورنہ زکاة میں رسی دینا لازم نہیں صرف جانور دینا لازم ہے۔ ⑥ منکرین زکاة سے بھی کافروں کی طرح قتال کرنے پر صحابہ کا اجماع ہے۔ ⑦ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل اور شجاعت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ نے اس نازک ترین موقع پر کمال ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بہت بڑے فتنے کو آغا ز ہی میں اس کے عبرت ناک انجام تک پہنچا دیا۔ اس وقت ابتداءً عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ سے اتفاق رائے نہ رکھتے تھے کیونکہ اپنے علمی رسوخ کی بنا پر جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے ہوئے تھے وہاں ابھی عمر رضی اللہ عنہ نہ پہنچے تھے۔ یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علمی تفوق کی دلیل ہے۔ اس اور اس جیسے دیگر واقعات کی بنا پر اہل حق کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے افضل ترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیاس جلی کے قائل تھے۔ ⑨ بات کو مؤکد کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے اگرچہ اس کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔

(المعجم ۴) - بَابُ عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ

باب: ۴- زکاة نہ دینے والے کی سزا

(التحفة ۴)

۲۴۴۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ أُنْثَى لَبُونٌ، لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا،

۲۴۴۶- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”صحرا میں چرنے والے اونٹوں میں سے ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون (دوسالہ اونٹی) ہے۔ (دوران وصولی) اونٹوں کے حساب و مقدار سے انھیں الگ نہ کیا جائے گا۔ جو شخص

۲۴۴۶- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزکاة، باب في زکاة السائمة، ح: ۱۵۷۵ من حدیث بہز به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۲۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۶۶، والمحاکم: ۱/۳۹۸، والذهبي.

۲۳- کتاب الزکاة اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

وَمَنْ أَلْبَىٰ فَإِنَّا آخِذُوهَا، وَشَطَرٌ لِإِبِلِهِ عَزَمَةٌ
مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا، لَا يَحِلُّ لِأَلِ مُحَمَّدٍ ﷺ
مِنْهَا شَيْءٌ.

(خوشی سے) ثواب کی خاطر زکاة دے گا، اس کو اس کا
ثواب ملے گا اور جو دینے سے انکار کرے گا ہم زکاة بھی
لیں گے اور (اس کے ساتھ ساتھ) اس کے نصف اونٹ
بھی لیں گے (کیونکہ) یہ زکاة ہمارے رب کے فرائض
میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے
خاندان کے لیے کچھ بھی زکاة لینا (اپنی ذات کے لیے)
جائز نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”چرنے والے۔“ ان جانوروں میں زکاة فرض ہے جو سارا سال یا سال کا اکثر حصہ
جنگل وغیرہ میں چر کر گزارتے ہوں ان کو خود چاراندہ ڈالنا پڑے الا شاذ و نادر۔ ② ”ہر چالیس اونٹوں میں۔“
یعنی ۱۲۰ اونٹوں کے بعد کیونکہ ۱۲۰ تک تو اونٹوں کی مخصوص زکاة ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ ③ ”بنت لبون“
اس سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کی عمر دو سال ہو چکی ہو اور وہ تیسرے میں شروع ہو۔ ④ ”انھیں الگ نہ کیا جائے
گا۔“ یعنی دو شریک زکاة کے ڈر سے اپنے اپنے اونٹ الگ نہیں کریں گے، مثلاً: ایک کے تین اور دوسرے کے
دو اونٹ ہوں تو اس طرح ایک بکری زکاة واجب ہوتی ہے۔ جدا جدا کر لیے جائیں تو کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔
یا کچھ اونٹ کمزور یا عمر کے لحاظ سے چھوٹے ہوں تو وہ گنتی میں پورے ہی شمار ہوں گے البتہ زکاة میں معین عمر والا
اور درمیانہ (موٹاپے کے لحاظ سے) جانور لیا جائے گا۔ ⑤ ”نصف اونٹ بھی لیں گے۔“ یہ اقام بطور سزا
ہے۔ اسلامی حکومت کا اہل کار زبردستی کارندوں کے ذریعے سے زکاة کے ساتھ ساتھ جبراً جس مال میں زکاة
واجب ہوئی ہو وہ آدھا مال بھی لے سکتا ہے اور وہ بیت المال میں جمع ہوگا۔ حدیث کی روشنی میں یہی موقف
راجح ہے۔ لیکن جمہور علمائے کرام مالی سزا کو غیر مشروع قرار دیتے ہیں ان کے بقول صرف زکاة ہی وصول کی
جائے گی، مذکورہ حدیث کو انھوں نے وقتی سزا قرار دیا ہے یا وہ اس حکم کے نسخ کے قائل ہیں لیکن یہ دونوں باتیں
ہی محل نظر ہیں جبکہ مذکورہ حدیث مذکورہ سزا کی بین دلیل ہے۔ ⑥ ”جائز نہیں۔“ تاکہ کسی کے ذہن میں یہ خیال
تک نہ آئے کہ نبوت کا دعویٰ مال اکٹھا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

(المعجم ۵) - بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ (النحفة ۵) باب: ۵- اونٹوں کی زکاة

۲۴۴۷- أَخْبَرَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ سَعِيدٍ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۴۴۷- أخرجه مسلم، الزكاة، باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ح: ۹۷۹ من حديث سفيان بن عيينة،
والبخاري، الزكاة، باب زكاة الورق، ح: ۱۴۴۷ من حديث مالك عن عمرو بن يحيى به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۲۴۴/۱، والكبرى، ح: ۲۲۲۵.

اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق سے کم غلے میں زکاة نہیں نہ پانچ سے کم اونٹوں میں زکاة ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم رقم میں زکاة ہے۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَخْبَى، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ وَمَالِكٍ، عَنْ عَمْرُو بْنِ يَخْبَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ دَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۴۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ اونٹوں سے کم میں زکاة نہیں اور پانچ اوقیہ سے کم (چاندی یا رقم) میں زکاة نہیں اور پانچ وسق سے کم غلے میں زکاة نہیں۔“

۲۴۴۸- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرُو بْنِ يَخْبَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ دَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”پانچ وسق“ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ صاع ایک پیمانہ ہے وزن نہیں۔ اس میں غلے کی ہر قسم کا وزن مختلف ہوگا مگر اوسط وزن 2 سیر 4 چھٹانک اور موجودہ وزن کے مطابق 2.099 کلوگرام ہوتا ہے۔ گویا وسق 3 من 15 سیر اور موجودہ وزن کے مطابق 125.971 کلوگرام اور پانچ وسق 629.855 کلوگرام (تقریباً 16 من) کے ہوتے ہیں۔ اگر زمین کی غلے کی پیداوار اس سے کم ہو تو اس میں زکاة (عشر وغیرہ) نہ ہو گی۔ ② ”پانچ اوقیہ“ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیہ 200 درہم ہوں گے۔ درہم سکہ بھی تھا اور وزن بھی۔ آج کل اکثر علماء کے نزدیک اس وزن کی چاندی کی قیمت نصاب ہے۔ اس سے کم میں زکاة نہیں۔ 200 درہم کا وزن تقریباً ساڑھے باون تولے ہے۔ اور موجودہ وزن کے مطابق 612.360 گرام ہوتا ہے۔ مروجہ کرنسی کی زکاة اسی حساب سے ہوگی۔

۲۴۴۹۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُطَفَّرُ بْنُ مُدْرِكٍ أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخَذْتُ هَذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُمْ: إِنَّ هَذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُولُهُ ﷺ فَمَنْ سَأَلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِ، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَ ذَلِكَ فَلَا يُعْطِ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعَشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ لِيَفِي كُلَّ خَمْسٍ ذَوْدِ شَاةٍ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعَشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةٌ الْفَحْلُ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا هَرَجَذَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَسَبْعِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ

اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۴۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (خليفة رسول اللہ ﷺ) نے ان (عالمین زکاة) کو یہ تحریر لکھ بھیجی: یہ وہ مقرر شدہ صدقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا۔ جس مسلمان سے یہ صدقات مقررہ طریق کار کے مطابق طلب کیے جائیں تو وہ لازماً ادا کرے اور جس سے مقررہ مقدار سے زائد مانگے جائیں وہ نہ دے۔ (ان کی تفصیل یہ ہے: اونٹ پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکرنی (زکاة) ہے۔ جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک برس کی اونٹنی) ہے۔ پینتیس تک یہی زکاة ہوگی۔ اگر ایک برس کی (مادہ) اونٹنی نہ ہو تو دو برس کا (نر) اونٹ (زکاة) ہے۔ جب وہ چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس تک ان میں ایک بنت لبون (دو برس کی اونٹنی) ہے۔ جب وہ چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ (تین برس کی اونٹنی) ہے۔ جو نر کی جفتی کے قابل ہو۔ جب اکٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک ایک جذعہ (چار برس کی مادہ اونٹنی زکاة) ہے۔ جب وہ چھہتر ہو جائیں تو نوے تک ان میں دو بنت لبون (دو دو برس کی دو اونٹیاں) زکاة ہیں۔ جب وہ اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے (تین تین برس کی دو اونٹیاں) ہیں جو نر کی جفتی کے قابل ہوں۔ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر

بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةً، فَإِذَا تَبَايَنَ أَشْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدَّقُ عَشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدَّقُ عَشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَبِهَا شَاةٌ إِلَى عَشْرِينَ

اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل
چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ (زکوة) ہے۔ اگر اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں (اور مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں) تو جس آدمی کے ذمے جذعہ ہو اور اس کو جذعہ میسر نہ ہو البتہ اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے حقہ ہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ دو بکریاں لی جائیں گی، اگر اسے میسر ہوں، ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاة ہو مگر اس کے پاس صرف جذعہ ہے تو اس سے وہی لی جائے گی اور زکاة وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا اگر میسر ہوں تو دو بکریاں واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی آدمی کے ذمے حقہ زکاة بنتی ہو لیکن اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہی اس سے لی جائے گی اور اس کے ساتھ مزید دو بکریاں لی جائیں گی، اگر اسے میسر ہوں، ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاة بنتی ہو مگر اس کے پاس صرف حقہ ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاة بنتی ہو مگر اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ مزید دو بکریاں دے گا، اگر اسے میسر ہوں، ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس آدمی کے ذمے بنت مخاض زکاة بنتی ہو مگر اس کے پاس صرف ابن لبون ہو تو اس سے وہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ لی جائے گی۔ اور جس آدمی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کوئی زکاة واجب نہیں مگر مالک خوشی سے دینا

اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

چاہے (تو الگ بات ہے)۔ اور جنگل میں چرنے والی بکریاں ہوں اور چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری زکاة ہے۔ جب اس سے ایک بھی زائد ہو جائے تو دو سو تک دو بکریاں زکاة ہے۔ جب اس سے ایک بھی بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں زکاة ہے۔ اور جب اس سے بڑھ جائیں تو ہر سو میں ایک بکری زکاة ہوگی۔ زکاة میں بوڑھا یا کانا (عیب والا) جانور یا زکرا نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر صدقہ وصول کرنے والا چاہے تو زکرا بکرا لے سکتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ جانوروں کو (زکاة کے موقع پر) اکٹھا نہیں کیا جائے گا، اسی طرح اکٹھے رہنے والے جانوروں کو زکاة کے ذر سے الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔ اور جو زکاة دو شریک مالکوں سے وصول کی جائے وہ آپس میں اپنے جانوروں کے حساب سے تقسیم کر لیں گے۔ اور اگر جنگل اور صحرا میں چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں، خواہ ایک ہی کم ہوں ان میں کوئی زکاة نہیں مگر مالک خوشی سے دینا چاہے (تو الگ بات ہے)۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاة ہے لیکن اگر ایک سو نوے درہم ہوں (یعنی ۲۰۰ درہم سے کم ہوں) تو ان میں کوئی زکاة نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔

وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ - يَغْنِي وَاحِدَةً - فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاءٍ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوِيَّةِ، فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرَّقَةِ رُبْعُ الْعَشْرِ، إِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

فوائد و مسائل: ① یہ تحریر رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی تھی تاکہ سرکاری حکام کو بھیجیں مگر آپ کو موقع نہ مل سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے یہ تحریر نقلیں کروا کر تمام حکام کو بھیجی۔ ویسے بھی اس تحریر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا حوالہ دیا ہے لہذا یہ تحریر مرفوع، یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ② ”وہ نہ دے۔“ یعنی زائد زکاة نہ دے یا بالکل زکاة نہ دے کیونکہ ظالم حاکم شرعاً معزول ہوتا ہے۔ ③ ”ہر پانچ میں ایک بکری۔“ یعنی پانچ اونٹوں میں ایک بکری دس میں دو پندرہ میں تین بیس میں چار چوبیس تک۔

اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام ومسائل

- ۴۰ ⑤ ”بنت مخاض“ ایک سال کی اونٹنی جو دوسرے سال میں شروع ہو چکی ہو۔ ”بنت لبون“ جو دو سال کی ہو اور تیسرے سال میں داخل ہو۔ ”حقہ“ تین سال کی اونٹنی جو چوتھے سال میں شروع ہو۔ اس عمر کی اونٹنی نر کی جفتی کے قابل ہو جاتی ہے نیز وہ سواری کے بھی قابل ہو جاتی ہے۔ ”جدعہ“ چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں شروع ہو۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اونٹوں کی زکاة میں صرف مؤنث یعنی اونٹنی ہی لی جائے گی کیونکہ مؤنث کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور اس سے سواری، گوشت، دودھ اور نسل کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جبکہ مذکر یعنی نر اونٹ سے صرف سواری اور گوشت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس لیے اونٹنی میں فقراء کا فائدہ ہے لہذا اگر مجبوراً نر لیا جائے تو وہ مقررہ زکاة سے ایک سال بڑی عمر کا لیا جائے گا تاکہ قیمت برابر ہو جائے۔ یا اصل جانور کی قیمت وصول کی جائے گی۔ ⑥ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں یعنی ایک سو اکیس ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہوگی یعنی اس تعداد کو چالیس اور پچاس کے حصوں میں بانٹ لیا جائے مثلاً: ۱۲۱ سے ۱۲۹ تک تین چالیس حصے بنتے ہیں لہذا تین بنت لبون زکاة ہوگی۔ ۱۳۰ سے ۱۳۹ تک دو چالیس اور ایک پچاس بنتے ہیں لہذا دو بنت لبون اور ایک حقہ زکاة ہوگی۔ ۱۴۰ میں ایک چالیس اور دو پچاس بنتے ہیں لہذا ایک بنت لبون اور دو حقے زکاة ہوگی۔ یہ بھی یاد رکھا جائے کہ ان صورتوں میں پچھلی دہائی کی زکاة اگلی دہائی تک چلے گی یعنی ۱۳۰ والی زکاة ۱۳۹ تک، ۱۴۰ والی زکاة ۱۴۹ تک اور ۱۵۰ کی زکاة ۱۵۹ تک چلے گی۔ ⑦ ”اگر مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں۔“ ایسی صورت میں مقررہ اونٹ کی قیمت وصول کی جائے گی یا چھوٹی یا بڑی عمر کا اونٹ لے کر اور مزید کچھ لے دے کر قیمت پوری کر لی جائے گی جس کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں جو اصل قیمت ہے آپ ﷺ نے دو بکریاں یا بیس درہم قیمت کے حساب سے مقرر فرمائی ہیں۔ مذکورہ کمی پوری کرنے کے لیے دو بکریاں ہی مانی جائیں گی پھر جہاں ان (دو بکریوں) کی جو قیمت بنتی ہو وہ قیمت مانی جائے گی۔ ⑧ ”ہر سو میں ایک بکری۔“ ظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰۱ سے ۴۰۰ تک چار بکریاں اور ۴۰۱ سے ۵۰۰ تک پانچ بکریاں مگر جمہور اہل علم نے یہ مفہوم مراد نہیں لیا بلکہ ان کا خیال ہے کہ چوتھی بکری ۴۰۰ بکریوں میں پڑے گی۔ اس سے کم میں تین بکریاں ہی زکاة ہوں گی گویا ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں ہی رہیں گی۔ واللہ اعلم۔ ۴۱ ⑨ ”بوزھا“ کا نا (عیب والا) جانور۔ ”زکاة میں صحیح سالم جانور وصول کیا جائے گا اور مونٹا پے کے لحاظ سے درمیانہ جانور لیا جائے گا نہ بہت اچھا اور نہ بہت کمزور۔ اونٹوں میں تو عمر مقرر ہے بکریوں میں جو ان بکری لی جائے گی۔ ⑩ ”مذکر (نر)۔“ جو بکریوں کے لیے رکھا گیا ہو کیونکہ وہ قیمتی ہوتا ہے اس سے مالک کو نقصان ہوگا۔ یا اس لیے کہ بکری فقراء کے لیے زیادہ مفید ہے اس سے بچے حاصل ہوں گے لہذا زکاة میں مؤنث بنی وصول کی جائے گی۔ الا یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا مذکر کی ضرورت محسوس کرے اور مالک دینے پر راضی ہو۔ ⑪ ”اگر نہیں کیا جائے گا۔“ ایک شخص کے پاس پچاس بکریاں ہوں اور دوسرے کے پاس بھی پچاس تو ان کی زکاة ایک ایک بکری دینی پڑے گی لیکن اگر وہ دونوں ایک مالک ظاہر کر کے بکریاں اکٹھی ظاہر کر دیں تو کل سو بکریوں میں

صرف ایک بکری زکاة ہوگی۔ یہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے کوئی شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے، لہذا اس سے منع فرمایا تاکہ زکاة سے فرار کا رجحان پیدا نہ ہو۔ واجب سے بچنے کے لیے ایسا حیلہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح کبھی اکٹھی بکریوں کو متفرق ظاہر کر کے بھی زکاة سے بچنے کا حیلہ ہو سکتا ہے، مثلاً: ایک شخص کے پاس ساٹھ بکریاں ہوں تو وہ اسے دو مالکوں کا مال ظاہر کر کے ۳۰، ۳۰ کے ریوڑ بنا دے تو زکاة سے بچ سکتا ہے، مگر اس قسم کے حیلے جو حرام کو حلال کریں یا حلال کو حرام یا اسی طرح واجب کو ساقط کر دیں، شرعاً حرام ہیں اور جرم ہیں۔ اس کے برعکس زکاة وصول کرنے والا بھی کر سکتا ہے، لہذا اس کے لیے بھی منع ہے، مثلاً: دو شرکاء کے پاس مجموعی طور پر سو بکریاں ہیں، زکاة وصول کرنے والا زیادہ وصول کرنے کی خاطر ان سو بکریوں کو الگ الگ کر دے گا تو دو بکریاں زکاة مل جائے گی جبکہ یکجا رہنے میں ایک ہی ملے گی۔ یا مثلاً: دو آدمیوں کے پاس الگ الگ ۱۱۵، ۱۱۵ بکریاں ہیں جن میں صرف ایک ایک بکری زکاة ہے، وصول کرنے والا آ کر دونوں کو یکجا کر دے تو اس کو تین بکریاں مل جائیں گی، تو اس کے لیے بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ غرض زکاة کے خوف سے جمع یا متفرق کرنے کی ممانعت مالک کو بھی ہے اور زکاة وصول کرنے والے (عامل) کو بھی۔ ⑪ ”دو شرک مالکوں سے زکاة“ اگر دو شخص مشترکہ طور پر جانوروں کے مالک ہیں وہ کسی بھی تناسب سے مالک ہوں، عائد ہونے والی زکاة اسی تناسب سے ان کو دینی پڑے گی بشرطیکہ وہ جانور ایک ہی باڑے میں رہتے ہوں، ان کا چرواہا اور دیگر اخراجات مشترکہ طور پر ہوتے ہوں۔ گویا ظاہراً ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو ان کی زکاة مشترکہ وصول کی جائے گی۔ ⑫ چاندی یا کرنسی کی زکاة کا مسئلہ حدیث: ۲۴۴۷ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

(المعجم ۶) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ (التحفة ۶)

باب ۶- اونٹوں کی زکاة نہ دینے والے کی سزا

۲۴۵۰- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَأْتِي الْإِبِلُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطْوُهُ

۲۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اونٹوں کے مالک نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہوگا (ان کی زکاة نہ دی ہوگی) تو وہ اونٹ (قیامت کے دن) بہترین موٹاپے کی حالت میں اس پر آئیں گے اور اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور اگر بکریوں کے مالک نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہوگا (ان کی زکاة نہ دی ہوگی) تو وہ بکریاں (قیامت کے

اونٹوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۱- (دن) بہترین موٹاپے کی حالت میں اس پر آئیں گی اسے اپنے کھروں سے ملیں گی اور اپنے سینگوں سے اسے ٹکریں ماریں گی۔“ فرمایا: ”اور ان جانوروں میں یہ حق بھی ہے کہ جب وہ پانی پینے جائیں تو (وہاں موجود فقراء کو) ان کا دودھ دہ کر دیا جائے۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کوئی شخص اپنی گردن پر اونٹ اٹھائے ہوئے آئے اور وہ اونٹ بلبلارہا ہو۔ وہ کہے: اے محمد! (میری مدد فرمائیے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تمہیں تبلیغ کر دی تھی۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری اٹھا کر لائے وہ بکری میاں رہی ہو اور وہ کہے: اے محمد! (میری مدد فرمائیے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تمہیں تبلیغ کر دی تھی نیز آپ نے فرمایا: ان (لوگوں) کا خزانہ (جس کی زکاة نہ دی گئی ہو) قیامت کے دن گنجه سانپ کی صورت اختیار کرے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ اسے تلاش کرے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ وہ اسی طرح اس کا پیچھا کرتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اپنی انگلیاں اس (سانپ) کے منہ میں ڈال دے گا۔“

بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِي الْعَنَمُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطَ فِيهَا حَقُّهَا تَطَوُّهُ بِأُظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، قَالَ: وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ، أَلَا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَغْتُ، أَلَا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَاقٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَغْتُ» قَالَ: «وَيَكُونُ كَنْزُ أَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعٌ يَقِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، وَيَطْلُبُهُ: أَنَا كَنْزُكَ، فَلَا يَزَالُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أَضْبَعُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”یہ حق بھی ہے۔“ اور یہ حق زکاة کے علاوہ ہے۔ یہ اگرچہ واجب تو نہیں مگر اس کی ادائیگی بھی اہم ہے۔ قیامت کے دن عذاب تو زکاة نہ دینے ہی پر ہوگا مگر اس قسم کے حقوق کو ادا نہ کرنا بھی مروت اور انسانیت کے خلاف ہے جو دنیا میں قابلِ مذمت ہے خصوصاً اگر کوئی فقیر اس قدر بھوکا ہو کہ یہ دودھ اس کی مجبوری ہو تو پھر اس کی جان بچانا فرض ہے۔ ایسے موقع پر یہ حق بھی فرض بن جائے گا۔ ② ”خزانہ جس کی زکاة ادا نہ کی گئی ہو۔“ اگر زکاة ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ رکھا جاسکتا ہے بشرطیکہ دوسرے ضروری حقوق بھی

پورے کیے جائیں مثلاً: والدین سے حسن سلوک، مہمان کی خدمت، فقیر کی حاجت برآری وغیرہ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ روزمرہ کی ضروریات سے زائد جمع شدہ بھی کنز ہی ہے جس کے بارے میں مذکورہ بالا وعید نازل ہوئی ہے۔ ان کا اس سلسلے میں تشدد، نصوص اور صحابہ کے اجماعی طرز عمل سے مطابقت نہیں رکھتا، البتہ اسے ورع اور اہولی ہونے پر محمول کیا جائے گا۔

باب: ۷- جب اونٹ گھر والوں کے
دودھ اور سواری وغیرہ کے لیے ہوں
تو ان پر زکاة نہیں

(المعجم ۷) - بَابُ سُقُوطِ الزَّكَاةِ عَنِ
الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ رِشْلًا لِأَهْلِهَا
وَلِحُمُولَتِهَا (التحفة ۷)

۲۳۵۱- حضرت بہز بن حکیم کے دادا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”باہر چرنے والے اونٹوں کی زکاة ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون (دو برس کی اونٹی) ہے۔ اونٹوں کو ان کے حساب و مقدار سے ادھر ادھر نہ کیا جائے۔ جو آدمی ثواب حاصل کرنے کے لیے زکاة دے گا، اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو نہ دے گا، ہم اس سے زکاة تو (بہر صورت) وصول کریں گے اور اس کے نصف اونٹ بھی ضبط کر لیں گے۔ زکاة ہمارے رب کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور محمد ﷺ کے خاندان کے لیے ذرہ بھر زکاة بھی جائز نہیں۔“

۲۴۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةً لَبُونٍ، لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا لَهُ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَتَّعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا، وَشَطَرُ إِبِلِهِ عَزَمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبَّنَا، لَا يَحِلُّ لِأَلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْهَا شَيْءٌ».

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے باب والا مسئلہ ”چرنے والے اونٹوں“ سے استنباط کیا ہے کیونکہ جو اونٹ گھریلو ضروریات کے لیے ہوتے ہیں انھیں گھر میں رکھا جاتا ہے اور انھیں چارواڑا الا جاتا ہے۔ اور ان میں واقعتاً زکاة نہیں۔ اونٹوں کے علاوہ بھی جو چیز انسان کی ذاتی ضروریات کے لیے ہو، اس میں زکاة نہیں، خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو؟ ② ”ادھر ادھر نہ کیا جائے۔“ اس کا دوسرا مفہوم بھی ہو سکتا ہے جو حدیث: ۲۳۳۹ کے فائدہ: ۱۰ میں بیان ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (حدیث: ۲۳۳۶)

باب: ۸- گایوں کی زکاة

(المعجم ۸) - بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ (التحفة ۸)

1



17

١٢



٢٤٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ، وَهُوَ ابْنُ مُهْلَهْلٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَاوِرَ، وَمِنَ الْبَقَرِ مِنْ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مِئْنَةً.


فوائد ومسائل: ① چونکہ یمن میں اہل کتاب کی ایک بڑی تعداد رہائش پذیر تھی، لہذا ان پر جزیہ لاگو کیا گیا۔ ”جزیہ“ وہ ٹیکس ہے جو مسلمان حکومت غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت اور دیگر سہولیات کے عوض وصول کرتی ہے۔ ② ”معافری کپڑا“ یہ ایک مخصوص کپڑا تھا جو یمن میں تیار ہوتا تھا۔ دھاری دار ہوتا تھا۔ پہننے کے لیے بہترین چادریں تھیں۔ اگر کوئی جزیہ رقم کی صورت میں نہ دے سکے تو اس کے عوض دینار کی قیمت کی کوئی اور چیز بھی دے سکتا تھا۔ ③ گایوں کی زکاة میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں کیونکہ دونوں اپنی اپنی خصوصیات کی بنا پر مساوی قیمت رکھتے ہیں۔ مؤنث بچے دیتی ہے تو مذکر کھیتی باڑی کا اہم کام کرتے ہیں۔ مؤنث اس سے عاجز ہے۔ بخلاف اونٹوں اور بکریوں کے کہ ان میں مؤنث بچے اور دودھ دے۔ یہ کیونکہ عذہ کا کام قن میں مذکر کے برابر ہیں، لہذا مؤنث قیمتی ہیں۔ ④ چالیس گایوں سے اوپر ہوں تو ان کے تیس اور چالیس کے حصے بنائے جائیں گے۔ ہر تیس میں ایک سالہ اور ہر چالیس میں دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاة ہوگی، مثلاً: ۶۰ میں دو ایک سالہ، ۷۰ میں ایک دو سالہ اور ایک ایک سالہ، ۸۰ میں دو دو سالہ، ۹۰ میں تین ایک سالہ، ۱۰۰ میں دو ایک سالہ اور ایک دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاة ہوگی۔

۲۴۵۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حَدَّثَنَا يَعْلَى - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْدٍ - قَالَ : رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور

٢٤٥٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٨، والترمذي، الزكاة، باب ما جاء في زكاة البقر، ح: ٦٢٣، وابن ماجه، الزكاة، باب صدقة البقر، ح: ١٨٠٣ من حديث الأعمش به، وقال أبوداود: رواه شعبة عن الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٠، وصححه ابن تيمية، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، وللحديث شاهدان ضعيفان عند البيهقي، وأبي يعلى وغيرهما .

٢٤٥٣- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣١ .

گایوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب الزکاة

مجھے حکم دیا کہ میں ہر چالیس گایوں میں سے ایک دو سالہ (دو دانٹا) اور ہر تیس میں سے ایک سالہ بچھڑایا بچھڑی زکاة وصول کروں نیز ہر بالغ (یہودی وغیرہ) سے ایک دینار یا اس کے برابر یعنی کپڑا (بطور جزیہ) وصول کروں۔

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ،
وَالْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ مُعَاذُ:
بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي
أَنْ أَخْذَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ بَقْرَةً ثَنِيَّةً، وَمِنْ
كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ
عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

۲۳۵۴- حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں (مجھے) یمن کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ ہر تیس گایوں میں سے ایک سالہ بچھڑایا بچھڑی اور ہر چالیس گایوں میں سے ایک دو سالہ (دو دانٹا) وصول کروں اور ہر (غیر مسلم) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا (بطور جزیہ) وصول کروں۔

۲۴۵۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ:
لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، أَمَرَهُ
أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعًا أَوْ
تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ
حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

۲۳۵۵- حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں گایوں سے زکاة نہ لوں حتیٰ کہ وہ تیس ہو جائیں۔ جب تیس ہو جائیں تو چالیس تک ان میں سے جذعہ (دوسرے سال میں داخل) نو جوان بچھڑایا بچھڑی زکاة ہوگی۔ اور جب وہ چالیس ہو جائیں تو ان میں دو سالہ (دو دانٹا) گائے (مذکریا مؤنث) زکاة ہوگی۔

۲۴۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ
الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا
أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ
الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ
مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ أَنْ لَا أَخْذَ مِنَ الْبَقَرِ
شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ ثَلَاثِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِينَ
فَفِيهَا عِجْلٌ تَابِعُ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى
تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقْرَةٌ

۲۴۵۴- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۳۲.

۲۴۵۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۷۶ من حديث الأعمش به، وهو

في الكبرى، ح: ۲۲۳۳.

مُسْنَدٌ

فائدہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ چاروں احادیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے اور انھوں نے اس کے شواہد بھی بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مذکورہ روایات کی اسنادی بحث اور ان میں مذکورہ مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۲۲/۱۰۸-۱۱۷، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۱/۷-۲۳، و ۳۶/۳۹-۲۳، وإرواء الغلیل: ۲۶۸/۳-۲۷۱، رقم: ۷۹۵)

(المعجم ۹) - بَابُ مَنَاعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ

(التحفة ۹)

باب: ۹- گایوں کی زکاة نہ دینے

والے کی سزا

۲۳۵۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی اونٹوں، گایوں یا بکریوں کا مالک ان کا حق (ان کی زکاة) نہیں دے گا“ اسے قیامت کے دن ایک ہموار کھلے میدان میں کھڑا کیا جائے گا۔ کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں سے کھلیں گے اور سینگوں والے جانور اسے اپنے سینگوں سے نکریں ماریں گے۔ ان میں سے کوئی بھی بغیر سینگوں کے نہ ہوگا اور نہ کسی کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں گے۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! (زکاة کے علاوہ) ان میں اور کیا حق ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”زحفتی کے لیے دینا، پانی نکالنے کے لیے ڈول دینا اور اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے اور فقیر وغیرہ ضرورت مند کو) بوجھ لادنے اور سواری کے لیے دینا۔ اسی طرح روپے پیسے والا اگر ان کی زکاة نہیں دے گا تو قیامت کے دن وہ

۲۴۵۶- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ ابْنِ فَضِيلٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا وَفَّ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ فَرَقَرٍ تَطْوُهُ ذَاتُ الْأَظْلَافِ بِأُظْلَافِهَا، وَتَنْتَطِحُهُ ذَاتُ الْقُرُونِ بِقُرُونِهَا، لَيْسَ فِيهَا يَوْمٌ يَمُوتُ جَمَاءً وَلَا مَكْسُورَةٌ الْقَرْنِ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَاذَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «إِطْرَاقُ فَحْلِهَا، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا، وَحَمْلُ عَلَيْنِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَا صَاحِبَ مَالٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا يُخَيَّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَتَّبِعُهُ يَقُولُ لَهُ: هَذَا كُنْتُكَ

بکریوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

اس کے لیے ایک گنجا سانپ بنا دیا جائے گا، مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جس کے ساتھ تو بخل کرتا تھا۔ جب مالک کو یقین ہو جائے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ وہ اس کو اس طرح چبائے گا جس طرح اونٹ چباتا ہے۔“

باب: ۱۰- بکریوں کی زکاة

(المعجم ۱۰) - بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ

(التحفة ۱۰)

۲۳۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا کہ یہ وہ مقررہ صدقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر لاگو فرمائے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے۔ جس مسلمان سے زکاة صحیح حساب سے طلب کی جائے تو وہ ضرور دے اور جس سے زائد مانگی جائے تو وہ نہ دے۔ پچیس سے کم اونٹوں میں زکاة ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہوگی۔ جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو بیستیس تک ان میں بنت مخاض زکاة آئے گی۔ اگر بنت مخاض میسر نہ ہو تو مذکر ابن لبون دیا جائے۔ جب اونٹ چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس تک بنت لبون زکاة آئے گی۔ جب چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ زکاة ہوگی جو زکاة کے قابل ہو۔ جب اکٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک جذعہ زکاة ہوگی۔ جب چھبتر ہو

۲۴۵۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ: إِنَّ هَذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولُهُ ﷺ، فَمَنْ سَوَّلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سَوَّلَهَا فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهَا فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي خَمْسٍ ذَوْدِ شَاةٍ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ

بکریوں میں زکاة کے متعلق احکام و مسائل

جائیں تو نوے تک دو بنت لبون زکاة آئے گی۔ اور جب اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے زکاة ہوگی جو نوے کے قابل ہوں۔ جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر پچاس میں حقہ زکاة ہوگی۔ اور جب اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں (مقررہ عمر کے اونٹ نڈل سکیں) تو جس شخص کے ذمے جذعہ زکاة بنتی ہے لیکن اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے حقہ ہی لی جائے گی۔ اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا اگر اسے میسر ہوں ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاة بنتی ہے مگر اس کے پاس جذعہ ہی ہے تو اس سے جذعہ ہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاة بنتی ہو مگر اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ بنت لبون ہو تو وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا اگر اسے میسر ہوں ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون بنتی ہو مگر اس کے پاس حقہ ہی ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاة بنتی ہو لیکن اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا اگر اسے میسر ہوں ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت مخاض زکاة بنتی ہو لیکن اس کے پاس مذکر ابن لبون ہی ہو تو وہی اس سے لیا جائے گا البتہ اس کے ساتھ

سِتَّةٌ وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسِينَ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةٌ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرَوْقَهُ الْفَحْلُ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسَةِ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةٌ وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرَوْقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَشْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدَّقُ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدَّقُ عَشْرِينَ ذِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ

بکریوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

اسے کچھ نہ ملے گا۔ اور جس آدمی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کوئی زکاة نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔ اور بکریوں کی زکاة جب وہ جنگل میں چرنے والی ہوں اور چالیس ہوں تو ایک سو میں تک ان میں ایک بکری ہوگی۔ اگر ایک بھی زائد ہو جائے تو دو سو تک دو بکریاں ہوں گی۔ جب ایک بھی بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں ہوں گی۔ جب ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر سو میں ایک بکری ہوگی۔ زکاة میں بوڑھا یا کانا (عیب والا) جانور نہ لیا جائے گا۔ اور مذکر بکرا بھی نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا لینا چاہے۔ علیحدہ علیحدہ رہنے والے جانوروں کو زکاة کے ڈر سے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور اکٹھے رہنے والے جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔ اور جو زکاة دو شریک مالکوں سے وصول کی جائے گی وہ اپنے اپنے جانوروں کے لحاظ سے تقسیم کر لیں گے۔ اور جب چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان میں کوئی زکاة نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاة ہے۔ اگر رقم صرف ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکاة نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔

مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَ تِلْكَ أَوْ عِشْرِينَ ذِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعَةٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِي كُلِّ مِائَةِ شَاةٍ، وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ، وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشِيَةِ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرَّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

فائدہ: تفصیلی مباحث کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۳۳۹۔

باب: ۱۱- بکریوں کی زکاة نہ دینے والے کی سزا

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ
(التحفة ۱۱)

زکاة کے خوف سے جانوروں کو الگ الگ یا اکٹھا کرنے کی ممانعت کا بیان

۳- ۲۳۵۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی اونٹوں، گایوں یا بکریوں کا مالک ان کی زکاة ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن وہ جانور اس جسامت اور موٹاپے سے بڑھ کر آئیں گے جو (دنیا میں) تھی۔ اپنے سینگوں سے اسے ٹکریں ماریں گے اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گے۔ جب ان میں سے آخری گزر جائے گا تو پہلے کو دوبارہ لایا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔“

باب: ۱۲- علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا یا اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کرنا (منع ہے)

۴- ۲۳۵۹- حضرت سید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس نبی ﷺ کی طرف سے زکاة وصول کرنے والا شخص آیا۔ میں اس کے پاس آیا اور بیٹھا۔ میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم دودھ پیتا پیچہ یا دودھ والا جانور زکاة میں نہیں لیں گے اور علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا نہیں کریں گے اور اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ نہیں کریں گے۔ ایک شخص ان کے پاس اونچی کوہان والی (بہترین) اونٹنی لایا اور کہنے لگا: یہ زکاة میں لے لو۔ اس نے انکار کر دیا۔

۲۴۵۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَهَا، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا، كُلَّمَا نَفَذَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ».

(المعجم ۱۲) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ (التحفة ۱۲)

۲۴۵۹- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَابٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ فِي عَهْدِي أَنْ لَا نَأْخُذَ رَاضِعَ لَبَنٍ، وَلَا نَجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا نُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ فَقَالَ: خُذْهَا، فَأَبَى.

۲۴۵۸- أخرجه مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ۹۹۰ من حديث وكيع، والبخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ۱۴۶۰ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۳۶.

۲۴۵۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۷۹ من حديث هلال به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۳۷، ورواه أبو ليلى الكندي عن سويد به عند أبي داود، ح: ۱۵۸۰، وللحديث شواهد.

۲۳- کتاب الزکاة - زکاة کے خوف سے جانوروں کو الگ الگ یا اکٹھا کرنے کی ممانعت کا بیان

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں تاہم شواہد پر صحت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بعض نے صحیح اور اس کے متابعات اور شواہد ذکر کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱۲۲/۱۲۲ و الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳۳/۱۳۳) و صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألبانی، رقم: ۱۴۰۹) ② زکاة میں درمیانہ جانور لیا جائے گا تا کہ مالک کا نقصان ہو نہ فقراء کا۔ دودھ پیتا بچہ فقراء کے لیے نقصان دہ ہے اور دودھ دینے والا جانور دینا مالک کے لیے نقصان دہ ہے۔ بعض اہل علم نے یہ معنی کیے ہیں کہ ہم اس جانور کی زکاة نہیں لیں گے جو دودھ کے لیے رکھا گیا ہو کیونکہ ایسا جانور چرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اسے خصوصی چارواں والا جاتا ہے۔ ③ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا کرنا یا اکٹھے جانوروں کو الگ الگ کرنا جس طرح مالک کے لیے جائز نہیں اسی طرح زکاة وصول کرنے والے کے لیے بھی جائز نہیں، مثلاً: دو بھائیوں کی الگ الگ تیس تیس بکریوں کو ملا کر زکاة وصول نہیں کی جائے گی۔ ④ ”اس نے انکار کر دیا۔“ کیونکہ ایسی قیمتی چیز زکاة میں لینا جائز نہیں۔

۲۴۶۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنِ يَزِيدٍ - يَغْنِي ابْنَ أَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَاعِيًا فَأَتَى رَجُلًا فَأَتَاهُ فَصِيلاً مَخْلُولًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنَّ فَلَانًا أَعْطَاهُ فَصِيلاً مَخْلُولًا، اَللَّهُمَّ! لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَلَا فِي إِبِلِهِ» فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ، فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسَنَاءَ فَقَالَ: أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى نَبِيِّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللَّهُمَّ!

۲۴۶۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو زکاة وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے اسے ایک کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا لیکن فلاں شخص نے اسے یہ کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا ہے۔ اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت نہ فرمانا۔“ آپ کی یہ بات اس شخص کو پہنچی تو وہ ایک خوب صورت اونٹنی لے کر آیا اور عرض پرداز ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں۔ نبی ﷺ

۲۴۶۰- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۷/۴ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۳۸، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۷۴، والحاكم على شرط مسلم: ۴۰۰/۱، ووافقه الذهبي. * الثوري عنن تقدم، ح: ۱۰۲۷، ولم أجد تصريح سماعه.

بَارِكْ فِيهِ وَفِي إِبِلِهِ»۔
نے فرمایا: ”اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں
برکت فرما۔“

☀ فائدہ: محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سفیان ثوری کی وجہ سے سنداً ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ سفیان ثوری
مذہب ہیں جبکہ دیگر ائمہ و محققین نے ان کی تدلیس کے باوجود ان کی روایات کو قبول کیا ہے، لہذا ان کی تدلیس ضرر
رساں نہیں۔ اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انھیں طبقات المدلسین میں، مدلسین کے دوسرے طبقے میں شمار کیا
ہے۔ دیکھیے: (طبقات المدلسین، ص: ۲۱، طبعہ دارالبیان) بنا بریں دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح الاسناد
قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۱۲۷/۲۳، ۱۲۹، و صحیح سنن
النسائي للألباني، رقم: ۲۳۵۷)

باب: ۱۳- حاکم کا صدقہ دینے والے
کے لیے دعا کرنا

(المعجم ۱۳) - بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى
صَاحِبِ الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۳)

۲۴۶۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَنَا قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: «اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ» فَأَنَا أَبُو بَصْدَقَتِهِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى»۔
۲۳۶۱- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی قوم اپنے
مالوں کی زکاة لے کر آتی تو آپ فرماتے: ”اے اللہ!
فلاں کی آل پر رحمت نازل فرما۔“ میرے والد محترم
آپ کے پاس اپنی زکاة لے کر گئے تو آپ نے فرمایا:
”اے اللہ! ابواوفی کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔“

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی دعا چونکہ موجب رحمت تھی اس لیے آپ کو خصوصی حکم دیا گیا کہ جب کوئی زکاة
لے کر آئے تو اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائیں۔ اس سے انھیں دلی سکون حاصل ہوگا۔ اور اللہ کی رحمت مستزاد
ہوگی۔ آج کل یہ فریضہ حکام کے بجائے علماء پر لاگو ہوتا ہے کیونکہ حکومت زکاة وصول نہیں کرتی۔ ویسے بھی اِنَّ
الْعُلَمَاءَ وَرِثَةَ الْأَنْبِيَاءِ [”علماء انبیاء کے وارث ہیں۔“] (صحیح البخاری، العلم (معلقاً) باب: ۱۰، و سنن
ابی داود، العلم، حدیث: ۳۶۴۱)

۲۴۶۱- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة... الخ، ح: ۱۴۹۷، ومسلم،
الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ۱۰۷۸ من حديث شعبة به، وهو في الكبير، ح: ۲۲۳۹۔

المعجم (۱۴) - بَابُ إِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴- جب کوئی صدقہ وصول کرنے والا حد سے تجاوز کرے تو؟

۲۴۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَأْتِينَا نَاسٌ مِنْ مُصَدِّقِكَ يَظْلِمُونَ، قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقَكُمْ» قَالُوا: وَإِنْ ظَلَمَ؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقَكُمْ» ثُمَّ قَالُوا: وَإِنْ ظَلَمَ؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقَكُمْ». قَالَ جَرِيرٌ: فَمَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ.

۲۴۶۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کی طرف سے زکاة وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ انھوں نے کہا: اگرچہ وہ ظلم کرے؟ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ وہ پھر کہنے لگے: اگرچہ وہ ظلم کرے؟ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو میرے پاس سے کوئی صدقہ وصول کرنے والا شخص ناراض ہو کر نہیں گیا، بلکہ خوش خوش گیا۔

☀ فائدہ: عام لوگ زکاة کی مقدار کی تفصیلات سے آگاہ نہیں ہوتے، اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ زکاة وصول کرنے والا زیادہ لے رہا ہے۔ ویسے بھی زکاة دیتے وقت یہ احساس غالب رہتا ہے اس لیے آپ نے زکاة کے تعین کا اختیار عوام الناس کو نہیں دیا بلکہ وصول کرنے والوں کو یہ اختیار دیا کیونکہ وہ زکاة کی تفصیلات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کے مطالبے کے مطابق انھیں زکاة ادا کریں۔ اگر کوئی شکایت ہو تو حاکم بالا کے پاس جائیں اور فیصلہ حاصل کریں۔ لیکن اگر ہر آدمی کو مزاحمت کا اختیار دے دیا جائے تو انتظامی افراتفری پھیل جائے گی اور ملک ابتری کا شکار ہو جائے گا۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ زکاة وصول کرنے والوں کو من مانی کی اجازت ہے۔

۲۴۶۳- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۴۶۲- أخرجه مسلم، الزكاة، باب إرضاء السعاة، ح: ۹۸۹ عن محمد بن بشار، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۰.
۲۴۶۳- [صحيح] أخرجه مسلم، الزكاة، باب إرضاء الساعي مالم يطلب حراماً، ح: ۹۸۹/۱۷۷ من حديث

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ عُثَيْبٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدَّقُ فَلْيَصْذَرُوا وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زکاة وصول کرنے والا (سرکاری آدمی) تمہارے پاس زکاة لینے کے لیے آئے تو وہ تم سے خوش خوش واپس جائے۔“

(المعجم ۱۵) - بَابُ إِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالِ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدَّقِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- مالک زکاة اپنی مرضی سے دے گا، صدقہ لینے والا اپنی مرضی نہیں کرے گا

۲۴۶۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نَفِثَةَ قَالَ: اسْتَعْمَلَ ابْنُ عَلْقَمَةَ أَبِي عَلَى عِرَافَةَ قَوْمِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ، فَبَعَثَنِي أَبِي إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ لَا تَبِيَهُ بِصَدَقَتِهِمْ، فَخَرَجْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ يُقَالُ لَهُ: سَعْرٌ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قَالَ: ابْنُ أَخِي! وَأَيُّ نَحْوٍ تَأْخُذُونَ؟ قُلْتُ: نَحْتَارُ حَتَّى إِنَّا لَنَشِيرُ ضُرُوعَ الْغَنَمِ، قَالَ: ابْنُ أَخِي! فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ: أَنِّي كُنْتُ فِي شَيْعٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَابِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَنَمٍ لِي، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلَى بَعِيرٍ فَقَالَا: إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا

۲۳۶۴- حضرت مسلم بن ثقفہ بیان کرتے ہیں کہ ابن علقمہ (حاکم) نے میرے والد کو ان کی قوم کا نمبردار (یا سردار) بنایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے زکاة وصول کریں۔ تو میرے والد نے مجھے ایک قبیلے کی طرف بھیجا تاکہ میں ان کی زکاة لے کر آؤں۔ میں گیا حتی کہ ایک بزرگ کے پاس پہنچا جنھیں حضرت سر کہا جاتا تھا۔ میں نے کہا: مجھے والد محترم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکاة ادا کر دیں۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! تم کس قسم کی بکریاں لیتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چن کر لیتے ہیں حتی کہ ان کے تھن بالشت کے ساتھ ماپ کر دیکھتے ہیں۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا تھا۔ میرے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔ میرے پاس دو آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں تاکہ آپ اپنی

﴿إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۱﴾

۲۴۶۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۸۱ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۲. * مسلم بن ثقفہ لم يوثقه غير ابن حبان.

زکاة وصول کرنے والوں سے متعلق احکام ومسائل

بکریوں کی زکاة ادا کریں۔ میں نے کہا: مجھ پر ان بکریوں میں کتنی زکاة ہے؟ انھوں نے کہا: ایک بکری۔ ایک ایسی بکری جس کی قدر و منزلت میں جانتا تھا میں نے وہ خالص دودھ اور چربی سے بھری ہوئی (بہترین موٹی تازی دودھ والی) بکری پکڑی اور ان کے پاس لے آیا۔ وہ کہنے لگے: یہ تو بچے والی ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بچے والی بکری لینے سے منع کیا ہے۔ میں ایک سال بھر عمر کی گامزن بکری جس نے بچہ نہیں جنا تھا جو کہ جننے کے قریب تھی کو (ریوڑ سے) نکال کر ان کے پاس لایا تو وہ کہنے لگے: یہ ٹھیک ہے۔ ہمیں پکڑا دو۔ انھوں نے اسے اپنے ساتھ اونٹ پر لاوا اور چلے گئے۔

عَلَيَّ فِيهَا؟ قَالَا: شَاةٌ، فَأَعْمِدُ إِلَى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَحْضًا وَشَحْمًا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَ: هَذِهِ الشَّافِعُ - وَالشَّافِعُ الْحَابِلُ - وَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا [قَالَ]: فَأَعْمِدُ إِلَى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ، وَالْمُعْتَاطُ الَّذِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وَلَادُهَا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: نَاوِلْنَاهَا، فَرَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَجَعَلَا هَا مَعَهُمَا عَلَى بَعِيرِهِمَا، ثُمَّ انْطَلَقَا.

۲۴۶۵- حضرت مسلم بن ثقفی سے روایت ہے کہ ابن علقمہ (حاکم) نے میرے والد محترم کو اپنی قوم کی زکاة وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ اور پھر سابقہ روایت بیان فرمائی۔

۲۴۶۵- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ ثَفَّيَّةَ: أَنَّ ابْنَ عُلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ أَبَاهُ عَلَى صَدَقَةِ قَوْمِهِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۴۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زکاة کی

۲۴۶۶- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ

۲۴۶۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، ح: ۱۵۸۲ من حديث روح بن عباد، به، وانظر الحديث السابق.

۲۴۶۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب قول الله تعالى ﴿وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾، ح: ۱۴۶۸ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الزكاة، باب في تقديم الزكاة ومنعها، ح: ۱۱/۹۸۳ من حديث أبي الزناد، به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۳، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۰ من حديث علي بن عياش، به، ولفظ مسلم: "وأما العباس فهي علي ومثلها معها".

زکاة وصول کرنے والوں سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصَدَقَةٍ، فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَنْفَعُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ، وَأَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدْ احْتَبَسَ أَذْرَاعَهُ وَأَعْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا».

فوائد و مسائل: ① ”ابن جمیل“ یہ منافق شخص تھا۔ زکاة کو تاوان سمجھتا تھا اس لیے آپ نے اس کے متعلق یہ الفاظ فرمائے۔ کہتے ہیں کہ بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی۔ ② ”وقف کر رکھا ہے۔“ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگی ساز و سامان کی زکاة طلب کی تھی کہ شاید یہ مال تجارت کے لیے ہے حالانکہ وہ تو نبی سبیل اللہ وقف تھا اور وقف مال میں زکاة نہیں ہوتی۔ یا نبی اکرم ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ خالد تو اس قدر مخلص ہیں کہ انھوں نے اپنا سارا جنگی سامان وقف کر رکھا ہے وہ زکاة سے انکار کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ مطلب بھی تو ہو سکتا ہے کہ انھوں نے زکاة کی رقم سے جنگی سامان خرید کر وقف کر دیا ہے لہذا ان سے زکاة نہ مانگی جائے۔ ③ بعض دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ دو سال کی زکاة کسی ملکی ضرورت کی وجہ سے پیشگی وصول کر چکے تھے لہذا یہ صراحت فرمائی ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زکاة سے کیسے انکار کر سکتے تھے؟

۲۴۶۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ

۲۳۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے صدقے کا حکم دیا۔ سابقہ حدیث کی مانند۔

گھوڑوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب الزکاة

قَالَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصَدَقَةٍ - مِثْلُهُ
سَوَاءً.

۲۳۶۸- حضرت عبداللہ بن ہلال ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: قریب تھا کہ مجھے آپ کی عدم موجودگی میں زکاة کی ایک بکری کی وجہ سے قتل کر دیا جاتا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر فقراء اور مہاجرین (اور دوسرے مستحقین) کو زکاة نہ دی جاتی (ان لوگوں کو زکاة دینے کی مجبوری نہ ہوتی) تو میں زکاة وصول ہی نہ کرتا۔“

۲۴۶۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِلَالٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: كَذْتُ أَقْتُلُ بَعْدَكَ فِي عَنَاقٍ أَوْ شَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: «لَوْلَا أَنَّهَا تُعْطَى فَقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ مَا أَخَذْتُهَا».

باب: ۱۶- گھوڑوں کی زکاة

(المعجم ۱۶) - بَابُ زَكَاةِ الْخَيْلِ

(التحفة ۱۶)

۲۳۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاة نہیں۔“

۲۴۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۶۸- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير ۵/ ۲۶ ت: ۴۲ عن أبي نعيم به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۵. * الثوري عن، وعبدالله بن هلال مختلف في صحبه.

۲۴۶۹- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ۱۴۶۳ من حديث شعبة، ومسلم، الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ۹۸۲ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۶.

گھوڑوں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۳۱ فائدہ: یہ حدیث اور دوسری احادیث صراحتاً گھوڑوں میں زکاة کی نفی کرتی ہیں لہذا صحیح یہی ہے کہ غلام اور گھوڑا اگر خدمت کے لیے ہوں تو ان میں کوئی زکاة نہیں۔ تبھی تو ان میں کوئی نصاب بھی مقرر نہیں، نیز جو چیز ذاتی ضروریات کے ضمن میں آتی ہو اس میں زکاة نہ ہونا مسلمہ اصول ہے مگر احناف نے عموماً یا ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے ان صریح احادیث کی نفی کی ہے اور گھوڑے میں (خواہ وہ ایک ہی ہو) زکاة ثابت کی ہے جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں البتہ تجارت کے گھوڑے اور غلاموں میں قطعاً زکاة ہے کیونکہ وہ تجارتی سامان میں شامل ہیں۔ اسی طرح غلام میں صدقۃ الفطر کا ذکر بھی صحیح روایت میں ہے البتہ گھوڑے میں زکاة کے علاوہ دوسرے حقوق ہو سکتے ہیں مثلاً: جہاد میں استعمال کرنا، سواری کے لیے عارضی طور پر کسی کو دینا اور جنتی کے لیے چھوڑ دینا وغیرہ۔ دوسری روایات کو انھی حقوق پر محمول کرنا چاہیے۔

۲۴۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ حَرْبٍ الْمُرَوِّزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا زَكَاةَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ».

۲۴۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان آدمی پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاة نہیں۔“

۲۴۷۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا: ”مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں کوئی زکاة نہیں۔“

۲۴۷۰- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۸.

۲۴۷۱- أخرجه مسلم، ح: ۹/۹۸۲ من حديث سفيان بن عيينة به، كما تقدم، ح: ۲۴۶۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۷.

غلاموں میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص پر اس کے گھوڑے اور غلام میں کوئی زکاة نہیں۔“

۲۴۷۲- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمَرْءِ فِي فَرَسِهِ وَلَا فِي مَمْلُوكِهِ صَدَقَةٌ».

باب: ۱۷- غلاموں کی زکاة

(المعجم ۱۷) - بَابُ زَكَاةِ الرَّقِيقِ

(التحفة ۱۷)

۲۴۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاة نہیں۔“

۲۴۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاة نہیں۔“

۲۴۷۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُثَيْمٍ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي غَلَامِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ».

☀ فائدہ: غلام کے بارے میں تو احناف بھی دیگر جمہور اہل علم کے ساتھ متفق ہیں کہ خدمت والے غلام میں

۲۴۷۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۶۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۴۹.

۲۴۷۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۶۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۰، والموطأ (يحيى): ۱/۲۷۷.

۲۴۷۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۶۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۱.

زکاة نہیں کیونکہ کسی بھی ذاتی ضروریات کی چیز میں زکاة نہیں ہے البتہ تجارت کے لیے رکھے گئے غلاموں میں زکاة ہے کیونکہ وہ تجارتی مال ہیں۔ گھوڑے میں بھی یہی ضابطہ لاگو ہوتا ہے مگر احناف نے بغیر کسی معقول وجہ کے گھوڑے کا حکم بدل دیا ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ زَكَاةِ الْوَرَقِ باب: ۱۸- چاندی کی زکاة

(التحفة ۱۸)

۲۴۷۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں زکاة نہیں۔ نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ ہے۔ اسی طرح پانچ وق سے کم غلے میں بھی صدقہ (عشر) نہیں۔“

۲۴۷۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسِ دَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

🌞 فائدہ: نوآمد کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۲۴۴۷.

۲۴۷۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وق سے کم کھجوروں (یا دوسرے غلہ جات) میں کوئی صدقہ (عشر) نہیں اور نہ پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں زکاة ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاة ہے۔“

۲۴۷۶- أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ

۲۴۷۵- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۳.

۲۴۷۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: ليس فيما دون خمس ذود صدقة، ح: ۱۴۵۹ من حديث محمد بن عبد الله به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۴، والموطأ (يحيى): ۱/ ۲۴۴، ۲۴۵.

أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةً، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ دَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةً.

۲۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”پانچ وسق سے کم بھجوروں میں کوئی صدقہ (عشر) نہیں اور نہ پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں کوئی زکاة ہے۔ اسی طرح پانچ اونٹوں سے کم میں بھی زکاة نہیں۔“

۲۴۷۸- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَغَصَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْ سَاقٍ مِنَ التَّمْرِ، وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةً، وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسٍ دَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةً».

۲۴۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”پانچ اوقیوں (یعنی ۲۰۰ درہم) سے کم چاندی میں زکاة نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاة ہے۔ اسی طرح پانچ وسق (یعنی ۱۶ من) سے کم غلے میں بھی زکاة نہیں۔“

۲۴۷۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَغَصَةَ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنِ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةً، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةً، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ

۲۴۷۷- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۵.

۲۴۷۸- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۲.

زیورات میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

خَمْسَةَ أَوْ سِتِّيَ صَدَقَةً».

🌞 فائدہ: یہاں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے آخری ٹکڑے کو تسلیم نہیں کیا۔ ان کے قول کے مطابق غلہ تھوڑا پیدا ہوا ہو یا زیادہ (حتیٰ کہ ایک صاع بھی ہو) تو اس میں بھی عشر لاگو ہوگا، مگر صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ صریح حدیث کے خلاف ہے اسی لیے ان کے شاگردان رشید نے بھی ان کی اس رائے کی تائید نہیں کی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک.

۲۳۷۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاة معاف کر دی ہے۔ اب تم اپنے مال (سونا، چاندی اور رقم) کی زکاة دوسو درہم میں سے پانچ درہم ادا کرو۔“

۲۴۷۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَأَذُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً».

۲۳۸۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”میں نے (سواری کے) گھوڑوں اور (خدمت کے) غلاموں میں زکاة معاف کر دی ہے نیز دوسو درہم سے کم میں زکاة نہیں۔“

۲۴۸۰- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ».

باب: ۱۹- زیورات کی زکاة

(المعجم ۱۹) - بَابُ زَكَاةِ الْحُلِيِّ

(التحفة ۱۹)

۲۴۷۹- [حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۱۵۷۴، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في زكاة الذهب والورق، ح: ۶۲۰ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال أبو داود: "ورواه شعبة عن أبي إسحاق به موقوفاً"، وصححه البخاري، وابن خزيمة، ح: ۲۲۸۴، وحسنه البغوي، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۶، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۴۸۰- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۷.

زیورات میں زکاة سے متعلق احکام و مسائل

۲۳۸۱- حضرت عمرو بن شعیب کے جد امجد (حضرت

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ علاقہ یمن کی ایک عورت اپنی بیٹی سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری نگین تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تو ان کی زکاة ادا کرتی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ عز وجل تجھے (یا تیری بیٹی کو) آگ کے دو نگین پہنائے؟“ اس عورت نے وہ نگین فوراً اتار دیے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پھینک دیے اور کہنے لگی: یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

۲۴۸۱- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَبِنتُ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَتْ: «أَتُوذِّينَ زَكَاةَ هَذَا؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارِينَ مِنْ نَارٍ؟» قَالَ: فَخَلَعْتُهُمَا، فَأَلْقَيْتُهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما عمرو بن شعیب کے دادا نہیں بلکہ پردادا ہیں۔

② ”یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔“ یعنی یہ بیت المال کے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین اور مرضی کی راہ میں ہیں تاکہ صحیح مصرف میں صرف کر دیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر دینا اور تمکراتے۔ آپ بیت المال کے والی تھے اس لیے آپ کا ذکر کیا اور نہ زکاة اور صدقہ آپ نے نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے خاندان کے لیے حرام کر رکھا تھا..... ﷺ..... ⑤ کیا زیورات میں زکاة ہے؟ اس بارے میں علماء کے دو مشہور قول ہیں، بعض علماء کا کہنا ہے کہ زیورات میں زکاة نہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ زیورات میں زکاة واجب ہے دونوں اقوال میں سے دوسرا قول دلائل کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور اس کی تائید چند صحیح روایات سے بھی ہوتی ہے لہذا درست موقف یہی ہے کہ وہ زیورات جو زکاة کے نصاب کو پہنچیں ان کی زکاة ادا کی جائے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱۷۹/۲۳-۱۸۱) سونے کا نصاب ۲۰ دینار ہے جیسا کہ مرفوع روایت میں ہے۔ اس دور میں ۲۰ دینار ۲۰۰۰ روپے کے برابر تھے۔ آج کل سونے چاندی کے بھائوں میں یہ تناسب نہیں رہا۔ ۲۰ دینار کا وزن تقریباً ساڑھے سات تولے بنتا ہے۔ اس کی قیمت چاندی کے نصاب سے بہت زیادہ ہے اس لیے بعض محققین نے سونے میں بھی چاندی کے نصاب ہی کو معتبر

۲۴۸۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزکاة، باب الكنز ما هو؟ وزکاة الحلبي، ح: ۱۵۶۳ من حدیث خالد بن الحارث به، وهو في الكبير، ح: ۲۲۵۸، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۶۳۷ عن عمرو بن شعيب به. * حسين هو المعلم.

سمجھا ہے، یعنی ۲۰۰ درہم یا ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر سونا ہو تو اس میں زکاة ہوگی، مگر یہ موقف مرجوح ہے۔ جمہور نے اسے قبول نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔ البتہ ان کے برعکس عصر حاضر کے بعض علماء نے کرنسی کے نصاب میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے بجائے ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کو نصاب بنانے کی رائے ظاہر کی ہے۔ یہ رائے قابل غور ہو سکتی ہے لیکن اس سے زکاة کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ زکاة کا مقصد تو غرباء و مساکین کی امداد اور جہاد اور مجاہدین کی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ سونے کے نصاب کو کرنسی کی زکاة کا نصاب مقرر کرنے سے لاکھوں اصحاب حیثیت زکاة سے مستثنیٰ قرار پا جائیں گے جس کا نقصان دینی اداروں اور معاشرے کے ضرورت مندوں کو ہوگا۔

۲۴۸۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا بِنْتُ لَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسْكَتَانِ - نَحْوَهُ. مُرْسَلٌ.

۲۳۸۲- حضرت عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں دو کنگن تھے۔ آگے پوری روایت مذکورہ بالا کی مانند۔ یہ روایت مرسل، یعنی منقطع ہے (کیونکہ عمرو بن شعیب واقعہ کے معنی شاہد نہیں)۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: خَالِدٌ أَثَبْتُ مِنْ الْمُعْتَمِرِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: (سابقہ حدیث: ۲۳۸۱ کا راوی) خالد (اس حدیث: ۲۳۸۲ کے راوی) معتمر سے زیادہ ثقہ ہے۔

فائدہ: خالد کی روایت متصل ہے جبکہ معتمر کی روایت منقطع ہے کیونکہ عمرو بن شعیب صحابی ہیں نہ تابعی بلکہ نچلے طبقے کے راوی ہیں تاہم یہ روایت بھی سابقہ حدیث کی وجہ سے حسن درجے کی ہے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَا نَبَعَ زَكَاةَ مَالِهِ

باب: ۲۰- جو شخص اپنے مال کی زکاة نہ دے تو؟

(التحفة ۲۰)

۲۴۸۳- أَخْبَرَنَا الْقُضْلُبِيُّ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: ۲۳۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۴۸۲- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۵۹.

۲۴۸۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۵۶/۲ عن أبي النضر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۵۷. * عبد العزيز هو ابن عبد الله بن أبي سلمة الماجشون.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال (سونا، چاندی اور رقم) کی زکاة ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کے مال کو اس کے سامنے گنجے سانپ کی صورت میں لایا جائے گا جس کی آنکھوں پر دوسیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اسے چٹ جائے گا یا اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔“

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الَّذِي لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ يُحِيلُ إِلَيْهِ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعَ لَهُ زَبَيَّتَانِ» قَالَ: «فَيَلْتَرِمُهُ أَوْ يَطْوِفُهُ» قَالَ: «يَقُولُ: أَنَا كُنْتُكَ، أَنَا كُنْتُكَ».

۲۳۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے پھر وہ اس کی زکاة نہ دے تو قیامت کے دن اس کے مال کو اس کے سامنے گنجے سانپ کی صورت دی جائے گی جس کی آنکھوں پر دوسیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے منہ کے دونوں کناروں کو پکڑ لے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَتَّخِلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ.....﴾ ”جو لوگ اس مال میں نحل کرتے ہیں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے (وہ اس (نحل) کو اپنے لیے ہرگز بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے اور قیامت کے دن وہ مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔“

۲۴۸۴- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعَ لَهُ زَبَيَّتَانِ، يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كُنْتُكَ» ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَتَّخِلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ الْآيَةَ [آل عمران: ۱۸۰].

۲۳- کتاب الزکاة

کھجور، گندم اور دیگر غلوں کی زکاة سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: اس قسم کا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا بچتا نہیں۔ ڈراؤنا بھی بہت ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۳۴۳، ۲۳۵۰۔

(المعجم ۲۱) - زَكَاةُ التَّمْرِ (التحفة ۲۱) باب: ۲۱- خشک کھجوروں کی زکاة

۲۳۸۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق سے کم کسی بھی غلے میں یا کھجور میں زکاة نہیں۔“

۲۴۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ حَبِّ أَوْ تَمْرٍ صَدَقَةٌ».

فائدہ: نوآمد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۳۷۸ اور ۲۳۸۰۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ زَكَاةِ الْحِنْطَةِ

باب: ۲۲- گندم کی زکاة

(التحفة ۲۲)

۲۳۸۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گندم اور کھجور میں زکاة (عشر) واجب نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ پانچ وسق ہو جائیں۔ اور چاندی میں زکاة واجب نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ پانچ اوقیے (دو سو درہم) ہو جائیں۔ اور اونٹوں میں زکاة واجب نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ پانچ ہو جائیں۔“

۲۴۸۶- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ فِي الْبُرِّ وَالتَّمْرِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا يَحِلُّ فِي الْوَرِقِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوَاقٍ، وَلَا تَحِلُّ فِي إِبِلٍ زَكَاةٌ حَتَّى تَبْلُغَ خَمْسَ دَوْدٍ».

۲۴۸۵- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۲.

۲۴۸۶- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۳.

☀ فائدہ: یعنی مذکورہ مقادیر یا ان سے زائد میں زکاة واجب ہوگی ان سے کم میں نہیں۔ اس سے زیادہ صریح روایت کیا ہوگی؟ مگر احناف پھر بھی غلے اور کھجور کے قلیل و کثیر میں زکاة کے وجوب کے قائل ہیں۔ وہ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ حکومت نہیں لے گی (یعنی قلیل میں) البتہ مالک خود فقراء کو ادا کریں۔ مگر باقی دو یعنی اونٹوں اور چاندی میں وہ اس مفہوم کے قائل نہیں لہذا یہ مسلک درست نہیں۔ اور یوں زکاة کی ادائیگی کی دو شکلیں اختراع کرنا شریعت نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے۔

بَابُ زَكَاةِ الْجُبُوبِ (المعجم ۲۳) -

باب: ۲۳- مختلف قسم کے غلوں کی زکاة

(التحفة ۲۳)

۲۴۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی دانے (غلے) اور کھجور میں زکاة نہیں حتی کہ وہ پانچ وقت ہو جائیں۔ اور پانچ اونٹوں سے کم میں اور پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں بھی زکاة نہیں۔“

۲۴۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ دَوْدٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ»

☀ فائدہ: مذکورہ مقادیر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۴۸۷۔

(المعجم ۲۴) - أَلْقَدْرُ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ (التحفة ۲۴)

باب: ۲۴- کتنی مقدار میں زکاة واجب ہوتی ہے؟

۲۴۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۴۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۲۴۸۷- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۴۔

۲۴۸۸- [صحیح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة، ح: ۱۵۵۹، وابن ماجه، الزكاة، باب الوسق ستون صاعاً، ح: ۱۸۳۲ من حديث إدريس الأودي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۵. * أبو البختري لم يسمع من أبي سعيد الخدري، ولكن للحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي.

عشر اور نصف عشر سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ اوقیوں سے کم (چاندی) میں زکاة نہیں۔“

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيْمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ».

۲۳۸۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانچ اوقیوں (۲۰۰ درہم) سے کم چاندی میں زکاة نہیں نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاة ہے اور نہ پانچ وٹ سے کم غلے میں زکاة ہے۔“

۲۴۸۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيْمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيْمَا دُونَ خُمْسٍ دَوْدٌ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُونَ خُمْسَةٍ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

ع

باب: ۲۵- کس زمین میں عشر اور کس میں نصف عشر واجب ہے؟

(المعجم ۲۵) - بَابُ مَا يُوجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ (التحفة ۲۵)

۲۳۹۰- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس فصل کو بارش نہریں یا چشمے سیراب کریں یا وہ نمی والی ہو اس میں دسواں حصہ زکاة واجب ہے۔ اور جس فصل کو اونٹوں اور ڈول (راہٹ وغیرہ) کے ذریعے سے سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ زکاة واجب ہے۔“

۲۴۹۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَغْلًا الْعُشْرُ، وَمَا سَقِيَ بِالسَّوَانِي وَالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۲۴۸۹- [صحیح] تقدم، ح: ۲۴۴۷، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۶.

۲۴۹۰- أخرجه البخاري، الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ۱۴۸۳ من حديث عبد الله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۷.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے ما قبل احادیث میں عشر والی فصل کا نصاب بیان کیا گیا تھا کہ کتنی فصل میں زکاة آئے گی؟ اس حدیث میں اس کی مقدار بیان کی گئی ہے کہ کتنی زکاة آئے گی؟ ② باقی تمام چیزوں میں زکاة سال کے بعد واجب ہوتی ہے مثلاً: جانور، سونا، چاندی، رقم اور سامان تجارت، مگر غلہ اور پھلوں، یعنی فصل کی زکاة اس کی پیداوار کے موقع پر ہوتی ہے اس کے لیے ایک سال کی قید نہیں۔ عموماً ہر فصل سال میں ایک دفعہ ہی ہوتی ہے اس لیے گویا اس میں بھی زکاة سال بعد ہی ہوئی، البتہ ادائیگی فصل کی کٹائی کے موقع ہی پر واجب ہوتی ہے۔ ③ جانوروں کی زکاة مخصوص ہے جو تفصیل سے پیچھے بیان ہوئی۔ سونا، چاندی، رقم اور سامان تجارت کی زکاة کل مالیت کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے لیکن فصل کی زکاة دسواں اور بیسواں حصہ ہوتی ہے اور اسے عموماً عشر کہا جاتا ہے۔ ④ فصل کی زکاة پانی کے لحاظ سے ہے۔ چونکہ فصل پانی کے بغیر نہیں ہوتی، لہذا پانی کا لحاظ ناگزیر تھا۔ اس سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ جس پانی کے مہیا کرنے میں کوئی مشقت نہ ہو اور نہ اخراجات کرنے پڑتے ہوں اس سے سیراب ہونے والی فصل کا دسواں حصہ (عشر) بطور زکاة دینا ہوگا مثلاً: بارش، دریاؤں اور چشموں کا پانی اپنے آپ نظام کائنات کے تحت فصل تک پہنچتا ہے، صرف پانی کو روکنا، موڑنا اور کھولنا ہی پڑتا ہے، اور یہ کوئی مشقت نہیں، کوئی زیادہ اخراجات بھی نہیں آتے، لہذا اس میں زکاة کی مقدار زیادہ رکھی گئی۔ اور جس پانی کے مہیا کرنے میں زیادہ مشقت ہو یا اخراجات کرنے پڑتے ہوں اس سے سیراب ہونے والی فصل میں بیسواں حصہ (نصف عشر) زکاة لاگو ہوگی، مثلاً: کنویں سے پانی نکالنا بہت مشقت کا کام ہے، خواہ ڈول کے ذریعے سے نکالا جائے یا جانور کے ذریعے سے یا ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے۔ اسی طرح اگر پانی دور سے مشکیں زوں یا برتنوں میں لا کر فصل سیراب کرنی پڑے تو بھی بہت مشقت ہے، نیز اس میں اخراجات بھی کرنے پڑتے ہیں اور جانوروں کو استعمال کرنا پڑتا ہے، لہذا ان میں زکاة کی مقدار کم رکھی گئی ہے۔ ⑤ بعض علاقوں میں نہری پانی ہوتا ہے، اپنے آپ پہنچتا ہے مگر آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر نہری پانی کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل کا پانی بھی لگانا پڑتا ہو جس میں بہت اخراجات آتے ہیں یا فصل صرف ٹیوب ویل کے ذریعے سے سیراب ہوتی ہو تو ان صورتوں میں بیسواں حصہ زکاة ہوگی۔ ٹیوب ویل، کنویں اور رہٹ کے حکم میں ہے۔ ⑥ زکاة کس فصل میں ہے؟ یہ کافی اختلافی مسئلہ ہے، البتہ غلہ جات پر عشر متفقہ ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ہر اس فصل پر زکاة واجب کی ہے جو خوراک ہو اور اسے ذخیرہ کیا جاسکے۔ احناف نے ماہی اور تولی جانے والی چیز میں زکاة واجب کی ہے بشرطیکہ اسے ذخیرہ کیا جاسکے، خوراک ہونا ضروری نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ذاتی طور پر زمین کی ہر پیداوار میں عشر ضروری خیال فرماتے ہیں۔ ذخیرہ ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ جمہور اہل علم نے ذخیرہ ہو سکے کو شرط مانا ہے۔ باقی رہے وہ پھل اور سبزیاں جو ذخیرہ نہیں ہو سکتے، جمہور کے نزدیک ان میں عشر نہیں، البتہ جن پھلوں کو کسی طریقے سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے، ان میں عشر ہے مثلاً: انگور کو منقہ کی صورت میں محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ خوبانیوں کو بھی خشک کیا جاسکتا ہے۔ کدو کو چونکہ چینی، شکر اور گڑ کی صورت میں محفوظ کیا جاسکتا ہے، لہذا اس پر بھی عشر ہے۔

عشر اور نصف عشر سے متعلق احکام و مسائل

کپاس بھی قابل ذخیرہ چیز ہے، لہذا اس میں بھی عشر ہے، البتہ اس کے نصاب میں اختلاف ہے۔ اجتہاد کے ذریعے سے اس کے قلیل و کثیر میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ چاراً وغیرہ جو جانوروں کے لیے کاشت کیا جاتا ہے، عشر سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ وقتی ضرورت کے لیے ہے۔ (۵) اس روایت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ زمین کی ہر قلیل اور کثیر پیداوار میں عشر ہے، مگر نصاب کے بارے میں صریح روایات اس استدلال کے خلاف ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ جب باقی چیزوں مثلاً: سونے، چاندی اور جانوروں وغیرہ میں نصاب معتبر ہے تو کیا وجہ ہے کہ فصل میں نصاب معتبر نہ ہو؟

۲۴۹۱- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مُسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّائِبَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۲۳۹۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس فصل کو بارش نہریں اور چشمے سیراب کریں، اس میں دسواں حصہ زکاة ہے۔ اور جس فصل کو اونٹوں کے ذریعے سے سیراب کیا جائے، اس میں بیسواں حصہ ہے۔“

۲۴۹۲- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ عِيَّاشٍ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَخَذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالذَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ.

۲۳۹۲- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں بارش سے سیراب ہونے والی فصل میں سے دسواں حصہ اور ذول وراہٹ کے ذریعے سے سیراب ہونے والی فصل سے بیسواں حصہ زکاة وصول کروں۔

۲۴۹۱- أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما فيه العشر أو نصف العشر، ح: ۹۸۱ عن عمرو بن سواد وأحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۸.

۲۴۹۲- [حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ۳۰۳۸، ۱۵۶۶، من حديث شقيق أبي وائل به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۶۹. وضعفه النسائي (تحفة الأشراف: ۸/ ۴۰۰)، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۲۳- کتاب الزکاة عشر اور نصف عشر سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۶) - كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ باب: ۲۶- اندازہ لگانے والا کتنا چھوڑ دے

(التحفة ۲۶)

۲۴۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ خُبَيْبَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بْنِ نِيَّارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حُثْمَةَ قَالَ: أَتَانَا وَنَحْنُ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا خَرَضْتُمْ فَخُذُوا، وَدَعُوا الثُّلْثَ، فَإِنْ لَمْ تَأْخُذُوا أَوْ تَدَعُوا الثُّلْثَ - شَكَّ شُعْبَةُ - فَدَعُوا الرُّبْعَ».

۲۴۹۳- حضرت عبدالرحمن بن مسعود بن نیار سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حمہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بازار میں تشریف لائے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم (عشر وصول کرتے وقت فصل یا پھل کا) اندازہ لگاؤ تو اندازے میں سے تیسرا حصہ چھوڑ دو۔ اگر تیسرا حصہ نہ چھوڑو تو چوتھا حصہ ضرور چھوڑ دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حکومت جن فصلوں یا پھلوں کا عشر وصول کرتی تھی ان میں طریقہ کار یہ تھا کہ فصل یا پھل پکنے سے پہلے سمجھدار ماہر لوگ اندازہ لگانے کے لیے بھیجے جاتے جو یہ اندازہ لگاتے کہ فلاں آدمی کی فصل یا پھل اتنا ہونے کی توقع ہے۔ اسے ”خرص“ کہا جاتا تھا۔ ② خرص کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ پھل یا فصل پکنے کے بعد مالک کھانے کھلانے میں آزاد ہوتا تھا۔ جو چاہے کھائے دوسروں کو کھلائے۔ حکومت کٹائی کے موقع پر اندازے (خرص) کے مطابق عشر وصول کر لیتی تھی۔ اس طریقے سے نہ مالک کو تنگی ہوتی تھی اور نہ حکومت کو اعتراض کا موقع ملتا تھا۔ ③ احناف خرص کے قائل نہیں کہ پتا نہیں اندازہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ اس طرح کسی پر ظلم بھی ہو سکتا ہے لہذا یہ سود والی علت کی بنا پر منع ہے، مگر وہ یہ بات نظر انداز کر گئے کہ اس میں فریقین کا فائدہ ہے۔ باقی رہا ظلم کا امکان تو اس کا حل رسول اللہ ﷺ نے اگلے الفاظ میں خود ہی تجویز فرمادیا ہے کہ اندازہ لگانے کے بعد تیسرے یا چوتھے حصے کی رعایت دی جائے نیز خود رسول اللہ ﷺ اپنی حیات طیبہ میں اور خلفائے راشدین اپنے اپنے ادوار مبارکہ میں اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ سود یا جوئے کے مشابہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس قسم کا اقدام نہ فرماتے، اور نہ اس کی اجازت ہی مرحمت فرماتے۔ کیا مانعین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ دین کے خیر خواہ یا ان سے زیادہ علم والے ہیں؟ دراصل شریعت لوگوں کی تنگی کا بھی لحاظ رکھتی ہے

۲۴۹۳- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في الخرص، ح: ۱۶۰۵، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في الخرص، ح: ۲۴۳، من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴/۴۴۲، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، وابن حبان، ح: ۷۹۸، والحاكم: ۴۰۲/۱، والذهبي.

۲۳- کتاب الزکاة عشر اور نصف عشر سے متعلق احکام و مسائل

۱ جیسے بلی کے جوٹھے کا پلید نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ ⑤ ”تیسرا حصہ چھوڑ دو۔“ کیونکہ ضروری نہیں اندازے کے مطابق ہی پیداوار ہو۔ جانور کھا جاتے ہیں ناگہانی آفات سے فصل اور پھل کا نقصان ہو سکتا ہے لوگ اور سالین بھی کسی کا موجب بن سکتے ہیں اس لیے مالک کو رعایت چاہیے۔ چونکہ حالات مختلف ہوتے ہیں لہذا تیسرے یا چوتھے حصے یا ان کے مابین کی کا اختیار دیا تاکہ کسی پر زیادتی نہ ہو۔ اگر زیادہ نقصان ہو جائے تو اس سے زیادہ بھی رعایت دینی پڑے گی۔

(المعجم ۲۷) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾
باب: ۲۷- اللہ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ کی تفسیر
[البقرة: ۲۶۷] (التحفة ۲۷)

۲۴۹۴- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مُسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ الْبُخَارِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حُنَيْفٍ فِي الْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ قَالَ: هُوَ الْجُعْرُورُ وَلَوْ حَبِيقٌ، فَهَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَوَخَّذَ فِي الصَّدَقَةِ الرِّذَالَةَ.

۲۴۹۳- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ ”تم (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے وقت ردی چیز نہ دیا کرو۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا مصداق جُعْرُور اور لَوْن حَبِیق کھجوریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زکاة میں ردی اور ناقص مال وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

☀ فائدہ: جُعْرُور اور لَوْن حَبِیق کھجوروں کی ردی قسمیں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی کھجوریں ہوتی تھیں جن کی کوئی وقعت نہ تھی البتہ یاد رہے کہ اگر پیداوار ہی اس قسم کی ہے تو ظاہر ہے کہ زکاة میں بھی وہی دی جائیں گی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیداوار میں اچھی قسم کی یا ملی جلی کھجوریں ہوں تو زکاة میں ردی کھجوریں نہ لی جائیں جیسی پیداوار ہو اس کے مطابق ہی زکاة چاہیے تاکہ بیت المال کا نقصان ہو نہ مالک کا۔

۲۴۹۵- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۲۴۹۵- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۴۹۴- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۱، وأخرجه أبو داود، ح: ۱۶۰۷ من حديث الزهري عن أبي أمية عن أبيه به مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۱۳.

۲۴۹۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة، ح: ۱۶۰۸، وابن ماجه، ۴۱

ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ کوئی شخص (مسجد میں بطور صدقہ) ردی قسم کی کھجور کا ایک خوشہ لٹکا گیا تھا۔ آپ اس خوشے پر اپنی لاشی مارنے لگے اور فرمایا: ”اگر اس صدقے والا چاہتا تو اس سے اچھی کھجور کا صدقہ کر سکتا تھا۔ بلاشبہ اس قسم کا صدقہ کرنے والا قیامت کے دن ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔“

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبِيَدِهِ عَصَا، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قُنُو حَشْفٍ، فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِي ذَلِكَ الْقُنُو فَقَالَ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبِ مِنْ هَذَا، إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ حَشْفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

🌞 نوآمد وسائل: ① یہ صدقہ نفل تھا کیونکہ فرض عشرتو حکومتی اعمال خود وصول کرتے تھے۔ ② ”ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔“ یعنی اسے ردی کھجوروں ہی کا ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں کپا جاسکتا۔ یا یہ کہ اسے وہاں کھانے کو ردی کھجوریں ہی ملیں۔ دوسرا مفہوم ظاہر الفاظ کے زیادہ قریب ہے۔

باب: ۲۸- کان (سے نکلنے والی معدنیات)

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْمَعْدِنِ (التحفة ۲۸)

کا بیان

۲۴۹۶- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جو چیز آمدورفت والے راستے سے یا آبادستی سے ملے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمہارے لیے جائز ہے۔ اور جو چیز آمدورفت والے راستے سے یا آبادستی سے نہ ملے تو ایسی چیز اور مدفون خزانہ (ملنے کی صورت)

۲۴۹۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ اللَّقْطَةِ، فَقَالَ: «مَا كَانَ فِي طَرِيقٍ مَاتِيٍّ أَوْ فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَعَرَفَهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَلَكَ، وَمَا لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيقٍ مَاتِيٍّ وَلَا فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَفِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ».

﴿ الزكاة، باب النهي أن يخرج في الصدقة شرماله، ح: ۱۸۲۱ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۶۷، وابن حبان، ح: ۸۳۷، والحاكم ۴/ ۴۲۵، ۴۲۶، والذهبي .

۲۴۹۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ۱۷۱۲ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۳ (انظر الحديث الآتي برقم، ح: ۴۹۶۱)، وهذا طرف منه .

۱-

میں پانچواں حصہ ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت میں کان (معدنی) کا ذکر نہیں۔ شاید امام نسائی رحمہ اللہ نے کان کو لفظ کا حکم دیا ہے کیونکہ کان بھی عموماً بے آباد جگہ پر اور راستے سے دور مقامات میں ہوتی ہے۔ اس صورت میں کان سے نکلنے والی معدنیات میں سے پانچواں حصہ بیت المال کا ہوگا باقی کان دریافت کرنے والے کا ہوگا۔ احناف کا بھی یہی موقف ہے مگر اس کی کوئی صریح دلیل نہیں سوائے قیاس کے۔ لفظ پر قیاس کیا جائے یا مدفون خزانے پر یا مال غنیمت پر۔ جمہور اہل علم جیسے مالک، شافعی، احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ نے اسے مال تجارت سمجھ کر اس پر چالیسواں حصہ زکاة عائد کی ہے۔ مناسب بھی یہی ہے کیونکہ صریح حکم کے بغیر سخت زکاة، یعنی پانچواں حصہ مناسب نہیں جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔ ② آمدورفت والے راستے یا آبادی کے لفظ (گری پڑی چیز جو کسی کو مل جائے) میں مالک کے ملنے کا امکان زیادہ بلکہ یقینی ہوتا ہے اس لیے اعلان کا حکم دیا اور وہ بھی ایک سال تک کیونکہ سال میں عموماً سفر دوبارہ ہو ہی جاتا ہے۔ غیر آباد راستے یا آبادی سے دور ملنے والی چیز کے مالک کے ملنے کا امکان کم ہوتا ہے لہذا اعلان کی ضرورت محسوس نہ فرمائی، البتہ اس میں حکومت کا حصہ پانچواں رکھ دیا کیونکہ یہ مال اسے بغیر محنت کے ملا ہے۔ امام صاحب نے معدنی کان کو بھی اس پر قیاس کر لیا کہ وہ بھی بغیر محنت کے ملتی ہے حالانکہ کان دریافت کرنے کے لیے بہت محنت بلکہ اخراجات کرنے پڑتے ہیں اور پھر کان سے معدنیات نکالنے میں بھی بہت محنت اور اخراجات کی ضرورت پڑتی ہے لہذا یہ قیاس مناسب نہیں۔ واللہ اعلم۔ ③ ”ورنہ تیرے لیے جائز ہے۔“ احناف نے اسے فقیر کے ساتھ خاص کیا ہے حالانکہ اگر ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان فرماتے کیونکہ آپ کا فرمان تو مستقل حجت ہے۔ اس کے لیے صرف یہ امکان کافی نہیں کہ مسائل فقیر ہوگا۔ بعض روایات میں آپ نے یہی اجازت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھی حالانکہ وہ مشہور غنی تھے۔

۲-

۲۴۹۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۲۴۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جانور کا کیا ہوا نقصان رائیگاں ہے کنویں کا نقصان رائیگاں ہے اور معدنی کان کا نقصان بھی رائیگاں ہے۔ اور مدفون خزانے میں پانچواں حصہ ہے۔“

۳-

۲۴۹۷- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: في الركاز الخمس، ح: ۱۴۹۹، ومسلم، الحدود، باب: جرح العجماء والمعدن والبر جبار، ح: ۱۷۱۰ من حديث الزهري عن سعيد بن المسيب وأبي سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۴.

۴-

الرُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعَجْمَاءُ
جَرُّهَا جُبَّارٌ، وَالْبُئْرُ جُبَّارٌ، وَالْمَعْدِنُ
جُبَّارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ».

🌞 فوائد ومسائل: ① عجماء کے معنی ہیں: گونگا۔ چونکہ جانور ہمارے لحاظ سے بے زبان ہیں، لہذا انھیں
عجماء یا گونگے ہی کہا جاتا ہے۔ جانور مالک سے بھاگ جائے یا چرتے پھرتے کوئی نقصان کر دے، مثلاً: کسی کو
سینگ مار دے یا ٹانگ لگا دے یا کوئی اس سے گر پڑے اور زخم آ جائے تو جانور کے مالک پر کوئی تاوان نہ ڈالا
جائے گا کیونکہ جانور ان مسائل میں بے سمجھ ہیں اور مالک پاس نہیں یا اگر ہو بھی تو اس کا کوئی قصور نہیں البتہ اگر
اس نقصان میں مالک کا کوئی دخل ہو، مثلاً: اس نے خود جانور کو کسی کے پیچھے لگایا یا روکنے کی کوشش ہی نہیں کی یا
عادی نقصان پہنچانے والا جانور قصداً کھلا چھوڑا (مثلاً: کانٹے والا کتیا یا کوئی درندہ رکھا اور کھلا چھوڑا) تو اس پر
نقصان کا تاوان ڈالا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر جانور رات کو کھلا چھوڑ دے اور وہ کسی کی فصل چر جائے یا دن
کے وقت اس کی موجودگی میں جانور کسی کی فصل چر جائے تو وہ نقصان بھی جانور کے مالک کے ذمے ہوگا۔
② کان یا کنواں کھودتے وقت یا اس میں کام کرتے وقت کوئی شخص کان یا کنواں گرنے سے زخمی ہو جائے یا مر
جائے تو مالک پر کوئی تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص کان یا کنویں میں گر کر زخمی ہو جائے یا مر جائے تو مالک
سے کوئی تاوان وصول نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ اس کا کوئی جرم ثابت ہو۔ ③ بعض کا کہنا ہے کہ مدفون خزانہ کسی
سرکاری جگہ سے ملے تو بیت المال کو خمس ادا کیا جائے گا، باقی اس کو جسے ملا۔ اگر اپنی ذاتی جگہ سے ملا تو اس میں
حکومت کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن راجح یہ ہے کہ جوئی بھی زمین ہو مدفون خزانہ ملنے پر خمس ادا کیا جائے گا۔ حدیث
میں کسی خاص زمین کا تعین نہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۴۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔

۲۴۹۸- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ
اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۲۴۹۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «جَرَحُ الْعَجَمَاءِ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرُّكَازِ الْخُمْسُ».

۲۴۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جانور کا لگایا ہوا زخم رایگاں ہے اور کنویں کی وجہ سے ہونے والا نقصان رایگاں ہے اور معدنی کان کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی رایگاں ہے اور مدفون خزانہ (ملنے کی صورت) میں پانچواں حصہ (بیت المال کا) ہے۔“

۲۵۰۰- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهَشَامٌ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْعَجَمَاءُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرُّكَازِ الْخُمْسُ».

۲۵۰۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنویں کی وجہ سے ہونے والا نقصان رایگاں ہے جانور کا لگایا ہوا زخم رایگاں ہے اور کان (معدنی) کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی رایگاں ہے اور مدفون شدہ خزانہ (مل جائے تو اس) میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کا) ہوگا۔“

(المعجم ۲۹) - بَابُ زَكَاةِ النَّخْلِ

(التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- مکھوں کے شہد میں زکاة

۲۵۰۱- أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ هَلَالٌ إِلَى

۲۵۰۱- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلال بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے شہد کی زکاة لے کر آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ (شہد والی) وادی سلبہ ان کے لیے مخصوص فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

۲۴۹۹- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: في الركاك الخمس، ح: ۱۴۹۹، ومسلم، الحدود، باب: جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ۴۵/۱۷۱۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۲/ ۸۶۸، ۸۶۹، والكبرى، ح: ۲۲۷۶.

۲۵۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۲۸ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۷.

۲۵۰۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب زكاة العسل، ح: ۱۶۰۰ من حديث أحمد بن أبي شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۸.

صدقۃ الفطر سے متعلق احکام و مسائل

وہ وادی ان کے لیے مخصوص فرمادی، پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو (وہاں کے حاکم) سفیان بن وہب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کہ اگر وہ تجھے اپنے شہد کا عشاء کرتے رہیں جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو وادی سلبہ ان کے لیے مخصوص رکھو ورنہ یہ بارش کبھی (کا شہد) ہے جو چاہے اسے کھائے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْشُرُ نَحْلَ لَهُ، وَسَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ لَهُ وَادِيًا يَقَالَ لَهُ: سَلْبَهُ، فَحَمَى لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ الْوَادِي، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّ أَدَى إِلَيَّ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَشْرِ نَحْلِهِ فَاحْمِ لَهُ سَلْبَةَ ذَلِكَ، وَإِلَّا فَإِنَّمَا هُوَ ذَبَابٌ غَنِيثٌ يَأْكُلُهُ مَنْ شَاءَ.

فوائد و مسائل: ① شہد میں زکاة اختلافی مسئلہ ہے۔ امام ابو حنیفہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما شہد میں عشر کے قائل ہیں کیونکہ اس بارے میں کچھ احادیث منقول ہیں اگرچہ بعض میں کلام ہے مگر مجموعی طور پر قوی ہو جاتی ہیں لہذا وہ قابل حجت ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے شہد میں عشر کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل اور طرق و شواہد کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ارواء الغلیل، رقم الحدیث: ۸۱۰) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو ہر قبیل و کثیر شہد میں عشر کے قائل ہیں۔ لیکن یہ موقف درست نہیں کیونکہ انہی احادیث میں اس کا نصاب بھی دس مشکیزے بتایا گیا ہے۔ اور یہی رائج ہے۔ امام مالک امام شافعی اور امام بخاری رحمہم شہد میں عشر کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک مذکورہ روایات ضعیف ہیں نیز اس باب میں مذکور حدیث میں ایک علاقہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کرنے کے عوض شہد کا ایک حصہ وصول کرنے کا ذکر ہے۔ جس سے لگتا ہے کہ اگر علاقہ مخصوص نہ کیا جاتا تو عشر کا مطالبہ نہ ہوتا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ علاقہ مخصوص کرنے کی وجہ سے ان کے پاس شہد کی کثیر مقدار جمع ہو جاتی تھی لہذا ان پر زکاة واجب تھی جبکہ معمولی مقدار میں شہد حاصل کرنے والے پر زکاة (عشر) واجب نہیں جس طرح دوسری عشری چیزوں میں ہے۔ بہر حال تجارتی بنیادوں پر شہد کا وسیع کاروبار کرنے والوں پر زکاة لاگو ہوگی۔ ② ”بارش کبھی۔“ کیونکہ بارش کا اس کی افزائش سے گہرا تعلق ہے اسی لیے بارش موسم میں کبھی زیادہ ہوتی ہے یا جن چیزوں پر اس کبھی کا گزارہ ہوتا ہے وہ بارش ہی سے اگتی اور بڑھتی ہیں۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ فَرَضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ باب: ۳۰- رمضان کی زکاة (صدقۃ الفطر)

فرض ہے

(التحفة ۳۰)

۲۵۰۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

۲۵۰۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا صدقہ (صدقۃ الفطر) ہر آزاد غلام مذکر اور مؤنث پر کھجور اور جو کا ایک صاع مقرر فرمایا تھا۔ بعد میں لوگوں نے اس کی جگہ گندم کا نصف صاع ٹھہرایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس صدقہ کو زکاة رمضان اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ رمضان المبارک کے روزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور صدقۃ الفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ادائیگی افطار یعنی رمضان المبارک کے اختتام پر واجب ہوتی ہے جیسے اس عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔ ② غلام پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے البتہ غلام کی طرف سے ادائیگی اس کا مالک کرے گا بشرطیکہ مالک مسلمان ہو۔ اگر مالک ادائیگی نہ کرتا اور غلام استطاعت رکھتا ہے تو وہ خود ادا کر دے گا۔ اگر مالک کافر ہے اور غلام استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اسے معاف ہے کیونکہ ﴿لَا يَكْفِلُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ③ ”کھجور اور جو کا ایک صاع“ اس دور میں عرب میں عام خوراک یہی دو چیزیں تھیں لہذا ان میں ایک صاع مقرر فرمایا۔ گندم کا عام رواج نہ تھا بعد میں رفاہیت کا دور آیا تو لوگوں نے عموماً گندم کھانی شروع کر دی لیکن گندم کھجور اور جو کی نسبت بہت مہنگی تھی اس لیے قیمت کا حساب لگاتے ہوئے گندم کے نصف صاع کو کھجور اور جو کے ایک صاع کے برابر قرار دیا گیا۔ یہ ایک لحاظ سے گنجائش تھی اور اسے گنجائش ہی سمجھنا چاہیے کیونکہ فی زمانہ ہمارے ہاں گندم کھجور سے کافی سستی ہے اس لیے اب اس کا ایک صاع نکالنا ہی افضل ہے اور یہ حکمت کے عین موافق بھی ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ فَرَضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ باب: ۳۱- غلام اور لونڈی پر بھی زکاة رمضان عَلَى الْمَمْلُوكِ (التحفة ۳۱) (صدقۃ الفطر) فرض ہے

۲۵۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ . رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے صدقۃ الفطر ہر مذکر مؤنث آزاد اور

۲۵۰۲- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، ح: ۱۵۱۱، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۱۴/۹۸۴ من حديث أيوب السخيتاني به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۷۹.

۲۵۰۳- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۰.

۲۳- کتاب الزکاة صدقة الفطر سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ: فَعَدَلَ النَّاسُ إِلَى نِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

غلام پر کھجور یا جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔ بعد میں لوگوں نے گندم کے نصف صاع کو اختیار کر لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صدقة الفطر ہر امیر اور غریب پر واجب ہے جو خود فقیر و نادار ہے وہ اگر چہ لینے کا مستحق ہے لیکن اس کے پاس جو صدقة الفطر جمع ہو جائے اس میں سے اپنا صدقة نکالے نیز اس کے وجوب کے لیے روزے رکھنا شرط نہیں۔ اگر کسی نے شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھے ہوں تو صدقة الفطر اس پر بھی واجب ہے حتیٰ کہ نومولود بچے پر بھی اور کھوسٹ بوڑھے پر بھی مریض پر بھی اور مسافر پر بھی۔ ② ایک صاع 2 کلو 100 گرام ہے جسے تقریباً ڈھائی کلو کہتے ہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے (حدیث: ۲۵۱۵ کے) فوائد میں آئے گی۔

(المعجم ۳۲) - فَرَضَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ (التحفة ۳۲) باب: ۳۲- زکاة رمضان (صدقة الفطر) بچے پر بھی فرض ہے

۲۵۰۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ، حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثَى، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

۲۵۰۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکاة (صدقة الفطر) ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام اور مذکر و مؤنث پر کھجور اور جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

(المعجم ۳۳) - فَرَضَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُعَاهِدِينَ (التحفة ۳۳) باب: ۳۳- زکاة رمضان مسلمانوں پر فرض ہے ذمیوں پر نہیں

۲۵۰۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے رمضان المبارک کا صدقة فطر ہر

۲۵۰۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

۲۵۰۴- أخرجه مسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۱۲/۹۸۴ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، ح: ۱۵۰۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۲۸۴، والكبرى، ح: ۲۲۸۱.

۲۵۰۵- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۲.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

آزاد غلام مذکر و مؤنث مسلمان پر کھجور اور جو سے ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صدقہ فطر ایک عبادت ہے۔ روزوں کی بنا پر واجب ہوتا ہے۔ ادائیگی عید الفطر سے پہلے کی جاتی ہے۔ یہ سب چیزیں مسلمانوں کے ساتھ خاص ہیں لہذا مسلمان ہی پر واجب ہوگا کسی کافر پر واجب نہ ہوگا۔ مِنَ الْمُسْلِمِينَ کے الفاظ اس کی واضح دلیل ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک کافر غلام پر بھی واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: [لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ] ”مسلمان پر اس کے غلام میں صرف صدقہ فطر ہی واجب ہے۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، حدیث: ۱۰/۹۸۲) حدیث میں ”عبد“ عام ہے خواہ مسلم ہو یا کافر، لیکن یہ حدیث عام ہے اس کا مفہوم دوسری صریح حدیث کی روشنی میں متعین ہوگا اور وہ یہی مذکورہ بالا حدیث ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ جن کی طرف سے نکالا جائے وہ مسلم ہو اور زیر بحث حدیث خاص بھی ہے، اصول ہے کہ عام کو خاص پر محمول کیا جاتا ہے اس طرح دونوں احادیث کا مفہوم برقرار رہتا ہے اور ان میں تعارض بھی پیدا نہیں ہوتا۔ امام طحاوی اس مذکورہ بالا حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ من المسلمین کی شرط کا تعلق مخرجین، یعنی صدقہ نکالنے والوں کے ساتھ ہے نہ کہ ان سے جن کی طرف سے صدقہ دیا جاتا ہے، لیکن یہ تاویل بلا دلیل اور دیگر دلائل و روایات کی روشنی میں بے معنی ہے اس لیے کہ اس حدیث میں غلام کا اور ایک دوسری صحیح حدیث میں بچے کا بھی ذکر آتا ہے بھی مخرجین میں شمار ہوتے ہیں نیز صحیح مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ من المسلمین کی شرط کا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کی طرف سے صدقہ فطر نکالا جائے گا۔ [عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ.....] ”مسلمانوں کے ہر فرد پر (فرض کیا ہے) خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، حدیث: ۱۶/۹۸۳) جب کافر و جوب کا اہل ہی نہیں تو اس کی طرف سے ادائیگی کیسی؟ ② ہر مسلمان کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر اور محتاج بھی صدقہ فطر ادا کرے گا۔ ③ ”رمضان کی زکاة۔“ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ الفطر کے دو مقاصد بیان فرمائے ہیں: [طُهْرَةٌ لِلصِّيَامِ..... وَطُعْمَةٌ لِلْمَسَاكِينِ] (سنن أبی داود، الزکاة، حدیث: ۱۶۰۹) یعنی یہ ادا شدہ روزوں کو پاکیزہ بنانے کا اور یا وہ گوئی کی آلودگی سے روزے کو صاف کرے گا نیز مساکین کے لیے کھانے کا انتظام ہو جائے گا اس لیے صدقہ الفطر کو روزوں یا رمضان کی زکاة کہنا مناسب

2

٢٥٠٧- أخرجه البخاري، صدقة الفطر، باب صدقة الفطر على الصغير والكبير، ح: ١٥١٢، ومسلم، ح: ٩٨٤/١٣ (وانظر الحديث المتقدم، ح: ٢٥٠٤) من حديث عبيد الله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٤.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

☀ فائدہ: صدقۃ الفطر کی مقدار کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۰۲۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ فَرَضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ
قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ (التحفة ۳۵)
باب: ۳۵- صدقۃ فطر کی فرضیت زکاة کا حکم اترنے سے پہلے تھی

۲۵۰۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُخَيَّمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ عَبَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَصُومُ عَاشُورَاءَ وَنُؤَدِّي زَكَاةَ الْفِطْرِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ وَنَزَلَتِ الزَّكَاةُ، لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنَّ عَنْهُ، وَكُنَّا نَفْعَلُهُ.

۲۵۰۸- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ ہم عاشوراء (۱۰ محرم الحرام) کا روزہ رکھتے تھے اور صدقۃ الفطر ادا کیا کرتے تھے۔ جب رمضان المبارک کے روزوں اور زکاة کی فرضیت نازل ہوئی تو نہ ہمیں اس کا نیا حکم دیا گیا اور نہ اس سے روکا گیا۔ ویسے ہم یہ کام کرتے رہے۔

☀ فائدہ: اس روایت سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ صدقۃ الفطر فرض نہیں رہا حالانکہ اس قول میں ایسی کوئی صراحت نہیں کیونکہ ایک نئی چیز کی فرضیت سے پرانی چیز کی فرضیت منسوخ نہیں ہو جاتی۔ اور نہ اس کے لیے کسی نئے حکم ہی کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ دوسری صریح روایات میں اس کی فرضیت ثابت ہے۔ زکاة کی فرضیت تو ۲ھ کی ہے۔ بعد میں مسلمان ہونے والے حضرات نے اس کی فرضیت ذکر کی ہے مثلاً: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (دیکھیے حدیث: ۲۵۱۰، ۲۵۱۷) لہذا صدقۃ الفطر زکاة کی فرضیت کے باوجود فرض ہے البتہ احناف نے اسے واجب کہا ہے مگر عملاً واجب اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ باقی رہا عاشوراء کا روزہ تو اس کے بارے میں صراحۃً ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے اسے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دے دیا تھا۔

۲۵۰۸- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۴۹/۱۸، ح: ۸۸۸ من حديث الحكم به، وهو في الكبير، ح: ۲۲۸۵، والحديث الآتي شاهد له. * عمرو بن شرحبيل هو أبو ميسرة.

۲۵۰۹۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَخِيمَرَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

۲۵۰۹۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر (کی ادائیگی) کا حکم زکاة (کی فرضیت) اترنے سے پہلے دیا تھا۔ جب زکاة (کی فرضیت) نازل ہوئی تو نہ آپ نے اس کا (نیا) حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔ ہم اس (صدقۃ فطر) کو ادا کرتے رہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ عَرِيبُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَعَمَرُو بْنُ شَرْحِبِيلٍ يُكْنَى أَبَا مَيْسَرَةَ، وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ خَالَفَ الْحَكَمَ فِي إِسْنَادِهِ، وَالْحَكَمُ أَثْبَتُ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عمار کا نام عریب بن حمید ہے عمرو بن شرحبیل کی کنیت ابو میسرہ ہے۔ سلمہ بن کھیل نے اس حدیث کی سند کے بیان میں حکم کی مخالفت کی ہے، لیکن حکم سلمہ بن کھیل سے زیادہ ثقہ ہیں۔

🌞 فائدہ: سابقہ روایت میں حضرت حکم نے قاسم بن مخیمرة کا استاد عمرو بن شرحبیل بتلایا ہے جبکہ سلمہ بن کھیل نے ابو عمار ہمدانی بتلایا ہے۔

(المعجم ۲۶) - مَكِيلَةُ زَكَاةِ الْفِطْرِ

(التحفة ۳۶)

۲۵۱۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ - فِي آخِرِ

۲۵۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب وہ بصرہ کے حاکم تھے ماہ رمضان المبارک کے آخر میں (خطبہ دیا) فرمایا: اپنے روزوں کی زکاة (صدقۃ الفطر) نکالو۔ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا:

۲۵۰۹۔ [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الزکاة، باب صدقة الفطر، ح: ۱۸۲۸ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۶، وللحديث شواهد.

۲۵۱۰۔ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۱۵۸۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۷.

الشَّهْرِ: أَخْرِجُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ، فَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَنْ هَهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قَوْمُوا فَعَلَّمُوا إِخْوَانَكُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّ هَذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَأُنْثَى، حُرٌّ وَمَمْلُوكٌ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفِ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ، فَقَامُوا. خَالَفَهُ هِشَامٌ فَقَالَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ.

یہاں جو مدینہ منورہ کے لوگ ہیں انھیں اور اپنے (بصری) ۱ بھائیوں کو تعلیم دیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ ہر مذکر و مؤنث اور آزاد و غلام پر کھجور اور جو کا ایک صاع اور گندم کا آدھا صاع فرض کیا ہے۔ تو لوگ اٹھے۔

ہشام نے حمید کی مخالفت کی ہے اس نے (حسن کے بجائے) ابن سیرین کا نام لیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف کی بابت تحقیق حدیث: ۱۵۸۱ کے فوائد میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ درست اور صحیح ہے۔ ② بصرے میں سب لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہ تھے جبکہ مدینے کے لوگ عالم تھے کیونکہ مدینہ منورہ علم کا مرکز تھا۔ ③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرے کے حاکم رہے۔ ④ اس روایت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندم سے نصف صاع مقرر فرمایا تھا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ جبکہ بعض دیگر روایات سے تصدیق ہوتی ہے کہ نصف صاع بھی خود رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔ یہ صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کا اجتہاد نہ تھا نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عہد نبوی میں گندم کا وجود نہ تھا، نصف صاع گندم کی روایات مجموعی اعتبار سے واقعی قابل استناد ہیں۔ دیکھیے: (الصحيح: ۱۷۱/۳) لہذا نصف صاع گندم کی ادائیگی بھی درست ہے۔ بہر حال اس سب کے باوجود خصوصاً ہمارے خطے پاک و ہند میں ایک صاع گندم دینا ہی اولیٰ و افضل ہے کیونکہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل تھا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی۔ واللہ اعلم۔

۲۵۱۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ ۲۵۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صدقۃ الفطر کا ذکر مَخْلَدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذَكَرَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ کرتے ہوئے فرمایا: صدقۃ الفطر گندم، کھجور، جو یا سلنت سے ایک صاع ادا کرو۔

۲۵۱۱- [صحیح موقوف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۴۱۵ من حديث هشام بن حسان الفردوسي به، وعن عن، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۸. * مغلل هو ابن حسين المصيصي، وللحديث شاهد صحيح عند ابن خزيمة: ۸۹/۴، ح: ۲۴۱۷.

مَسْأَلَةٌ: صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ .

فائدہ: سُلْتِ جو کی ایک قسم ہے جو گندم سے قریب تر ہے۔ اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام غلہ جات میں صدقۃ فطر ایک صاع ہی فرمایا ہے اور یہی افضل ہے۔

۲۵۱۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَخْطُبُ عَلَى مَنبَرِهِمْ - يَغْنِي مِنْهُ الْبَصْرَةُ - يَقُولُ: صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ .

۲۵۱۲- حضرت ابو رجاء سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تمھارے یعنی بصرے کے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا کہ صدقۃ الفطر ہر کھائی جانے والی چیز سے ایک صاع ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا أَثْبَتُ الثَّلَاثَةِ .

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) بیان کرتے ہیں کہ یہ (اس حدیث کا راوی ایوب) تینوں میں سے زیادہ قوی ہے۔

فائدہ: یہ روایت تین حضرات نے بیان کی ہے حمید ہشام ایوب۔ حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شاگرد حسن بتلایا ہے ہشام نے ابن سیرین اور ایوب نے ابو رجاء۔ امام نسائی رضی اللہ عنہ ایوب کی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں کیونکہ وہ زیادہ ثقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی دو حضرات کی روایات درست نہیں، عجب نہیں تینوں (حسن ابن سیرین ابو رجاء) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان سنا اور بیان کیا ہو۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ التَّمْرِ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- صدقۃ الفطر میں کھجور دینا

۲۵۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَرَّرُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ جَوْشَنُ كَبُورٍ يَأْتِيهِمْ

۲۵۱۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر جو جوشن کبوری سے

۲۵۱۲- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۹. * أبو رجاء هو عمران بن تيم، ويقال ابن ملحان.

۲۵۱۳- أخرجه مسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۲۰/۹۸۵ من حديث الحارث بن عبد الرحمن، والبخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام، ح: ۱۵۰۶ من حديث عياض بن عبد الله به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۰.

۲۳- کتاب الزکاة صدقۃ الفطر سے متعلق احکام و مسائل

۱- إسماعيل، - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنِ
الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي دُبَابٍ،
عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا
مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

(المعجم ۳۸) - الزَّيْبُ (التحفة ۳۸) باب: ۳۸- (صدقۃ فطر میں) کشمش (دینا)

۲۵۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا
نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ، إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ
أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ
صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

فوائد و مسائل: ① لفظ طعام سے مراد گندم بھی ہو سکتی ہے کیونکہ باقی چیزوں کا الگ بیان ہے مگر لغت کے لحاظ سے ہر مطعوم (خوراک والی چیز) کو طعام کہا جاسکتا ہے۔ اور اس میں گندم بھی داخل ہوگی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ گندم میں ایک صاع ہی کے قائل تھے نیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کہ آدھا صاع گندم بھی دی جاسکتی ہے وہ سخت مخالف تھے مگر یہ صرف سیدنا معاویہ ہی کی رائے نہ تھی بلکہ بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رائے کے حامل تھے جیسے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ۳۳۶/۲) والروضة الندية مع التعليقات الرضية: ۵۴۹/۱) مزید برآں یہ کہ یہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یا ان کا اجتہاد ہی نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مروی حدیث بھی ہے جیسا کہ حدیث: ۲۵۱۰ کے فوائد میں گزرا۔ ممکن

۲۵۱۴- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ۱۵۰۵ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۹۸۵ من حديث زيد بن أسلم به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۱.

صدقۃ الفطر سے متعلق احکام و مسائل

ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث معلوم نہ ہو اور یہ بعید از قیاس بھی نہیں۔ جس سے ان کے موقف میں مزید سختی پیدا ہوگئی۔ واللہ اعلم۔ ⑤ کشمش انگور سے تیار ہوتی ہے۔ چونکہ انگور زیادہ دیر تک رکھا نہیں جاسکتا، لہذا صدقۃ الفطر میں انگور دینا درست نہیں بلکہ اسے خشک کر کے کشمش کی صورت میں دیا جائے۔

۲۵۱۵- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ، وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَ النَّاسَ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَرَى مُدَّيْنِ مِنَ سَمَرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ هَذَا، قَالَ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ.

۲۵۱۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما تھے تو ہم صدقۃ الفطر طعام، کھجور، جو یا پنیر سے ایک صاع نکالا کرتے تھے۔ ہم اسی طرح نکالتے رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے (مدینہ منورہ) آئے تو جو باتیں انھوں نے لوگوں کو سکھائیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں شامی گندم کے دو مد قیمت میں کھجور وغیرہ کے صاع کے برابر ہیں۔ تو لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔

🌞 فائدہ: صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ گویا گندم کا نصف صاع قیمت کے لحاظ سے کھجور وغیرہ کے صاع کے برابر تھا۔ صاع دراصل برتن کی صورت میں ایک پیانہ ہے وزن نہیں۔ ظاہر ہے برتن کے اندر ہر جنس برابر وزن کی نہیں ہوتی۔ گندم کا الگ وزن ہوگا، کھجور کا الگ، جو کا الگ اور کشمش کا الگ، لہذا اصل تو یہی ہے کہ صاع بھر کر غلہ دیا جائے جو بھی ہو، مگر وہ صاع ہر جگہ مہیا نہیں۔ بعض علماء نے حجاز کا پرانا صاع نبوی مہیا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس میں تقریباً ڈھائی کلو گندم آتی ہے۔ (مد کا پیانہ تو میں نے بھی سعیدی خاندان کے ہاں دیکھا ہے) عام طور پر صاع کا جو وزن کتابوں میں مرقوم ہے وہ بھی کوئی ڈھائی کلو بنتا ہے کیونکہ رطل نوے مثقال کا ہوتا ہے اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشے کا، لہذا رطل: $405 = 4\frac{1}{2} \times 90$ ماشے کا ہوا۔ اور ایک صاع: $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہوتا ہے لہذا صاع: $2160 = 5\frac{1}{3} \times 405$ ماشے کا ہوا جو 180 تولے بنتے ہیں اور ایک تولہ 11.664 گرام کا ہوتا ہے لہذا $2099.52 = 11.664 \times 180$ گرام ہوا، لہذا صدقۃ فطر میں احتیاطاً ڈھائی کلو غلہ دیا جائے۔ (دیکھیے: حدیث: ۲۳۴۷)

باب: ۳۹- صدقۃ فطر میں آٹا دینا

(المعجم ۳۹) - الدَّقِيقُ (التحفة ۳۹)

صدقۃ الفطر سے متعلق احکام و مسائل

- ۲۵۱۶۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمْ نُخْرِجْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ دَقِيقٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ، ثُمَّ شَكَّ سُفْيَانُ فَقَالَ: دَقِيقٌ أَوْ سُلْتٌ.
- ۲۵۱۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ہم کھجور، جو کشش، آٹا، پیس یا سلت وغیرہ سے ایک صاع ہی (صدقۃ الفطر) دیتے تھے پھر راوی سفیان کو شک ہوا اور انھوں نے کہا: آٹا یا سلت۔

🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حدیث میں ”دقیق“ ”آٹے“ کا ذکر درست نہیں۔ محققین اکثر محدثین نے بھی اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ، شرح سنن النسائی: ۳۰۳/۲۲، ۳۰۳/۲۲) باقی ساری حدیث حسن صحیح ہے۔ مزید دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳/۳۲۸) لیکن چونکہ یہ ہماری عام خوراک ہے نیز حدیث میں گندم کا صریح ذکر بھی آیا ہے اس لیے اس کا صدقۃ فطر میں دینا جائز ہے۔

(المعجم ۴۰) - (الحنطة) (التحفة ۴۰) باب: ۴۰۔ گندم دینا

- ۲۵۱۷۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَنْ هُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قَوْمُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلَّمُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
- ۲۵۱۷۔ حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کہا: اپنے روزوں کی زکاة ادا کرو۔ لوگ (تعجب سے) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: یہاں جو لوگ مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ہیں وہ اپنے (بصری) بھائیوں کی طرف اٹھ کر جائیں اور انھیں تعلیم دیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۵۱۶۔ [صحیح] أخرجه الحميدي، ح: ۷۴۲ من حديث سفیان بن عیینة، ومسلم، ح: ۲۱/۹۸۵ من حديث

محمد ابن عجلان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۳. * ابن عیینة صرح بالسماع.

۲۵۱۷۔ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۱۵۸۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۴.

۲۳- کتاب الزکاة

فَرَضَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، يَصْفَ صَاعَ بُرٍّ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَمَّا إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ فَأَوْسِعُوا، أَعْطُوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ غَيْرِهِ.

☀ فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۱۰۔

(المعجم ۴۱) - أَسْلُتُ (التحفة ۴۱)

۲۵۱۸- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتُ أَوْ زَبِيبٍ.

(المعجم ۴۲) - الشَّعِيرُ (التحفة ۴۲)

۲۵۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَتَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيَّاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ تَمْرٍ، أَوْ زَبِيبٍ، أَوْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ

صدقة الفطر سے متعلق احکام و مسائل

صدقة الفطر ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام اور مذکر و مؤنث پر گندم کا نصف صاع اور کھجور یا جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال کی وسعت عطا فرمائی ہے تو تم بھی وسعت اختیار کرو یعنی گندم ہو یا کوئی اور غلہ سب میں سے پورا صاع ہی دو۔

باب: ۴۱- سُلْتُ دینا

۲۵۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور مقدس میں لوگ صدقة الفطر جو کھجور سُلْتُ یا کشش سے ایک صاع دیا کرتے تھے۔

باب: ۴۲- جو دینا

۲۵۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (صدقة الفطر) جو کھجور کشش یا پیپر سے ایک صاع نکالا کرتے تھے۔ اور (بعد میں بھی) ہم اسی طرح نکالتے رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا تو انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (نصف صاع) جو کے

۲۵۱۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب كم يؤدى في صدقة الفطر؟، ح: ۱۶۱۴ من حديث حسين بن

علي الجعفي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۵.

۲۵۱۹- [صحيح] تقدم، ح: ۲۵۱۵، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۶.

۲۳- کتاب الزکاة

صدقۃ الفطر سے متعلق احکام و مسائل

۱۳ فی عہد معاویۃ قال: مَا أَرَى مُدَّيْنٍ مِنْ أَصَاعٍ كَإِذَا بَرَّحُوا فِي سَمَرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

☀ فائدہ: یہ رائے صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہ تھی بلکہ کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رائے کے حامل تھے۔ دیکھیے حدیث: ۲۵۱۳ کے فوائد و مسائل۔

۴ (المعجم ۴۳) - (الأنفط) (التحفۃ ۴۳) باب: ۴۳- پنیر دینا

۲۵۲۰- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ عِيَّاضَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، لَا نُخْرِجُ غَيْرَهُ.

۲۵۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں (صدقۃ الفطر) کھجور یا جو یا پنیر سے ایک صاع ہی دیا کرتے تھے۔ ہم ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہ دیا کرتے تھے۔

☀ فوائد و مسائل: ① حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں کشتش اور طعام کا بھی ذکر ہے، بلکہ سُنْتُ کا بھی ذکر ہے۔ گندم کا صراحۃً ذکر نہیں الا یہ کہ طعام سے گندم مراد لی جائے۔ ② پنیر دودھ کو گرم کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک پنیر بھی ایک صاع دیا جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قیمت کے لحاظ سے دیا جائے گا، مگر احادیث میں صراحۃً پنیر کے بھی صاع ہی کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے۔

(المعجم ۴۴) - كَمِ الصَّاعُ (التحفۃ ۴۴) باب: ۴۴- صاع کتنا ہوتا ہے؟

۱۴ ۲۵۲۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَالِكٍ - عَنْ الْجُعَيْدِ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: ۲۵۲۱- حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صاع تمھارے آج کل کے حساب سے ایک مد اور ایک تہائی مد کے برابر تھا۔ اب

۲۵۲۰- [صحیح] تقدم، ح: ۲۵۱۳، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۷.

۲۵۲۱- [صحیح] أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم... الخ، ح: ۷۳۳۰ عن عمرو بن زرارۃ به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۸. * زياد رواه عن القاسم به.

۲۳- کتاب الزکاة صدقة الفطر سے متعلق احکام و مسائل

كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلًا اس (مکی مقدار) میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔
وَتِلْكَ بِمِثْلِكُمُ الْيَوْمَ، وَقَدْ زِيدَ فِيهِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَحَدَّثَنِيهِ زَيْدُ
ابْنُ أَيُّوبَ. مجھے یہ حدیث زیاد بن ایوب نے بھی بیان کی ہے۔

☀ فائدہ: پیانے اور وزن ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ایک جیسے نہیں رہتے۔ مد صاع درہم اور مثقال بھی چھوٹے
بڑے ہوتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے شریعت میں معتبر پیانہ اور وزن تو وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔
آپ کے دور میں صاع چار مد کا تھا اور ایک مد وزن کے لحاظ سے ایک اور تہائی رطل (1/3) کا تھا۔ اسی طرح
صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا، یعنی 5/3 رطل۔ اور رطل 90 مثقال کا۔ اس لحاظ سے صاع کے وزن کی
تفصیل حدیث 2515 میں گزر چکی ہے جو تقریباً ڈھائی کلو بنتا ہے۔ بعد میں مد اور صاع بڑا بنا دیا گیا۔ مد بجائے
1/3 رطل کے 2 رطل کا کر دیا گیا۔ اسی طرح صاع آٹھ رطل کا ہو گیا۔ احناف نے اس صاع کو اختیار کیا ہے
حالانکہ وہ صاع نبوی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جب مدینہ منورہ گئے اور ان کا امام مالک رحمہ اللہ
سے اس سلسلے میں مباحثہ ہوا تو انھوں نے اپنے مسلک سے رجوع کر لیا کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ نے ان کو مدینہ
منورہ کے مختلف گھروں سے رسول اللہ ﷺ کے دور کے صاع منگوا کر دکھائے جو ایک دوسرے کے برابر تھے۔
اور یہ صاع اہل مدینہ نے ورثہ سے آباؤ اجداد سے حاصل کیے تھے۔ اور یہی صاع صحیح ہے۔ جمہور اہل علم اسی
کے قائل ہیں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا تھا کہ اگر میرے استاد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ صاع دیکھ لیتے تو وہ بھی اس
کے قائل ہو جاتے۔ گویا حنفیہ کا صاع شرعی صاع نہیں ہے لہذا عشر اور صدقة الفطر میں مدنی صاع ہی معتبر ہو گا نہ
کہ حنفیہ والا صاع جو بعد میں بنایا گیا۔

و[أَخْبَرَنَا] أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ [قَالَ]:
حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ، وَالْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ».

۲۵۲۱ب - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، البيهقي، باب في قول النبي ﷺ: "المكيال مكيال المدينة"،
ح: ۳۴۰ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۵،
والدارقطني وغيرهما، وللحديث علة قاذحة، ألا وهي عننة الثوري: ۱۰۲۷.

☀️ فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دلائل کی رو سے رائج یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابن ملقن، دارقطنی، نووی، ابن دقیق العید اور امام علائی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ سفیان ثوری کی تدلیس مضمّن نہیں ملاحظہ ہو: (طبقات المدلسین لابن حجر، ص: ۲۱، طبعہ دارالبیان) شارح سنن النسائی اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس پر تحقیقی بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل، رقم الحدیث: ۱۳۳۲ و ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۳۱۳/۲۲-۳۱۶)

② ”معتبر ماپ (پیمانہ)“ یعنی مد اور صاع شرع میں وہی معتبر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں مدینے والوں کا تھا اور وزن، یعنی رطل اور درہم، دینار وغیرہ وہ معتبر ہیں جو اہل مکہ میں اس وقت رائج تھے۔ ممکن ہے مکہ والوں کا وزن اس لیے معتبر سمجھا گیا ہو کہ وہ اہل تجارت تھے اور ان کا وزن سے زیادہ واسطہ رہتا تھا۔ اس دور میں چاندی اور سونا وزن کیا جاتا تھا اور تجارت انھی دو چیزوں کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور پیمانے مدینے والوں کے معتبر سمجھے جاتے تھے کیونکہ وہ اہل زراعت تھے اور ان کا واسطہ غلے وغیرہ سے تھا اور اس دور میں غلہ تو لائیں جاتا تھا بلکہ پیمانوں (مد اور صاع وغیرہ) کے ذریعے سے ماپا جاتا تھا لہذا وہ پیمانوں سے زیادہ واقف تھے۔

باب: ۳۵- صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت

(المعجم ۴۵) - بَابُ الْوَقْتِ [الَّذِي يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدَّى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيهِ] (التحفة ۴۵)

۲۵۲۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۃ الفطر عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

۲۵۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى، ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

(امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد) محمد بن عبد اللہ بن بزیع

قَالَ ابْنُ بَرِيعٍ: بِزَكَاةِ الْفِطْرِ.

۲۵۲۲- أخرجه مسلم، الزكاة، باب الأمر بإخراج زكاة الفطر قبل الصلاة، ح: ۹۸۶/۲۲ من حديث أبي خيثمة زهير بن معاوية، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل العيد، ح: ۱۵۰۹ من حديث موسى بن عقبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۰. * الفضيل هو ابن سليمان، وكان يحيى بن معين يضعفه، وهو حسن الحديث.

ایک شہر کی زکاة دوسرے شہر لے جانے کا بیان
نے (اپنی روایت میں بصدقۃ الفطر کے بجائے)
بزکاة الفطر کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے روایت نمبر ۲۵۰۶۔

باب: ۴۶- ایک شہر کی زکاة دوسرے
شہر لے جانا؟

(المعجم ۴۶) - إِخْرَاجُ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ
إِلَى بَلَدٍ (التحفة ۴۶)

۲۵۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی
طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: ”تو وہاں اہل کتاب
(یہودیوں) کی کثیر جماعت کی طرف جا رہا ہے لہذا انھیں
دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔
اگر وہ تیری یہ بات مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ
نے ان پر پانچ نمازیں ہر دن رات میں فرض کی ہیں۔
اگر وہ تیری یہ بات بھی مان لیں تو بتانا کہ اللہ عزوجل
نے ان پر ان کے مالوں میں زکاة فرض کی ہے جو ان
کے مال دار لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے فقیر
لوگوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اگر وہ تیری یہ بات بھی
مان لیں تو ان کے عمدہ مال نہ لینا۔ اور مظلوم کی بددعا
سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں اس کے سامنے
کوئی رکاوٹ نہیں۔“

۲۵۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ أَبِي
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذَ
ابْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي
قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَأَذْغُهُمْ إِلَى شَهَادَةٍ: أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ
أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ،
فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
[قَدْ] افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ
تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتَوْضَعُ فِي فُقَرَائِهِمْ،
فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ
أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ
بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ».

☀ فائدہ: اصل یہی ہے کہ زکاة کو اسی علاقے میں تقسیم کیا جائے الا یہ کہ وہ زائد ہو یا دوسرے لوگ زیادہ مستحق
ہوں۔ خصوصاً صدقۃ الفطر تو اپنے علاقے ہی میں تقسیم ہونا چاہیے کیونکہ اس کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اس علاقے

۲۳- کتاب الزکاة لاعلمی میں غنی کو زکاة دینے کا بیان

کے مستحقین کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہوگا، نیز یہ وقتی صدقہ ہے تاکہ فقراء بھی بے فکر ہو کر عید میں شامل ہو جائیں۔ بخلاف اس کے زکاة ایک مستقل فنڈ ہے اور اس کے مصارف بھی زیادہ ہیں مثلاً: فی سبیل اللہ لہذا اسے منتقل کرنا ہی پڑتا ہے۔ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۳۳۷)

(المعجم ۴۷) - بَابُ إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا
وَهُوَ لَا يَشْعُرُ (التحفة ۴۷)

باب: ۴۷- جب کوئی شخص لاءعلمی میں زکاة کسی غنی کو دے بیٹھے تو؟

۲۵۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(بنی اسرائیل میں سے) ایک آدمی نے کہا: میں آج ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ (رات کے وقت) اپنا صدقہ لے کر نکلا اور جا کر ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا، تو صبح لوگ یہ کہنے لگے کہ چور پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ! تیرا شکر ہے (اگرچہ) چور پر صدقہ ہو گیا۔ آج میں پھر صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا تو کسی زانیہ کے ہاتھ پر رکھ آیا۔ صبح لوگ یہ کہنے لگے کہ رات ایک بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! تیرا شکر ہے (اگرچہ) زانیہ پر صدقہ ہو گیا ہے۔ آج پھر میں صدقہ کروں گا، پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ ایک غنی کو دے آیا۔ صبح لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ (تعجب ہے) مالدار پر صدقہ کیا گیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: اے اللہ! تیرا شکر ہے (عجیب بات ہے) کبھی بدکار عورت پر صدقہ ہو جاتا ہے کبھی چور پر اور کبھی مال دار پر، پھر خواب میں اس سے کہا گیا: تیرا صدقہ تو یقیناً قبول ہو چکا۔ رہی زانیہ! (یعنی

۲۵۲۴- أَخْبَرَنَا عَمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «قَالَ رَجُلٌ: لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: قَدْ تُصَدَّقُ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ! لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصَدَّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ! لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصَدَّقُ عَلَى غَنِيٍّ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى سَارِقٍ

۲۵۲۴- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: إذا تصدق على غني وهو لا يعلم، ح: ۱۴۲۱ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الزكاة، باب ثبوت أجر المتصدق... الخ، ح: ۱۰۲۲ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۲.

۲۳- کتاب الزکاة حرام مال سے صدقہ دینا

وَعَلَىٰ غَنِيٍّ، فَأَتَيْهِ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ تُقْبَلُ، أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ بِهِ مِنْ زَنَاها، وَلَعَلَّ السَّارِقَ أَنْ يَسْتَعِفَّ بِهِ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ أَنْ يَتَعَبَّرَ فَيَنْفِقَ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

اس پر کیا ہوا صدقہ (تو وہ اس لیے قبول ہے کہ) شاید اس صدقہ کی وجہ سے وہ بدکاری سے باز آجائے۔ اور چور! شاید وہ اس (صدقہ) کی وجہ سے چوری کرنے سے باز آجائے اور مال دار! شاید وہ عبرت و نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال سے خرچ کرنے لگے۔“

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ جب تک ہماری شریعت پہلی شریعتوں کی کسی بات کی تردید نہ کرے اس وقت تک پہلی بات بھی حجت ہے۔ مذکورہ واقعہ بھی نبی ﷺ نے بیان فرما کر تصدیق فرما دی، لہذا حجت ہے۔ اسی طرح کسی کا خواب حجت تو نہیں ہوتا مگر نبی ﷺ کی تصدیق سے یہ بھی حجت بن گیا۔ ② اس واقعے سے معلوم ہوا کہ اگر غلطی یا لاعلمی سے زکاۃ کسی ایسے شخص کو دے دی گئی ہو جو مستحق نہیں تھا تو ادا کرنے والے شخص پر کوئی ملامت نہیں، نیز وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے اگرچہ لینے والے کے لیے جائز نہیں البتہ اس واقعے میں یہ صراحت نہیں کہ وہ صدقہ فرض تھا یا نفل۔ ہاں اگر جان بوجھ کر غیر مستحق کو ادا کرے تو وہ بری الذمہ نہ ہوگا۔ ③ چور اور زانیہ اگر فقیر تھے تو وہ صدقہ کے مستحق تھے۔ ہو سکتا ہے کہ چور فقر کی وجہ سے چوری کرتا ہو اور زانیہ بھی فقر کی وجہ سے زنا کا ارتکاب کرتی ہو۔ اگرچہ اس صورت میں بھی یہ جرائم ان کے لیے جائز نہ تھے مگر ان جرائم کے باوجود وہ فقر کی وجہ سے زکاۃ کے مستحق تھے۔ صدقہ کرنے والے کا اظہار افسوس عرف کے طور پر تھا کیونکہ عموماً جرائم پیشہ لوگوں کو صدقہ نہیں دیا جاتا، مگر شرعاً ایسی کوئی پابندی نہیں۔ ممکن ہے ان سے تعاون ان کی اصلاح کا سبب بن جائے۔

باب: ۳۸- حرام (چوری، خیانت وغیرہ)

(المعجم ۴۸) - بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ

کے مال سے صدقہ دینا

(التحفة ۴۸)

۲۵۲۵- حضرت ابولہج کے والد سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔“

۲۵۲۵- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفْضَلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ -

۲۳- کتاب الزکاة

حرام مال سے صدقہ دینا

وَاللَّفْظُ لِبِشْرِ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي
الْمَلِیحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ
صَلَاةَ بَغِيرِ طُهْوٍ وَلَا صَدَقَةَ مِنْ غُلُولٍ».

☀ فائدہ: قبولیت کا مطلب ثواب ہے یعنی حرام مال سے صدقہ کرنے والے کو ثواب نہ ملے گا البتہ اس سے فقیر کو فائدہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ حرام مال اس شخص کے لیے ناجائز ہے جس نے ناحق حاصل کیا تاہم فقیر چونکہ اس بات سے ناواقف ہے کہ صدقہ کرنے والے نے صدقہ حرام مال سے کیا ہے یا حلال مال سے اس لیے اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہوگا۔ لیکن علم رکھتے ہوئے کسی حرام کی کمائی سے صدقہ لینا اس کے لیے جائز نہ ہوگا۔

۲۵۲۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
اللِّثُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ
مِنْ طَيِّبٍ - وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا
الطَّيِّبَ - إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ عَزَّ وَجَلَّ
بِیَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً، فَتَرَبُّو فِي كَفِّ
الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ،
كَمَا يُرَبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهُ أَوْ فَصِيلُهُ».

۲۵۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی کوئی شخص حلال مال سے صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قبول بھی حلال مال ہی فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں وصول کرتا ہے اگرچہ وہ صدقہ ایک کھجور ہی ہو پھر وہ کھجور رب رحمان کی تھیلی میں بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا پوستا ہے۔“

☀ فائدہ: اللہ تعالیٰ کی صفات جس طرح قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے۔ ان میں تشبیہ و تمثیل اور تاویل و تعطیل سے کام لینا جائز نہیں۔ سلف کا اس پر اجماع ہے۔ بعض نے ان صفات کی تاویلات کی ہیں جو کہ قابل التفات نہیں۔

۲۵۲۶- أخرجه مسلم، الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربيتها، ح: ۱۰۱۴ عن قتیبة، والبخاری، الزکاة، باب الصدقة من کسب طیب ... الخ، ح: ۱۴۱۰ معلقاً من حدیث سعید بن یسار به، وهو فی الکبریٰ، ح: ۲۳۰۴.

(المعجم ۴۹) - جَهْدُ الْمُقِلِّ (التحفة ۴۹)

باب: ۴۹- کم مال والے کا مشقت

سے کمایا ہوا مال

۲۵۲۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ
الْحَكَمِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ:
أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ
الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ حُبَيْشٍ الْخُثَعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ:
أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ لَا
شَكَّ فِيهِ، وَجِهَادٌ لَا غُلُولَ فِيهِ، وَحَجَّةٌ
مَبْرُورَةٌ» قِيلَ: فَأَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:
«طُولُ الْقُنُوتِ» قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ
أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَهْدُ الْمُقِلِّ» قِيلَ: فَأَيُّ
الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ» قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟
قَالَ: «مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ»
قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: «مَنْ
أَهْرَيْقَ دَمَهُ وَعَقَرَ جَوَادُهُ».

۲۵۲۷- حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟
آپ نے فرمایا: ”ایسا ایمان جس میں کوئی شک نہ رہے۔
اور ایسا جہاد جس میں کوئی خیانت نہ کی جائے اور نیکی والا
صاف ستھرا حج۔“ پوچھا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ
نے فرمایا: ”بے قیام والی (نفل نماز)۔“ پوچھا گیا:
صدقہ کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کم مال والے
کا مشقت سے کمایا ہوا مال۔“ پوچھا گیا: ہجرت کون سی
افضل ہے؟ فرمایا: ”اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ
چیزوں کو چھوڑ دے۔“ عرض کیا گیا: جہاد کون سا افضل
ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس شخص کا جس نے اپنے جان
و مال کے ساتھ مشرکین سے جہاد کیا۔“ عرض کیا گیا:
کون سا قتل (مارا جانا) زیادہ شرف والا ہے؟ آپ نے
فرمایا: ”اس آدمی کی شہادت جس کا اپنا خون بھی بہادیا
گیا اور اس کا گھوڑا بھی مار دیا گیا ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ضروری نہیں کہ ایک سوال کا جواب ہر شخص کو ایک سا ہی ملے۔ مخاطب کی حالت اور
موقع محل کے لحاظ سے جواب مختلف ہو سکتا ہے نیز ہو سکتا ہے کہ ایک عمل حقوق اللہ میں سے افضل ہو دوسرا حقوق
العباد میں سے۔ کوئی عبادات میں افضل ہو کوئی معاملات میں۔ اسی لیے دیگر روایات میں افضل عمل کا جواب
اس سے مختلف بھی آیا ہے۔ اس میں کوئی تناقض نہیں۔ ② ”ایمان“ جس میں کوئی تذبذب یا جیس نہیں نہ ہو
ور نہ وہ معتبر ہی نہیں جیسے منافقین کا ایمان۔ ③ خیانت، یعنی مال غنیمت میں۔ ④ ”نیکی والا حج۔“ جس میں کوئی
شہوانی بات نہ کی گئی ہو کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب اور کسی سے جھگڑا وغیرہ نہ کیا گیا ہو۔ ⑤ ”بے قیام والی۔“ یعنی

۲۳- کتاب الزکاة

افضل صدقے کا بیان

رات کی نفل نماز ورنہ فرض نماز تو مختصر قیام والی چاہیے۔ ① ”چھوڑ دے۔“ کیونکہ ہجرت کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنا ہے ورنہ گھر اور شہر چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲۵۲۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي
سَعِيدٍ وَالْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ
دِرْهَمٍ» قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: «كَأَن لِرَجُلٍ
دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا، وَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ
إِلَى غُرْضٍ مَالِهِ، فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ
دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا».

۲۵۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(کبھی) ایک درہم (کا ثواب)
لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: وہ کیسے؟
آپ نے فرمایا: ”ایک آدمی کے پاس کل دو درہم ہوں
اس نے ان میں سے ایک صدقہ کر دیا۔ اور دوسرا شخص
اپنے مال کے ایک کوٹے میں گیا۔ اس میں سے ایک
لاکھ درہم اٹھایا اور صدقہ کر دیا۔“

☀ فائدہ: مذکورہ روایت اور اگلی روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے
بعض نے حسن قرار دیا ہے، بعض نے صحیح اور بعض نے اسنادہ قوی کا حکم لگایا ہے، نیز انھوں نے ان احادیث پر
تحقیقی بحث کرتے ہوئے ان کے شواہد اور متابعات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت
سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی
شرح سنن النسائي: ۳۳۹/۲۲-۳۵۱، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۳/۳۹۸، و صحیح
سنن النسائي للألباني: ۲۰۳/۲، رقم: ۲۵۲۶، ۲۵۲۷) علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کنتی کو نہیں دیکھتا بلکہ خرچ کرنے
والے کے جذبے اور اس کے دل کی حالت کو دیکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا
دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ﴾ (الحج ۳۷:۲۲) ”اللہ تعالیٰ کے پاس قربانی کے گوشت اور ان
(قربانی والے جانوروں) کے خون نہیں پہنچتے، بلکہ اس کے پاس تمہارا تقویٰ اور غلوس پہنچتا ہے۔“ یاد رہے اجر بھی
اسی چیز کا ہے۔

۲۵۲۹- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ
۲۵۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۵۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۷۹/۲ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۶. ابن عجلان عن
تقدم، ح: ۱۲۷۱.

۲۵۲۹- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۲۴۴۳، وابن حبان (الموارد)، ح: ۸۳۸،
والحاكم: ۴۱۶/۱ من حديث صفوان به، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى،
ح: ۲۳۰۷، وانظر الحديث السابق لعلته.

۲۳- کتاب الزکاة افضل صدقہ کا بیان

ہم قال: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَبَقَ دِرْهَمُ مِائَةِ أَلْفٍ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ؟ قَالَ: «رَجُلٌ لَهُ دِرْهَمَانِ، فَأَخَذَ أَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهِ، وَرَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَأَخَذَ مِنْ عَرْضِ مَالِهِ مِائَةَ أَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(کبھی) ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ”ایک آدمی کے پاس کل دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک اٹھائے اور صدقہ کر دے۔ اور دوسرے شخص کے پاس بہت سال ہو اس نے اپنے مال کے ایک کنارے سے ایک لاکھ درہم اٹھایا اور صدقہ کر دیا۔“

۲۵۳۰- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ، فَمَا يَجِدُ أَحَدُنَا شَيْئًا يَتَصَدَّقُ بِهِ حَتَّى يَنْطَلِقَ إِلَى السُّوقِ فَيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَجِيءَ بِالْمَدِّ فَيُعْطِيَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِنِّي لَأَعْرِفُ الْيَوْمَ رَجُلًا لَهُ مِائَةُ أَلْفٍ مَا كَانَ لَهُ يَوْمَئِذٍ دِرْهَمٌ.

۲۵۳۰- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ کوئی چیز نہ پاتے تھے کہ صدقہ کریں تو وہ بازار جاتے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے (بار برداری کا کام کرتے) اور ایک مد لے کر آتے اور اللہ کے رسول ﷺ کو دے دیتے، لیکن آج میں ایسے لوگ دیکھتا ہوں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں مگر ان دنوں ان کے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا۔

☀ فائدہ: یقیناً اس دور کا ایک درہم ثواب کے لحاظ سے آج کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ جائے گا۔ واللہ اعلم.

۲۵۳۱- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ، عَنْ

۲۵۳۱- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو

۲۵۳۰- انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۸. * الحسين هو ابن واقد.

۲۵۳۱- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾، ح: ۴۶۶۸، ومسلم، الزكاة، باب الحمل بأجرة يتصدق بها... الخ، ح: ۱۰۱۸، عن بشر بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۹. * سليمان هو ابن مهران الأعمش.

ضرورت کے بغیر صدقہ و خیرات لینے کی ممانعت کا بیان

أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِبَنْصِفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُتَأَفِّقُونَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنِي عَنْ صَدَقَةِ هَذَا، وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً، فَتَزَلَّتْ: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ [التوبة: ۷۹].

حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے نصف صاع صدقہ کیا۔ ایک اور صحابی اس سے بہت زیادہ مال لے کر آئے۔ منافقین کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اس شخص (حضرت ابو عقیل) کے اس قلیل صدقے سے بے نیاز ہے اور اس دوسرے شخص نے صرف ریاکاری کے لیے صدقہ کیا ہے۔ تو یہ آیت اتری: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ..... الْآيَةُ﴾ ”منافق لوگ خوشی سے کثیر صدقہ کرنے والے ایمان والوں کو بھی عیب لگاتے ہیں اور ان غریب مسلمانوں کو بھی جن کے پاس مشقت سے کمایا ہوا تھوڑا سا مال ہے۔“

🌞 فائدہ: ”ایک اور صحابی۔“ یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ مال دار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے۔ اس دن یہ چار ہزار اور ایک روایت کے مطابق آٹھ ہزار درہم لے کر آئے تھے۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۳۵۶/۲۲) منافقوں نے ان پر ریاکاری کا الزام لگا دیا اور حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ کے نصف صاع صدقہ کرنے کو دیسے مذاق بنالیا اور تحقیر کی۔

باب: ۵۰- اوپر والا ہاتھ

(المعجم ۵۰) - أَلَيْدُ الْعُلَيَّا (التحفة ۵۰)

۲۵۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعُرْوَةُ سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ جِرَازٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطَبِيبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ

۲۵۳۲- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا، آپ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیا۔ میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیا۔ ساتھ ہی فرمایا: ”بلاشبہ یہ مال سبز و شیریں ہے۔ جو شخص اسے دل کی پاکیزگی کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جو دل کے طمع و حرص کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس

۲۵۳۲- أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: «هذا المال خضرة حلوة... الخ»، ح: ۶۴۴۱، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى... الخ، ح: ۱۰۳۵ من حديث سفیان بن عیینہ به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۰.

مِيسِرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنْ يَدِ السُّفْلَى. میں بہتر ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”سبز و شیریں“ سبز چارہ جانوروں کو بہت مرغوب ہوتا ہے اور میٹھی چیز عموماً انسانوں کو بہت پسند ہوتی ہے اس لیے مال کو دو چیزوں سے تشبیہ دی گئی۔ ② ”دل کی پاکیزگی“ یعنی دل میں طمع اور لالچ نہ ہو اور نہ اس نے مانگا ہی ہو۔ یاد دینے والے نے اسے خوشی سے دیا ہو نہ کہ مجبوراً یا بغیر مانگے دیا ہو۔ ③ ”دل کے طمع و حرص۔“ یعنی لینے والے کی یہ حالت ہو یا دینے والے نے طمع اور لالچ سے دیا ہو کہ مجھے زیادہ واپس ملے گا۔ ④ ”سیر نہیں ہوتا۔“ کیونکہ دل غنی نہیں۔ دل غنی ہو تو تھوڑا بھی کافی محسوس ہوتا ہے ورنہ ڈھیر بھی مطمئن نہیں کر سکتے۔ ⑤ ”اوپر والا ہاتھ“ یعنی دینے والا کیونکہ وہ بلند رہتا ہے۔ کسی کے سامنے ذلیل نہیں ہوتا۔ ⑥ ”نیچے والے ہاتھ“ یعنی مانگنے والا۔ وہ حقیقتاً بھی دینے والے کے ہاتھ کے نیچے ہوتا ہے اور رتبے کے لحاظ سے بھی کم ہوتا ہے۔ ⑦ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ انتہائی حاجت کے بغیر نہیں مانگنا چاہیے اور اگر خود بخود ملے تو پھر بھی دل میں حرص و طمع نہیں ہونا چاہیے اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو مانگنے سے رک جانا چاہیے بلکہ کسی کا دیا بھی قبول نہ کرے۔ اس میں عزت ہے۔

(المعجم ۵۱) - بَابُ أَيُّهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا؟ باب: ۵۱- اوپر والا ہاتھ کون سا ہے؟

(التحفة ۵۱)

۲۵۳۳- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقِ الْمُحَارَبِيِّ قَالَ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُولُ: «يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا، وَابْدَأْ

۲۵۳۳- حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے: ”دینے والے کا ہاتھ اونچا ہوتا ہے اور سب سے پہلے تو اسے دے جس کا تو ذمہ دار ہے۔ اپنی ماں کو دے اپنے باپ کو دے اپنی بہن کو دے اپنے بھائی کو دے پھر اپنے قریبی رشتے دار کو دے پھر اپنے پڑوسی کو

۲۵۳۳- [سناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۴۳، ۴۴، ح: ۲۹۵۷ من حديث يزيد بن مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۱، وصححه ابن حبان، ح: ۸۱۰، والحاكم: ۲/ ۶۱۲، ووافقه الذهبي، ويأتي طرفه: (۴۸۴۳).

بِمَنْ نَعُولُ، أَمْلَكَ وَأَبَاكَ وَأَخْتَكَ وَأَخَاكَ، دے۔“ یہ حدیث مختصر ہے۔
ثُمَّ أَذْنَاكَ أَذْنَاكَ. مُخْتَصَرٌ.

☀ فائدہ: عقلاً بھی یہی ترتیب ہے کیونکہ جس کا خرچہ دے ہو اس کا تو حق ہے۔ دنیا میں بھی پرش ہوگی اور آخرت میں بھی پھر تعلق رشتہ داری اور قرب کا لحاظ رکھا جائے گا۔

(المعجم ۵۲) - أَلَيْدُ السُّفْلَى (التحفة ۵۲) باب: ۵۲- نیچے والا ہاتھ

۲۵۳۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالْتَعَفُّ عَنْ الْمَسْأَلَةِ: «أَلَيْدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ أَلَيْدِ السُّفْلَى، وَالْأَيْدِ الْعُلْيَا الْمُتَنَفِّقَةُ، وَالْأَيْدِ السُّفْلَى السَّائِلَةُ».

۲۵۳۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔“

(المعجم ۵۳) - الصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غَنَى (التحفة ۵۳) باب: ۵۳- صدقہ ایسا ہونا چاہیے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے

۲۵۳۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى، وَالْأَيْدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ أَلَيْدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ نَعُولُ».

۲۵۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور سب سے اسے پہلے دے جس کا تو ذمہ دار ہے۔“

☀ فائدہ: ”غنی ہے۔“ خواہ وہ قلبی غنا ہو یا مالی۔ ایسا نہ ہو کہ صدقہ کرنے کے بعد وہ خود مانگنا شروع کر دے یا اس کے اہل خانہ محتاج ہو جائیں۔ ہر آدمی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ایمان و یقین اور توکل نہیں رکھتا کہ سارا

۲۵۳۴- أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى... الخ، ح: ۱۰۳۳ عن قتيبة، البخاري، الزكاة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ح: ۱۴۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۲/ ۹۹۸، والكبرى، ح: ۲۳۱۲.

۲۵۳۵- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۲، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ۱۴۲۶ وغيره.

۲۳- کتاب الزکاة

مال صدقہ کر دے۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ بعض اہل علم نے معنی یہ کیے ہیں کہ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے ساتھ لینے والا غنی ہو جائے اور سوال کی حاجت نہ رہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۴) - تَفْسِيرُ ذَلِكَ (التحفة ۵۴) باب: ۵۳- اس کی تفسیر و وضاحت

۲۵۳۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عِنْدِي دِينَارٌ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى زَوْجَتِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى وَلَدِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى خَادِمِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «أَنْتَ أَبْصَرُ».

۲۵۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے آپ پر خرچ کر۔“ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی بیوی پر خرچ کر۔“ اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ”اپنی اولاد پر خرچ کر۔“ وہ عرض پر داز ہوا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے نوکر پر خرچ کر۔“ وہ بولا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تو زیادہ جانتا ہے (کہ کہاں خرچ کرے)۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں تَصَدَّقُوا کا لفظ ہے، مگر مراد فرض یا نفل صدقہ نہیں بلکہ مطلق خرچ کرنا مراد ہے۔ اس لفظ میں نکتہ یہ ہے کہ مومن کو اپنے واجب اخراجات پر بھی ثواب ملتا ہے بشرطیکہ حلال مال سے کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ثواب کی نیت رکھے۔ ② بعض احادیث میں اولاد کو بیوی سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کے اخراجات یکساں واجب ہیں۔ ③ بیان کردہ ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک فرض اخراجات پورے نہ ہوں آگے صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔ اول خویش بعد درویش۔ الایہ کہ اختیار نہ رہے مثلاً: مہمان گھر آجائے تو گھر والوں کو بھوکا رکھ کر بھی مہمان نوازی کی جاسکتی ہے۔ گویا یہاں اختیاری صدقہ کا بیان ہے۔ ④ ”تو زیادہ جانتا ہے۔“ یعنی پھر تیری مرضی۔ جہاں مناسب سمجھتا ہے خرچ کر۔

۲۵۳۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب في صلة الرحم، ح: ۱۶۹۱. من حديث محمد بن عجلان به، وشرح بالسماع عند أحمد: ۲/۲۵۱، ۴۷۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، وصححه ابن حبان، ح: ۸۲۸، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۴۱۵، ووافقه الذهبي، ولبعض الحديث شواهد عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۷۵۰ وغيره.

(المعجم ۵۵) - بَابٌ إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ، هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ؟ (التحفة ۵۵)

باب: ۵۵- جب کوئی محتاج شخص صدقہ کرے تو کیا اسے واپس کر دیا جائے؟

۲۵۳۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ عِيَّاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقُوا» فَتَصَدَّقُوا، فَأَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقُوا» فَطَرَحَ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَمْ تَرَوْا إِلَى هَذَا؟ إِنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَدَّةٍ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَفْطَنُوا لَهُ، فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ، فَلَمْ تَفْعَلُوا، فَقُلْتُ: تَصَدَّقُوا، فَتَصَدَّقْتُمْ، فَأَعْطَيْتُهُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: تَصَدَّقُوا، فَطَرَحَ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ: خُذْ ثَوْبَكَ» وَانْتَهَرَهُ.

۲۵۳۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعے کے دن مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”دور کعتیں پڑھ۔“ پھر وہ دوسرے جمعے کو آیا تو (اس وقت بھی) رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”دور کعتیں پڑھ۔“ پھر وہ تیسرے جمعے کو آیا تو (اس وقت بھی آپ خطبہ فرما رہے تھے) آپ نے پھر فرمایا: ”دور کعتیں پڑھ۔“ پھر فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ لوگوں نے صدقہ کیا۔ آپ نے اسے دو کپڑے دیے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ اس نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے نہیں دیکھتے؟ یہ خراب حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ مجھے امید تھی کہ تم خود ہی سمجھ جاؤ گے اور اس پر صدقہ کرو گے لیکن تم نے نہ دیا تو میں نے خود کہا کہ صدقہ کرو۔ تم نے صدقہ کیا تو میں نے اسے دو کپڑے دیے پھر میں نے کہا: صدقہ کرو تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا پھینک دیا۔ اٹھا اپنا کپڑا۔“ اور آپ نے اسے ڈانٹا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”دور کعتیں پڑھ۔“ ہر جمعے آپ کا اسے دو رکعات پڑھنے کا حکم دینا دلیل ہے کہ دوران خطبہ میں آنے والا شخص لازماً دو رکعات پڑھے۔ اسے یہ کہہ کر رو نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے اس لیے نماز

۲۵۳۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب الرجل يخرج بن ماله، ح: ۱۶۷۵، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ۵۱۱ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ۷۴۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۶، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۲۳- کتاب الزکاة

کاحکم دیا تھا کہ لوگ اس کی حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کریں کیونکہ یہ بات تو تیسرے جمعے میں ہوئی۔ اگر پہلے دو جمعوں میں یہ مقصد ہوتا تو آپ موقع پر صدقہ کا حکم دیتے جس طرح تیسرے جمعے کو دیا، نیز صدقہ کا حکم عام تھا تبھی تو اس آنے والے کو صرف دو کپڑے دیے اور پھر بعد میں بھی صدقہ کا حکم دیا گیا۔ گویا یہ صدقہ صرف اس شخص کے لیے نہ تھا۔ ① ”ڈانٹا۔“ معلوم ہوا محتاج کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اسے روکا جائے گا۔ محتاج سے صدقہ لینا صدقہ کی روح کے خلاف ہے۔

۵۶ (المعجم ۵۶) - صَدَقَةُ الْعَبْدِ (التحفة ۵۶) باب: ۵۶- غلام کا مالک کے مال میں سے

صدقہ کرنا؟

۲۵۳۸- حضرت عمیر مولیٰ آبی اللحم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے مالک نے حکم دیا کہ میں کچھ گوشت تیار کروں۔ اتفاقاً ایک مسکین آ گیا۔ میں نے کچھ اسے کھلا دیا۔ میرے مالک کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور شکایت کی)۔ آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ”تو نے اسے کیوں مارا؟“ اس نے کہا: یہ میری اجازت کے بغیر میرا کھانا (فقراء کو) کھلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(پھر کیا ہوا؟) ثواب تم دونوں کو ملے گا۔“

۲۵۳۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ: أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أَقْدَدَ لَحْمًا، فَجَاءَ مَسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ، فَعَلِمَ بِذَلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَدَعَاهُ فَقَالَ: «لِمَ ضَرَبْتَهُ؟» قَالَ: يُطْعِمُ طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ أَمُرُهُ - وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: بِغَيْرِ أَمْرِي - قَالَ: «أَلَا جَزُ بَيْنَكُمَا».

فوائد و مسائل: ① ”آبی اللحم“ یہ ان کا لقب تھا۔ نام خلف بتایا جاتا ہے۔ اور بھی اقوال ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں: گوشت کا انکار کرنے والا۔ ان کا یہ لقب اس لیے تھا کہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دور جاہلیت میں وہ بتوں کے لیے ذبح شدہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ مذکورہ حدیث میں گوشت تیار کرنے کے حکم سے مراد یہی ہیں۔ ② ”ثواب دونوں کو ملے گا۔“ البتہ مالک کی اجازت ضروری ہے الا یہ کہ بہت ہی معمولی چیز ہو۔ مالک کو حکم یا رضامندی کا ثواب اور غلام کو ادائیگی کا ثواب، لیکن ضروری نہیں کہ برابر ہو۔

۲۳- کتاب الزکاة

بیوی کا خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے کا بیان

۲۵۳۹- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

نے فرمایا: ”ہر مسلمان کے ذمے صدقہ (واجب) ہے۔“ پوچھا گیا کہ آپ بتائیں اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھ سے کمائی کرے۔“ اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔“ کہا گیا: آپ بتائیں اگر وہ ایسے نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ”کسی حاجت مند ستم رسیدہ (مظلوم یا عاجز) کی مدد کر دے۔“ عرض کیا گیا کہ اگر وہ ایسے بھی نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ”پھر نیکی کا حکم دے۔“ عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ”برائی سے باز رہے۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔“

۲۵۳۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْهَا، قَالَ: «يُعْتَمِلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ فَيَتَصَدَّقُ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ» قِيلَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ».

🌞 فائدہ: صدقے سے مراد کار خیر، یعنی ثواب کا کام ہے کیونکہ مالی صدقے سے مقصود بھی تو ثواب ہی ہے لہذا ہر مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق کوئی نہ کوئی نیکی کرتا رہے۔

باب: ۵۷- عورت کا اپنے خاوند کے

گھر سے صدقہ کرنا؟

(المعجم ۵۷) - صَدَقَةُ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ

زَوْجِهَا (التحفة ۵۷)

۲۵۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

نے فرمایا: ”جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرتی ہے تو اسے بھی ثواب ملتا ہے خاوند کو بھی اور خزانچی کو بھی۔ لیکن ان میں سے کوئی کسی کے ثواب

۲۵۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ

۲۵۳۹- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: على كل مسلم صدقة... الخ، ح: ۱۴۴۵، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح: ۱۰۰۸ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۸ * خالد هو ابن الحارث.

۲۵۴۰- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، ح: ۶۷۱ عن محمد ابن المثني به، وهو قال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۱۹، وأخرجه البخاري، ح: ۱۴۲۵، ومسلم، ح: ۱۰۲۴ من حديث أبي وائل شقيق به نحو المعنى.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَصَدَّقْتَ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا أَجْرٌ، وَلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلِلْخَاوِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ أَجْرِ صَاحِبِهِ شَيْئًا، لِلزَّوْجِ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کمی نہیں کرتا۔“ کیونکہ ہر کسی کو اپنے حصے کا ثواب ملتا ہے اس لیے ضروری نہیں کہ سب کا ثواب برابر ہو۔ ثواب تو خلوص، محنت و مشقت اور حسن نیت کی بنیاد پر ملتا ہے اور اس میں لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ ② عورت اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کر سکتی ہے بشرطیکہ خاوند کی طرف سے صراحۃً یا عرفاً اجازت ہو۔ عرفاً اجازت سے مراد رضامندی ہے۔ اس کے لیے علم ہونا کوئی ضروری نہیں۔

(المعجم ۵۸) - عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ۵۸)

باب: ۵۸- عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہ دے

۲۵۴۱- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمَعْلَمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا». مُخْتَصَرٌ.

۲۵۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ”کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی تحفہ یا عطیہ دے۔“ یہ روایت مختصر ہے۔

🌞 فائدہ: اس سے مراد خاوند کے گھر سے عطیہ ہے ورنہ اگر عورت اپنے مال سے عطیہ دے تو خاوند کی اجازت ضروری نہیں۔ لیکن پھر بھی حسن معاشرت اور خاوند کو اعتماد میں لینے کے لیے اس سے صلاح مشورہ کر لینا ہی بہتر ہے۔

(المعجم ۵۹) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ (التحفة ۵۹)

باب: ۵۹- صدقے کی فضیلت

۲۵۴۲- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ
ﷺ اجْتَمَعْنَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ: أَيُّنَا بِكَ أَسْرَعُ
لُحُوقًا، فَقَالَ: «أَطْوَلُكُمْ يَدًا» فَأَخَذَنَ
قَصَبَةً فَجَعَلَ يَذَرُغْنَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةً
أَسْرَعُهُنَّ بِهِ لُحُوقًا، فَكَانَتْ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا،
فَكَانَ ذَلِكَ مِنْ كَثْرَةِ الصَّدَقَةِ.

افضل صدقہ کا بیان

۲۵۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ
کی ازواج مطہرات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں اور کہنے
لگیں: ہم میں سے کون آپ سے جلدی ملے گی؟ آپ
نے فرمایا: ”جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔“
انہوں نے ایک بانس سے ہاتھ ماپنے شروع کر دیے
(وہ آپ کی مراد یہی سمجھیں جس کا ہاتھ لمبا ہو)۔ (اس
لحاظ سے) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا آپ سے جلدی ملنے والی
تھیں کیونکہ ان کے ہاتھ ان سب سے لمبے تھے۔
(در اصل) اس سے مراد صدقہ کی کثرت تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کی بات ہے۔ اور یہ سوال کرنے والی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا خود تھیں۔ ② یہ روایت مختصر ہے۔ اصل صورت واقعہ یہ ہے کہ ہاتھ ماپنے سے معلوم ہوا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
کے ہاتھ لمبے ہیں لہذا سب کا خیال تھا کہ وہی پہلے فوت ہوں گی۔ ویسے بھی وہ عمر کے لحاظ سے سب سے بڑی
تھیں مگر اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا پہلے فوت ہو گئیں۔ تو غور کرنے سے پتا چلا کہ ہاتھوں کی
طوالت سے مراد ظاہری طوالت نہیں بلکہ صدقہ کی کثرت تھی۔ (جس طرح ہم سخی شخص کو کھلے ہاتھوں والا کہہ
دیتے ہیں) حضرت زینب رضی اللہ عنہا انتہائی سخی خاتون تھیں۔ ویسے وہ قد کے لحاظ سے چھوٹی تھیں جبکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
بڑے قد کا ٹھکڑی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ ترجمے میں قوسین وغیرہ کے ذریعے سے کوشش
کی گئی ہے کہ روایت اصل صورت حال کے مطابق ہو جائے ورنہ روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے فوت ہو گئیں حالانکہ یہ بات تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تو
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۵۴ ہجری میں فوت ہوئیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور
خلافت میں ۳۰ ہجری میں ازواج مطہرات میں سب سے پہلے فوت ہوئیں۔ یہ بات تاریخی طور پر متفق علیہ ہے
اور بعض احادیث میں بھی یہ تفصیل ہے۔

باب: ۶۰- کون سا صدقہ افضل ہے؟

(المعجم ۶۰) - بَابُ أَيِّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ

(التحفة ۶۰)

۲۳- کتاب الزکاة

۲۵۴۳- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : « أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ ، تَأْمُلُ الْعَيْشَ ، وَتَخْشَى الْفَقْرَ » .

۲۵۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کا خواہش مند ہو۔ زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقر سے ڈرتا ہو۔“

🌞 فائدہ: جب انسان خود مال کی خواہش رکھتا ہو ضرورت مند بھی ہو اور زندگی کی بھی امید ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے، لیکن جب مال زیادہ ہو یا زندگی کی امید نہ ہو قریب الوفا ہو تو خرچ کرنے کی وہ فضیلت نہیں۔ گویا اللہ کے نزدیک گنتی کے بجائے وہ دلی حالت معتبر ہے جس کے ساتھ صدقہ کیا جاتا ہے۔

۲۵۴۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ : سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ أَنَّ حَكِيمَ ابْنَ حِزَامٍ حَدَّثَهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى ، وَابْتَدَأَ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى ، وَابْتَدَأَ بِمَنْ تَعُولُ » .

۲۵۴۴- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور سب سے پہلے اس شخص کو دے جس کا تو ذمے دار ہے۔“

۲۵۴۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ بْنُ : حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۲۵۴۳- أخرجه البخاري، الوصايا، باب الصدقة عند الموت، ح: ۲۷۴۸ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح: ۱۰۳۲ من حديث عمارة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲۲.

۲۵۴۴- أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى... الخ، ح: ۱۰۳۴ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲۳.

۲۵۴۵- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ح: ۱۴۲۶ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲۴.

۲۳- کتاب الزکاة

افضل صدقے کا بیان

۱- الْأَسْوَدُ بْنُ عَمْرِو عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَے فرمایا: ”بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور پہلے اس شخص کو دے جس کا تو سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى، وَابْتَدَأَ بِمَنْ تَعُوْلُ».

☀ فائدہ: پہلی حدیث میں افضل صدقے سے پہلی حالت کا بیان ہے اور اس میں افضل صدقے کے بعد والی حالت کا بیان ہے۔

۲۵۴۶- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى اَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً».

☀ فائدہ: گھروالوں کی ضروریات کے لیے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے، یعنی اس سے بھی ثواب حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت رکھے۔

۲۵۴۷- اَخْبَرَنَا فُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اَلَيْكَ مَالٌ غَيْرُهُ» فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:

۲۵۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ (قبیلے) کے ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے مجھ

۲۵۴۶- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين . . . الخ، ح: ۱۰۰۲ عن محمد بن بشار، والبخاري، الإيمان، باب ما جاء: أن الأعمال بالنية والحسبة، ح: ۵۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲۵.

۲۵۴۷- أخرجه مسلم، الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ۹۹۷ عن فتية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲۶.

کنجوس آدمی کے صدقے کا بیان

ہم «مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي» فَاشْتَرَاهُ نَعِيمٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِيَاةٍ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنْدَا بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا» يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ.

سے کون خریدے گا؟“ تو حضرت نعیم بن عبد اللہ عدویؓ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ یہ رقم لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے یہ رقم اس شخص کے سپرد کی پھر فرمایا: ”سب سے پہلے اپنے آپ پر خرچ کر۔ اگر کچھ بچ جائے تو وہ تیرے گھر والوں کے لیے ہے۔ اگر گھر والوں (کی ضروریات) سے کچھ بچ جائے تو وہ تیرے قرابت داروں کے لیے ہے۔ اور اگر تیرے قرابت داروں سے بھی بچ جائے تو پھر تو اسے اپنے آگے اور اپنے دائیں بائیں صدقہ کر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئی شخص اپنی زندگی کی حالت میں کہے کہ یہ غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہوگا۔ اسے عربی زبان میں تدبیر کہتے تھے اور اس کا عام رواج تھا۔ شریعت نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اس کی موت کے بعد واقعہ وہ غلام آزاد ہوگا، لیکن اس کی حیثیت وصیت جیسی ہے جس کا نفاذ صرف ایک تہائی ملکیت میں ہو سکتا ہے۔ ② مذکورہ شخص کے پاس صرف وہ غلام ہی کل مال تھا۔ ظاہر ہے وصیت ایک تہائی مال سے زائد نہیں ہو سکتی، لہذا نبی ﷺ نے اس کے عمل تدبیر کو اپنے حکم سے توڑ دیا بلکہ اس غلام کو فروخت کر دیا تاکہ اس شخص کی موت کی صورت میں وہ آزاد نہ ہو سکے۔ ③ ایسے غلام کو بیچنا جائز نہیں ہوتا مگر مخصوص حالات میں (جب تدبیر غلط ہو) اسے فروخت کیا جاسکتا ہے۔ حکومت بیچے یا وہ شخص خود مگر اس سے یہ استدلال درست نہیں کہ ہر مدبر کو بیچنا درست ہے۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ④ ”آگے اور دائیں بائیں“ یعنی جہاں مناسب سمجھے صدقہ کر۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ظاہر الفاظ مراد نہیں۔

باب: ۶۱- کنجوس آدمی کا صدقہ

(المعجم ۶۱) - صَدَقَةُ الْبَخِيلِ (التحفة ۶۱)

۲۵۴۸- حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے

۲۵۴۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ کرنے والے کی اور کنجوس شخص کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ:

۲۵۴۸- أخرجه مسلم، الزکاة، باب مثل المنفق والبخیل، ح: ۱۰۲۱ من حدیث سفیان بن عیینة، والبخاری،

اللباس، باب جیب القميص من عند الصدر وغيره، ح: ۵۷۹۷ من حدیث الحسن بن مسلم به، وهو فی الکبریٰ،

ح: ۲۳۲۷، ۲۳۲۸.

نکجوس آدی کے صدقے کا بیان

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مَثَلَ الْمُنْفِقِ الْمُنْتَصِدِقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ تُدْيِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ أَنْ يُنْفِقَ انْتَسَعَتْ عَلَيْهِ الدَّرْعُ أَوْ مَرَّتْ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانُهُ وَتَغْفُو أَثَرُهُ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلَقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى أَخَذَتْهُ بِتَرْقُوتِهِ أَوْ بِرَقَبَتِهِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُوسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ. قَالَ طَاوُسٌ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَهُوَ يُوسِعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ.

کے جسم پر لوہے کے کرتے یا زر ہیں ہوں؛ جنھوں نے ان کے سینوں کو ڈھانپ رکھا ہو۔ جب سختی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور وسیع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتی ہے۔ اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سکڑ جاتی ہے اور ہر کڑی اپنی جگہ سمٹ جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے حلق یا گلے کو پکڑ لیتی ہے۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا (جیسے) آپ اسے کھول رہے ہیں اور وہ کھلتی نہیں۔ (حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد) طاووس نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے ہاتھ سے اسے کھولنے کا اشارہ کرتے تھے لیکن وہ کھلتی نہ تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”لوہے کے گرتے یا زر ہیں۔“ زرہ چڑے کی بھی ہوتی ہے اس لیے لوہے کی صراحت فرمائی تاکہ آئندہ مثال میں زور پیدا ہو۔ ② ”سینوں کو۔“ ویسے بھی زرہ سینے کے لیے ہوتی ہے۔ یہاں خصوصاً سینے کا ذکر اس لیے ہے کہ انسان کا دل جس سے سخاوت اور نکجوسی کا تعلق ہے سینے میں ہوتا ہے۔ اس مثال میں زرہ سے مراد نفس کا ٹکنبہ ہے جو وہ روح پر چڑھائے رکھتا ہے جو روحانی کمالات کے ظہور سے مانع ہوتا ہے۔ ③ ”کھل جاتی ہے۔“ یعنی سختی کا دل اس ٹکنبے کو کھول دیتا ہے حتیٰ کہ سخاوت کا اثر پورے جسم پر نمایاں ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ بھی کھل کر سخاوت کرتے ہیں۔ نشانات قدم کو مٹانے سے مراد اس کی غلطیوں کو ختم کرنا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ زرہ اس کے سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ④ ”سکڑ جاتی ہے۔“ یعنی اس کا دل تک ہو جاتا ہے اور وہ صدقہ کرنے کی ہمت نہیں پاتا حتیٰ کہ اس کے لیے صدقہ کرنا اپنا گلا گھونٹنے والی بات بن جاتی ہے۔ جس طرح زرہ اس کے گلے تک سکڑ گئی اسی طرح اس کا دل تک ہو جاتا ہے اور اسے صدقے کی توفیق نہیں ہو پاتی۔

۲۳- کتاب الزکاة صدقہ و خیرات گن کر دینے کی ممانعت کا بیان

۲۵۴۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ قَالَ: [حَدَّثَنَا] عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُتَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ أَيْدِيَهُمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ، اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى بُعْفَى أَثَرُهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَبَّضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ [يَدَاهُ] إِلَى تَرَاقِيهِ» وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «فَيَجْنَهُدُ أَنْ يُوسِعَهَا فَلَا تَسْعُ».

۲۵۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنجوس کی اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی زر ہیں ہیں اور ان کے ہاتھ ان کے سینے کے اوپر بندھے ہوئے ہیں۔ صدقہ کرنے والا شخص جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے نشانات قدم تک کو مٹا ڈالتی ہے۔ اور جب بخیل آدمی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کی ہر کڑی دوسری کڑی سے جڑ جاتی (اس میں پیوست ہو جاتی) ہے اور زرہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے ہاتھ سینے سے بندھے رہتے ہیں۔“ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”وہ زرہ کو کھولنے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں۔“

☀ فائدہ: نخی آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل فراخ ہو جاتا ہے ہاتھ کھل جاتے ہیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور کنجوس شخص صدقہ کا ارادہ کرے بھی تو اس کا دل مزید تنگ ہو جاتا ہے گویا کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ زنجیروں میں جکڑے شخص کی طرح لاچار ہو جاتا ہے اور صدقہ نہیں پاتا۔ اَعَادَنَا اللَّهُ مِنْهُ.

(المعجم ۶۲) - الإحصاء في الصدقة (التحفة ۶۲)

باب: ۶۲- گن گن کر صدقہ کرنا؟

۲۵۵۰- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ۲۵۵۰- حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک دن مہاجرین و انصار کی ایک

۲۵۴۹- أخرجه البخاري، الزكاة، باب مثل البخيل والمتصدق، ح: ۱۴۴۳، ومسلم، ح: ۷۷/۱۰۲۱، انظر الحديث السابق، من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۲۹.

۲۵۵۰- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۰. * الليث هو ابن سعد، وخالد هو ابن يزيد، وشيخه سعيد، أمية روى عنه ثقتان، ووثقه ابن حبان، والحاكم: ۲۱۵/۴، ۲۱۶، والذهبي، وللحديث شواهد.

صدقہ وغیرات گن کر دینے کی ممانعت کا بیان

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ
أُمِّةَ بْنِ هِنْدٍ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ
حُثَيْفٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ
جُلُوسًا وَنَقَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ،
فَأَرْسَلَنَا رَجُلًا إِلَى عَائِشَةَ لِيَسْتَأْذِنَ،
فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ سَائِلٌ
مَرَّةً وَعِنْدِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرْتُ لَهُ
بِشَيْءٍ، ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَا تُرِيدِينَ أَنْ لَا يَدْخُلَ
بَيْنَكَ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ إِلَّا بِعِلْمِكَ؟»
قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! لَا
تُخْصِي فَيُخْصِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ».

جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ ہم نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ
ہمارے لیے (ان کے ہاں حاضر ہونے کی) اجازت
طلب کرے۔ (اجازت ملنے پر) ہم ان کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک سائل
میرے پاس آیا۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ بھی
تشریف فرما تھے۔ میں نے (لوٹنی سے) اسے کچھ
دینے کو کہا پھر میں نے وہ چیز منگوا کر دیکھی (کہ وہ کس
قدر ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! تو چاہتی
ہے کہ تیرے گھر میں کوئی چیز تیرے علم کے بغیر نہ آئے
اور نہ (وہاں سے) جائے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔
آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ایسے نہ کرو۔ گن گن کر صدقہ
نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔“

☀ فائدہ: جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بے حساب رزق دے اسی طرح ہمیں گنے بغیر صدقات
کرتے رہنا چاہیے کیونکہ افعال کا بدلہ ان کی مثل ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے گنے کا ذکر تشاکل کے
طور پر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ گنے سے بے نیاز ہے۔ وہ گنے بغیر ہر چیز کو جانتا ہے۔ دراصل یہاں گنے سے مراد کم
دینا ہے کیونکہ تھوڑی چیز ہی گنی جاتی ہے۔ زیادہ چیز تو بے حساب ہی دی جاتی ہے۔ یاد رہے یہ نقل صدقہ کی
بات ہے ورنہ فرض صدقات تو حساب کر کے ہی دیے جاتے ہیں اور وہ حساب خود شریعت نے مقرر کیا ہے۔

۲۵۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ
عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ،
عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ لَهَا: «لَا تُخْصِي فَيُخْصِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ»

۲۵۵۱- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ”گن گن کر اللہ
کے راستے میں نہ دے ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر
دے گا۔“

۲۵۵۱- أخرجه البخاري، الزكاة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، ح: ۱۴۳۳ من حديث عبدة بن
سليمان، ومسلم، الزكاة، باب الحث في الاتفاق وكراهة الإحصاء، ح: ۱۰۲۹ من حديث هشام بن، وهو في
الكبرى، ح: ۲۳۳۱ * فاطمة هي بنت المنذر.

وَجَلَّ عَلَيْنَا.

۲۵۵۲- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس ذاتی مال تو کوئی نہیں مگر جو (میرے خاوند) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجھے لاکر دیتے ہیں کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اس سے عطیہ وغیرہ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”جتنی گنجائش ہو عطیہ دے اور باندھ باندھ کر نہ رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر باندھ دے گا۔“

۲۵۵۲- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فِي أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: «إَرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتَ، وَلَا تُؤْكَبِي فَبُوكِي اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① باندھ کر رکھنے سے مراد گنجوی ہے کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہ دے گی تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے رزق روک لے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے باندھنے کا ذکر تشکل (علم معانی کی ایک اصطلاح) کے طور پر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② اس روایت میں عطیات سے مراد وہ چھوٹے چھوٹے عطیات ہیں جن کی عرفاً ہر گھر میں اجازت ہوتی ہے۔ اگر زیادہ مال دینا ہو تو خاوند کی اجازت ضروری ہے کیونکہ وہ مال کا اصل مالک ہے۔ اگرچہ ہر چیز اللہ ہی کی ہے۔

باب: ۶۳- تھوڑے صدقے کا بیان

(المعجم ۶۳) - اَلْقَلِيلُ فِي الصَّدَقَةِ

(التحفة ۶۳)

۲۵۵۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے سے۔“

۲۵۵۳- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْمُحِلِّ، عَنْ عَدِيِّ [بْنِ حَاتِمٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ».

۲۵۵۲- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع، ح: ۱۴۳۴، ومسلم، الزكاة، باب الحث في الإنفاق وكراهة الإحصاء، ح: ۸۹/۱۰۲۹ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۲.

۲۵۵۳- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل الرد، ح: ۱۴۱۳ من حديث المحلل بن خليفة الطائي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۳.

صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان

☀ فائدہ: یہ ایک فرضی بات ہے یعنی جو میسر ہے صدقہ کرو۔ غریب اپنے تھوڑے مال سے اور امیر زیادہ مال سے نیز چھوٹی نیکی کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ممکن ہے وہی نیکی خلوص کی وجہ سے نجات اور کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔

۲۵۵۴- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّارَ فَأَسَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا. ذَكَرَ شُعْبَةُ: أَنَّهُ فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ».

۲۵۵۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا ذکر فرمایا پھر آپ نے (نفرت و کراہت سے) اپنا منہ پھیرا اور آگ سے اللہ کی پناہ طلب کی۔ شعبہ (راوی) نے کہا کہ آپ نے تین دفعہ ایسے ہی کیا پھر آپ نے فرمایا: ”(جہنم کی) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے سے۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کر کے (آگ سے بچو)۔“

☀ فوائد و مسائل: ① یعنی جہنم سے بچاؤ اور جنت میں دخول صرف مالداروں ہی کے لیے خاص نہیں۔ فقیر لوگ بھی حسن نیت کے ساتھ معمولی چیز خرچ کر کے سخاوت کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر بالفرض کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو تب بھی اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمت زبان تو ہے ہی۔ اس کے ساتھ بھی یہ مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔ نیک کلمہ منہ سے نکالیں، کسی کو برا نہ کہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں، مسکرا کر ملیں، پاکیزہ بات کریں، شر سے زبان بند رکھیں، نجات اور کامیابی میسر ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ ② راوی حدیث حضرت عدی رضی اللہ عنہ عرب کے ایک مشہور اور سخی شخص حاتم طائی کے فرزند تھے۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى

باب: ۶۴- دوسروں کو صدقہ کرنے

الصَّدَقَةِ (التحفة ۶۴)

کی رغبت دلانے کا بیان

۲۵۵۵- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَذَكَرَ عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ

۲۵۵۵- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ کچھ لوگ آئے، ننگے بدن، ننگے پاؤں، تلواریں لٹکائے

۲۵۵۴- أخرجه البخاري، الأدب، باب طيب الكلام، ح: ۶۰۲۳، ومسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمره... الخ، ح: ۱۰۱۶ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۴.

۲۵۵۵- أخرجه مسلم، ح: ۱۰۱۷ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۵.

صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان

ہوئے۔ وہ اکثر بلکہ سب کے سب مضرب قیل سے تھے۔ ان کی تنگ حالی اور بھوک دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور متغیر (مغموم) ہو گیا۔ آپ اندر (گھر) گئے (مگر کچھ نہ ملا تو) پھر باہر تشریف لے آئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے اذان و اقامت کہی۔ آپ نے جماعت کروائی، پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبِّيبًا﴾ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیل گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے توڑنے سے (بھی) ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔“ ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ”اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل (اگلی زندگی) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔“ آدمی اپنے دینار سے صدقہ کرے اپنے درہم سے صدقہ کرے اپنے کپڑے سے صدقہ کرے گندم کا صاع دے کھجور کا صاع دے۔“ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ”چاہے کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرے۔“ انصار میں سے ایک آدمی اتنی بھاری تھیلی اٹھا کر لایا کہ اس کی ہتھیلی اس سے عاجز ہو رہی تھی بلکہ عاجز ہو ہی گئی تھی، پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا حتیٰ کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے۔ ایک غلے کا اور ایک کپڑوں کا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور یوں (خوشی سے) دکھنے لگا گویا کہ اس پر سونا چڑھا دیا گیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اسلام میں

سَمِعْتُ الْمُؤَذِّنَ بْنَ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ، فَجَاءَ قَوْمٌ عُرَاةَ حُفَاةَ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلَّ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِإِلَالَةٍ، فَأَذَّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ وَ ﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَلَتَنْظُرَ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ، مِنْ دِرْهَمِهِ، مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَبَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ، حَتَّى قَالَ: «وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ» فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَصْرَةٍ كَادَتْ كَفَّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلَّ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَرْمِينَ مِنْ طَعَامِ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَمَا أَنَّهُ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَعَلَّيْهِ وَزْرُهَا يُوْزَرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا».

صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان
کوئی اچھا طریقہ جاری کیا، اسے اپنا ثواب بھی ملے گا۔^۴
اور جتنے لوگ اسے دیکھ کر وہ کام کریں گے، ان کے اجر
میں سے بھی اسے حصہ ملے گا، بغیر اس کے کہ ان کے
ثواب میں کوئی کمی ہو۔ اسی طرح جو شخص اسلام میں برا
کام جاری کر دے، اس پر اس کا اپنا گناہ بھی ہوگا اور ان
لوگوں کا بھی جو اسے دیکھ کر وہ کام کریں گے، لیکن اس
سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“

☀ فائدہ: ”اچھا طریقہ جاری کیا۔“ بشرطیکہ وہ کام شریعت میں موجود ہو، جیسے مندرجہ بالا واقعہ میں انصاری نے
نیک کام میں پہل کی اور لوگوں نے اسے دیکھ کر صدقات کیے۔ اور صدقہ شریعت میں مشروع ہے۔ اگر کوئی شخص
ایسا کام جاری کرے جو شریعت میں موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہوگی، خواہ وہ ظاہر میں نیک کام ہی نظر آئے کیونکہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دین میں ایسا کام رائج کرے جو دین سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔“ (صحیح
البخاری، الصلح، حدیث: ۲۶۹۷، و صحیح مسلم، الأفضیة، حدیث: ۱۷۱۸) کیونکہ اس طرح دین میں
تحریف ہو جائے گی اور دین کی اصل شکل و صورت قائم نہ رہے گی۔

۲۵۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَارِثَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَصَدَّقُوا، فَإِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي يُعْطَاهَا: لَوْ جِئْتُ بِهَا بِالْأَمْسِ قَبْلَتْهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا».

۲۵۵۶- حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں
نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”صدقہ کرو اس لیے
کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی صدقہ لے کر
چلے گا (کہ کسی کو دے) مگر جسے وہ صدقہ دیا جائے گا، وہ
کہے گا: اگر تو کل لے آتا تو میں قبول کر لیتا آج نہیں۔“

☀ فوائد و مسائل: ① ”ایسا زمانہ“ واقعتاً رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایسا زمانہ آیا۔ قرب قیامت بھی
ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ دولت عام ہو جائے گی۔ صدقہ تو ایک طرف رہا، کوئی دولت (سونا وغیرہ)
نہ اٹھائے گا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الزکاة، حدیث: ۱۰۱۳) ② ”کل“ ضروری نہیں حقیقتاً گزشتہ کل ہی

۲۵۵۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل الرد، ح: ۱۶۱۱، ومسلم، الزكاة، باب الترغيب في الصدقة
قبل أن لا يوجد من يقبلها، ح: ۱۰۱۱ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۶.

۲۳- کتاب الزکاة صدقے کے بارے میں سفارش اور فخر کرنے کا بیان
مراد ہو بلکہ مراد اس سے پہلے کا زمانہ بھی ہو سکتا ہے چاہے وہ سال دو سال یا اس سے کم و بیش ہی ہو۔

(المعجم ۶۵) - الشَّفَاعَةُ فِي الصَّدَقَةِ باب: ۶۵- صدقے کے بارے میں سفارش کرنے کا بیان (التحفة ۶۵)

۲۵۵۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِشْفَعُوا تُشَفَّعُوا وَيَقْضَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ».

۲۵۵۷- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سفارش کرو۔ تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی جو چاہے گا“ فیصلہ فرمائے گا۔“

نوائد و مسائل: ① ”سفارش کرو۔“ یعنی جب کوئی حاجت مند مانگنے آئے تو تم اس کے حق میں سفارش کر دیا کرو۔ ② ”تمہاری سفارش قبول ہوگی۔“ اگر وہ قابل تسلیم ہوئی یا مطلب ہے کہ تمہیں سفارش کا ثواب ملے گا جیسا کہ ایک دوسری روایت میں اس مفہوم کی صراحت ہے: [إِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا] (صحيح البخاري) الزکاة حدیث: ۱۳۳۲، وصحيح مسلم البر والصلة، حدیث: ۲۶۲۷) یہی معنی زیادہ مناسب ہیں۔ ③ ”فیصلہ فرمائے گا۔“ یعنی فیصلہ تو نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہے جو وہ الہی تعلیمات کی روشنی میں فرمائیں گے۔ تم سفارش کر کے ثواب حاصل کر لیا کرو۔

۲۵۵۸- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ ابْنِ مُنْبِهٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي الشَّيْءَ فَأَمْنَعُهُ حَتَّى تَشْفَعُوا فِيهِ فَتُؤْجَرُوا»

۲۵۵۸- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور میں انکار کر دیتا ہوں تاکہ تم سفارش کر کے ثواب حاصل کرو۔“ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفارش کیا کرو تمہیں ثواب ملے گا۔“

۲۵۵۷- أخرجه البخاري، الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضاً، ح: ۶۰۲۶، ۶۰۲۷ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، البر والصلة، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام، ح: ۲۶۲۷ من حديث أبي بردة - واسمه بريد - به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۷.

۲۵۵۸- [صحيح] أخرجه أبو داود، الأدب، باب في الشفاعة، ح: ۵۱۳۲ من حديث سفیان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۸. * عمرو هو ابن دينار، وشيخه وهب.

۲۳- کتاب الزکاة صدقے کے بارے میں سفارش اور فخر کرنے کا بیان

وَإِنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِشْفَعُوا
تُؤْجَرُوا».

(المعجم ۶۶) - الْأَخْتِيَالُ فِي الصَّدَقَةِ

(التحفة ۶۶)

۲۵۵۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ عز وجل
پسند فرماتا ہے اور ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ
ناپسند فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ
پسند فرماتا ہے اور ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند
فرماتا ہے۔ پسندیدہ غیرت وہ ہے جو تہمت کے مقام پر
ہو اور ناپسندیدہ غیرت وہ ہے جو بلا وجہ ہو۔ اسی طرح
اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فخر وہ ہے جو آدمی لڑائی کے وقت
کرے یا صدقہ کرتے وقت۔ اور ناپسندیدہ فخر وہ ہے جو
باطل میں ہو۔“

۲۵۵۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ:
حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ
قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ
مَا يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ، وَمِنَ الْخِيَلَاءِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَمَّا
الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي
الرِّيَّةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيَّةٍ، وَالْأَخْتِيَالُ
الَّذِي يُحِبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اخْتِيَالُ الرَّجُلِ
بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ،
وَالْأَخْتِيَالُ الَّذِي يُبْغِضُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
الْخِيَلَاءُ فِي الْبَاطِلِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① ”تہمت کے مقام پر۔“ یعنی جس کام سے انسان شرعاً یا عرفاً متمم قرار پاتا ہو اس کام کو
غیرت کی بنا پر چھوڑ دیا جائے مثلاً: بدنام لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا۔ مے خانے اور جوا خانے میں بیٹھنا

۲۵۵۹- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الخيلاء في الحرب، ح: ۲۶۵۹ من حديث يحيى بن،
وهو في الكبرى، ح: ۲۳۳۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۳، ۱۶۶۶، وابن حجر في الإصابة: ۱/۲۱۵،
وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۱۹۹۶ وغيره.

۲۳- کتاب الزکاة خزانچی کا مالک کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے کا بیان

اور اسی طرح غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اور خلوت اختیار کرنا وغیرہ۔ ⑤ ”پسندیدہ فخر۔“ لڑائی کے وقت فخر یہ ہے کہ اپنی قوت و جرأت کا اظہار کرے تاکہ کفار مرعوب ہوں۔ فخر یہ اشعار پڑھنا بھی اس میں داخل ہے۔ اور صدقہ کے وقت فخر یہ ہے کہ خوب دل کھول کر صدقہ کرے بلکہ صدقہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے کبھی بکھار دوسرے کو اپنے سے آگے بڑھنے کا چیلنج کرے۔ یاد رکھیے! اس سے ریاکاری یا وسائل پر فخر کرنا مراد نہیں کہ وہ تو گناہ کبیرہ ہے۔ ناجائز کام پر خرچ کرنا حرام ہے خواہ ایک پیسہ ہو۔

۲۵۶۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُوا، وَتَصَدَّقُوا، وَالْبُسُوفُ فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ».

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ اور صدقہ کرو اور لباس پہنو مگر فضول خرچی اور تکبر نہ ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب اللباس سے پہلے معلق بیان کیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ بنا بریں دلائل کی رو سے اصولی طور پر یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبی شرح سنن النسائي: ۶۰، ۵۹/۲۳، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۱/۲۹۳، ۳۱۳، ۳۱۴، ۲۹۵ و هداية الرواة: ۳/۳۱۸، ۳۱۷) ⑤ فضول خرچی سے مراد ضرورت سے زائد خرچ کرنا یا حرام میں خرچ کرنا ہے۔ اور تکبر سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کو حقیر سمجھے جو کھانے، پینے اور لباس وغیرہ میں اس سے کم درجے میں ہو۔

(المعجم ۶۷) - بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ (التحفة ۶۷) باب: ۶۷- خزانچی اپنے مالک کی اجازت سے صدقہ کرے تو اسے بھی ثواب ملے گا

۲۵۶۱- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ: حضرت ابو موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے

۲۵۶۰- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب: البس ما شئت، ما أخطأك سرف أو مخيلة، ح: ۳۶۰۵ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۰، وعلقه البخاري في أول كتاب اللباس. * قتادة عمن.

۲۵۶۱- أخرجه البخاري، الإجارة، باب استجار الرجل الصالح... الخ، ح: ۲۲۶۰ من حديث سفیان

۲۳- کتاب الزکاة

چھپا کر صدقہ کرنے والے کا بیان

عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» وَقَالَ: «الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔“ نیز فرمایا: ”امانت دار خازن جو خوش دلی سے وہ چیز (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اکیلی اکیلی اینٹ کوئی وقعت نہیں رکھتی مگر جب ایک دوسرے سے مل جائیں تو مضبوط دیوار بن جاتی ہے۔ اور دیواریں مل کر چار دیواری اور چھت کے ساتھ مکمل مکان بن جاتا ہے جو ہر قسم کے طوفانوں کا بلا کھٹکے مقابلہ کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ہی ہونا چاہیے۔ ② ”صدقہ کرنے والوں میں۔“ کیونکہ ظاہر اتو صدقہ وہی کر رہا ہے۔ صدقہ کرنے والوں سے مراد سب صدقہ کرنے والے یا یہ دو شخص مالک اور خزانچی ہیں۔ یاد رہے کہ مالک کو اس کی ملکیت کی بنا پر ثواب ملے گا اور خزانچی کو اس کے فعل پر۔ ضروری نہیں کہ دونوں ثواب میں برابر ہوں۔

(المعجم ۶۸) - بَابُ الْمُسِيرِ بِالْصَّدَقَةِ

(التحفة ۶۸)

۲۵۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْبَاحِثُ بِالْقُرْآنِ كَالْبَاحِثِ بِالْصَّدَقَةِ، وَالْمُسِيرُ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِيرِ بِالْصَّدَقَةِ».

۲۵۶۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرآن پڑھنے والا چھپا کر صدقہ کرنے والے کی طرح۔“

«التورى، ومسلم، الزكاة، باب أجر الخازن الأمين... الخ، ح: ۱۰۲۳ من حديث بريد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۱.

۲۵۶۲- [إسناده حسن] تقدم، ح: ۱۶۶۴، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۲.

صدقہ و خیرات دے کر احسان جتلانے والے کا بیان

☀️ فائدہ: قرآن مجید میں چھپا کر صدقہ کرنے کو افضل کہا گیا ہے۔ اگرچہ علانیہ صدقہ کرنے والے کو بھی اچھا کہا گیا ہے کیونکہ دونوں میں الگ الگ فوائد ہیں۔ چونکہ علانیہ میں ریا کاری کا خطرہ قوی ہے لہذا وہ افضل نہیں۔ لیکن بعض اوقات علانیہ صدقہ بھی افضل ہو سکتا ہے جبکہ اس سے دوسروں کو ترغیب و تشویق دینا مقصود ہو۔ بعض اہل علم نے یوں تطبیق دی ہے کہ فرض صدقہ علانیہ کیا جائے کیونکہ وہ اہتمام و الزام سے نچا جائے گا۔ دوسروں کو رغبت بھی ہوگی۔ اس میں ریا کاری کا امکان بھی کم ہے کیونکہ فرض کام تو بہر حال کرنا ہی پڑتا ہے البتہ نفل صدقہ چھپا کر ہی دیا جائے کیونکہ یہ اللہ اور بندے کا معاملہ ہے۔ اسے پوشیدہ ہی رہنا چاہیے جبکہ فرض تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا جیسے فرض نماز سب کے سامنے (باجماعت) پڑھنا فرض ہے جبکہ نفل نماز گھر ہی میں افضل ہے تاکہ ریا کا شائبہ نہ رہے۔

(المعجم ۶۹) - اَلْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰی
باب: ۶۹- دے کر احسان جتلانے والا
(التحفة ۶۹)

۲۵۶۳- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : أَلْعَاقُ لِيَوَالِدَيْهِ ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ ، وَالذَّبُوثُ ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ : أَلْعَاقُ لِيَوَالِدَيْهِ ، وَالْمُذْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أُعْطِيَ» .

۲۵۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور بے غیرت خاوند نیز تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: ماں باپ کا نافرمان ہمیشہ شراب پینے والا اور دے کر احسان جتلانے والا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ”نہیں دیکھے گا۔“ یعنی رحمت اور پیار و محبت سے نہیں دیکھے گا کیونکہ اصل دیکھنا تو یہی ہوتا ہے ورنہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا ہے نہ چھپ ہی سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ سزا بھی اولاً ہے ورنہ آخر کار یہ بھی اگر مومن ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کنار میں آ ہی جائیں گے۔ ② ”والدین کا نافرمان۔“ یعنی ان کے حقوق ادا نہ کرنے والا۔ ③ ”مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت۔“ یعنی ان معاملات میں جو

۲۳- کتاب الزکاة صدقہ و خیرات دے کر احسان جتلانے والے کا بیان

مردوں کے ساتھ خاص ہیں مثلاً: لباس، جامت وغیرہ۔ یا مردوں جیسے کام کرے مثلاً: کھیتوں میں ہل چلانا، حکومت اور سیاست کرنا وغیرہ، جن کاموں میں مردوں سے اختلاط ہو۔ ⑤ ذیوٹ بے غیرت جسے اپنی بیوی بیٹی یا بہن کے غیروں کے ساتھ ناجائز تعلقات پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ ⑥ ”جنت میں نہیں جائیں گے۔“ یعنی اولاً ورنہ سزا بھگتنے کے بعد تو ہر ایمان والا جنت میں جائے گا۔ صحیح روایات میں صراحت ہے۔ ⑦ ”ہمیشہ شراب پینے والا۔“ یعنی شراب پیتا رہا اور بغیر توبہ کیے مر گیا، خواہ زندگی کے آخر میں شراب شروع کی ہو۔

۲۵۶۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ

نے فرمایا: ”تین شخص ایسے (بد نصیب) ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انھیں (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ نہ ان سے (رضامندی والا) کلام فرمائے گا اور نہ انھیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔“ رسول اللہ ﷺ نے آیت کا یہ ٹکڑا قراءت فرمایا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو ناکام ہوئے اور خسارے میں پڑے۔ وہ تو ناکام ہوئے اور خسارے میں پڑے۔ (وہ کون لوگ ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ یہ ہیں: اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا اور اپنے عطیے پر احسان جتلانے والا۔“

۲۵۶۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُدَرِّكِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: «الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِيفِ الْكَاذِبِ، وَالْمَنَانُ عَطَاءَهُ».

فوائد و مسائل: ① ”نہ کلام فرمائے گا۔“ البتہ ڈانٹ ڈپٹ ہوگی لیکن عرفا اسے کلام کرنا نہیں کہتے۔ یہ تو دشمنوں میں بھی ہوتا ہے۔ ② ”نہ پاک فرمائے گا۔“ سزا یہی ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف فرمادے تو کیا اعتراض؟ سزا کے بعد تو ہر مومن کو معافی ہو ہی جائے گی۔

۲۵۶۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے (بد نصیب) ہیں کہ

۲۵۶۵- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا عُثْمَرُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

۲۵۶۴- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحریم إساءة الإزار... الخ، ح: ۱۰۶۰ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۴. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر.

۲۵۶۵- أخرجه مسلم عن بشر بن خالد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۵.

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: اپنے عطیے کا احسان جتلانے والا اپنے تہمند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔“

سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمَنَانُ بِمَا أُعْطِيَ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِيفِ الْكَاذِبِ».

باب: ۷۰- مسائل کو (کچھ نہ کچھ دے کر)

(المعجم ۷۰) - بَابُ رَدِّ السَّائِلِ

رخصت کرنا چاہیے

(التحفة ۷۰)

۲۵۶۶- حضرت ابن عبید انصاری کی دادی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوالی کو کچھ نہ کچھ دے کر واپس کرو خواہ جلا ہوا کھر ہی ہو۔“

۲۵۶۶- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظُلْفٍ» وَفِي حَدِيثِ هَارُونَ: «مُخْرَقٌ».

☀ فائدہ: مقصد مبالغہ ہے نیز یہ حکم تب ہے جب سائل حق دار ہو اور مسئول کے پاس گنجائش ہو ورنہ پیشہ ور گداگروں کو (بشرطیکہ معلوم ہو) دینا تو گناہ ہی کے زمرے میں آ سکتا ہے کیونکہ اس طرح گداگری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جبکہ اسلام نے اس کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔

باب: ۷۱- جس شخص سے مانگا جائے

(المعجم ۷۱) - بَابُ مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطَى

اور وہ نہ دے تو؟

(التحفة ۷۱)

۲۵۶۶- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۶، والموطأ (يحيى): ۹۲۳/۲، بلفظ: رَدُّوا المسكين ولو بظلف مخرق، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۷۳، وابن حبان، ح: ۸۲۴، والحاكم ۴۱۷/۱، والذهبي. * وزيد بن أسلم لم يكن مدلساً على الراجح، وانظر الحديث الآتي، ح: ۲۵۷۶.

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

۲۵۶۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلِ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَفْرَعُ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ».

۲۵۶۷- حضرت بہز بن حکیم کے دادا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی شخص اپنے مالک کے پاس جائے اور اس سے اس کی ضرورت سے زائد کوئی چیز مانگے اور وہ اسے نہ دے تو اس مالک کے لیے قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اس کے زائد مال کو چبائے گا جو اس نے نہیں دیا۔“

🌞 فائدہ: ”چبائے گا۔“ یہ معنی بھی بن سکتے ہیں: ”قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اس مالک کو چبائے گا اور یہ سانپ اس کا وہ زائد مال ہوگا جو اس نے مانگنے پر نہیں دیا تھا۔“ بظاہر یہ معنی زیادہ مناسب لگتے ہیں مگر الفاظ ان کا ساتھ نہیں دیتے، اس لیے ظاہر معنی کو متن میں لکھا گیا ہے۔

(المعجم ۷۲) - مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ۷۲: جو شخص اللہ عزوجل کے

نام پر مانگے

(التحفة ۷۲)

۲۵۶۸- أَخْبَرَنَا فُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعْيَذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكَم بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ اسْتَجَارَ بِاللَّهِ فَأَجِيرُوهُ، وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ

۲۵۶۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے اسے پناہ دو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگے اسے دو۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر امن مانگے اسے امن دو۔ اور جو شخص تم سے حسن سلوک کرے اسے اس کا بدلہ دو اور اگر تمہیں بدلہ دینے کو کچھ نہ ملے تو اس کے لیے دعا کرو (اور کرتے رہو) حتیٰ کہ

۲۵۶۷- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب المرتد عن دينه، ح: ۲۵۳۶ من حديث بهز به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۷.

۲۵۶۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب عطية من سأل بالله عزوجل، ح: ۱۶۷۲، ۵۱۰۹ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۴۸، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، والحاكم ۴۱۲/۱ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي. * الأعمش عنعن، تقدم، ح: ۳۰، وبينه وبين مجاهد: إبراهيم التيمي (موارد الظمآن)، ح: ۲۰۷۲، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب الزکاة

تجسّیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ

كَافًا تُمْوْهُ۔

چکا دیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سند اضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۸۳/۲۳-۸۷، و الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۲۶۷/۹، ۲۶۷/۹، والصحیحة للالبانی: ۵۱۱، ۵۱۰/۱، رقم الحدیث: ۲۵۳) ② اللہ تعالیٰ ہی عزت والا ہے۔ تمام بزرگی اور عظمت اللہ ہی کے لائق ہے۔ اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ جب اس کا مقدس نام آجائے تو انسان سر تسلیم خم کر دے۔ اور بساط بھراس نام کی حرمت قائم رکھے بشرطیکہ وہ غلط مطالبہ نہ ہو یعنی شریعت کے خلاف نہ ہو اور اس سے کسی پر ظلم نہ ہوتا ہو اور نہ کسی کی حق تلفی۔

باب: ۷۳- جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات

(المعجم ۷۳) - مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ

کا واسطہ دے کر مانگے

وَجَلَّ (التحفة ۷۳)

۲۵۶۹- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت

۲۵۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کے پاس آنے سے قبل اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی تعداد سے بھی زیادہ قسمیں کھائی تھیں کہ نہ میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین قبول کروں گا۔ اور میں دین کی کوئی سمجھ نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مجھے سکھائیں۔ اور میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر ہمارے پاس بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسلام دے کر۔“ میں نے عرض کیا: اسلام کی علامات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ بِهِزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدْدِهِمْ لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ: أَلَّا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِينِكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَأًا لَا أَغْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «بِالْإِسْلَامِ» قَالَ: قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَتَخْلِيَتْ، وَتُقِيمَ

۳ ”یہ کہہ تو کہے: میں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا ہے اور (اس کے علاوہ ہر چیز سے) علیحدہ ہو جائے اور نماز قائم کرے اور زکاة ادا کرے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بھائی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی مشرک سے اس کے اسلام لانے کے بعد بھی کوئی عمل قبول نہیں فرماتا حتیٰ کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آئے۔“

☀ فائدہ: ”مسلمانوں سے آئے“، یعنی ہجرت کر لے۔ نبی ﷺ کے دور میں مسلمانوں کی قوت مجتمع کرنے کی ضرورت تھی، نیز اہل کفر سے اس قدر مخالفت تھی کہ دونوں کا اکٹھا رہنا اور دین پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے ہجرت فرض تھی۔ جب اسلام پھیل گیا اور کفر سکڑ گیا تو آپ نے اعلان فرمادیا کہ اب مکہ سے ہجرت کی ضرورت نہیں رہی۔ گویا ہجرت لازمۃ اسلام نہیں بلکہ اس کا فیصلہ حالات کے جائزے سے ہوگا۔ نہ ہر دارالکفر میں رہنا جائز ہے اور نہ ہر دارالکفر سے ہجرت واجب ہے۔

(المعجم ۷۴) - مَنْ يَسْأَلُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَنْطَعِي بِهِ (التحفة ۷۴)
باب ۴۰- جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اور خود اس کے نام پر نہ دے؟

۲۵۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟»
۲۵۷۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سے بہترین رتبہ والا کون شخص ہے؟“ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیں!) آپ نے فرمایا: ”وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا گھوڑا لیے پھرتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی

۲۵۷۰- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۲۳۷، ۳۱۹، ۳۲۲ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۰، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۹۳. * إسماعيل بن عبد الرحمن هو ابن ذؤيب الأسدي المدني، وتابعه بكير بن عبد الله بن الأشج عند الترمذي، ح: ۱۶۵۲، وابن حبان، ح: ۱۵۹۴ وغيرهما، وللحديث شاهد عند أحمد: ۱/۲۲۶، ۳۱۱.

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب الزکاة

ہے یا وہ شہید ہو جاتا ہے۔ اور میں تمہیں وہ شخص بتاؤں جو اس کے قریب ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”وہ شخص جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں علیحدہ رہتا ہے نماز قائم کرتا ہے زکاة ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے علیحدہ رہتا ہے نیز بتاؤں بدترین شخص کون ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”جو اللہ کے نام پر خود تو (لوگوں سے) مانگے، لیکن اس کے نام پر (کسی کو) نہ دے۔“

قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ!، قَالَ: «رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ، وَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ!، قَالَ: «رَجُلٌ مُعْتَزِّلٌ فِي شُعْبٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْتَزِّلُ شُرُورَ النَّاسِ، وَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «الَّذِي يَسْأَلُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ».

فوائد و مسائل: ① ”گھوڑا لیے پھرتا ہے۔“ یعنی جہاد کرتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ مطلقاً اعلیٰ عمل ہے۔ اور پہاڑ کی گھاٹی میں علیحدہ رہنا صرف اس وقت افضل ہے جب دین کی حفاظت مقصود ہو اور لوگوں میں رہ کر دین پر قائم رہنا انتہائی مشکل ہو جائے ورنہ لوگوں میں رہنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا ہی افضل ہے۔ رہبانیت کی اجازت نہیں۔ ② ”لوگوں کے شر سے۔“ یعنی اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھنا بھی بڑی فضیلت ہے۔ ③ [الَّذِي يَسْأَلُ بِاللَّهِ] کو يُسْأَلُ (مجہول) بھی پڑھا گیا ہے جس کا ترجمہ ہوگا: جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے لیکن وہ نہ دے۔ پہلے مفہوم میں دو قباحتیں جمع ہو جاتی ہیں: لوگوں سے مانگنا بھی اور خود نہ دینا بھی جبکہ دوسرے مفہوم میں صرف ایک قباحت ہے۔ الفاظ حدیث دونوں مفہوم کے متحمل ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۵) - ثَوَابٌ مَنْ يُعْطِي

باب: ۷۵- جو شخص (اللہ تعالیٰ کے نام پر)

(التحفة ۷۵)

دے اس کا ثواب؟

۲۵۷۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھتا ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے (وہ یہ ہیں): ایک آدمی کسی قوم کے پاس آیا۔ ان

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَنْبِعًا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَلِيَّانَ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا۔ کسی باہمی قربت کی بنا پر سوال نہیں کیا، لیکن انھوں نے اسے کچھ نہ دیا۔ ایک شخص (ان میں سے اٹھا اور) ان لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا اور اسے خفیہ طور پر دیا۔ اس کے اس عطیے کو اللہ تعالیٰ نے جانا یا اس شخص نے جسے اس نے دیا۔ (دوسرا یہ کہ) کچھ لوگ ساری رات چلتے رہے، حتیٰ کہ جب نیند انھیں ہر اس چیز سے اچھی لگنے لگی جو نیند کے برابر ہو سکتی ہے تو وہ سواریوں سے اتر پڑے اور سو گئے، لیکن ایک شخص (نماز میں) کھڑا ہو کر میرے سامنے گزر گئے انے لگا اور میری آیات تلاوت کرنے لگا۔ تیسرا وہ شخص جو ایک لشکر میں تھا۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے مگر وہ ڈنار ہا، حتیٰ کہ شہید ہو گیا یا اسے قتل مل گئی۔ اور وہ تین شخص جن سے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے یہ ہیں: بوڑھا زنا کار، فقیر متکبر اور مال دار ظالم۔“

وَتِلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَمَّا الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَزَجُلٌ أَنَّى قَوْمًا فَسَأَلَهُمُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةِ بَيْنِهِ وَبَيْنَهُمْ فَمَنْعُوهُ، فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِأَغْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أُعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعَدُّ بِهِ، نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ، فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتَلَوُّ آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهَزِمُوا، فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يَفْتَحَ اللَّهُ لَهُ، وَالتَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الشَّيْخُ الرَّائِي، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِيِّ الظُّلُمُ.

سورۃ و مسائل: ① محبت اور بغض اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جن کا قرآن وحدیث میں بکثرت ذکر ملتا ہے، مگر کچھ لوگ فلسفے کے بعض غیر مسلم اصولوں سے متاثر ہو کر ان صفات کی نفی کرتے ہیں اور ان سے صرف انعام وانتقام مراد لیتے ہیں، حالانکہ یہ الگ دو صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے واقفیت رکھتے ہیں؟ لفظ سے وہی معنی مراد لینے چاہئیں جو ایک سادہ سننے والے کی سمجھ میں آتے ہیں، حقیقت ہو یا مجاز۔ اگر ان صفات کا عام مفہوم اللہ تعالیٰ کے لائق نہ ہوتا تو ضرور بیان کر دیا جاتا۔ ② جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کے محبت فرمانے کا تعلق ہے ان میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے خلوص۔ تینوں ریاکاری سے کوسوں دور ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا مال آرام اور جان قربان کرتے ہیں۔ ③ زنا، تکبر اور ظلم ہر حال میں کبیرہ گناہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ اور ان کا فاعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے مگر جب ان کے فاعل کے پاس ذرہ بھر بھی عذر نہ ہو حتیٰ کہ عرفا بھی نہ ہو تو یہ کام اکبر الکبائر بن جاتے ہیں۔ نو جوان کے پاس شہوت، مالدار کے پاس مال اور فقیر کے ہاں فقر ان جرائم کا عذر عرفا بن سکتے ہیں مگر بوڑھے کے پاس زنا اور فقیر کے پاس تکبر اور اکزوفوں اور مال دار کے پاس کسی کی حق تلفی کا کیا عذر ہو سکتا ہے؟ جسے شرعاً نہیں تو عرفاً ہی پیش کیا جاسکے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ عَنْهَا.

باب ۷۶- مسکین کی تفسیر (کہ وہ کون ہے؟)

(المعجم ۷۶) - تَفْسِيرُ الْمَسْكِينِ

(التحفة ۷۶)

۲۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جس کو ایک کھجور دو کھجوریں یا ایک لقمہ دو لقمے واپس کر دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود مانگنے سے پرہیز کرے۔ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾“ (صدقات کے مستحق وہ لوگ ہیں) جو مانگتے وقت لوگوں کے گلے نہیں پڑ جاتے۔“

۲۵۷۲- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمَسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّ الْمَسْكِينِ الْمُتَعَفِّفُ، اقْرَأُوا إِنَّ شَيْئًا لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا».

فائدہ: ”مسکین وہ نہیں“ کیونکہ اس قسم کے لوگ عموماً پیشہ ور بھکاری ہوتے ہیں اور دوسروں سے زیادہ امیر ہوتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قابل تعریف مسکین نہیں اگرچہ مسکین تو ہیں۔ یا یہ اس قدر مستحق نہیں جس قدر سوال نہ کرنے والے حاجت مند لوگ مستحق ہیں۔

۲۵۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ گھونٹنے پھرنے والا شخص مسکین نہیں جسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں پلٹا دیتی ہیں۔“ صحابہ نے عرض کیا: تو پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے پاس اثنا مال نہ ہو کہ گزارا کر سکے۔ نہ اس (کے فقر) کا کسی کو پتا ہی چلتا ہے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔“

۲۵۷۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمَسْكِينُ بِهَذَا الطَّوْفِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللَّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ» قَالُوا: فَمَا الْمَسْكِينُ؟ قَالَ: «الَّذِي لَا يَجِدُ غَنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطِنُ لَهُ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ».

۲۵۷۲- أخرجه مسلم، الزكاة، باب المسكين الذي لا يجد غنى... الخ، ح: ۱۰۳۹ من حديث إسماعيل بن جعفر، وأخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾، ح: ۵۳۹ من حديث شريك بن أبي نمره، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۲.

۲۵۷۳- أخرجه البخاري، الزكاة، باب قول الله عز وجل: ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾، ح: ۱۴۷۹ من حديث مالك، ومسلم: ۱۰۳۹/۱۰۱، انظر الحديث السابق من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۲۳/۲، والكبرى، ح: ۲۳۵۳.

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

۲۵۷۴- أَخْبَرَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأَكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَالْتَّمَرَةُ وَالْتَّمَرَتَانِ» قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى، وَلَا يَعْلَمُ النَّاسُ حَاجَتَهُ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ».

۲۵۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں پلنا دیتی ہیں۔“ لوگوں نے کہا: تو اے اللہ کے رسول! پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اتنا مال نہیں رکھتا جو کفایت کر سکے اور لوگوں کو اس (کے فقر) کا پتا نہیں چلا کہ اس پر صدقہ ہو سکے۔“

☀ فائدہ: مذکورہ روایت معنا صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ تاہم مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۵۷۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بُجَيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ أُمِّ بُجَيْدٍ - وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلَى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ لَمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِيهِ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُخْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ».

۲۵۷۵- حضرت ام بجد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اور انھیں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کبھی کوئی مسکین ساں میرے دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے مگر میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اسے دینے کے لیے تیرے پاس کچھ بھی نہ ہو سوائے جلے ہوئے کھر کے تو وہی اسے دے دے۔“

۲۵۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحذ الغنى، ح: ۱۶۳۲ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۴. * الزهري عن عمن، وحديث البخاري، ح: ۱۴۷۶، ومسلم، ح: ۱۰۳۹، يعني عنه.

۲۵۷۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب حق السائل، ح: ۱۶۶۷، والترمذي، الزكاة، باب ما جاء في حق السائل، ح: ۶۶۵ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۵، وقال الترمذي: 'حسن صحيح'، وتقدم طرفه، ح: ۲۵۶۶.

گداگری سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب الزکاة

فائدہ: سائل دروازے سے محروم نہیں جانا چاہیے۔ استحقاق اور عدم استحقاق کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے
الایہ کہ اس کا پیشہ ور ہونا معلوم ہو اور وہ حقیقتاً محتاج نہ ہو۔ (نیز دیکھیے حدیث: ۲۵۶۶)

باب: ۷- تکبر کرنے والا فقیر

(المنعجم ۷۷) - الْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ

(التحفة ۷۷)

۲۵۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔ بوڑھا
بدکار، مغرور و متکبر فقیر اور جھوٹا بادشاہ۔“

۲۵۷۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَنَى
قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ قَالَ:
سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الشَّيْخُ الزَّانِي،
وَالْعَائِلُ الْمَرْهُو، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ».

فائدہ: بادشاہ بہر حال حاکم اعلیٰ ہے اسے کوئی خوف و خطر نہیں کہ جھوٹ بولے نیز اس کا جھوٹ بہت بڑے
قریب پر مبنی ہوگا اور عوام الناس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے گا نیز وہ پوری رعایا کے لیے نقصان دہ ہے اس لیے
اس کا جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

۲۵۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار اشخاص سے اللہ تعالیٰ
بغض رکھتا ہے: جھوٹی قسمیں کھا کر سامان بیچنے والا
مغرور و متکبر فقیر، بوڑھا زنا کار اور ظالم بادشاہ۔“

۲۵۷۷- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْدُ
اللَّهُ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعَةٌ
يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ،
وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي،
وَالْإِمَامُ الْجَانِثُ».

۲۵۷۶- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۳۳/۲ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۶، وصححه ابن
حبان، ح: ۵۴.

۲۵۷۷- [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب في تاريخ بغداد: ۳۵۸/۹ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في
الكبرى، ح: ۲۳۵۷، ومن طريق حماد صححه ابن حبان، ح: ۱۰۹۸.

باب: ۷۸- بیوہ کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کی فضیلت

(المعجم ۷۸) - فَضْلُ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ (النفحة ۷۸)

۲۵۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔“

۲۵۷۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ».

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوہ کے لیے بھاگ دوڑ کرنا یقیناً فضیلت والا کام ہے بشرطیکہ ذاتی منفعت مثلاً: نکاح کے لیے مائل کرنا مقصود نہ ہو اور نہ اس کے عوض اس سے اپنے گھر بیوہ کو کام ہی کروائے۔ ② جہاد فی سبیل اللہ افضل عمل ہے کیونکہ اس میں انسان اپنی جان تک کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اس لیے اس کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح بیوہ اور مسکین جیسے بے سہارا افراد سے تعاون بھی عظیم نیکی ہے۔

باب: ۷۹- مؤلفۃ القلوب کا بیان

(المعجم ۷۹) - الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ (النفحة ۷۹)

۲۵۷۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب وہ یمن کے امیر تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس غیر صاف شدہ سونے کی ڈلی بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چار آدمیوں کے درمیان

۲۵۷۹- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ - وَهُوَ

۲۵۷۸- أخرجه البخاري، الأدب، باب الساعي على المسكين، ح: ۶۰۰۷، ومسلم، الزهد والرقائق، باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، ح: ۲۹۸۲ عن عبد الله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۸ والموطأ (رواية أبي مصعب الزهري المدني): ۸۷، ۸۶/۲، ح: ۱۹۱۶.

۲۵۷۹- أخرجه مسلم، الزكوة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح: ۱۰۶۴ عن هناد، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وإلى عاد أخاهم هودا...﴾، ح: ۳۳۴۴ من حديث سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۹.

تقسیم فرمادیا: اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاشہ عامری جو بنو عامر کی ایک شاخ بنی کلاب میں سے تھے اور زید طائی جو بنو طے کی ایک شاخ بنو مہان سے تھے۔ اس پر قریش کے (نومسلم) سردار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: آپ نجد کے (نومسلم) سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں محروم رکھ رہے ہیں (حالانکہ ہم آپ کے قریبی ہیں؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ ان کی تالیف قلب کروں۔ ایک شخص آیا جس کی ڈاڑھی گھنی رخسار ابھرے ہوئے آنکھیں گہری ماٹھا آگے کو بڑھا ہوا اور سرمندا ہوا تھا وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوں تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین والوں (تمام انسانوں جنوں) پر امین جانتا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے۔“ پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی۔ اہل علم کا خیال ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اجازت تو نہ دی مگر) فرمایا: ”یقیناً اس کی نسل (قبیلے) میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے (انہیں کچھ نہیں کہیں گے)۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیز تیر اپنے نشانے کو پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ واللہ! اگر میں نے ان کو پالیا تو انھیں قوم عادی کی طرح قتل کروں گا۔“

بِالْيَمَنِ - بِذُھَمِيَّةٍ بِتُرَيْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ، وَعُيَيْنَةَ ابْنِ بَذْرِ الْفَزَارِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنَ عَلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَزَيْدِ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي تَبَهَانَ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَقَالَ مَرَّةٌ أُخْرَى: صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَقَالُوا: نُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدْعُنَا؟ قَالَ: «إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ» فَجَاءَ رَجُلٌ كَثَّ اللَّحْيَةُ مُشْرِفُ الْوَجْتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِيءُ الْجَبِينِ مَخْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: ائْتِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: «فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ عَصَيْتُهُ، أَيَا مَنِّي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي» ثُمَّ أَذْبَرَ الرَّجُلُ، فَاسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَزُونَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ ضُضْضِي هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ، يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، لَيْتَنِي أَذْرَكْتَهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① مؤلفۃ القلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں: ② وہ لوگ جو اپنی قوم میں بااثر سردار ہوں اور ان کے اسلام لانے کی امید ہو۔ انھیں عطیات دیے جائیں تاکہ ان کے دل سے بعد ختم ہو اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ بعد میں اسلام خود بخود ان کے دلوں میں گھر کر جائے گا۔ ان کی وجہ سے ان کی قوم بھی مسلمان ہو جائے گی۔ ③ وہ نو مسلم لوگ جن کے دلوں تک اسلام نہیں پہنچا مگر وہ اپنی قوم کے بااثر سردار ہیں۔ اگر انھیں نہ دیا گیا تو وہ کوئی فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں اس لیے انھیں عطیات دیے جائیں تاکہ وہ اسلام پر پکے ہو جائیں۔ ④ وہ بااثر لوگ جن کے ساتھ مسلمانوں کے علاقے ملتے ہیں اور وہ مشکل وقت میں مسلمانوں کے محافظ بن سکتے ہیں۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو مال دیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی زکاة کے مصارف میں ان کا ذکر ہے۔ مگر احناف کا خیال ہے کہ اب اسلام مضبوط ہو چکا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کے محتاج نہیں رہے، لہذا اب ان کا حصہ ساقط ہو چکا ہے، جبکہ دیگر اہل علم ضرورت پڑنے پر انھیں اب بھی مصرف سمجھتے ہیں اور یہی بات درست ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اسلام غالب ہی آچکا ہو۔ بعض علاقوں میں نبی ﷺ کے دور والی صورت حال بھی ہو سکتی ہے۔ ⑥ جن چار سرداروں کے مابین آپ نے وہ سونا تقسیم کیا تھا، وہ مؤلفۃ القلوب کی دوسری قسم میں داخل تھے۔ ⑦ ”قریش کے نو مسلم سردار“ جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ یہ اطمینان قلب میں مہاجرین و انصار کے درجے میں نہ تھے۔ ⑧ ”ایک شخص“ گویا اس کی ظاہری شکل و صورت بھی قبیح تھی اور بات اس سے بھی قبیح کی۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ کوئی منافق شخص تھا جو صرف مال کے لالچ میں مسلمان ہوا تھا۔ نہ ملنے پر بکواس کرنے لگا۔ ⑨ ”اجازت نہ دی۔“ کیونکہ وہ ظاہراً مسلمان تھا۔ اور منافقوں کے قتل کی اجازت نہ تھی۔ اس نے صراحتاً کوئی الزام بھی نہ لگایا تھا۔ ⑩ ”اس کی نسل سے۔“ واقعتاً یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ ظاہر ہوئے۔ قرآن بہت پڑھتے تھے مگر پڑھنا اور بات ہے، سمجھنا اور بات۔ ان کی بے وقوفی یہ تھی کہ قرآن مجید صحابہ سے پڑھتے تھے مگر مطلب انھیں بتاتے تھے۔ ⑪ ”حلق سے تجاوز۔“ یعنی قرآن مجید کو سمجھ نہ سکیں گے، لہذا ثواب کے بھی حق دار نہ ہوں گے۔ ⑫ ”مسلمانوں کو قتل۔“ واقعتاً انھوں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا۔ خلیفہ برحق حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو صراحتاً کافر کہا۔ نعوذ باللہ من ذلك۔ خلیفہ وقت سے لڑائی کی اور اپنی تمام توانائیاں اہل اسلام کے خلاف صرف کیں۔ یہ لوگ اپنے خیال میں مخلص مسلمان تھے مگر حقیقتاً مسلمانوں کے لیے کافروں سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے۔ ظاہراً بہت نیک تھے۔ نماز روزے کے سختی سے پابند تھے مگر دین کے صحیح فہم سے نااہل تھے۔ ایسے لوگ کفار اور شیطان کے ہاتھوں آسانی سے کھلونا بن جاتے ہیں۔ انھیں دنیا ”خوارج“ کے نام سے یاد رکھتی ہے۔ ⑬ ”وہ اسلام سے نکل جائیں گے۔“ ظاہراً تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر تھے، کچھ اور نصوص سے بھی ان کے کفر کا اثبات ہوتا ہے۔ اسی لیے محدثین کا ایک گروہ ان کے کافر ہونے کا قائل ہے۔ لیکن فقہاء نے انھیں گمراہ فرقوں میں داخل کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا الفاظ زجر و تغلیظ پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم۔ ⑭ ”قتل کروں گا۔“ یہ فریضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے سرانجام دیا اور ان کا خاتمہ فرمایا۔ اگرچہ وہ بعد میں بھی عرصہ دراز تک امت مسلمہ کے لیے کسی نہ کسی علاقے میں آفت بنے رہے۔ آہستہ آہستہ وہ سیاسی اور مذہبی طور پر ختم ہو گئے۔ والحمد للہ۔

(المعجم ۸۰) - الصَّدَقَةُ لِمَنْ تَحْمَلُ بِحِمَالَةٍ (التحفة ۸۰)
باب: ۸۰- جو شخص کوئی تاوان اٹھا لے اسے زکاة دی جاسکتی ہے

۲۵۸۰- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رِثَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ هَارُونَ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حِمَالَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فِيهَا، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحْمَلُ حِمَالَةً بَيْنَ قَوْمٍ، فَسَأَلَ فِيهَا حَتَّى يُؤَدِّيَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَ».

۲۵۸۰- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے کہا: میں نے کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا، پھر میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اس کی (ادائیگی میں تعاون کی) بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”ماگنا صرف تین قسم کے لوگوں کے لیے جائز ہے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے کسی قوم میں (صلح کروانے کے لیے) کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا۔ وہ اس سلسلے میں لوگوں سے مدد مانگ سکتا ہے حتیٰ کہ تاوان اتار دے اور پھر مانگنے سے رک جائے۔“

☀ فائدہ: قرآن مجید میں بھی اس جیسے لوگوں کو زکاة کا حق دار ٹھہرایا گیا ہے: ﴿وَالْعَارِضِينَ﴾ (التوبة: ۹۰) اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کی لڑائی ختم کرنے کے لیے تنازعہ رقم اپنے ذمے لے لیتا ہے مگر اتنی وسعت نہیں کہ خود ادا کر سکے۔ وہ زکاة کا مال لے کر تاوان ادا کر سکتا ہے۔

۲۵۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِثَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حِمَالَةً

۲۵۸۱- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مالی بوجھ اپنے ذمے لے لیا، پھر اس کی (ادائیگی میں تعاون کی) بابت سوال کرنے لیے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:

۲۵۸۰- أخرجه مسلم، الزکاة، باب من تحمل له المسألة، ح: ۱۰۴۴ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۰.

۲۵۸۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۱.

فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيهَا، فَقَالَ: «أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ! حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ»: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا قَبِيصَةُ! إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةً: رَجُلٍ تَحْمِلُ حِمْلَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الصَّدَقَةُ. حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ بَاجِيحَةٌ فَاجْتَا حَتْ مَالُهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَشْهَدَ ثَلَاثَةً مِنْ ذَوِي الْحِجَةِ مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ؛ فَمَا سِوَى هَذَا مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ! سَحَتْ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سَحْتًا».

”قبیصہ! ہمارے پاس ٹھہرو۔ کوئی صدقہ آ گیا تو تمہیں دینے کا حکم دیں گے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے قبیصہ! زکاة مانگنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے: ایک تو وہ شخص جس نے (جھگڑا نمٹانے کے لیے) کوئی (مالی) بوجھ اپنے ذمے لے لیا تو اس کے لیے زکاة و صدقات لینا جائز ہے حتیٰ کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اور دوسرا وہ شخص جس پر کوئی ناگہانی آفت آگئی جس نے اس کا مال ختم کر دیا۔ اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ اس کا گزارا ہونے لگے پھر وہ مانگنے سے رک جائے۔ اور تیسرا وہ شخص جسے فاقوں کی نوبت آگئی حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین سمجھ دار (معتبر) آدمی گواہی دیں کہ واقعاً فلاں شخص فاقہ زدہ ہے تو اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ وہ زندگی گزارنے کے قابل ہو جائے۔ اے قبیصہ! ان حالات کے علاوہ مانگنا حرام ہے اور مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ”ناگہانی آفت“ مثلاً: سیلاب، آگ، فصلوں کی بیماری اور طوفان وغیرہ۔ ② ”گواہی دیں۔“ یہ تب ہے جب وہ کمائی کے قابل ہو اور اس کے باوجود فاقہ زدہ ہو۔ ورنہ اگر وہ کمائی کے قابل ہی نہیں مثلاً: دائمی مریض وغیرہ تو پھر گواہی کی کیا ضرورت ہے؟ الایہ کہ وہ لوگ اسے جانتے ہی نہ ہوں تو پھر گواہی کی ضرورت پڑے گی۔

(المعجم ۸۱) - الصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتِيمِ
(التحفة ۸۱)

۲۵۸۲- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۵۸۲- أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحذير من الاغترار بزينة الدنيا وما يبسط منها، ح: ۱۰۵۲/۱۲۳ من حديث ابن عليه، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة على اليتامى، ح: ۱۴۶۵ من حديث هشام بن أبي عبد الله الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۲. * هلال هو ابن أبي ميمونة.

ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا ڈر ہے کہ میرے بعد تمہارے لیے دنیا کی زیب و زینت عام کر دی جائے گی۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: کیا خیر بھی شر کو لاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس شخص سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے بات نہیں کر رہے ہیں؟ پھر ہمیں اندازہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے۔ حالت وحی ختم ہوئی تو آپ نے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا: ”کیا وہ شخص موجود ہے جس نے پوچھا تھا؟ واقعتاً خیر شر کو نہیں لاتا مگر موسم بہار کا اگایا ہوا سبزہ بھی کبھی جانور کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے۔ مگر وہ جانور جو چارہ کھائے حتیٰ کہ جب اس کی کوٹھیں ابھر جائیں (اس کا پیٹ بھر جائے) تو وہ عین سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے (جگالی کرے) گو بر کرے پیشاب کرے پھر (جب بھوک لگے تو) چرنے لگے۔ یقیناً یہ مال سبز اور میٹھا ہے۔ بلاشبہ یہ مومن کا اچھا ساتھی ہے بشرطیکہ وہ اس سے یتیم، مسکین اور مسافر کو دے۔ جو شخص اس مال کو ناحق لیتا ہے وہ اس (بیمار) شخص کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور یہ مال قیامت کے دن اس شخص کے خلاف گواہی دے گا۔“

حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هَلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةٍ وَذَكَرَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ: مَا سَأَلْتَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ؟ فَقَالَ: وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ يَمْسَحُ الرُّحَصَاءُ وَقَالَ: «أَشَاهِدُ السَّائِلُ؟ إِنَّهُ - يَعْنِي - لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنْ مِمَّا يُنْبِئُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا أَكَلَهُ الْخَضِرُ، فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَتَلَطَّتْ، ثُمَّ بَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلُوءَةٌ، وَنِعَمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ إِنْ أُعْطِيَ مِنْهُ الْيَتِيمَ وَالْمُسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ، وَإِنَّ الَّذِي يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

نوائد و مسائل: ① ”مجھے تو اس بات کا ڈر ہے۔“ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے فقر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: مجھے فقر کا کوئی خطرہ نہیں، یعنی اگر تم فقیر رہو تو کوئی خطرے کی بات نہیں بلکہ خطرہ مال دار ہونے میں ہے کہ کہیں فتنے میں نہ پڑ جاؤ۔ یا یہ مطلب ہے کہ مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم فقیر ہو گے بلکہ خطرہ ہے تم مال دار ہو جاؤ۔

۲۳- کتاب الزکاة

مصارف زکاة کا بیان

- گے۔ ⑤ ”کیا خیر بھی..... الخ“ یعنی مال تو اچھی چیز ہے۔ یہ کون سی خطرناک چیز ہے جو آپ اسے خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ ⑥ ”موسم بہار کا اگایا ہوا سبزہ۔“ حالانکہ یہ جانوروں کے لیے بہترین غذا ہوتا ہے مگر اس کا غلط استعمال موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح مال کا غلط حصول یا استعمال بھی دین کے لیے خطرناک ہے۔ ⑦ ”سبز اور میٹھا ہے۔“ سبزہ جانور کو اور میٹھی چیز انسان کو مرغوب ہوتی ہے اس لیے ان میں بے اعتدالی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہی حالت مال کی ہے۔ ⑧ ”مگر سیر نہیں ہوتا۔“ یہ بھی ایک بیماری ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ شخص زیادہ کھانے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ ⑨ ”تیم صدقے کا حق دار ہے بشرطیکہ وہ فقیر بھی ہو۔ اسی طرح مسافر بھی۔ ⑩ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر ضرورت سے کم۔

(المعجم ۸۲) - الصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ باب: ۸۲- قرابت داروں کو صدقہ دینا (التحفة ۸۲)

۲۵۸۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ الرَّائِحِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ».

۲۵۸۳- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسکین آدمی کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے جبکہ قرابت دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔“

☀ فائدہ: فقیر قرابت دار اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے لہذا اسے دینے میں دگنا ثواب ہے۔ صدقہ کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی، مگر جس قرابت دار کے اخراجات کی ذمہ داری زکاة دینے والے پر ہے اب اسے وہ زکاة نہیں دے سکتا، مثلاً: بیوی بچے ماں باپ البتہ بہن بھائیوں کو جو الگ رہتے ہوں زکاة دے سکتا ہے۔

۲۵۸۴- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی

۲۶۹۳- [سناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب فضل الصدقة، ح: ۱۸۴۴ من حديث عبدالله بن عون البصري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶۷، وابن حبان، ح: ۸۹۲، والحاكم: ۱/ ۴۳۱، ۴۳۲ على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي، ح: ۶۵۸ "حسن". أم الرايح الرباب، وحفصة بنت سيرين، وخالد بن الحارث.

۲۵۸۴- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ح: ۱۴۶۶، ومسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوجة والأولاد... الخ، ح: ۱۰۰۰ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۴.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ: «تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ» قَالَتْ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَيْسَمْنِي أَنْ أَضَعَ صَدَقَتِي فِيكَ وَفِي بَنِي أَخٍ لِي يَتَامَى؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: سَلِي عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ تَسْأَلُ عَمَّا أَسْأَلُ عَنْهُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهُ: إِنِطْلِقْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلْهُ عَنْ ذَلِكَ، وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ فَاَنْطَلَقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَنْ هُمَا؟» قَالَ: زَيْنَبُ، قَالَ: «أَيُّ الزَّيَانِبِ؟» قَالَ: زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ وَزَيْنَبُ الْأَنْصَارِيَّةُ، قَالَ: «نَعَمْ لَهُمَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ».

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) عورتوں سے فرمایا: ”صدقہ کرو چاہے زیورات ہی سے ہو۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تقریباً خالی ہاتھ تھے۔ ان کی بیوی زینب ان سے کہنے لگیں: کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ میں اپنا صدقہ آپ کو اور اپنے بھائی کے یتیم بچوں کو دے دوں؟ حضرت عبداللہ کہنے لگے: اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ وہ کہتی ہیں میں نبی ﷺ کے گھر آئی تو آپ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی۔ اس کا نام بھی زینب تھا۔ اس کا مطلوب بھی وہی تھا جو میرا تھا۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے۔ ہم نے ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھیں لیکن آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے (اور پوچھا) تو آپ نے فرمایا: ”وہ کون عورتیں ہیں؟“ انھوں نے کہا: زینب۔ آپ نے فرمایا: ”کون سی زینب؟“ انھوں نے عرض کیا: ایک زینب تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی اور دوسری زینب انصاری عورت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! انھیں دو اجر ملیں گے: قرابت (صلہ رحمی) کا اجر اور صدقہ کا اجر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کو زکاة دے سکتی ہے اگر وہ فقیر ہے تو کیونکہ خاوند کے اخراجات کی ذمہ دار بیوی نہیں۔ مگر احناف اسے جائز نہیں سمجھتے وہ اسے نقلی صدقہ پر محمول کرتے ہیں لیکن حدیث کے الفاظ سے اس موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ حدیث کے الفاظ عام ہیں جو دونوں قسم کے صدقات (نقلی اور فرضی زکاة دونوں) کو شامل ہیں۔ ② ”یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟“ یہ ایک روایتی بات تھی ورنہ ممکن نہیں تھا کہ متعلقہ افراد کا تعارف کروائے بغیر سوال کا صحیح جواب لیا جاسکے۔ اسی لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے پوچھنے پر فوراً بتا دیا کہ وہ کون ہیں نیز انھوں نے نہ بتانے کا وعدہ بھی نہیں کیا تھا۔ علاوہ ازیں

۲۳- کتاب الزکاة

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عورتوں کی گزارش پر مقدم تھا۔

باب: ۸۳- مانگنا

(المعجم ۸۳) - الْمَسْأَلَةُ (التحفة ۸۳)

۲۵۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ

۲۵۸۵- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَحْتَزِمَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک شخص کٹڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے اور اسے فروخت کرے (اور منافع حاصل کرے) یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی سے مانگے۔ وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔“

فائدہ: محنت اور مشقت کر کے اپنی عزت نفس محفوظ رکھنا مانگنے کی ذلت سے بدرجہا بہتر ہے۔

۲۵۸۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

۲۵۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةٌ مِنْ لَحْمٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی ہمیشہ مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں (لوگوں کے سامنے) آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔“

فائدہ: قیامت کی جزا و سزا دنیوی عمل کے مماثل ہوگی۔ اس شخص نے مانگ مانگ کر اپنے چہرے کو ذلیل کیا حتیٰ کہ کسی کے نزدیک بھی اس کی وقعت نہ رہی اور کوئی شخص اسے احترام سے دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ قیامت کے

۲۵۸۵- أخرجه البخاري، البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ح: ۲۰۷۴، ومسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ۱۰۷/۱۰۴۲ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۵.

۲۵۸۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب من سأل الناس نكثراً، ح: ۱، ۴۷۴، ومسلم، ح: ۱۰۴/۱۰۴۰، وانظر الحديث السابق من حديث الليث به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۶.

۲۳- کتاب الزکاة لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام ومسائل
 ”دن بھی اس کا چہرہ اس حال میں ہوگا کہ اس کی عزت ہوگی نہ کوئی اسے دیکھنا گوارا کرے گا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ۔ البتہ
 یہ اس شخص کی سزا ہے جو پیشہ ورتہ بھکاری ہے۔ جو مجبوری اور ضرورت سے مانگے اور لاچار ہوا سے معافی ہوگی۔“

۲۵۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بِسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى أَسْكُفَةِ الْبَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَشَى أَحَدٌ إِلَى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ شَيْئًا».

۲۵۸۷- حضرت عائد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مانگنے لگا۔ آپ نے اسے دے دیا۔ جب اس نے اپنا پاؤں دروازے کی دہلیز پر رکھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم مانگنے کی قباحت (یا سزا و گناہ) جان لو تو تم میں سے کوئی کسی کے پاس کچھ بھی مانگنے نہ جائے۔“

باب: ۸۴- نیک لوگوں سے مانگنا

(المعجم ۸۴) - سُؤَالُ الصَّالِحِينَ

(التحفة ۸۴)

۲۵۸۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَبْوَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ، عَنْ ابْنِ الْفَرَّاسِيِّ: أَنَّ الْفَرَّاسِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «لَا، وَإِنْ كُنْتُ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاَسْأَلِ الصَّالِحِينَ».

۲۵۸۸- ابن فراسی سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں کسی سے کچھ مانگ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ اور اگر تجھے مجبوراً مانگنا پڑے تو نیک لوگوں سے مانگ۔“

باب: ۸۵- مانگنے سے پرہیز کرنا

(المعجم ۸۵) - الْإِسْتِعْفَافُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

(التحفة ۸۵)

۲۵۸۷- [حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ۲/۳۲۸، ۳۲۹، ح: ۱۰۹۴ من حديث أمية بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۷. * عبدالله بن خليفة، ويقال خليفة بن عبدالله العنبري كما في رواية روح بن عباد عند أحمد: ۵/۶۵، وثقه ابن حبان وحده: ۴/۳۱۰، وللحديث شواهد معنوية.

۲۵۸۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الاستعفاف، ح: ۱۶۴۶ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۶۸. * مسلم وثقه ابن حبان وحده، وابن الفراسي لم أجد من وثقه.

- ۲۵۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفَذَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يَغْفِرْهُ اللَّهُ [عَزَّ وَجَلَّ]، وَمَنْ يَصْبِرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ».
- ۲۵۸۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ انصار نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا۔ آپ نے انھیں عطا کیا۔ انھوں نے پھر مانگا۔ آپ نے پھر دیا حتیٰ کہ جب آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جو بھی مال ہوگا میں وہ تم سے چھپا کر نہ رکھوں گا۔ اور جو شخص سوال سے پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صابر بنائے گا۔ اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ اچھا اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”محفوظ رکھے گا۔“ یعنی جو شخص سوال سے (مانگنے سے) بچنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا موقع ہی نہیں آنے دے گا کہ اسے مانگنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات پوری فرماتا رہے گا مگر وہ حوصلہ رکھے اور لوگوں سے مانگنے میں جلدی نہ کرے۔ ② ”صابر بنائے گا۔“ یعنی صبر کے حصول کے لیے عزم کی بھی ضرورت ہے۔ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔ ③ ”وسیع عطیہ“ یعنی صبر بہت بڑا عطیہ ہے مگر مصیبت زدہ کے لیے۔ ویسے اللہ تعالیٰ سے صبر کے اسباب نہیں مانگنے چاہئیں۔ ہاں اگر کوئی مصیبت سر پر آن پڑے تو صبر مانگے۔ صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ دین پر پختگی، حرام اور گناہ سے پرہیز، حوصلہ مندی اور مصیبت میں نہ گھبرانا یہ سب صبر ہی کے معانی ہیں۔

- ۲۵۹۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْنٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! بَاطِلٌ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ مَا يَكُونُ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ».
- ۲۵۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے ایک شخص اپنی رسی پکڑے اور اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھالا دکر لائے (اور

۲۵۸۹- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل التعفف والصبر والقناعة والحث على كل ذلك، ح: ۱۰۵۳ عن قتيبة، البخاري، الزكاة، باب الاستغفار عن المسألة، ح: ۱۴۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۹۹۷، والكبرى، ح: ۲۳۶۹.

۲۵۹۰- أخرجه البخاري، ح: ۱۴۷۰ من حديث مالك به (انظر الحديث السابق)، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۹۹۹، ۹۹۸، والكبرى، ح: ۲۳۷۰.

۲۳- کتاب الزکاة لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

لَا نَّ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهِ، فَيَسْأَلُهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ. (اسے بچ کر گزارا کرے) اس بات سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے پاس جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نواز رکھا ہے اور اس سے جا کر مانگے پھر وہ اسے دے یا نہ دے۔“

فائدہ: ”اپنے فضل“ قرآن وحدیث میں عموماً فضل سے مراد دنیوی رزق ہوتا ہے اور رحمت سے مراد اخروی ثواب۔ کسی آدمی سے دنیوی چیز ہی مانگی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۸۶) - فَضْلٌ مَنْ لَا يَسْأَلُ
النَّاسَ شَيْئًا (التحفة ۸۶)
باب: ۸۶- لوگوں سے کچھ نہ مانگنے
والے کی فضیلت

۲۵۹۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ يَضْمَنْ لِي وَاحِدَةً وَلَهُ الْجَنَّةُ» قَالَ يَحْيَى هَهُنَا كَلِمَةٌ مَعْنَاهَا: أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا.

۲۵۹۱- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے دے اس کے لیے جنت ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ وہ کسی انسان سے کچھ نہ مانگے گا۔“

فائدہ: جنت کا وعدہ معمولی بات نہیں مگر کسی سے کچھ نہ مانگنے کی پابندی بھی بہت مشکل امر ہے۔ اس کے لیے جس حوصلے اور ضبط و توکل کی ضرورت ہے وہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ خال خال ہی لوگ ایسے مل سکتے ہیں۔

۲۵۹۲- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِثَابٍ أَنَّهُ

۲۵۹۲- حضرت قبیصہ بن خارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مانگنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے: ایک وہ شخص

۲۵۹۱- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب كراهية المسألة، ح: ۱۸۳۷ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۱، وله شاهد عند أبي داود، ح: ۱۶۴۳ وغيره، وسنده صحيح.

۲۵۹۲- [صحيح] تقدم، ح: ۲۵۸۱، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۲.

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

جس کے مال پر کوئی ناگہانی آفت آگئی تو وہ مانگ سکتا ہے حتیٰ کہ گزارا ہو سکے پھر وہ مانگنے سے باز آجائے۔ اور ایک وہ شخص جس نے کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا وہ مانگ سکتا ہے حتیٰ کہ وہ تاوان ادا کرنے پھر وہ مانگنے سے باز آجائے۔ اور ایک وہ شخص جس کی قوم کے تین سمجھ دار (معزز) اشخاص اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھائیں کہ فلاں شخص (کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ اس) کے لیے مانگنا حلال ہو گیا ہے۔ تو وہ مانگ سکتا ہے حتیٰ کہ مناسب گزارا کر سکے پھر وہ مانگنے سے باز آجائے۔ ان تین صورتوں کے علاوہ مانگنا حرام ہے۔“

حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ قَيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَةُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ أَصَابَتْ مَالَهُ جَائِحَةٌ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ تَحْمَلُ حِمَالَةً فَيَسْأَلُ حَتَّى يُؤَدِّيَ إِلَيْهِمْ حِمَالَتَهُمْ، ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، وَرَجُلٍ يَخْلِفُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَا بِاللَّهِ لَقَدْ خَلَّتِ الْمَسْأَلَةُ لِفُلَانٍ، فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، فَمَا سِوَى ذَلِكَ سُخْتُ».

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۵۸۱، ۲۵۸۰۔

باب: ۸۷۔ غنی کی تعریف

(المعجم ۸۷) - حَدُّ الْغَنِيِّ (التحفة ۸۷)

۲۵۹۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مانگے حالانکہ اس کے پاس اتنا مال ہے جو اسے کفایت کر سکتا ہے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ نوچا ہوا ہوگا۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کتنا مال ایک شخص کو کفایت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پچاس درہم یا اس (کے برابر) مالیت کا سونا۔“

۲۵۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَتْ خُمُوشًا أَوْ كُدُوحًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ

۲۵۹۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ۱۶۲۶، وابن ماجه، ح: ۱۸۴۰ من حديث يحيى بن آدم به، وحسنه الترمذي (تحفة الأحوذى: ۱۹/۲، ح: ۶۵۰) وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۳. * حكيم ضعيف كما قال النسائي وغيره، وللثوري تدليس عجب لأنه حدث به عن زيد بن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد مقطوعاً أو مرسلًا، ولم يجاوزه.

۲۳۔ کتاب الزکاة - لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

الْقِيَامَةِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَاذَا يُغْنِيهِ
أَوْ مَاذَا أَغْنَاهُ؟ قَالَ: «خُمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ
حِسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ».

قَالَ يَحْيَى: قَالَ سُفْيَانُ: وَسَمِعْتُ زُبَيْدًا
يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ.
یحیی کہتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا میں نے زبید
کو سنا وہ اسے محمد بن عبد الرحمن بن یزید سے بیان کر
رہے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد و
متابعات کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد اور متابعات کی بنا
پر قابل عمل ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۶/۱۹۳-
۱۹۷، و الصحيحة للالبانی: ۱/۸۹۹، رقم الحديث: ۳۹۹) ② ”پچاس درہم۔“ یہ تقریباً 5250 روپے کی مالیت
کے برابر ہیں لہذا جس شخص کی ملکیت میں اتنا مال ہو اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنا درست نہیں۔ بعض
روایات میں چالیس درہم کا ذکر ہے یہ حالات کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۸۸) - بَابُ الْإِنْحَافِ فِي
الْمَسْأَلَةِ (التحفة ۸۸)
باب: ۸۸- اصرار کے ساتھ
(چٹ کر) مانگنا

۲۵۹۴- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ
قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ وَهْبِ
ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُلْحِقُوا فِي
الْمَسْأَلَةِ، وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا وَأَنَا
لَهُ كَارَةٌ فَيَبَارِكُ لَهُ فِيمَا أُعْطِيَتْهُ».

۲۵۹۴- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اصرار کے ساتھ (چٹ کر)
نہ مانگا کرو۔ تم میں سے جو شخص بھی مجھ سے کچھ مانگے گا
جبکہ میں اسے دینا پسند نہ کروں (اور وہ مجھے تنگ کر کے
کچھ مال لے جائے) تو اس کے لیے اس میں برکت نہ
ہوگی جو میں اسے دوں گا۔“

🌞 فائدہ: اصرار یعنی چٹ کر مانگنا یہ ہے کہ سائل مسؤل کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک وہ اس
سے مطلوبہ چیز حاصل نہ کر لے۔ جس شخص کے لیے مانگنا جائز ہے اصرار اس کے لیے بھی منع ہے۔ ”میں اسے

۲۵۹۴- أخرجه مسلم، الزكاة، باب النهي عن المسألة، ح: ۱۰۳۸ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في
الكبرى، ح: ۲۳۷۴. * أخو وهب اسمه همام، وهو صاحب "الصحيحة المشهورة".

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

دینا پسند نہ کروں۔“ آپ تو سب سے بڑھ کر سختی تھے۔ آپ کا پسند نہ کرنا دلیل ہے کہ وہ مستحق نہیں ہے، لہذا وہ کچھ لے بھی جائے (اصرار کر کے) تو منجانب اللہ اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ غیر مستحق کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ فقیر ہی رہتا ہے۔

(المعجم ۸۹) - مَنِ الْمُلْحِفُ؟ (التحفة ۸۹) باب: ۸۹- اصرار کے ساتھ مانگنے

والا کون ہے؟

ج

۲۵۹۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ».

۲۵۹۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی چالیس درہم ہونے کے باوجود مانگے تو وہ اصرار کے ساتھ (چٹ کر) مانگنے والا ہے۔“

☀ فائدہ: تشبیہ کا مقصد عدم جواز ہے یعنی اس کے لیے مانگنا جائز نہیں۔ اس روایت میں چالیس درہم کو غنی کی حد بتلایا گیا ہے۔ یہ اس وقت کے حالات کے مطابق ہے۔ اس میں حالات کے مطابق کی بیشی ہو سکتی ہے۔

۲۵۹۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَرَّحْتَنِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَقَالَ: «مَنْ اسْتَغْنَى أَعْنَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ اسْتَغْفَّ أَعَفَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ اسْتَكْفَى كَفَّاهُ اللَّهُ

۲۵۹۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میری والدہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا چہرہ انور میری طرف فرمایا اور گویا ہوئے: ”جو شخص اپنے آپ کو مستغنی ظاہر کرے اللہ تعالیٰ اسے غنی فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سوال سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا لیتا ہے۔ اور جو شخص صرف کفایت کا طالب ہو

۲۵۹۵- [حسن] أخرجه البيهقي: ۲۴/۷ من حديث ابن عينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۵، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۴۸، والحديث الآتي شاهد له.

۲۵۹۶- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ۱۶۲۸ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۶، وزاد أبوداود: "وكانت الأوقية على عهد رسول الله ﷺ أربعين درهماً"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۴۷، وابن حبان، ح: ۸۴۶ مختصراً. * شيخ قتيبة اسمه عبد الرحمن.

ج

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيَمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ
الْجَفَّ فَقُلْتُ: نَافَتِي الْيَأْفُوَّةَ خَيْرٌ مِنْ
أُوقِيَّةٍ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ.
اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرماتا ہے۔ اور جو شخص ایک اوقیہ
(چالیس درہم) کی مالیت والی چیز کے ہوتے ہوئے
مانگے تو گویا وہ اصرار کے ساتھ مانگ رہا ہے۔ (ابوسعید
نے فرمایا:) میں نے (دل میں) کہا کہ میری اونٹنی یا قوتہ
ایک اوقیہ سے زیادہ قیمتی ہے لہذا میں آپ سے مانگے
بغیر واپس آ گیا۔

فوائد و مسائل: ① ”بیہجا“ کوئی چیز مانگنے کے لیے جیسا کہ حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے۔
② ”مستغنی ظاہر کرے۔“ یعنی باوجود فقیر ہونے کے اپنے فقر کا اظہار نہ کرے۔ ③ ”کفایت کا طالب ہو۔“
یعنی وہ حریص نہیں بلکہ ضرورت کے مطابق طلب کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ سے کفایت کی دعا کرے۔ ④ یا قوتہ ان
کی اونٹنی کا نام تھا۔

باب: ۹۰۔ جب کسی شخص کے پاس

(المعجم ۹۰) - إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَرَاهِمُ

(چالیس) درہم تو نہ ہوں مگر اتنی مالیت

وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا (التحفة ۹۰)

کی اور چیز ہو تو؟

۲۵۹۷۔ بنو اسد کے ایک شخص سے روایت ہے کہ

۲۵۹۷۔ قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ

میں اور میری بیوی بقیع الغرقہ میں فروکش ہوئے (آئے)
تو مجھے میری بیوی کہنے لگی: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ
اور کھانے کی کوئی چیز مانگ لاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ
کے پاس گیا تو میں نے آپ کے پاس ایک اور آدمی
بیٹھا پایا جو آپ سے مانگ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ فرما
رہے تھے: ”میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے
دے سکوں۔“ وہ آدمی غصے کی حالت میں اٹھ کر چلا گیا
اور کہنے لگا: میری زندگی کی قسم! جس کو آپ کی مرضی ہو

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ
قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ
عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ
قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَتْ
لِي أَهْلِي: إِذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلْهُ
لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ» فَوَلَّى

۲۵۹۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ۱۶۲۷ من حديث

مالك به، وهو في الموطأ (بجى): ۹۹۹/۲، والكبرى، ح: ۲۳۷۷ * جهالة الصحابي لا تضر كما هو المقرر في
أصول الحديث.

لوگوں سے مانگے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

دے دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مجھ پر
اس لیے ناراض ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو
میں اسے دے سکوں۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جس شخص
نے ایک اوقیہ یا اس کے مساوی دولت کی چیز کا مالک
ہونے کے باوجود مانگا تو گویا اس نے اصرار کے ساتھ
مانگا (جو کہ مذموم ہے۔)“ اسدی شخص نے کہا کہ میں
نے (اپنے دل میں) کہا: ہماری دودھ والی اونٹنی یقیناً
ایک اوقیہ سے بڑھ کر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا
ہے۔ تو میں مانگے بغیر اٹھ آیا۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ
ﷺ کے پاس کچھ جوادر کشمش آگئی۔ آپ نے وہ ہم
میں تقسیم فرمادیے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ:
لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا
أُعْطِيهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أَوْقِيَّةٌ أَوْ عَدْلُهَا
فَقَدْ سَأَلَ الْخَافَا» قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ:
لَلْفَحَّةِ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أَوْقِيَّةٍ، وَالْأَوْقِيَّةُ أَرْبَعُونَ
دِرْهَمًا، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ، فَقَدِمَ عَلَيَّ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ،
فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

فوائد و مسائل: ① ”جس کو آپ کی مرضی ہو۔“ یعنی آپ استحقاق کی بنا پر نہیں اپنی ذاتی پسند کی بنا پر دیتے
ہیں۔ ممکن ہے وہ شخص منافق ہو یا شاید جذبات کی رو میں بہہ کر کہہ بیٹھا ہو۔ ② ”بقيع الغرقہ“ مدینہ منورہ سے
متصل وسیع خالی میدان ہے جہاں قبرستان بھی ہے۔ بیرونی قافلے وہاں اترتے تھے۔ اس حدیث کے راوی
اسدی بھی باہر ہی سے آئے تھے۔

۲۵۹۸- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَالِمٍ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِعَنِيٍّ، وَلَا لِذِي مِرَّةٍ
سَوِيٍّ».

فائدہ: طاقت ور سے مراد وہ ہے جو کمائی کر سکے نہ کہ پہلوان۔ اور تندرست سے مراد ہے کہ اس کے ہاتھ
پاؤں صحیح ہوں، معذور نہ ہو، البتہ ایسا شخص اگر باوجود محنت کے فقیر ہو تو وہ مستحق ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد
یہ ہے کہ زکاة کھٹوؤں کے لیے جائز نہیں۔

۲۳- کتاب الزکاة لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۹۱) - مَسْأَلَةُ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ

(التحفة ۹۱)

باب: ۹۱- کمائی کر سکنے والے طاقت ور

شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں

۲۵۹۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ

ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ

ابْنِ عُزْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ بْنُ الْخِيَارِ أَنَّ رَجُلَيْنِ

حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا أَتَيَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلَانِهِ

مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَلَّبَ فِيهِمَا الْبَصَرَ، وَقَالَ

مُحَمَّدٌ: بَصَرُهُ، فَرَأَاهُمَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتُمَا، وَلَا حَظَّ فِيهَا

لِعَنِيِّ وَلَا لِقَوِيِّ مُكْتَسِبٍ».

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۶۰۰.

۲۵۹۹- حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار سے

روایت ہے کہ دو آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس زکاة و صدقات مانگنے آئے۔

آپ نے انھیں غور سے دیکھا تو انھیں موٹا تازہ پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم مجبور کرو تو میں تمہیں

دے دیتا ہوں لیکن مال دار کما سکنے والے طاقت ور

شخص کا زکاة میں کوئی حصہ نہیں۔“

(المعجم ۹۲) - مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ

(التحفة ۹۲)

باب: ۹۲- حاکم (صاحب اقتدار) سے مانگنا

۲۶۰۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا

شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ،

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ: «إِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٌ يَكْذَحُ بِهَا

الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ كَذَحَ وَجْهَهُ وَمَنْ

۲۶۰۰- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ مانگنا خراشیں

ہیں۔ آدمی اپنے چہرے کو ان کے ذریعے سے نوچتا

ہے۔ اب جو چاہے اپنا چہرہ نوچے اور جو چاہے رہنے

دے۔ الا یہ کہ کوئی شخص صاحب اقتدار سے مانگے یا

ایسی چیز مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔“

۲۵۹۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ۱۶۳۳ من حديث

هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۹، وصححه ابن عبد الهادي وغيره.

۲۶۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ۱۶۳۹ من حديث شعبة به، وهو

في الكبرى، ح: ۲۳۸۰، وقال الترمذي، ح: ۲۶۸۱ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۸۴۲، ۸۴۳.

۲۳- کتاب الزکاة لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ شَيْئًا لَا يَجِدُ مِنْهُ بَدًّا .

☀️ فوائد و مسائل: ① ”نوچتا ہے۔“ یعنی دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں تو واقعتاً چہرہ نوچا ہوا ہوگا۔ ② ”اپنا چہرہ نوچے۔“ یہ اجازت نہیں بلکہ ڈانٹ ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾ (الکھف: ۱۸) ”چنانچہ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔“ روایت نمبر ۲۵۹۹ میں بھی ڈانٹ ہی ہے کہ تم چاہو تو تمہیں زکاة دے دیتا ہوں ورنہ تم مستحق نہیں۔ اگرچہ یہاں کہا جاسکتا ہے کہ ان کی وقتی فقری کے پیش نظر انہیں دیا جاسکتا تھا کیونکہ کمائی تو وہ بعد میں ہی کر سکتے ہیں۔ ③ ”صاحب اقتدار سے مانگے۔“ کیونکہ اس کے پاس مال اپنا ذاتی نہیں بلکہ عوام الناس کا ہے اور اس میں ہر شخص کا حق ہو سکتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کی بنیادی ضروریات فراہم کرے۔ ④ ”جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔“ مثلاً: بھوکا آدمی خوراک مانگ سکتا ہے اور مریض علاج کے لیے تعاون لے سکتا ہے۔

(المعجم ۹۳) - مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ فِي أَمْرِ

باب: ۹۳- ایسی چیز کا سوال کرنا جس کے بغیر چارہ نہ ہو

لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ (التحفة ۹۳)

۲۶۰۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقَبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَسْأَلَةُ كَذُّ يَكْدُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا، أَوْ فِي أَمْرِ لَا بُدَّ مِنْهُ» .

۲۶۰۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مانگنا تو اپنے آپ کو زخمی کرنا ہے۔ اس طریقے سے آدمی اپنے چہرے کو نوچتا ہے مگر یہ کہ حاکم سے مانگے یا ایسی چیز مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔“

۲۶۰۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ

۲۶۰۲- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ سے مانگا آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر دے دیا میں نے پھر مانگا آپ نے پھر دیا مگر ساتھ ہی

۲۶۰۱- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۱ .

۲۶۰۲- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ۲۵۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۲ .

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطَيْبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى».

فرمایا: ”اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سبز و شیریں ہے۔ جو شخص اسے نفس کی پاکیزگی کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو اسے لالچ اور طمع کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“

🌞 فائدہ: برکت سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا مال بھی کفایت کر جائے گا اور برکت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ کثیر مال کے باوجود بھی وہ فقیر رہے گا۔ یا تو حقیقتاً کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناگہانی آفات طاری کرتا رہے گا جس سے مال ضائع ہوتا رہے گا یا ظاہراً کہ وہ فقیروں جیسا کردار ظاہر کرے گا مثلاً: لوگوں کے مال پر نظر رکھے گا وغیرہ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۳۲)

۲۶۰۳- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا، آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دے دیا۔ میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیا۔ اور فرمایا: ”اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سبز و شیریں ہے۔ جو شخص اسے قناعت قلب کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو شخص اسے دلی طمع و لالچ کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے (بہر صورت) بہتر ہے۔“

۲۶۰۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصِرَةٌ حُلْوَةٌ، مَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى».

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۶۰۴- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ جَرَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ حُلُوءٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى» قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَرُزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ.

۲۶۰۴- حضرت حکیم بن جرّام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر دیا۔ پھر فرمایا: ”اے حکیم! بلاشبہ یہ مال شیریں (چیز کی طرح اچھا لگتا) ہے لیکن جو شخص اسے بے نیازی سے حاصل کرے گا اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو لالچ کے ساتھ حاصل کرے گا اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں آپ (کے اس فرمان) کے بعد کبھی کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ میں دنیا چھوڑ جاؤں۔

🌟 فائدہ: حضرت حکیم بن جرّام رضی اللہ عنہ اس قسم و عہد پر اس قدر پختہ رہے کہ بعد میں خلفائے راشدین انھیں بیت المال سے ان کا وظیفہ دیتے تو اسے بھی قبول نہ فرماتے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر فرمایا تھا: ”اے مسلمانوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی جماعت! تم گواہ رہو کہ میں حکیم کو ان کا حق دیتا ہوں لیکن وہ اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں۔“ (صحیح البخاری، الزکاة، حدیث: ۱۳۷۲) اسی حال میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

(المعجم ۹۴) - مَنْ آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ (التحفة ۹۴) باب ۹۴- جسے اللہ تعالیٰ مانگے بغیر کوئی مال عطا فرمائے؟

۲۶۰۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ۲۶۰۵- حضرت عبداللہ بن سعدی مالکی سے منقول

۲۶۰۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۵۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۴.

۲۶۰۵- أخرجه مسلم، الزكاة، باب جواز الأخذ بغیر سؤال ولا تطلع، ح: ۱۱۲/۱۰۴۵ عن قتية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۵. * الليث هو ابن سعد، وبكير هو ابن عبدالله بن الأشج، وانظر الحديث الآتي.

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ و زکاة جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ جب میں اس ذمے داری سے فارغ ہوا اور میں نے (جمع شدہ) مال ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مجھے میری خدمت کا معاوضہ دینے کا حکم جاری فرمایا۔ میں نے کہا: میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا ہے۔ اس کا معاوضہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ آپ نے فرمایا: جو میں تمہیں دے رہا ہوں لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں (ایسی ہی) خدمت سرانجام دی تھی اور میں نے بھی آپ سے تیری طرح ہی کہا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے کوئی چیز تیرے مانگے بغیر ملے تو (اسے لے لے اور) کھا۔ اور (چاہے تو) صدقہ کر دے۔“

اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ سِنَّهَا فَأَدَيْتُهَا إِلَيْهِ، أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَجْرِي عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: خُذْ مَا أُعْطَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِكَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ».

 فائدہ: ہر سرکاری کارندہ اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ وہ سرکاری کام بلا معاوضہ کر سکے کیونکہ معاشی مجبوریاں ہوتی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ حکومت ہر سرکاری کارندے کو معاوضہ دے اور سرکاری کارندہ اسے وصول کرے کیونکہ اگر بعض وصول کریں، بعض نہ کریں تو وصول کرنے والے شرمندگی سی محسوس کریں گے۔ ہو سکتا ہے وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں۔ وصول نہ کرنے کی صورت میں اظہار ہوگا جس سے ذہن میں تکبر و فخر پیدا ہو سکتا ہے۔

۲۶۰۶- حضرت عبداللہ بن سعدی سے روایت ہے کہ میں علاقہ شام سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم مسلمانوں کے کام (سرکاری خدمات) سرانجام دیتے ہو اور پھر جب تمہیں معاوضہ دیا جاتا ہے تو تم

۲۶۰۶- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى

لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ، فَقَالَ: أَلَمْ أُخْبِرْ: أَنَّكَ تَعْمَلُ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَتُعْطِي عَلَيْهِ عُمَّالَهُ فَلَا تَقْبَلُهَا؟ قَالَ: أَجَلٌ! إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتُ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْمَالَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، وَإِنَّهُ أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ: «مَا أَتَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هَذَا الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَمَمُولُهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا تُبْغِهِ نَفْسَكَ».

قبول نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے پاس بہت سے گھوڑے اور غلام ہیں۔ میں مال دار ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال وغیرہ (بصورت معاوضہ) عطا فرماتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یہ ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو تو آپ نے فرمایا: ”جو مال تجھے اللہ تعالیٰ تیرے مانگے اور لالچ و طمع کے بغیر دے، اسے لے لیا کر پھر چاہے تو اپنے پاس رکھ چاہے صدقہ کر دے۔ اور جو مال اس طرح اپنے آپ نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”اللہ تعالیٰ دے۔“ انسان کو جو کچھ بھی میسر ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے خواہ ظاہر کسی آدمی کے ہاتھوں ملے کیونکہ ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ دینے والے کے دل میں دینے کا خیال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جن صلاحیتوں کی وجہ سے مال ملتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ حساب بھی اللہ تعالیٰ ہی لے گا۔ ② ان احادیث میں تنخواہ اور معاوضے کا ذکر ہے۔ تحفے اور صدقے میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر بغیر مانگے حاصل ہو تو انکار نہیں کرنا چاہیے البتہ صدقے کی صورت میں مستحق زکاة ہونا ضروری ہے۔ ③ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے۔

۲۶۰۷- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَعْطَى مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَمَمُولُهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا تُبْغِهِ نَفْسَكَ».

۲۶۰۷- حضرت عبداللہ بن سعدی نے بتایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا یہ

۲۳- کتاب الزکاۃ لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

بات درست ہے کہ تم سرکاری کام کرتے ہو اور جب تمہیں حق الخدمت دیا جاتا ہے تو تم واپس کر دیتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے گئے: تمہارا مقصد کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس بہت سے گھوڑے اور غلام ہیں۔ میں مال دار ہوں۔ (میرے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا بہت کچھ ہے۔) میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو۔ میں نے بھی (رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں) ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی عطیہ وغیرہ دیتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لے لیا کر پھر جی چاہے تو رکھ لے“ نہیں تو صدقہ کر دیا کر۔ اس قسم کا مال جو تیرے پاس بغیر تیری طمع اور خواہش کے آئے وہ لے لیا کر اور جو اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔“

حُوَيْطِبَ بْنِ عَبْدِ الْعَزْزِيِّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدِّثْ: أَنَّكَ تَلِي مِنِ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيَ الْعُمَّالَةَ رَدَدْتَهَا؟ فَقُلْتُ: بَلَى! فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ: لِي أَفْرَاسٌ وَأَعْبِدٌ وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صِدْقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْتُ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، مَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

۲۶۰۸- حضرت عبداللہ بن سعدی نے خبر دی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں آپ کے پاس آیا تو آپ فرمانے لگے: مجھے پتا چلا ہے کہ تو لوگوں کی خدمات سرانجام دیتا ہے لیکن جب تجھے تنخواہ دی جاتی ہے تو تو اسے ناپسند کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! (ایسے ہی ہے)۔ تو انھوں نے فرمایا: تمہارا مقصد کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس بہت سے گھوڑے اور

۲۶۰۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعَزْزِيِّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدِّثْ: أَنَّكَ تَلِي مِنِ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيَ الْعُمَّالَةَ رَدَدْتَهَا؟ فَقُلْتُ: بَلَى! فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ: لِي أَفْرَاسٌ وَأَعْبِدٌ وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صِدْقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْتُ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، مَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

۲۶۰۸- [صحیح] أخرجه البخاري، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، ح: ۷۱۶۳ عن الحكم بن نافع أبي اليمان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۸.

لوگوں سے مانگے اور سوال کرنے سے متعلق احکام و مسائل

غلام ہیں اور میں مال دار ہوں (اچھا گزارا کر رہا ہوں)۔
میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے نہ کر۔ میں نے بھی ایسا ہی
کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے۔ نبی ﷺ
مجھے تنخواہ وغیرہ دیتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی زیادہ
حاجت مند کو دے دیجیے حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے
کچھ مال دیا۔ میں نے (حسب عادت) کہہ دیا کہ یہ مجھ
سے زیادہ محتاج کو دے دیجیے۔ تو نبی ﷺ فرمانے لگے:
”لے لے پھر رکھ یا صدقہ کر۔ اس قسم کا مال تیرے
پاس آئے جبکہ تجھے نہ لالچ ہو اور نہ تو نے مانگا ہو تو وہ
لے لیا کر اور جو خود بخود نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ
کو نہ لگا۔“

مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيََتِ
الْعُمَالَةُ كَرِهَتْهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: بَلَى! قَالَ:
فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ لِي أَفْرَاسًا
وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي
صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَلَا
تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتُ،
فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ:
أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيَّ مِنِّي، حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً
مَالًا فَقُلْتُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيَّ مِنِّي، فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: «خُذْهُ فْتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا
جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ
وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلا تُتْبِعْهُ
نَفْسَكَ».

۲۶۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی
ﷺ مجھے کوئی عطیہ عنایت فرماتے تو میں کہہ دیا کرتا تھا
کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جسے مجھ سے زیادہ اس
کی ضرورت ہو حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال
دیا تو میں نے کہہ دیا: کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جو مجھ
سے زیادہ فقیر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”لے لے۔ اسے
استعمال بھی کر اور صدقہ بھی کر۔ یہ مال اگر تیرے پاس
خود بخود آئے تجھے نہ تو اس کی طمع ہو اور نہ تو نے مانگا ہو تو

۲۶۰۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ:
سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ
أَفْقَرَ إِلَيَّ مِنِّي، حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا،
فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيَّ مِنِّي، فَقَالَ:
«خُذْهُ فْتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا جَاءَكَ مِنْ

۲۳۔ کتاب الزکاة

هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ
فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُبْغِهِ نَفْسَكَ۔
اسے لے لیا کرو اور جو اپنے آپ نہ ملے اس کے پیچھے
اپنے آپ کو نہ لگا۔

(المعجم ۹۵) - بَابُ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ
ﷺ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ۹۵)

باب: ۹۵۔ نبی ﷺ کی آل کو صدقات
جمع کرنے پر مقرر کرنا؟

۲۶۱۰۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنُ
الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ:
حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ عَبْدَ
الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ
قَالَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ
وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُولَا لَهُ: اسْتَعْمِلْنَا يَا
رَسُولَ اللَّهِ! عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَأَتَى عَلِيُّ
ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ،
فَقَالَ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا يَسْتَعْمِلُ
مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ، قَالَ عَبْدُ
الْمُطَّلِبِ: فَاَنْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حَتَّى أَتَيْنَا
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَنَا: «إِنَّ هَذِهِ
الصَّدَقَةُ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا
تَجِلُ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ»

۲۶۱۰۔ حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث
بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میرے والد ربیعہ بن
حارث نے مجھے اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ
سے عرض کرو کہ ہمیں بھی صدقات اکٹھے کرنے کی
خدمت پر مقرر فرمائیں۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے
تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے
اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو
صدقات پر مقرر نہیں فرمائیں گے۔ میں اور فضل بن
عباس پھر بھی چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس
پہنچ کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ زکاۃ وصدقات
لوگوں کا میل کچیل ہیں اس لیے یہ حضرت محمد (ﷺ)
اور آل محمد رضی اللہ عنہ کے لیے حلال نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① آل نبی ﷺ صدقات جمع کرنے کی خدمت تو سرانجام دے سکتے ہیں مگر اس کام کی

اجرت نہیں لے سکتے کیونکہ اجرت بھی تو زکاة و صدقات ہی کا حصہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد چونکہ اجرت ہی تھا، لہذا آپ نے انہیں مقرر نہ فرمایا۔ ④ صدقات جمع کرنے کی اجرت حقیقتاً صدقہ نہیں ہے اس لیے انشاء بھی یہ خدمت سرانجام دے کر اجرت لے سکتے ہیں مگر آل محمد رضی اللہ عنہم کی رفعت شان اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ ایسی چیز بھی نہ لیں جس میں صدقہ کا شبہ بھی ہو اور اجرت صدقات میں صدقہ کا شبہ تو ہے کیونکہ وہ صدقات کا حصہ ہے۔ ⑤ رفعت شان کے علاوہ آل محمد رضی اللہ عنہم کے لیے صدقات کی حرمت کا سبب یہ بھی ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دعوائے نبوت کا مقصد اپنے خاندان کے لیے مال جمع کرنا ہے۔ نعوذ باللہ۔ ⑥ زکاة و صدقات چونکہ مال کو پاک کرتے ہیں، جس طرح پانی جسم کو پاک کرتا ہے، لہذا زکاة و صدقات کی حیثیت اس پانی کی سی ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو دھو کر صاف کیا گیا ہو اس لیے اسے ”لوگوں کا میل پکیل“ کہا گیا۔ اختیاری حالت میں ماء مستعمل کو لینا کوئی پسند نہیں کرتا، اس لیے زکاة و صدقات بھی مجبور و مضطر لوگوں ہی کے لیے جائز ہیں۔ ⑦ فرض صدقات تو نبی رضی اللہ عنہ پر اور آپ کی آل پر قطعاً حرام ہیں البتہ نفل صدقات کے بارے میں جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ وہ آل محمد کے لیے جائز ہیں البتہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی مقدس ہستی کے لیے نفل صدقات بھی حرام ہیں کہ آپ کی شان انتہائی بلند ہے۔ ⑧ آل نبی رضی اللہ عنہم سے مراد امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما کے نزدیک صرف بنو ہاشم ہیں اور امام شافعی وغیرہ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں خاندان مراد لیے ہیں۔ بنو ہاشم سے مراد حضرت علی، عقیل، جعفر، عباس اور حارث رضی اللہ عنہم کی نسل ہیں۔

(المعجم ۹۶) - بَابُ ابْنِ أَخْتِ الْقَوْمِ

باب: ۹۶- کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں

شامل ہوتا ہے

مِنْهُمْ (التحفة ۹۶)

۲۶۱۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِيَّاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنُ قُرَّةَ: أَسَمِعْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ»؟ قَالَ: نَعَمْ.

۲۶۱۱- حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابویاس معاویہ بن قرہ سے پوچھا: کیا تم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی قوم کا بھانجا بھی اس قوم میں شامل ہے؟“ انھوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ بنو ہاشم کا بھانجا بھی زکاة کا مستحق نہیں کیونکہ وہ بھی بنو ہاشم میں شامل ہے۔ اسی طرح اس روایت سے بعض حضرات نے بھانجے کی وراثت پر بھی استدلال کیا ہے حالانکہ

۲۳- کتاب الزکاة آل نبی اور صدقہ و خیرات

یہاں وراثت کی بحث ہی نہیں۔ آپ کا مطلب تو یہ ہے کہ بھانجے کا اپنے ماموؤں کے ساتھ قوی تعلق ہوتا ہے لہذا اسے ان سے غیر متعلق نہیں سمجھا جاسکتا۔ یہ ارشاد آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب آپ نے صرف انصار کو بلایا تھا۔ آپ کو بتایا گیا کہ آنے والوں میں ان کا بھانجا بھی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المناقب، حدیث: ۳۵۲۸)

۲۶۱۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

۲۶۱۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں سے ہی ہے۔“

(المعجم ۹۷) - بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ (التحفة ۹۷)

باب: ۹۷- کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی اس قوم میں شامل ہے

۲۶۱۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مُخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَرَادَ أَبُو رَافِعٍ أَنْ يَتَّبِعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا، وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

۲۶۱۳- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقات جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ ابو رافع (یعنی میں) نے بھی اس کے ساتھ جانے کی خواہش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقات ہمارے لیے حلال نہیں اور کسی خاندان کا آزاد کردہ غلام بھی ان میں شامل ہے۔“

۲۶۱۲- أخرجه البخاري، المناقب، باب ابن أخت القوم منهم، ومولى القوم منهم، ح: ۳۵۲۸، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفه قلوبهم على الإسلام وتبصر من قوي إيمانه، ح: ۱۳۳/۱۰۵۹ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۹۳.

۲۶۱۳- [صحیح] أخرجه أبو داود، الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم، ح: ۱۶۵۰، والترمذي، الزكاة، باب ما جاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ح: ۲۵۷ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۴۴، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۲۸۲، والحديث في الكبرى، ح: ۲۳۹۴، وله شواهد عند البخاري: ۴۸/۱۲ مع الفتح، ومسلم، ح: ۱۰۶۹ وغيرهما.

۲۳- کتاب الزکاة

☀ فائدہ: یہ ابورافع رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، بلکہ انھیں اس نسبت سے ہاشمی بھی کہہ دیا جاتا تھا۔ مذکورہ حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے کہ کسی قوم کے آزاد کردہ غلام یا بھانجے کو ان کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اگرچہ وہ نسباً ان سے نہیں کیونکہ محض نسبت کے لیے اتنا تعلق بھی کافی ہے۔ ابورافع کو زکاة کا اہل قرار نہ دینے سے بھانجے کے بارے میں امام نسائی رحمہ اللہ کے استنباط کو قوت پہنچتی ہے کیونکہ جب آزاد کردہ غلام بنو ہاشم کا حکم رکھتا ہے تو بھانجا کیوں نہ رکھے گا؟

(المعجم ۹۸) - الصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۹۸)

باب: ۹۸- نبی ﷺ کے لیے صدقہ جائز نہیں

۲۶۱۴- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَى بِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ: «أَهْدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟» فَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، بَسَطَ يَدَهُ.

۲۶۱۴- حضرت بہز بن حکیم کے دادا بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو آپ اس کے بارے میں پوچھتے کہ یہ تحفہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا: صدقہ ہے تو آپ نہیں کھاتے تھے اور اگر کہا جاتا: تحفہ ہے تو آپ تناول فرما لیتے تھے۔

☀ فائدہ: صدقات سے پرہیز میں آپ ہی تو اصل ہیں تاکہ کسی نابکار کے لیے اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ آل نبی تو آپ کی فرع ہونے کی وجہ سے اس حکم میں داخل ہیں۔ ممکن ہے باب کا مقصد یہ ہو کہ نبی ﷺ کے لیے نفل صدقات بھی حلال نہ تھے البتہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے نفل صدقات حلال تھے جیسا کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ۹۹) - إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ (التحفة ۹۹)

باب: ۹۹- جب صدقے کی حیثیت بدل جائے (تو حکم بھی بدل جائے گا)

۲۶۱۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: ۲۶۱۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں

۲۶۱۴- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ... الخ، ح: ۶۵۶ من حديث بهز به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبير، ح: ۲۳۹۵، وله شاهد عند البخاري، ح: ۲۵۷۶ وغيره.

۲۶۱۵- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة على موالى أزواج النبي ﷺ، ح: ۱۴۹۳، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبنى هاشم وبنى المطلب... الخ، ح: ۱۰۷۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبير ۴۴

آل نبی اور صدقہ و خیرات

نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر دوں لیکن اس کے مالکوں نے اس کے ولّا کی شرط لگالی۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”خرید کر آزاد کر دے۔ ولّا اسی کا حق ہے جو آزاد کرے۔“ (اسی طرح) جب وہ آزاد ہوئی تو اسے (خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا۔ (اسی طرح) رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ اس (گوشت) میں سے ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ (تحفہ) ہے۔“ (یاد رہے کہ) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند آزاد تھا۔

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَتَعْتِقَهَا، وَإِنَّهُمْ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِشْتَرِيهَا فَاعْتِقِيهَا، فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ». وَخَيْرْتُ حِينَ أَعْتَقْتُ، وَأَتَيْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: هَذَا مِمَّا تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ». وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

 فوائد و مسائل: ① حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کسی اور خاندان کی لونڈی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس خدمت کے لیے آتی جاتی رہتی تھیں۔ انھوں نے اپنے مالکوں سے آزادی کا معاہدہ کیا کہ میں قسط وار اپنی قیمت خود ادا کر دوں گی مجھے آزاد کر دو۔ وہ مان گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتا چلا تو انھوں نے پیش کش کی کہ میں پوری قیمت دے کر ابھی خرید لیتی ہوں اور آزاد کر دیتی ہوں۔ مالک راضی ہو گئے مگر کہنے لگے: ولّا کا حق ہمارا ہوگا حالانکہ مولیٰ وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا۔ ② ”ولّا“ سے مراد وہ حق ہے جو آزاد کرنے والے کو آزاد کردہ غلام پر ہوتا ہے مثلاً: وہ اس کا مولیٰ کہلاتا ہے۔ اگر غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو مالک کو وراثت ملتی ہے وغیرہ۔ ③ اگر منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے تو آزادی کے بعد اسے اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو سابقہ خاوند سے نکاح قائم رکھے چاہے تو نکاح فسخ کر دے۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک یہ اختیار تب ہے اگر اس کا خاوند غلام ہو۔ اگر وہ آزاد ہو تو عورت کو باوجود آزاد ہونے کے نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند غلام تھے نام ان کا مغیث تھا۔ البتہ احناف کے نزدیک خاوند آزاد ہو یا غلام آزاد ہونے والی کو نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ④ ”گوشت لایا گیا۔“ یہ گوشت صدقے کا تھا۔ کسی نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تھا۔ انھوں نے کچھ گوشت بطور تحفہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔ ظاہر ہے گوشت جس کو

صدقے کا مال خریدنے سے متعلق احکام و مسائل

صدقے میں دے دیا جائے اس کی ملک ہو گیا اب وہ جسے صدقے کے طور پر دئے اس کے لیے صدقہ ہے۔ جسے تحفے کے طور پر دئے اس کے لیے تحفہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے وہ گوشت تناول فرمایا۔ ⑤ ”آزاد تھا۔“ دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ حضرت اسود کا قول ہے نہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔ اور اسود تابعی ہیں۔ دوسری روایات میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا صریح فرمان ہے کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا۔ (صحیح البخاری، الطلاق، حدیث: ۵۲۸۲، وصحیح مسلم، العتق، حدیث: ۱۵۰۴) اگر وہ غلام نہ ہوتا تو اسے اختیار نہ دیا جاتا کیونکہ عورت آزاد ہونے کے باوجود خاوند سے بلند رتبہ نہیں ہوتی۔ ⑥ تفصیلی روایات میں صراحت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے باوجود حضرت مغیث کی منت سماجت کے نکاح ختم کر دیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الطلاق، حدیث: ۵۲۸۳)

(المعجم ۱۰۰) - شِرَاءُ الصَّدَقَةِ

(التحفة ۱۰۰)

باب: ۱۰۰- صدقے کا مال خریدنا

۲۶۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، وَأَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَهُ مِنْهُ، وَطَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدَرْهِمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي [صَدَقَتِهِ] كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۲۶۱۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں کسی (مجاہد) کو دیا۔ اس نے گھوڑے (کی خاطر تو) وضع نہ کی (اور اس) کو ضائع (کمزور) کر دیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس سے دوبارہ خرید لوں۔ میرا خیال تھا وہ سستا ہی بیچ دے گا۔ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”تو اسے مت خرید۔ چاہے وہ ایک درہم ہی کا تجھے دے کیونکہ جو شخص اپنے صدقے کو (کسی بھی صورت میں) واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔“

☀️ فائدہ: صدقہ کرنے والے کو اپنا صدقہ قیتا بھی لینا منع ہے۔ ممکن ہے وہ شخص اس کا لحاظ کرتے ہوئے

۲۶۱۶- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري صدقته غيره ... الخ، ج: ۱، ۱۴۹۰، ومسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ج: ۱، ۱۶۲۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۸۲، والكبرى، ج: ۲، ۲۳۹۷.

صدقے کا مال خریدنے سے متعلق احکام و مسائل

اسے قیمت میں رعایت کرے البتہ کوئی دوسرا شخص کسی دوسرے کا صدقہ خرید سکتا ہے کیونکہ اس کے لیے یہ صدقہ نہیں بلکہ خریدی ہوئی چیز ہے۔ گویا چیز کی حیثیت بدل جانے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے جیسے پچھلی حدیث میں ہے۔

۲۶۱۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں

نے ایک گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ کیا پھر انھیں پتا چلا کہ وہ گھوڑا فروخت ہو رہا ہے تو انھوں نے خود ہی خریدنے کا ارادہ کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے کیے ہوئے صدقے (کی واپسی) کا خیال بھی نہ کر۔“

۲۶۱۷- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَاهَا تُبَاعُ، فَأَرَادَ شِرَاءَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَعْرِضْ فِي صَدَقَتِكَ».

🌞 فائدہ: کیونکہ بہر صورت یہ اپنے ہی صدقے کو استعمال کرنے والی بات ہے جو مناسب نہیں۔ باقی رہی قیمت تو اس میں بھی رعایت کا احتمال ہے نیز اس میں حیلہ بھی ممکن ہے اس لیے اسے حرام منع فرما دیا۔

۲۶۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے

ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ گھوڑا فروخت کیا جا رہا ہے تو انھوں نے ارادہ فرمایا کہ میں ہی اسے خرید لوں پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس بارے میں آپ سے مشورہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا کیا ہوا صدقہ دوبارہ نہ لے۔“

۲۶۱۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَوَجَدَهَا تُبَاعُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ، ثُمَّ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۶۱۷- أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ... الخ، ح: ۱۶۲۱ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، (انظر الحديث الآتي) من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۹۸، ومصنف عبدالرزاق: ۱۱۷/۹، ح: ۱۶۵۷۲، ورواه الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في كراهية العود في الصدقة، ح: ۶۶۸ عن هارون به، وقال: "حسن صحيح".

۲۶۱۸- أخرجه البخاري، الزكاة، باب: هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري ... الخ، ح: ۱۴۸۹ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، (انظر الحديث السابق) من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۹۹.

«لَا تَعُدُّ فِي صَدَقَتِكَ».

☀ فائدہ: اپنا کیا ہوا صدقہ اپنے اختیار سے مثلاً: خرید کر یا رجوع کر کے تو واپس نہیں لے سکتا، البتہ اگر غیر اختیاری طور پر اس کے پاس آ جائے مثلاً: جسے صدقہ دیا تھا وہ فوت ہو گیا اور یہ صدقہ کرنے والا اس کا وارث بنتا ہے اور وراثت میں وہی صدقہ اسے واپس مل جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۳۹) بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط بھی کیا ہے: ”جس لوٹڈی کو آزاد کرے اس سے پھر نکاح نہ کرے کیونکہ یہ بھی صدقے میں رجوع ہی کی صورت ہے۔“ حالانکہ یہ تو احسان پر احسان ہے اور حدیث صحیح میں اسے دگنے ثواب کا سبب بھی قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، العلم، حدیث: ۹۷) خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا، لہذا یہ استنباط درست نہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، النکاح، حدیث: ۵۰۸۲) و صحیح مسلم، النکاح، حدیث: ۱۳۶۵

۲۶۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ وَزَيْدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ عَتَابَ بْنَ أُسَيْدٍ أَنْ يَخْرِصَ الْعَنْبَ، فَتَوَدَّى زَكَاتُهُ زَبِيبًا كَمَا تَوَدَّى زَكَاتُ النَّخْلِ نَمْرًا.

۲۶۱۹- حضرت سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ مکرمہ کے گورنر) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ انگوروں کی فصل کا اندازہ لگا کر ان کی زکاة کشش کی صورت میں ادا کی جائے جس طرح کھجوروں کی زکاة خشک کھجوروں (چھوہاروں) کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔

☀ فائدہ: زکاة کی بحث تو پیچھے گزر چکی ہے کہ عشر وغیرہ اس صورت میں وصول کیا جائے گا جس صورت میں اس کا ذخیرہ کیا جاسکے مگر یہاں بحث طلب امر یہ ہے کہ اس حدیث کا باب سے کیا تعلق ہے جبکہ اس میں صدقہ خریدنے کا کوئی ذکر نہیں؟ کہا جاسکتا ہے کہ جب کاشکار نے انگور رکھ کر کشش کی صورت میں عشر دیا تو گویا اس نے صدقے کے انگوروں کو کشش سے خرید لیا۔ گویا اپنا صدقہ خریدنا جائز ہو گیا۔ اس صورت میں اوپر والی روایات میں اپنا صدقہ خریدنے سے روکنا تنزیہ اور احتیاط کے طور پر ہوگا۔ واللہ اعلم۔ مگر یہ نرا استنباط ہی ہے۔ دینے والے نے تو صدقے ہی کے انگوروں کو خشک کر کے کشش بنا کر دیا۔ اپنے مال سے بدلا نہیں ہے

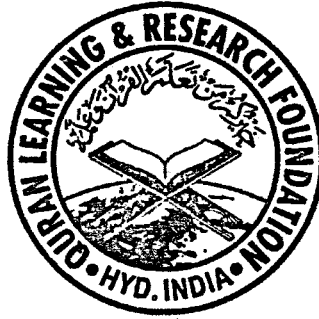
۲۶۱۹- [إسناده ضعيف لإرساله] أخرجه أبو داود، ح: ۱۶۰۳ من حديث عبد الرحمن بن إسحاق المدني عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن عتاب بن أسيد به، وقال: "سعيد لم يسمع من عتاب شيئاً"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۱۷، وابن حبان، ح: ۸۰۰، ۷۹۹، وقال المنذري: "انقطاعه ظاهر لأنه مولد سعيد في خلافة عمر، ومات عتاب يوم مات أبو بكر".

صدقے کا مال خریدنے سے متعلق احکام و مسائل

۲۳- کتاب الزکاة

کہ اس پر بیچنے کے معنی کسی بھی طرح صادق آسکیں۔ کشمش ہی سے صدقے کی ابتدا ہوئی۔ ویسے یہ روایت مرسل ہے۔ حضرت سعید بن مسیب تابعی ہیں۔ انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے یہ روایت کس صحابی سے سنی ہے۔ اس سے روایت کی حیثیت کم ہو جاتی اور ضعیف قرار پاتی ہے تاہم یہ مسئلہ دیگر صحیح روایات سے بھی ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سن النسائی: ۲۵۹/۲۳-۲۶۶)

www.qlrf.net







حج کا مفہوم و معنی

حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ ان ارکان کے چھوڑنے سے کفر و اسلام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ حج کے لغوی معنی قصد کرنا ہیں مگر شریعت اسلامیہ میں اس سے مراد چند معین ایام میں مخصوص طریقے اور اعمال کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔ حج کا مقصد بیت اللہ کی تعظیم ہے جو کہ مسلمانوں کا مرکز اور ان کی وحدت کا ضامن ہے۔ اس کی طرف تمام مسلمان قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ حج میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع ہوتا ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام ادیان و مذاہب قاصر ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں باہمی ربط و تعاون، آپس میں تعارف و الفت اور محبت و مودت کے جذبات ترقی پاتے ہیں۔ ہر علاقہ و ملک کے لوگ ہر رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے جن کی زبانیں مختلف ہوتی ہیں مگر دلی جذبات ایک سے ہوتے ہیں ان کی بود و باش مختلف مگر ان کی زبان پر ایک ہی ترانہ ہوتا ہے۔ حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت ان کا لباس بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ نہ دنگا فساد نہ لڑائی جھگڑا نہ گالم گلوچ۔ حج زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرضیت حج کے بعد ایک ہی حج ادا فرمایا تھا۔ حج کی ادائیگی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد تازہ ہوتی ہے جو سب سے پہلے اس عبادت کو ادا کرنے والے تھے۔ بیت اللہ بھی انھی دو عظیم شخصیات کا تعمیر کردہ ہے۔ حج کا اعلان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ہوا۔ حج خلوص، للہیت، قربانی، صبر اور مسلمانوں کی شان و شوکت کا عظیم مظہر ہے جس کی مثال ناپید ہے۔



(المعجم ۲۴) - کتاب مناسک الحج (التحفة ۱)

حج سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱- حج کی فرضیت کا بیان

(المعجم ۱) - بَابُ وَجُوبِ الْحَجِّ

(التحفة ۱)

۲۶۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔“ ایک آدمی کہنے لگا: ہر سال؟ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر میں ”ہاں“ کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور اگر ہر سال واجب ہو جاتا تو تم اسے ادا نہ کر سکتے۔ جب تک میں تمہیں چھوڑے ہوں تم بھی مجھے چھوڑے رہا کرو۔ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے اور زیادہ سوالات کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس کی پابندی کرو اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اسے چھوڑ دو۔“

۲۶۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَاسْمُهُ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتَّى أَعَادَهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُتِمْتُ بِهَا، ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاجْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَعُدُّوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حج کی فرضیت تو اجماعی اور قطعی مسئلہ ہے، اختلاف یہ ہے کہ کب فرض ہوا۔ مشہور قول ۶ یا ۵ ہجری کا ہے مگر محقق بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ۹ ہجری میں فرض ہوا، ورنہ آپ ۶ ہجری میں عمرے کی بجائے حج کو جاتے۔ ۸ ہجری میں بھی فتح مکہ کے بعد آپ عمرہ کر کے واپس تشریف لے آئے، حالانکہ حج کے دن قریب تھے۔ ② ”ایک آدمی“ یہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ تھے۔ ③ ”واجب ہو جاتا“ گویا حج کا حکم مطلق اتر ا تھا۔ اس میں ایک دفعہ یا ہر سال کی صراحت نہیں تھی۔ اس کا فیصلہ مصلحت مسلمین پر موقوف تھا۔ اگر آپ ہر سال میں مصلحت محسوس فرماتے تو ہر سال فرض ہو جاتا مگر یہ بات مصلحت کے خلاف تھی اس لیے آپ نے اس شخص کی تائید نہ کی۔ ④ بعض مسائل میں شارع علیہ السلام نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار فرمائی ہے تاکہ مسلمانوں کو سہولت رہے۔ ایسے مسائل میں سوال کے ذریعے سے تنگی پیدا کرنا بری بات ہے۔ اسی طرح شریعت کی عطا کردہ وسعت کو ختم کر دینا بھی بے جا تشدد ہے۔ جن مسائل میں شریعت نے معاملہ کھلا چھوڑا ہے اسے کھلا ہی رکھنا چاہیے۔ اپنی طرف سے پابندیاں نہ لگائی جائیں، مثلاً: لباس، حجامت، بود و باش اور دیگر عادات۔ اسی طرح نفلی عبادات میں شریعت کے صریح احکام ہی کو کافی سمجھا جائے اور لوگوں کو خواہ مخواہ تک نہ کیا جائے۔ کسی قوم کے رسوم و رواج جب تک صراحۃً شریعت کے خلاف نہ ہوں، ان پر پابندی نہ لگائی جائے اور نہ ان کا ثبوت ہی شریعت سے تلاش کیا جائے کیونکہ ثبوت کی ضرورت عبادات میں ہے نہ کہ عادات میں۔ عادات میں پابندی کا نہ ہونا ہی کافی ہے۔ ⑤ ”طاقت کے مطابق“ معلوم ہوا کہ ایک آدمی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق ایک مامور بہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر مکمل طور پر بجا نہیں لا پاتا، تو جتنے کام سے وہ عاجز آ گیا ہو وہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ بات نیکی کے کاموں کی ہے جنہیں کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے، البتہ جن کاموں سے روکا گیا ہے ان میں استطاعت کی قید نہیں، ان سے ہر صورت میں مکمل طور پر بچنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑥ امر ہر جگہ تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ ہر جگہ عدم تکرار کا تقاضا کرتا ہے بلکہ موقع محل، سیاق و سباق و قرائن یاد دلائل سے تعین کیا جائے گا۔

۲۶۲۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ اَقْرَعِ بْنِ حَابِسِ تَمِيمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُنْهَ لَگے: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض فرما دیا ہے۔“ حضرت

ابن شہاب، عَنْ أَبِي سِنَانٍ الدَّوْلِيِّ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَقَالَ:
«إِنَّ اللَّهَ [تَعَالَى] كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ» فَقَالَ
الْأَفْرَغُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ: كُلَّ عَامٍ؟
يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَسَكَتَ، فَقَالَ: «لَوْ قُلْتُ:
نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، ثُمَّ إِذَا لَا تَسْمَعُونَ وَلَا
تُطِيعُونَ، وَلَكِنَّهُ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ».

☀ فائدہ: ”نہ سنتے اور نہ اطاعت کرتے۔“ یعنی اس پر عمل کرنا تمہاری طاقت میں نہ ہوتا۔

(المعجم ۲) - وَجُوبُ الْعُمْرَةِ (التحفة ۲) باب: ۲- عمرے کے واجب ہونے

کا بیان

۲۶۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:
سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ بْنَ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ
عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ
قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا
يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ
قَالَ: «فَحَجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمَرَ».

۲۶۲۲- حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول!
میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ حج و عمرہ بلکہ
سفر تک کا طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا: ”تم
اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔“

☀ فوائد و مسائل: ① عمرے کا وجوب مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین مثلاً: امام شافعی
اور امام احمد رحمہ اللہ حج کی طرح عمرے کو واجب سمجھتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں حج اور عمرے کا اکٹھا ذکر ہے۔
قرآن مجید میں بھی وہ اکٹھے مذکور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾
(البقرة ۱۹۶:۲) ”حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو۔“ لہذا دونوں فرض ہیں۔ مگر احناف اور مالکی حضرات

۲۶۲۲- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الرجل يحج عن غيره، ح: ۱۸۱۰، والترمذي،
ح: ۹۳۰، وابن ماجه، ح: ۲۹۰۶ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۰، وصححه ابن خزيمة،
ح: ۳۰۴۰، وابن حبان، ح: ۹۶۱، والحاكم على شرط الشيخين ۱/ ۳۸۱، ووافقه الذهبي، وقواه أحمد بن حنبل
رحمه الله.

عمرے کو نفل سمجھتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ارکان اسلام بتاتے وقت حج کا ذکر فرمایا ہے عمرے کا نہیں۔ لیکن یہ دلیل انتہائی کمزور ہے کیونکہ دیگر بہت سے ایسے فرائض و واجبات ہیں جن کی حیثیت ارکان کی نہیں اور نہ وہ اس حدیث کے تحت ذکر ہی ہوئے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ واجب ہی ہیں لہذا اس سے ان کی عدم فرضیت یا عدم وجوب لازم نہیں آتا نیز دونوں کے اعمال و مناسک کا بھی خاصا فرق ہے۔ جب فرق ہے تو ایک کے اس حدیث میں ذکر نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ ① جو شخص مالی طاقت رکھتا ہو مگر جسمانی طور پر معذور ہو تو وہ کسی کو اپنی جگہ حج کے لیے بھیجے۔ اسی طرح جس شخص پر حج فرض ہو مگر ادائیگی کے بغیر فوت ہو گیا ہو تو اس کی طرف سے اس کے ورثاء حج کریں یا کسی کو بھیجیں۔

باب ۳- حج مبرور کی فضیلت

(المعجم ۳) - فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ

(التحفة ۳)

۲۶۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ اور ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔“

۲۶۲۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو الْكَلْبِيِّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا».

☀️ فوائد و مسائل: ① حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں شہوانی باتیں، فحش اور لڑائی جھگڑا نہ ہو جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے حج مبرور کے معنی مقبول حج کے کیے ہیں مگر مقبول مبرور کا معنی نہیں بلکہ لازم ہے، یعنی جو حج ان مفاسد سے پاک ہوگا وہ لازماً مقبول ہوگا۔ حج مبرور کی نشانی یہ بھی ہے کہ حج کرنے والا حج کے بعد پہلے سے بہتر بن جائے اور کبائر کا مرتکب نہ ہو۔ بعض نے حج مبرور سے مراد وہ حج لیا ہے جس میں ریا کاری نہ ہو۔ ② ”جنت“ یعنی وہ اولین طور پر جنت میں جائے گا۔ گویا حج سے اس کے تمام پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ③ ”کفارہ“ یعنی صفائر معاف ہو جائیں گے بشرطیکہ کبائر سے اجتناب

۲۶۲۳- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح: ۱۳۴۹ من حديث سهيل بن أبي صالح، والبخاري،

أبواب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، ح: ۱۷۷۳ من حديث سمي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۱. * أبو صالح هو السمان، وزهير هو ابن معاوية.

۲۴- کتاب مناسک الحج

حج کی فضیلت

کرے۔ بعض نے صغائر و کبار دونوں مراد لیے ہیں کیونکہ صرف صغائر تو کبار کے اجتناب سے بھی معاف ہو جاتے ہیں اور وضو سے بھی نماز سے بھی پھر حج کی کیا خصوصیت ہے؟ ⑤ حج کی فضیلت عمرے سے زیادہ ہے۔ ⑤ ایک سال میں کئی عمرے کیے جاسکتے ہیں لیکن حج سال میں ایک ہی دفعہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔“ باقی روایت تقریباً سابقہ روایت ہی کی طرح ہے۔ مگر اس روایت میں فرق صرف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔“

۲۶۲۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ مِثْلَهُ سِوَاءٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا».

باب ۴- حج کی فضیلت

(المعجم ۴) - فَضْلُ الْحَجِّ (التحفة ۴)

۲۶۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان۔“ اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد۔“ اس نے پوچھا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”پھر حج مبرور۔“

۲۶۲۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِلَّا إِيْمَانُ بِاللَّهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُورُ».

فوائد و مسائل: ① افضل عمل کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ دراصل احوال و اشخاص کے لحاظ سے

۲۶۲۴- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۲.

۲۶۲۵- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ۸۳ عن محمد بن رافع، والبخاري، الإيمان، باب من قال: إن الإيمان هو العمل، ح: ۲۶ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۳.

۲۴- کتاب مناسک الحج جج کی فضیلت

افضل کام مختلف ہو سکتا ہے۔ بعض حالات میں ذکر اللہ افضل ہے اور بعض حالات میں جہاد۔ اسی طرح کسی شخص کے لحاظ سے صدقہ افضل ہے اور کسی شخص کے لحاظ سے نماز بروقت پڑھنا وغیرہ لہذا اسے اختلاف نہ سمجھا جائے۔ ① ایمان بھی ایک عمل ہے کیونکہ صحابی نے پوچھا تھا کہ افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔“

۲۶۲۶- أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَرْوَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَفُدَّ اللَّهُ ثَلَاثَةٌ: الْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ».

۲۶۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان ہیں: جہاد کو جانے والا حج کے لیے سفر کرنے والا اور عمرے کو جانے والا۔“

فائدہ: ”خصوصی مہمان“ یہ ایک اعزاز ہے جو ان کو اللہ کی راہ میں نکلنے اور مصائب و آلام اٹھانے پر دیا گیا ہے۔

۲۶۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ».

۲۶۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بوڑھے، بچے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔“

فائدہ: ظاہر ہے یہ چاروں اشخاص جہاد یعنی قتال نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے جہاد کی فضیلت حاصل کرنے کا

۲۶۲۶- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۶۲/۵ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو تفرد به، والحديث في الكبرى، ح: ۳۶۰۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۱۱، وابن حبان، ح: ۹۶۵، والحاكم: ۴۴۱/۱، والذهبي: * مخرمة بن بكير بن عبدالله بن الأشج يروي عن كتاب أبيه وجادة، وهذا ليس بجرح، والرواية بالوجدادة صحيحة، وللحديث شاهد عند البيهقي.

۲۶۲۷- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۵۰/۴ من حديث الليث بن سعد عن خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۵، وللحديث شواهد. * يزيد هو ابن عبدالله بن الهاد.

۲۴- کتاب مناسک الحج

حج کی فضیلت

طریقہ یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ کریں۔ انھیں جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ ہر آدمی اس چیز کا مکلف ہے جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے۔

۲۶۲۸- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَّاضٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَزِفْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۲۶۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کیا اور اس دوران میں کوئی شہوانی بات کی نہ فسق (کبیرہ گناہ کا ارتکاب) کیا وہ (گناہوں سے) اس طرح (پاک صاف ہو کر) پلٹتا ہے جیسے اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔“

 فوائد و مسائل: ① گویا اس کے سب صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، البتہ حقوق العباد کا مسئلہ مختلف ہے کیونکہ ان کی معافی تو متعلقین ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ متعلقہ شخص کو اپنی طرف سے دے کر راضی کر دے تو اللہ کی رحمت سے بعید نہیں اور نہ اس پر کوئی اعتراض ہی ہے۔ ② فسق ویسے تو ہر حال میں منع ہے لیکن حج میں بطور خاص منع کیا گیا ہے۔

۲۶۲۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ - عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ: أَخْبَرْتَنِي أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَخْرُجُ فَنُجَاهِدَ مَعَكَ فَإِنِّي لَا أَرَى عَمَلًا فِي الْقُرْآنِ أَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ، قَالَ: «لَا، وَلَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ: حَجُّ الْبَيْتِ حَجَّ مَبْرُورٌ».

۲۶۲۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم عورتیں بھی آپ کے ساتھ جہاد کے لیے نہ جایا کریں؟ کیونکہ میں تو قرآن مجید میں کوئی عمل جہاد سے افضل نہیں پاتی۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں تم عورتوں کے لیے افضل اور خوب صورت ترین جہاد بیت اللہ کا حج مبرور ہے۔“

 فائدہ: جہاد کی مشقت عورتوں کے بس کی بات نہیں ہے اس لیے وہ جہاد نہیں کر سکتیں۔ ویسے بھی خطرہ ہے کہ

۲۶۲۸- أخرجه البخاري، المحصر، باب قول الله عز وجل: "فلا رفث"، ح: ۱۸۱۹، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح: ۱۳۵۰ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۶.

۲۶۲۹- [صحيح] أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحج المبرور، ح: ۱۵۲۰ من حديث حبيب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۰۷.

عورتیں دشمن کے ہاتھوں قید ہو گئیں تو وہ ان کی بے حرمتی کرے گا جو مسلمان مردوں کے لیے ذلت و رسوائی کی بات ہوگی۔ ابتدائی طور پر عورتیں زخیوں کو پانی پلانے میدان جنگ سے منتقل کرنے اور ابتدائی مرہم پٹی کرنے کے لیے لشکر کے ساتھ چلی جایا کرتی تھیں مگر جب مرد زیادہ ہو گئے تو مندرجہ بالا مقاصد کے لیے بھی عام طور پر عورتوں کا میدان جنگ میں جانا بند ہو گیا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے جانے کو پسند نہیں فرمایا۔

باب ۵: عمرے کی فضیلت

(المعجم ۵) - فَضْلُ الْعُمْرَةِ (التحفة ۵)

۲۶۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک عمرہ دوسرے عمرے تک (کے درمیانی گناہوں) کے لیے کفارہ بن جاتا ہے اور حج مبرور کی تو جنت کے سوا کوئی جزا ہی نہیں۔“

۲۶۳۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ».

🌞 فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۲۳.

باب ۶: پے در پے حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت

(المعجم ۶) - فَضْلُ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ۶)

۲۶۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پے در پے حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح زائل کرتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ اور میل پچیل کو دور کرتی ہے۔“

۲۶۳۱- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”پے در پے“ سے مراد یہ ہے کہ حج کے بعد عمرہ اور عمرے کے بعد حج، یعنی کبھی حج، کبھی

۲۶۳۰- أخرجه مسلم، ح: ۱۳۴۹، والبخاري، ح: ۱۷۷۳ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۶۲۴) من حديث مالك

به، وهو في الموطأ (يحيى): ح: ۳۴۶/۱، والكبرى، ح: ۳۶۰۸.

۲۶۳۱- [إسناده حسن] هو في الكبرى، ح: ۳۶۰۹، وانظر تسهيل الحاجة، ح: ۲۸۸۷.

حج بدل سے متعلق احکام و مسائل

عمرہ۔ ① ”گناہوں کو زائل کرتے ہیں۔“ یعنی ان کا ثواب گناہوں کے اثرات ختم کرتا رہتا ہے۔ یا حج اور عمرے کی برکت سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جس قدر زیادہ حج اور عمرے ہوں گے اتنا ہی وہ گناہوں سے زیادہ دور ہوگا۔ ② فقر دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان عبادات پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص میرے راستے میں خرچ کرے گا میں اسے زیادہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے رزق کے معنوی دروازے کھول دے گا۔ ممکن ہے فقر سے مراد فقر قلب ہو یعنی حج اور عمرہ پے درپے کرنے سے دل نجی بن جائے گا دل میں غل نہیں رہے گا۔ واللہ اعلم۔

۲۶۳۲- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”حج اور عمرہ مسلسل کرتے رہو۔ یقیناً یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح زائل کر دیتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے میل پکیل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب توبت سے کم نہیں۔“

۲۶۳۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ

أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُورِ ثَوَابٌ دُونَ الْجَنَّةِ».

باب: ۷- اس فوت شدہ کی طرف سے حج

کرنا جس نے حج کی نذر مانی ہو (مگر پوری

نہ کر سکا ہو)

(المعجم ۷) - الْحَجُّ عَنِ الْمَيْتِ الَّذِي

نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ (التحفة ۷)

۲۶۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

ایک عورت نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ (حج کیے بغیر) فوت ہو گئی۔ اس کا بھائی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

۲۶۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ

۲۶۳۲- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۸۷/۱ عن سليمان بن حيان أبي خالد الأحمر به، وصرح بالسماع، ومن طريقه أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في ثواب الحج والعمرة، ح: ۸۱۰، والحدیث فی الکبری، ح: ۳۶۱۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۱۲، وابن حبان، ح: ۹۶۷، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

۲۶۳۳- [صحيح] أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ح: ۶۶۹۹ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۲.

۲۴۔ کتاب مناسک الحج جج بدل سے متعلق احکام و مسائل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ ، فَأَتَى أَخُوهَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ ، فَقَالَ : «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ ذَيْنِ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟» قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : «فَأَقْضُوا اللَّهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ» .

اس بارے میں پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ”میرا کیا خیال ہے کہ اگر تیری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟“ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔“

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا حقوق اللہ کی ادائیگی کا درجہ حقوق العباد کی ادائیگی سے اہم اور بلند ہے اگرچہ حقوق العباد کی معافی مشکل ہے۔ ② میت کے ذمے جج واجب ہو (خواہ شرعاً یا نذراناً) اور وہ زندگی میں ادا نہ کر سکا ہو تو اس کے مال سے اس کی طرف سے جج کروایا جائے۔ اسی طرح کفارہ، زکاة اور قرض بھی ادا کیا جائے گا، خواہ میت کا سارا مال ہی صرف ہو جائے۔ ثلث کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا کیونکہ ان کی حیثیت محض وصیت کی سی نہیں۔ ③ اس روایت سے قیاس کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کو تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وحی جاری تھی نیز قیاس تو غیر منصوص چیز میں ہوتا ہے۔ آپ کا فرمان تو خود نص ہے۔ قیاس تو امتی کر سکتا ہے جس کے پاس نص (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا صریح فرمان) نہ ہو۔ ④ آدمی جج کی نذر مان سکتا ہے اگرچہ اس نے فرض جج نہ کیا ہو پھر جب وہ جج کرے گا تو اس کا فرض جج ادا ہو جائے گا۔ بعد میں نذر کا جج کرے گا۔ یہ رائے جمہور کی ہے۔ ایک رائے اس کے برعکس بھی ہے یعنی اس کا پہلا جج نذر کا شمار ہوگا اور دوسرا فرض اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس کا جج دونوں سے کفایت کر جائے گا، لیکن یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ ⑤ یہ حدیث جمہور اہل علم کی دلیل ہے کہ اگر آدمی عمداً نماز ترک کر دیتا ہے تو اس پر اس کی قضا ضروری ہے کیونکہ یہ اس پر اللہ کا قرض ہے۔ ⑥ عالم اور مفتی کو مسئلہ سمجھانے کا ایسا انداز اپنانا چاہیے کہ مسائل کو پوری طرح سمجھ میں آجائے اور اسے کسی قسم کی تھگی باقی نہ رہے اور وہ بالکل مطمئن ہو جائے۔

(المعجم ۸) - الْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ (التحفة ۸)

باب: ۸۔ جس میت نے (فرض) جج نہ کیا ہو اس کی طرف سے جج کرنا

۲۶۳۴۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ : حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ

۲۶۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت سنان بن سلمہ جینی رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ اس کی ماں (فرض)

۲۶۳۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۱۷/۱ من حديث أبي التياح به، وابن خزيمة، ح: ۳۰۳۴ عن عمران به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۳.

الْهَذَلِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَتْ امْرَأَةٌ سَيَّانَ بْنَ سَلَمَةَ الْجُهَنِيَّ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُمَمَهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ، أَفَيُجْزَى عَنْ أُمَمَهَا أَنْ تَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ! لَوْ كَانَ عَلَى أُمَمَهَا دَيْنٌ فَقَضْتُهُ عَنْهَا، أَلَمْ يَكُنْ يُجْزَى عَنْهَا؟ فَلْتَحُجَّ عَنْ أُمَمَهَا».

حج کیے بغیر فوت ہو گئی ہے۔ اگر وہ عورت اپنی ماں کی طرف سے حج کر لے تو وہ اسے کفایت کر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اگر اس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا اور وہ عورت اس کی طرف سے ادا کر دیتی تو کیا اسے کفایت نہ کرتا؟ اسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔“

🌞 فائدہ: قرض کی مثال مسئلہ سمجھانے کے لیے ذکر فرمائی نہ یہ کہ حج کو قرض پر قیاس فرمایا۔

۲۶۳۵- أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّوَّاسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَّانِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَبِيهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، قَالَ: «حُجِّي عَنْ أَبِيكَ».

۲۶۳۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے اپنے والد کے بارے میں پوچھا جو (فرض) حج کیے بغیر فوت ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تو اپنے والد کی طرف سے حج کر لے۔“

🌞 فائدہ: اگر میت پر حج فرض ہو چکا ہو اور وہ نہ کر سکے تو پھر اس کی طرف سے حج کیا جائے گا؟ ورنہ اگر اس پر حج فرض ہی نہیں تھا تو اس کی طرف سے حج کرنے کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ۹) - الْحُجُّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّخْلِ (التحفة ۹)

باب: ۹- زندہ شخص سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے

۲۶۳۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۶۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۶۳۵- أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الحج وفضلہ... الخ، ح: ۱۵۱۳، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما، أول للموت، ح: ۱۳۳۴ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۴.

۲۶۳۶- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۵.

حج بدل سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

سَفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ حَثَمٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ! أَدْرَكْتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

کہ بنو حثعم (قبیلہ) کی ایک عورت نے مزدلفہ کی صبح رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر فرض کیے گئے حج نے میرے والد کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مزدلفہ کی صبح، یعنی جس صبح حاجی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوتے ہیں۔ گویا ۱۰ ذی الحجہ۔ یہ اچھے اوداع کی بات ہے۔ ② ”سواری پر نہیں بیٹھ سکتے“ معلوم ہوا کہ وجوب حج کے لیے جسمانی قوت شرط نہیں بلکہ مالی استطاعت (یعنی آنے جانے اور کھانے پینے کا خرچ) کافی ہے ورنہ آپ فرمادیتے کہ تیرے باپ پر حج واجب ہی نہیں۔ مالی استطاعت ہونے کی صورت میں خود حج کرے۔ اگر جسمانی قوت نہ ہو تو کسی سے کروائے۔ ③ ”فرمایا: ہاں۔“ یعنی اگلے سال یا اس سے بعد کیونکہ یہ حج تو وہ اپنی طرف سے کر رہی تھی بلکہ اگر چکی تھی کیونکہ یہ وقوف عرفہ سے بعد کی بات ہے اور وقوف عرفہ ہی اصل حج ہے۔ ④ جمہور اہل علم کے نزدیک حج بدل (جو کسی کی طرف سے کیا جائے) صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنا حج پہلے کر چکا ہو۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں آپ نے صراحتاً ایک شخص کو اپنا حج کرنے سے پہلے شرمہ نامی شخص کی طرف سے حج کرنے سے روک دیا تھا۔ ⑤ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں اگرچہ مرد عورت کے احکام میں کچھ فرق ہے مگر وہ فرق احرام وغیرہ میں ہے۔ افعال حج ایک جیسے ہی ہیں۔ ⑥ عورت کی آواز پردہ نہیں ہے۔ تعلیم و تعلم، استفادہ و افتاء اور اس قسم کی دیگر ضروریات کے مواقع پر اجنبی عورت کی آواز سننے میں کوئی حرج نہیں لیکن عورت کو چاہیے کہ اجنبی سے بات کرتے وقت اس طرح نرم لہجہ اختیار نہ کرے جس سے فتنے کا اندیشہ ہو۔ ⑦ والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ اگر ان کی وفات کے بعد ان پر کوئی حج یا قرض وغیرہ کا فریضہ ہو جسے وہ کسی عذر کی بنا پر ادا نہ کر سکے ہوں تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی طرف سے وہ فریضہ انجام دیں۔ واللہ اعلم۔

۲۶۳۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (ایک دوسری

۲۶۳۷- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا (سند سے) سابقہ حدیث کی مثل روایت آتی ہے۔

۲۴- کتاب مناسک الحج ج بدل سے متعلق احکام و مسائل

سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

(المعجم ۱۰) - الْعُمْرَةُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- جو شخص عمرہ نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے عمرہ کرنا

۲۶۳۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَالظَّنَّ، قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

۲۶۳۸- حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، حج و عمرہ بلکہ سفر بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا: ”تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔“

فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ بھی فرض ہے۔ تبھی بیٹے کو عمرہ کرنے کا بھی حکم دیا الا یہ کہ کہا جائے کہ عمرہ نذر وغیرہ کی بنا پر بھی تو واجب ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں نذر کا ادنیٰ ترین اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ حج اور عمرے کو ایک ساتھ ذکر کرنا اور جسمانی معذوری کا عذر کرنا دونوں کو ایک ہی حیثیت دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور اہل علم فرضیت ہی کے قائل ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۲۹۳/۲۳)

(المعجم ۱۱) - تَشْبِيهُ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدِّينِ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- ادائیگی حج، ادائیگی قرض کے مشابہ ہے

۲۶۳۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ

۲۶۳۹- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میرے والد انتہائی بوڑھے ہیں۔

۲۶۳۸- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۶۲۲، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۷.

۲۶۳۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/ ۵ عن جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۸. * يوسف ابن الزبير لم يوثقه غير ابن حبان، وأصل الحديث صحيح، انظر الحديث السابق والآتي.

۲۴- کتاب مناسک الحج ج بدل سے متعلق احکام و مسائل

اللّٰهُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَنْعَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الرُّكُوبَ، وَأَذْرَكَتُهُ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ، فَهَلْ يُجْزَى أَنْ أُحْجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ أَكُنْتُ تَقْضِيهِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْهُ».

وہ سوار نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ کے فریضہ حج نے انہیں آیا ہے۔ کیا ان کی طرف سے حج کرنا ان کو کفایت کر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”کیا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو بتا اگر تیرے والد کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تو اس کی طرف سے حج بھی کر۔“

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سند اضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی روایت معنا صحیح ہے تاہم راجح اور درست بات یہ ہے کہ [أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ] کے علاوہ باقی روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۶/۲۷، ۲۸، ۲۹) ج بدل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بڑا بیٹا ہی کرے بلکہ کوئی بیٹا بھی بلکہ بھائی حتیٰ کہ عام قرابت دار بھی حج بدل کر سکتا ہے جیسا کہ اس بارے میں آنے والی دیگر روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ (دیگر مباحث کے لیے دیکھیے روایات: ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵)

۲۶۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد حج کیے بغیر فوت ہو گئے ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔“

۲۶۴۰- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَضْرَمَ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، أَفَأُحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ دَيْنٌ أَكُنْتُ تَقْضِيهِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ».

۲۶۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۶۴۱- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ

۲۶۴۰- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۶۱۹.

۲۶۴۱- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۶۲۰. * هشيم عن نعن وهو مدلس كما قال النسائي، (سير أعلام)

۲۴- کتاب مناسک الحج

حج بدل سے متعلق احکام و مسائل

هُشْنِيم، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَنِخٌ كَبِيرٌ لَا يَنْبُتُ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَإِنْ شَدَدْتُهُ خَشِيتُ أَنْ يَمُوتَ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دِينَ فَقَضَيْتُهُ، أَكَانَ مُجْزِئًا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میرے باپ پر حج فرض ہے مگر وہ انتہائی بوڑھے ہیں۔ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اور اگر میں انھیں (پالان پر) باندھ دوں تو خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ”بتاؤ اگر اس پر قرض ہوتا اور تم ادا کرتے تو کیا اسے کفایت کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم اپنے باپ کی طرف سے حج بھی کرو۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت میں ہے کہ سوال کرنے والا مرد تھا جبکہ اس سے قبل حدیث نمبر: ۲۶۳۵، ۲۶۳۶ اور اس کے بعد حدیث: ۲۶۳۲، ۲۶۳۳ وغیرہ میں مذکور ہے کہ سوال کرنے والی عورت تھی تاہم راجح اور درست بات یہ ہے کہ سوال کرنے والی عورت ہی تھی اور [الرجل] ”مرد“ کے الفاظ شاذ یا منکر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن النسائي للألباني، حدیث: ۲۶۳۹)

باب: ۱۲- عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

(المعجم ۱۲) - حَجُّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ (التحفة ۱۲)

۲۶۴۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹنی ہی پر سوار تھے کہ خنعم قبیلہ کی ایک عورت آکر آپ سے مسئلہ پوچھنے لگی۔ فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ انھیں دیکھنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے فریضہ حج نے جو اس نے اپنے

۲۶۴۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَنْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، وَجَعَلَ الْفَضْلُ

النبياء: ۷/۷۴)، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق، وهذا الحديث، والحديث الآتي صحيحان محفوظان، والله أعلم.

۲۶۴۲- [صحيح] تقدم، ح: ۲۶۳۶ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب حج المرأة عن الرجل، ح: ۱۸۵۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۵۹/۱، والكبرى، ح: ۳۲۲۱.

حج بدل سے متعلق احکام و مسائل

بندوں پر عائد کیا ہے میرے والد کو بہت بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِّ الْآخِرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَذْرَكْتَ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا اگر جانور طاق تور ہو تو ایک سے زیادہ آدمی اس پر سوار ہو سکتے ہیں لیکن کمزور جانور پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ظلم ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور شفقت اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت و مقبت معلوم ہوئی۔ ③ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا منع ہے۔ ④ ہر مسلمان پر بالعموم اور عالم و امام پر بالخصوص لازم ہے کہ وہ برائی دیکھ کر ہر ممکن اسے ختم کرنے کی کوشش کرے۔ مزید دیکھیے روایت: ۲۶۳۶۔

۲۶۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حجۃ الوداع میں خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر فریضہ حج نے میرے والد کو بہت بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے کفایت ہو جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اس عورت کو دیکھنے لگے (کیونکہ وہ خوش شکل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔

۲۶۴۳- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَذْرَكْتَ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَوِي عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ». فَأَخَذَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ

جج بدل سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، وَكَانَتْ امْرَأَةً حَسَنَاءَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفُضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشُّقِّ الْآخَرِ.

باب: ۱۳- مرد کا عورت کی طرف

(المعجم ۱۳) - حَجُّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْأَةِ

سے حج کرنا

(التحفة ۱۳)

۲۶۴۴- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۲۶۴۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

ہے کہ میں (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کی سواری

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ -

پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا:

قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى

اے اللہ کے رسول! میری والدہ بہت زیادہ بوڑھی ہیں۔

ابن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ،

اگر میں انھیں اٹھا کر سواری پر بٹھا بھی دوں تو وہ بیٹھ نہیں

عَنِ الْفُضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ

سکیں گی اور اگر میں انھیں (پالان کے ساتھ) باندھ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا

دوں تو خطرہ ہے کہ وہ مرجائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُولِ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ، وَإِنْ

فرمایا: ”تو بتا اگر تیری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو

حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكِ، وَإِنْ رَطَبْتُهَا خَشِيتُ

ادا کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر

أَنْ أَقْتُلَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ

اپنی ماں کی طرف سے توجج بھی کر لے۔“

لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَهُ؟

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أُمِّكَ».

☀ فائدہ: مذکورہ روایت اس سیاق سے شاذ ہے کیونکہ اصح روایات میں ہے کہ سوال کرنے والی عورت تھی

اور اس نے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن النسائي للالباني)

(رقم: ۲۶۴۴)

باب: ۱۴- مستحب یہ ہے کہ آدمی کی

(المعجم ۱۴) - مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَحُجَّ عَنِ

طرف سے اس کا بڑا بیٹا حج کرے

الرَّجُلِ أَكْبَرُ وَلَدِهِ (التحفة ۱۴)

۲۶۴۵- حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی

۲۶۴۵- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۶۴۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۱۲/۱ من حديث يحيى به، وهو في الكبير، ح: ۳۶۲۳. * محمد هو ابن

سيرين، وهشام هو ابن حسان، وعنن، ولحديثه شواهد.

۲۶۴۵- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۲۶۳۹، وهو في الكبير، ح: ۲۶۲۴.

۲۴- کتاب مناسک الحج

الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْبٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِ أَبِيكَ فَحُجَّ عَنْهُ».

کم سن اور نابالغ بچے کے حج سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”تو اپنے والد کا سب سے بڑا بیٹا ہے، لہذا تو اس کی طرف سے حج کر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث میں مذکور مسئلے کی وضاحت حدیث: ۲۶۳۹ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ ② گزشتہ تیرہ روایات جو حج بدل کے بارے میں ہیں، ان میں کسی جگہ سائل مرد ہے کہیں عورت۔ بعض روایات میں زندہ کے بارے میں سوال ہے، بعض میں میت کے بارے میں۔ کسی روایت میں باپ کا ذکر ہے کسی میں ماں کا اور کسی میں بہن کا، تاہم جن روایات میں شذوذ تھا اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ بتابریں یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں کیونکہ ایک ہی مسئلہ کئی اشخاص کو پیش آ سکتا ہے۔ خصوصاً اس لیے کہ حجتہ الوداع میں تمام علاقوں کے لوگ موجود تھے۔ فرضیت کے بعد عملاً یہ پہلا حج تھا۔ عموماً لوگ حج کے مسائل سے واقف نہ تھے لہذا بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے حالات کے مطابق سوالات کیے اس لیے سب روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۵) - الْحَجُّ بِالصَّغِيرِ
(التحفة ۱۵)

۲۶۴۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا لَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكَ أَجْرٌ».

۲۶۴۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھوں پر بلند کیا اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اور ثواب تجھے ملے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کم سن اور نابالغ پر فرائض کی ادائیگی ضروری نہیں لیکن اگر وہ کسی فرض کی ادائیگی کرے یا اسے ادائیگی کروادی جائے تو وہ صحیح اور باعث اجر ہوگی مثلاً: والدین کا شیر خوار بچہ کو حج کروانا تو ایسی صورت میں حج کا احرام اور اس کی پابندیاں والدین کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ان کا خیال رکھیں اسی لیے انھیں بچے کے

۲۴۔ کتاب مناسک الحج کم سن اور نابالغ بچے کے حج سے متعلق احکام و مسائل

نیک کاموں کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح سات سال کے بچے کا نماز روزہ ادا کرنا، لیکن اسے شرائط کا لحاظ بھی رکھنا ہوگا مثلاً: نماز کے لیے طہارت اور وضو وغیرہ کا اہتمام کرنا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بچے کو ثواب ملے گا ہی نہیں، بلکہ بچے کو بھی ثواب ملے گا اور اولیاء چونکہ اسے محنت مشقت سے وہ کام کراتے ہیں اس لیے انہیں اس مشقت کے باعث ثواب ملے گا۔ ① اس بات پر قریباً اجماع ہے کہ بلوغت سے پہلے کج فرض حج کی جگہ کفایت نہیں کرے گا بلکہ وہ بلوغت کے بعد ادا کرنا ہوگا۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کے فتوے اس کی مضبوط دلیل ہیں۔ ② اس حدیث میں مذکور جس بچے کی بابت سوال کیا گیا ہے وہ بچہ تو بہت ہی چھوٹا معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس عورت نے ہاتھ پراٹھا لیا تھا۔ بہر حال والدہ کے لیے ثواب تو ہے ہی کیونکہ وہ اسے اٹھائے پھرتی ہے۔

۲۶۴۷۔ أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا مِنْ هَوْدَجٍ، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا بچہ ہودج سے اٹھایا اور (رسول اللہ ﷺ کو دکھا کر آپ سے) کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تجھے ملے گا۔“

۲۶۴۸۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی طرف ایک بچہ اٹھایا اور کہنے لگی: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

🌞 فائدہ: ”ثواب تجھے ملے گا۔“ بہت ہی چھوٹا ہونے کی صورت میں نیت ثواب بھی ضروری ہے۔ اگر وہ صاحب تمیز ہوگا تو پھر تو افعال بھی ادا کرے گا۔

۲۶۴۷۔ [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۲۶.

۲۶۴۸۔ أخرجه مسلم، ح: ۱۳۳۶ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۶۴۷) من حديث إبراهيم بن عتبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۲۷ * سفيان هو الثوري.

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۶۴۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج سے) واپس (مدینہ منورہ کو) تشریف لا رہے تھے۔ جب مقام روحاء پر پہنچے تو کچھ لوگوں سے ملے۔ آپ نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ انھوں نے عرض کیا: ہم مسلمان ہیں پھر وہ کہنے لگے: آپ کون ہو؟ حاضرین نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ تو ان کی ایک عورت نے ڈولی سے ایک بچہ اٹھایا اور کہنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

۲۶۴۹- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَدَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ لَقِيَ قَوْمًا فَقَالَ: «مَنْ أَنْتُمْ؟» قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ، قَالُوا: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْ امْرَأَةً صَبِيًّا مِنَ الْمِحْفَةِ، فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكَ أَجْرٌ».

فائدہ: یہ لوگ بھی حج ہی سے واپس آ رہے تھے۔ ”روحاء“ مکہ اور مدینہ کے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔

۲۶۵۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج سے) واپسی کے دوران میں ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ پردے میں تھی اور اس کے ساتھ اس کا ایک بچہ تھا۔ وہ کہنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

۲۶۵۰- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادٍ بْنُ سَعْدٍ بْنُ أَخِي رَشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ أَبُو الرَّبِيعِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي خِدْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ، فَقَالَتْ: أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكَ أَجْرٌ».

۲۴- کتاب مناسک الحج نبی ﷺ کا حج کے لیے مدینے سے نکلنے کا بیان

۱۳ فائدہ: یہ ایک حدیث پانچ سندوں سے ذکر کی گئی ہے جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تمام سندیں ملانے سے واقعے کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہیں نیز پتا چل جاتا ہے کہ یہ حدیث شاذ اور غریب نہیں۔

(المعجم ۱۶) - أَلَوْثُ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ
باب: ۱۶- نبی اکرم ﷺ حج کے لیے
مدینہ منورہ سے کب چلے؟
(التحفة ۱۶)

۲۶۵۱- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
قَالَ: أَخْبَرْتَنِي عَمْرُوهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ
تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِخَمْسٍ
بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى
إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ
يَكُنْ مَعَهُ هَذِي إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَحِلَّ.

۲۶۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے) چلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم (عموماً) حج ہی کی نیت رکھتے تھے مگر جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو آپ نے حکم فرمایا: ”جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں، وہ جب بیت اللہ کا طواف کر چکیں تو احرام ختم کر دیں (حلال ہو جائیں)۔“

۱۴ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ مدینے سے نکلنے کے دن نکلے جبکہ ماہ ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے اور آپ نے وقوف عرفہ جمعے کے دن فرمایا۔ مختلف تاریخوں کا ذکر ہے لیکن یہی قول اقرب الی الصواب ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ”حج کی نیت رکھتے تھے“ اکثر صحابہ کی نیت یہی تھی مگر بعض صحابہ حتیٰ کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھیں۔ ③ ”احرام ختم کر دیں۔“ یعنی عمرہ کر کے حلال ہو جائیں خواہ احرام حج ہی کا ہو۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا اب بھی ایسے جائز ہے کہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل دیں؟ بظاہر یہ اب بھی جائز ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔ اس موقف کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آیا یہ اس سال کے ساتھ ہی خاص ہے یا یہ اجازت ہمیشہ کے لیے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں اسے قیامت تک کے لیے جائز قرار دیتے ہوئے فرمایا: [دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا بَلَّ لِأَبَدٍ أَبَدٍ، لَا بَلَّ لِأَبَدٍ أَبَدٍ] ”تا قیامت عمرہ حج میں داخل ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔“ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (حجة النبي ﷺ للألباني، ص: ۱۵) لیکن جمہور اہل علم اب اس کے جواز کے قائل نہیں۔ ان کے

۲۶۵۱- أخرجه البخاري، الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، ح: ۱۷۰۹، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز لإفراد الحج...، ح: ۱۲۱۱/۱۲۵ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۳۰.

۲۴۔ کتاب مناسک الحج مواقیت حج سے متعلق احکام ومسائل

بقول یہ حکم صرف اس سال کے لیے تھا کیونکہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی اجازت تازہ تازہ ملی تھی۔ پہلے لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے اس لیے وضاحت کے لیے آپ نے یہ حکم دیا۔ لیکن مرتب حدیث کی روشنی میں یہ توجیہ محل نظر ہے۔ ⑤ ”جب بیت اللہ کا طواف کر چکیں۔“ یعنی مکمل عمرہ کر لیں۔ طواف کے بعد سعی بھی کر چکیں۔ یہ مسئلہ متفقہ ہے۔

www.qlrf.net

مواقیت کا بیان

المواقیت

وضاحت: بیت اللہ کے چاروں طرف ایسے مقامات مقرر کر دیے گئے ہیں جہاں سے حج اور عمرے کے ارادے سے آنے والے کا بغیر احرام کے گزرنا درست نہیں۔ کچھ مقامات قریب ہیں کچھ بہت دور۔ انھیں میقات کہا جاتا ہے۔ سب سے دور میقات، مدینہ والوں کا ہے جسے ذوالحلیفہ کہتے ہیں۔

(المعجم ۱۷) - مِیْقَاتُ أَهْلِ الْمَدِیْنَةِ باب: ۱۷۔ مدینے والوں کا میقات

(التحفة ۱۷)

۲۶۵۲۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ النُّجُفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ» قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَهْلُ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمَ».

۲۶۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینے والے ذوالحلیفہ سے شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن المنازل سے احرام باندھیں۔“ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔“

فوائد ومسائل: ① ”یہ بات پہنچی ہے۔“ گویا یہ کلڑا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ لیکن دیگر روایات میں یہ کلڑا بھی رسول اللہ ﷺ سے بلا شک و شبہ صحیح و ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۵۲۳، وصحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۱۸۱) ⑤ ذوالحلیفہ مدینے سے چھ میل اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اسے وادی عقیق بھی کہتے ہیں۔ آج کل اسے بڑعلی یا ایبار علی کہتے ہیں۔ یہ میقات تمام مواقیت میں سے مکہ سے زیادہ دور ہے۔ ⑥ حج کے ارادے سے

۲۶۵۲۔ أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح: ۱۵۲۵، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ۱۱۸۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۳۰، والكبرى، ح: ۳۶۳۱.

۲۴- کتاب مناسک الحج مواقیت حج سے متعلق احکام و مسائل

جانے والوں کے لیے ان جگہوں سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں۔ ⑤ یہ حدیث اعلام نبوت میں سے ہے۔ آپ نے جو میقات مقرر کیے وہ اور ان کے آس پاس کے علاقوں والے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن آپ نے یہ میقات مقرر فرمائے کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ یہ علاقے مسلمان ہوں گے اور حج کے لیے بیت اللہ کی طرف رخت سفر باندھیں گے اور انھیں احرام باندھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ⑥ چاروں طرف میقات مقرر کرنا امت کی سہولت کے لیے ہے۔ اگر ایک ہی میقات مقرر کیا جاتا تو یہ بہت زیادہ مشقت کا باعث ہوتا۔

(المعجم ۱۸) - مِیْقَاتُ أَهْلِ الشَّامِ

باب: ۱۸- شام والوں کا میقات

(التحفة ۱۸)

۲۶۵۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهْلُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهْلُ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهْلُ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهْلُ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمَ»، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ أَفْقَهُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۶۵۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن منازل سے احرام باندھیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ”یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔“ میں یہ جملہ رسول اللہ ﷺ سے نہیں سمجھ سکا (یعنی براہ راست آپ سے اخذ نہیں کیا بلکہ دوسرے صحابہ سے اخذ کیا ہے۔)

🌞 فائدہ: جُحْفَةُ شَامٍ مصر ترکی شمالی افریقہ، یورپ امریکہ اور ادر سے گزرنے والوں کا میقات ہے۔ یہ ایک ویران سی آبادی تھی۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۱۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر زابغ کے قریب ہے۔ اس کا اصل نام مَہِیَعہ تھا۔ سیلاب کی تباہ کاری کی وجہ سے اسے جُحْفہ کہنے لگے۔ یہ بھی مدینہ سے جانے والوں کی راہ میں پڑتا ہے۔

۲۶۵۳- أخرجه البخاري، العلم، باب ذكر العلم والفتيا في المسجد، ح: ۱۳۳ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۳۲.

باب: ۱۹- مصر والوں میقات

(المعجم ۱۹) - مِیقَاتُ أَهْلِ مِصْرَ

(التحفة ۱۹)

۲۶۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام اور مصر والوں کے لیے جُحْفَہ، عراق والوں کے لیے ذات عرق اور یمن والوں کے لیے یلملم میقات مقرر فرمائے۔

۲۶۵۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بُهْرَامَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَاوِي عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ.

☀ فائدہ: مصر والے اگر خشکی کے راستے سے مکہ مکرمہ آئیں تو شام والے راستے سے گزرتے ہیں لہذا ان کا میقات شام والوں کا میقات جُحْفَہ ہی ہوگا۔

باب: ۲۰- یمن والوں کا میقات

(المعجم ۲۰) - مِیقَاتُ أَهْلِ الْيَمَنِ

(التحفة ۲۰)

۲۶۵۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جُحْفَہ، نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم میقات مقرر فرمائے نیز فرمایا: ”یہ میقات ان علاقوں (کے لوگوں) کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ان مواقیت سے گزریں چاہے وہ دوسرے علاقوں سے تعلق

۲۶۵۵- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ - صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَآ، وَلِأَهْلِ

۲۶۵۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب في المواقيت، ح: ۱۷۳۹ من حديث هشام بن بهرام، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۳۳، وصححه أبو نعيم الأصبهاني في الحلية: ۹۴/۴، وللحديث شواهد. * القاسم هو ابن محمد، والمعاوي هو ابن عمران.

۲۶۵۵- أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل مكة للحج والعمرة، ح: ۱۵۲۴، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ۱۲/۱۱۸۱ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۳۴.

الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ، وَقَالَ: «هُنَّ لَهْنٌ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ، فَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ حَيْثُ يُنْشِئُ حَتَّى يَأْتِيَ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ».

رکھتے ہیں۔ اور جس شخص کی رہائش ان موافقت کے اندر ہو تو وہ جہاں سے (عمرے اور حج کا) سفر شروع کریں وہیں سے احرام باندھیں حتیٰ کہ یہ حکم کے والوں پر بھی لاگو ہو گا، یعنی اہل مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھیں گے۔“

🌞 فائدہ: یلملم مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۲ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کا نام سعدیہ ہے۔ پاکستان اور بھارت کے لوگ سندری یا فضائی راستے سے جاتے ہیں تو یمن کی طرف سے ہو کر گزرتے ہیں اور یلملم کی سیدھ معلوم کر کے جہاز ہی میں احرام باندھ لیتے ہیں۔

(المعجم ۲۱) - مِيقَاتُ أَهْلِ نَجْدٍ

(التحفة ۲۱)

۲۶۵۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يُهَلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ». وَذَكَرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ قَالَ: «وَيُهَلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمَ».

۲۶۵۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مدینے والے ذوالحلیفہ سے، شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن (المنازل) سے احرام باندھیں۔“ اور مجھے بتایا گیا ہے میں نے خود نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا تھا: ”یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔“

فوائد و مسائل: ① اہل نجد اور نجد کے راستے سے آنے والوں کا مِیقَاتِ قرن منازل ہے، اسے قرن الثعالب بھی کہا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث میں صرف لفظ قرن آیا ہے۔ بالاتفاق اس سے قرن المنازل مراد ہے۔ قرن المنازل مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف طائف کے قریب تقریباً ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بستی یا وادی ہے۔ پہاڑ بھی کہا گیا ہے۔ کوئی اختلاف نہیں، تینوں اسی نام سے مشہور ہیں۔ آج کل اسے السَّيْلُ کہا جاتا ہے۔ ② نجد ہر اونچے علاقے کو کہتے ہیں۔ عرب میں تقریباً دس نجد ہیں۔ یہاں مراد وہ علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ سے مشرقی جانب یمن اور تہامہ سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے۔

(المعجم ۲۲) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْعِرَاقِ

(التحفة ۲۲)

۲۶۵۶- أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل نجد، ح: ۱۵۲۷، ومسلم، الحج، باب موافقت الحج والعمرة، ح: ۱۷/۱۱۸۳ من حديث سفیان بن عیینہ به، وهو في الكبير، ح: ۳۶۳۵.

۲۴- کتاب مناسک النحر مواقیت حج سے متعلق احکام و مسائل

۲۶۵۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُوصِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ أَفْلَحِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِزِّي، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

۲۶۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام اور مصر والوں کے لیے جُحفہ، عراق والوں کے لیے ذات عرق، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا ہے۔

🌞 فائدہ: عراق والوں یا ادھر سے آنے والوں کا میقات ذات عرق ہے اور یہ متفقہ بات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل الضریبۃ (الخربیات) سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض روایات میں ”عقیق“ کا ذکر بھی آیا ہے مگر اس روایت میں کچھ ضعف ہے۔ مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات عرق کو رسول اللہ ﷺ نے عراق کا میقات قرار دیا ہے مگر بعض روایات میں اس تقرر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مندرجہ بالا روایات نہ ملی ہوں اور انھوں نے اپنے اجتہاد سے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا ہو کیونکہ عراق کے مشہور شہر کوفہ، بصرہ انہی کے دور میں آباد ہوئے۔ ان کا یہ اجتہاد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے موافق ہو گیا جس طرح ان کے دوسرے اجتہادات قرآن مجید کے موافق ہوئے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۳) - مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ

باب: ۲۳- جو لوگ ان مواقیت کے اندر

الْمِيقَاتِ (التحفة ۲۳)

رہتے ہوں

۲۶۵۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتْ رَسُولُ

۲۶۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جُحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔ آپ

۲۶۵۷- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۶۵۴، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۳۶.

۲۶۵۸- [صحيح] تقدم، ح: ۲۶۵۵، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۳۷.

موافقت حج سے متعلق احکام و مسائل



22

٢٦٥٩- أخرجه مسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١١٨١ عن قتبية، والبخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، ح: ١٥٢٦ من حديث عمرو بن دينار، وهو في الكبير، ح: ٣٦٣٨. * حماد هو ابن زيد.

۲۴- کتاب مناسک الحج احرام سے متعلق احکام و مسائل

ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَأَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَا، فَهَنْ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِمْ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُمْ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَهْلُونَ مِنْهَا.

اور نجد والوں کے لیے قرن (منازل) کو میقات مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان لوگوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو دوسرے علاقوں سے آکر یہاں سے گزریں بشرطیکہ وہ حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں حتیٰ کہ مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھیں۔

 فوائد و مسائل: ① حج یا عمرے کو جانے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ عین ان مواقیت ہی سے گزرے بلکہ کسی اور جگہ سے بھی گزر سکتا ہے مگر جب وہ اپنے قریبی میقات کے برابر سے گزرے تو وہیں سے احرام باندھ لے۔ ② آپ کے مقرر کردہ مواقیت میں سے ذوالحلیفہ مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب جُحْفَہ بھی شمال کی جانب یَلْمَلَمَ جنوب کی جانب قرن المنازل مشرق کی جانب اور ذات عرق بھی مشرق کی جانب ہیں اور جو لوگ دو میقاتوں کے درمیان سے گزریں تو وہ قریب ترین میقات کے برابر سے احرام باندھیں۔

(المعجم ۲۴) - التَّغْرِيسُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ
(التحفة ۲۴)

۲۶۶۰- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبرَاهِيمَ بْنِ مَرْثُودٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: بَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا.

۲۶۶۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابتداء ذوالحلیفہ میں رات گزاری اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔

 فوائد و مسائل: ① یہاں سے احرام کا طریقہ بیان کرنا مقصود ہے۔ مدینہ منورہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے لہذا آپ نے وہاں رات گزاری۔ صبح احرام باندھا۔ وہاں رات گزارنا کوئی ضروری نہیں۔ اس زمانے میں سفر کئی دنوں پر محیط ہوتا تھا اس لیے رات گزارنے کی گنجائش تھی اب تیز رفتا سفر کا دور ہے۔ ② ابتداء سے مراد

۲۴- کتاب مناسک الحج

احرام سے متعلق احکام و مسائل

یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ابتدائے سفر میں نہ کہ واپسی کے وقت۔ (۵) ”مسجد“ رسول اللہ ﷺ کے دور میں وہاں کوئی مسجد نہیں تھی بعد میں بنائی گئی۔ عین اسی جگہ جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔

۲۶۶۱- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُوَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ - وَهُوَ فِي الْمَعْرَسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ - أَتَى فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ يَبْطَحَاءُ مُبَارَكَةٌ.

۲۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں اپنے پڑاؤ کی جگہ میں تھے کہ آپ کو خواب آیا۔ آپ سے کہا گیا: آپ ایک بابرکت وادی میں ہیں۔

فائدہ: ”بابرکت وادی میں ہیں۔“ کیونکہ یہ وادی دوران سفر حج میں بہت سے انبیاء کی فرودگاہ رہی تھی۔ شام اور فلسطین انبیاء علیہ السلام کے علاقے ہیں۔ وہاں سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے یہ وادی راستے میں پڑتی تھی۔

۲۶۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْنَا وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّذِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَصَلَّى بِهَا.

۲۶۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی وادی مقدس میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں نماز پڑھی۔

باب: ۲۵- بیداء کا بیان

(المعجم ۲۵) - الْبَيْدَاءُ (التحفة ۲۵)

۲۶۶۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۲۶۶۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۶۶۱- أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ: العقيق واد مبارك، ح: ۱۵۳۵، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة والصلاة بها ... الخ، ح: ۱۳۴۶ من حديث موسى بن عقبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۴۰.

۲۶۶۲- أخرجه البخاري، الحج، باب: (۱۴)، ح: ۱۵۳۲، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة ... الخ، ح: ۱۲۵۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۰۵/۱، والكبرى، ح: ۳۶۴۱.

۲۶۶۳- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب وقت الإحرام، ح: ۱۷۷۴ من حديث أشعث به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۴۲، وسناني، ح: ۲۹۳۴، ۲۷۵۷ * علته عنقة الحسن البصري، وتقدم حاله في التلخيص، ح: ۳۶.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیداء میں پڑھی پھر سوار ہوئے اور بیداء کے پہاڑ پر چڑھے۔ اور نماز ظہر کے بعد حج و عمرے کا احرام باندھا۔

قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالنِّدَاءِ، ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ النَّبَدَاءِ، فَأَهْلَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

☀ فائدہ: بیداء کے لفظی معنی تو بے آب و گیاہ میدان ہیں مگر یہاں ایک مخصوص مقام مراد ہے جو ذوالحلیفہ کی وادی سے نکلتے ہی آ جاتا ہے۔ یہ اونچی جگہ ہے اسی لیے اسے بعض روایات میں ٹیلہ اور بعض میں پہاڑ کہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

باب: ۲۶- احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

(المعجم ۲۶) - الْغُسْلُ لِلْإِهْلَالِ (التحفة ۲۶)

۲۶۶۴- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مقام بیداء میں انھوں نے محمد بن ابوبکر صدیق کو جنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”اسماء سے کہو وہ غسل کرے اور احرام باندھ لے۔“

۲۶۶۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِّيقِ بِالنِّبَدَاءِ، فَذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلَ ثُمَّ لِيُتَهَّلَ».

☀ فوائد و مسائل: ① حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ یہ واقعہ سفر حجۃ الوداع کا ہے۔ احرام سے قبل اسی وادی میں محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ ② حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غسل کا حکم طہارت کے

۲۶۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۳۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۳۲۲، والكبرى، ح: ۳۶۴۳، وأخرجه مسلم، ح: ۱۰۹/۱۲۰۹ من طريق آخر عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة به.

۲۴- کتاب مناسک الحج

احرام سے متعلق احکام و مسائل

لیے نہیں تھا کیونکہ یہ تو نفاس کا وقت تھا بلکہ یہ غسل احرام کے لیے تھا۔ معلوم ہوا غسل احرام کی سنت ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ نفاس والی عورت کو غسل کا حکم نہ دیتے، البتہ یہ واجب نہیں۔ غسل کی جگہ وضو بھی کفایت کر سکتا ہے مگر افضل غسل ہی ہے۔

۲۶۶۵- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

جیمہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی تھیں جن کا تعلق شعم قبیلے سے تھا۔ جب وہ ذوالحلیفہ میں تھے تو اسماء نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ (یہ دیکھ کر) ابوبکر نبی ﷺ کے پاس آئے اور صورت حال سے مطلع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسماء سے کہو وہ غسل کرنے پھر حج کا احرام باندھ لے اور جو کچھ لوگ کریں وہ بھی کرتی رہے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

۲۶۶۵- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَلَمَّا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَتَى أَبُو بَكْرٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تَهْلَ بِالحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالنَّبِيتِ.

فوائد و مسائل: ① ذوالحلیفہ اور بیداء تقریباً ایک ہی مقام ہے لہذا اس روایت میں پیدائش کا مقام بیداء کے بجائے ذوالحلیفہ بتایا گیا ہے۔ مجمع بڑا ہو تو وہ ایک مقام پر پورا بھی نہیں آتا۔ قریبی جگہ میں بھی پڑاؤ ڈال لیا جاتا ہے۔ اصل پڑاؤ ذوالحلیفہ ہی میں تھا۔ ② حیض اور نفاس والی عورت حج کے تمام افعال بجا لا سکتی ہے مگر طواف نہیں کر سکتی۔ البتہ صفارہ کی سعی کی بابت اختلاف ہے۔ بعض علماء سعی کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں تاہم احوط اور افضل یہی ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت صفارہ کی سعی نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

۲۶۶۵- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب النساء والجائض تهل بالحج، ح: ۲۹۱۲ من حديث خالد بن مخلد، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۴۴، وصححه ابن خزيمة: ۴/۱۶۷، ۱۶۸، ح: ۲۶۱۰، وللحديث طرق أخرى.

باب: ۲۷- محرم کا غسل کرنا

(المعجم ۲۷) - غَسَلَ الْمُحْرِمُ (التحفة ۲۷)

۲۶۶۶- حضرت عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کا ابواء کے مقام پر اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ سر نہیں دھو سکتا۔ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے اس بارے میں پوچھوں۔ (میں آیا) تو میں نے انہیں کنویں کی دو کڑیوں کے درمیان غسل کرتے پایا۔ انہوں نے ایک کپڑے کے ساتھ پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا اور کہا: مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے؟ حضرت ابو ایوب نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا حتیٰ کہ ان کا سر نظر آنے لگا پھر اس شخص سے کہنے لگے جو ان کے سر پر پانی بہا رہا تھا: پانی بہاؤ پھر انہوں نے اپنے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے حرکت دی اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے۔ اور فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

۲۶۶۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قَرْنَيْ الْبُئْرِ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاطَأَهُ حَتَّى بَدَأَ - يَعْنِي - رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَضُبُّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ، وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① محرم احتلام کے علاوہ بھی حسبِ منشا غسل کر سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے نیز سر کو اچھی طرح دھویا اور ملا بھی جاسکتا ہے۔ بعض لوگ بال ٹوٹنے یا اترنے کے خدشے سے غسل سے روکتے

۲۴- کتاب مناسک النحر احرام سے متعلق احکام و مسائل

ہیں اور اگر نہاتے ہوئے کوئی بال ٹوٹ یا گر جائے تو دم لازم کرتے ہیں۔ یہ محض احتیاط ہے جو دلیل سے عاری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں سبکی بھی لگوائی ہے اس کی وجہ سے یقیناً بال بھی کانٹے پڑتے ہیں لیکن آپ ﷺ سے اس موقع پر دم دینا ثابت نہیں اگر دیا ہوتا تو دیگر مناسک کی طرح جم غفیر میں سے کوئی نہ کوئی اسے ضرور نقل کرتا۔ بنا بریں عدم نقل عدم ثبوت کی دلیل ہے تاہم اگر بلا وجہ قصداً کچھ بال کانٹے یا سارا سر ہی مونڈ لے تو پھر دم دینا حدیث سے ثابت ہے۔ ① ”سلام کیا۔“ وہ ننگے نہیں نہا رہے تھے بلکہ تہبند باندھا ہوا تھا۔ پردے والا کپڑا اس کے علاوہ تھا۔ ② اختلاف کے وقت نص کی طرف رجوع کرنا چاہیے اپنا قیاس اور اجتہاد چھوڑ دینا چاہیے۔ ③ خبر واحد حجت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اسے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا عام تھا۔

(المعجم ۲۸) - النَّهْيُ عَنِ الثِّيَابِ
الْمَضْبُوعَةِ بِالْوَرَسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي
الْإِحْرَامِ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸- احرام میں ورس اور زعفران
سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت

۲۶۶۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ
وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا
أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا
مَضْبُوعًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرَسٍ.

۲۶۶۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ محرم زعفران یا ورس سے
رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

☀️ فائدہ: محرم کے لیے خوشبو کا استعمال ممنوع ہے۔ زعفران بھی خوشبو ہے لہذا اس سے رنگے ہوئے کپڑے
بھی ممنوع ہیں لیکن یہ حکم بحالت احرام ہے۔ احرام سے قبل خوشبو لگائی جاسکتی ہے۔ بعد ازاں اس کے اثرات
ختم نہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ورس ایک خوشبودار گھاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محرم رنگین احرام پہن سکتا
ہے۔ ویسے احرام کے لیے سادہ اور سفید کپڑے ہی زیادہ مناسب ہیں البتہ عورت ہر رنگ کے کپڑے پہن سکتی
ہے مگر زعفران اور ورس سے نہ رنگے ہوں۔

۲۶۶۷- أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السنية وغيرها، ح: ۵۸۵۲، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم
بحج أو عمرة لبسه ... الخ، ح: ۳/۱۱۷۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۲۵/۱، والكبرى،
ح: ۳۶۴۶.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

۲۶۶۸۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الثُّرُنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرَسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ، وَلَا حُفْنَيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَشْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

۲۶۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ قمیص، برائڈی (ٹوپی دار کرتا)، شلوار، پگڑی، ایسا کپڑا جسے درس یا زعفران لگا ہوا اور موزے نہیں پہن سکتا مگر یہ کہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے مگر انھیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ (کر جوتوں کی طرح بنا) لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① محرم کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ سر نہ ڈھانپے اور سلا ہوا کپڑا نہ پہنے، خوشبو والا کپڑا بھی نہ پہنے۔ باقی کپڑے پہن سکتا ہے۔ ② ”برائڈی۔“ وہ کوٹ یا کرتا جس کے ساتھ ٹوپی بھی ہوتی ہے۔ ③ ”موزے“ یعنی چمڑے کے موزے۔ صحیح قول کے مطابق موزوں کا پہننا جائز ہے خواہ وہ کٹے ہوئے نہ بھی ہوں۔ دراصل احرام کی حالت میں موزے پہننے کی بابت دو قسم کی روایات آتی ہیں: ایک یہ کہ انھیں کاٹ کر پہنا جائے اور دوسری یہ کہ موزوں کو ان کی اصل حالت میں پہنا جائے البتہ جس حدیث میں موزے کاٹنے کا حکم ہے وہ ابتدائے احرام کا ہے جبکہ دوسرا حکم عرفہ کے دن کا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، جزاء الصید، حدیث: ۱۸۳۱، و صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۱۷۸) ④ سوال تھا کیا پہنے؟ جواب ملا فلاں فلاں چیز نہ پہنے۔ کیونکہ نہ پہنی جانے والی چیزیں قلیل ہیں اور پہنی جانے والی کثیر لہذا اختصار کی خاطر ایسے جواب دیا۔ یہ بھی بلاغت کی ایک بہترین صورت ہے کہ جواب کے ساتھ ساتھ سوال کی تصحیح کر دی جائے۔ ⑤ حدیث میں مذکور لباس کی ممانعت اور ذو سادہ اُن سلعے کپڑے پہننے میں حکمت یہ ہے کہ آدمی خشوع و تذلل کی صفت سے متصف اور رفاہیت سے دور رہے تاکہ اسے یاد دہانی رہے کہ وہ محرم ہے اس لیے وہ کثرت اذکار اور عبادت کی طرف متوجہ رہے اور ممنوعات کے ارتکاب سے باز رہے نیز اس سے مساوات اور اتحاد کا درس ملے۔

(المعجم ۲۹) - أَلْجَبَةُ فِي الْإِحْرَامِ باب: ۲۹۔ احرام کی حالت میں جبہ پہننا

(التحفة ۲۹)

۲۶۶۸۔ أخرجه البخاري، اللباس، باب العمامة، ح: ۵۸۰۶، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح... الخ، ح: ۱۱۷۷ / ۲ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۴۷.

۲۶۶۹- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُومِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَبَيْنَا نَحْنُ بِالْجِعْرَانَةِ وَالنَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ فَأَتَاهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ عَمْرُؤُا أَنْ تَعَالَ، فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْقُبَّةَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بِعُمْرَةٍ مُتَضَمِّخٍ بِطِيبٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ؟ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْطِي لَذَلِكَ فَسُرِّي عَنْهُ، فَقَالَ: «أَيُّنَ الرَّجُلِ الَّذِي سَأَلَنِي آفًا؟» فَأَنَّتِي بِالرَّجُلِ فَقَالَ: «أَمَّا الْجُبَّةُ فَأَخْلَعَهَا، وَأَمَّا الطِّيبُ فَاغْسِلْهُ، ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا».

۲۶۶۹- حضرت یحییٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: کاش! میں رسول اللہ ﷺ کو نزول وحی کی حالت میں دیکھوں۔ ایک بار ہم (دوران سفر میں) جِعْرَانَة کے مقام پر تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خیمے میں تھے کہ آپ پر وحی اترنے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ فرمایا کہ آ جاؤ۔ میں نے اپنا سر خیمے میں داخل کیا۔ دراصل ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا جس نے جبے میں عمرے کا احرام باندھ لیا تھا۔ اس آدمی نے خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی۔ اس نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے جبے ہی میں احرام باندھ لیا ہو؟ تو آپ پر وحی اترنے لگی۔ نبی ﷺ اس کی وجہ سے خراٹے لینے لگے۔ کچھ دیر بعد آپ سے یہ حالت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”کہاں ہے وہ شخص جس نے اس سے سوال کیا تھا؟“ اس آدمی کو لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”جبے اتار دے اور خوشبو دھو ڈال“ پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔“

ابو عبد الرحمن (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ [ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا] ”پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔“ کے الفاظ میرے علم کے مطابق نوح بن حبیب کے علاوہ کسی راوی نے بیان نہیں کیے اس لیے میں ان الفاظ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ واللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: «ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا» مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَهُ غَيْرُ نُوحِ بْنِ حَبِيبٍ، وَلَا أَحْسَبُهُ مَحْفُوظًا، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

۲۶۶۹- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: نزل القرآن بلسان قريش والعرب، ح: ۴۹۸۵ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بجمع أو عمرة...، ح: ۱۱۸۰ من حديث ابن جريج به دون قوله "ثم أحدث إحرامًا"، والكل صحيح، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۴۸.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آخری جملہ ”پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔“ درست نہیں۔ باقی راوی یہ جملہ بیان نہیں کرتے، یعنی امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اضافہ معطل ہے۔
 ② صحیح یہ ہے کہ چونکہ وہ تاواقف تھا اس لیے اسے معذور سمجھا اور کفارہ نہیں ڈالا۔ آج کل بھی اگر کوئی شخص واقعی عدم علم کی بنا پر سلسلہ ہوا کپڑا پہن لے یا دوران احرام میں خوشبو لگا لے اور پتا چلنے پر فوراً ازالہ کر دے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی رائج ہے۔ آخری جملے کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے آپ کو محرم ہی سمجھ۔ ورنہ میقات سے آگے جا کر تو احرام باندھنا درست نہیں اور جعرا نہ تو کوئی میقات نہیں بلکہ یہاں سے قریب ہی حرم شروع ہوتا ہے۔ ③ جو شخص بھی بھول کر مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام کر لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ یاد آنے پر وہ فوراً اس کا ازالہ کرے۔ ④ میقات سے پہلے حج کا لباس پہنا جا سکتا ہے لیکن نیت میقات ہی سے کی جائے گی لہذا افضل یہی ہے کہ میقات ہی سے حج و عمرے کا احرام باندھا جائے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو مثلاً: ہوائی جہاز کا سفر۔

باب: ۳۰- محرم کے لیے قیص پہننے

(المعجم ۳۰) - النَّهْيُ عَنْ ثُبَسِ الْقَمِيصِ

کی ممانعت

لِلْمُحْرِمِ (التحفة ۳۰)

۲۶۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیص، پگڑی، پاجامہ (شلوار)، ٹوپی دار کرتا (برانڈی) اور موزے نہ پہنے ہاں اگر اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو چمڑے کے موزے پہن سکتا ہے مگر انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔ اور ایسے کپڑے نہ پہنو جنہیں زعفران یا دوس لگی ہوئی ہو۔“

۲۶۷۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الْبُيَاطِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبِرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَغْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرُسُ».

🌞 **فائدہ:** جمہور اہل علم کے نزدیک محرم کے لیے قد اور اعضاء کے مطابق پیکش کر کے سلے ہوئے کپڑے پہننا منع

۲۶۷۰- أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح: ۱۵۴۲، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بجمع أو عمرة لبسه، وما لا يباح... الخ، ح: ۱۱۷۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۶۴/۱، والكبرى، ح: ۳۶۴/۱.

ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ کپڑے منع ہیں خواہ سلع ہوئے ہوں یا ان سلع۔ اور ان کے علاوہ چادریں جائز ہیں خواہ سلی ہوئی ہوں یا ان سلی۔ موزے کاٹنے والا حکم منسوخ ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۶۶۸، ۳۶۶۹)

(المعجم ۳۱) - النَّهْيُ عَنْ لُبْسِ
السَّرَاوِيلِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- احرام میں پاجامہ (اور شلوار وغیرہ)
پہننے کی ممانعت

۲۶۷۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا، قَالَ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ» وَقَالَ عَمْرُو مَرَّةً أُخْرَى: الْقَمِيصُ. «وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْخُفَيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ لِأَحَدِكُمْ نَعْلَانِ، فَلْيَقْطَعْهُمَا أَشْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَوْبًا مَسَّهُ وَرَسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ».

۲۶۷۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم احرام باندھیں تو ہم کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، شلوار اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جو تے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے۔ اور ایسے کپڑے نہ پہنو جن کو درس یا زعفران لگی ہوئی ہو۔“

(المعجم ۳۲) - الرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ
السَّرَاوِيلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو
وہ شلوار پہن سکتا ہے

۲۶۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

۲۶۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن

۲۶۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵۴/۲ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، وأصله متفق عليه، انظر الحديث السابق.

۲۶۷۲- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه، وما لا يباح... الخ، ح: ۱۱۷۸ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ح: ۱۸۴۱ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۱. * حماد هو ابن زيد.

۲۴- کتاب مناسک الحج اِرام سے متعلق احکام و مسائل
وَهُوَ يَقُولُ: «السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ سَكَتًا هِ اُور جس كے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے
الْإِزَارَ، وَالْخُفَّيْنِ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ پہن سكتا ہے۔“
لِلْمُحْرَمِ“.

فائدہ: یہ حدیث، حدیث: ۲۶۶۸ میں موزے کاٹنے کے حکم کی ناسخ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی
موقف ہے کہ اب موزے کاٹے بغیر ہی پہنے جائیں گے۔ جہور کاٹ کر پہننے کے قائل ہیں۔ وہ اس مطلق
حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مقید حدیث پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن مطلق کو مقید پر محمول کرنا یہاں محل نظر ہے
کیونکہ حدیث کا مخرج ایک نہیں بلکہ مختلف ہے۔ پہلی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ یہ
اصول اس وقت قابل عمل ہے جب مخرج (حدیث بیان کرنے والا صحابی) ایک ہو۔ لیکن اس کے طرق و اسانید
مختلف ہوں۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قطع کا حکم اباحت پر محمول کیا جائے گا لہذا نہ کاٹنا بھی جائز
ہے۔ پہلا موقف راجح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔ واللہ اعلم۔

۲۶۷۳- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْوَرَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ،
عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ
سَرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ
خُفَّيْنِ“.

۲۶۷۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس شخص
(محرم) کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن سکتا ہے اور جس
شخص کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن سکتا ہے۔“

(المعجم ۳۳) - النَّهْيُ عَنْ أَنْ تَنْتَقِبَ
الْمَرْأَةُ الْحَرَامَ (التحفة ۳۳)
باب: ۳۳- محرم عورت کے لیے نقاب
باندھنے کی ممانعت

۲۶۷۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
۲۶۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۲۶۷۳- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۷۸/۲۷۹۶ من حديث إسماعيل ابن عليّ به (انظر الحديث السابق)، وهو في
الكبرى، ح: ۳۶۵۲.

۲۶۷۴- أخرجه البخاري، جزء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ۱۸۳۸ من حديث الليث
ابن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۳، وانظر، ح: ۲۶۷۱.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! احرام کی حالت میں آپ ہمیں کن کپڑوں کے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیص، شلوار، گپڑی، برائڈی (اودر کوٹ اور ٹوپی وار کرتا) اور موزے نہ پہنوں گے کہ کسی کے پاس جو تے نہ ہوں تو وہ موزے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنوں جس کو زعفران یا درس لگی ہو نیز محرم عورت نہ نقاب باندھے اور نہ دستاں پہنے۔“

اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَاذَا نَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَائِصَ وَلَا الْخِيفَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرَسُ، وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسِ الْقَفَازِينَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”نقاب نہ باندھے“ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت اپنا چہرہ ننگا رکھے بلکہ یہ ایک مخصوص قسم کا نقاب تھا جو اس زمانے میں رائج تھا اس سے فوری طور پر چہرے کا پردہ کرنا مشکل ہوتا تھا اس لیے مخصوص نقاب سے روک دیا گیا تاکہ مردوں کے سامنے آتے ہی فوراً پردہ کرنا آسان رہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مرد سامنے آتے تو ہم فوراً چہرہ ڈھانپ لیتیں۔ اب اس نقاب کا رواج بھی ختم ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں اب مردوں کا ہجوم ہر وقت اور ہر جگہ رہتا ہے اس لیے اب حجاب کا اہتمام ہر وقت ہی کرنا چاہیے سوائے ان جگہوں کے جہاں مرد نہ ہوں۔ بعض لوگ عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنے پر سنن دارقطنی کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ ”عورت کا احرام اس کے چہرے میں اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔“ اسے سنن دارقطنی میں مرفوعاً بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول یعنی موقوف روایت ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطنی: ۵۵۴/۲ - بتحقیق الشیخ عادل و الشیخ علی محمد دارالمعرفۃ بیروت) اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ بشرط صحت اس موقوف روایت کا بھی وہی مفہوم لیا جائے گا جس کی وضاحت ہم نے کی ہے۔ ② ”دستاں نہ پہنے“ مقصد یہ ہے کہ وہ ہاتھ ننگے رکھے تاکہ دوران حج و عمرہ میں کوئی تنگی نہ ہو۔ معلوم ہوا اس دور میں خواتین پردے کے لیے دستاں بھی استعمال کرتی تھیں۔ مشہور تو یہی ہے کہ دستاں ہاتھوں کو سردی، گرمی یا پانی سے بچانے کے لیے ہوتے ہیں مگر بعض اہل لغت نے اس سے زیور بھی مراد لیا ہے جس کے ساتھ ہاتھ چھپ جاتے ہیں۔ خیر! احرام میں ہاتھ ننگے رہنے چاہئیں۔

(المعجم ۳۴) - أَلْتَهِي عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ
فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۴۔ احرام کی حالت میں ٹوپی دار
کرتا (برائڈی) پہننے کی ممانعت

۲۶۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، شلوار (پاجامہ وغیرہ) ٹوپی دار کرتا اور موزے نہ پہنوں ہاں اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہن لے۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنوجے زعفران یا درس لگی ہو۔“

۲۶۷۵۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَالْوَرُسُ».

۲۶۷۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب ہم احرام باندھیں تو کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، شلوار، پگڑی، برائڈی (ٹوپی دار کرتا) اور موزے نہ پہنوجیرہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے موزے پہن لے (یعنی اوپر سے کاٹ دے)۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنوجے درس یا زعفران لگی ہو۔“

۲۶۷۶۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمَ؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ

۲۶۷۵۔ [صحیح] تقدم، ح: ۲۶۷۰، وهو في الموطأ، والكبرى، ح: ۳۶۵۴.

۲۶۷۶۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۷/۲ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۵، وقال النسائي: "عبد الله بن نافع ليس بثقة، ونافع مولى عبد الله بن عمر ثقة حافظ".

أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ.

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۶۸.

(المعجم ۳۵) - أَلْتَهَيَّ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ۳۵)

باب: ۳۵- احرام کی حالت میں پگڑی پہننے کی ممانعت

۲۶۷۷- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا تَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرُوسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ».

۲۶۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بلند آواز سے نبی ﷺ کو پکارا اور کہا: جب ہم احرام باندھیں تو کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قیص، پگڑی، شلوار براڈی اور موزے نہ پہن ہاں اگر قمیص جو تہ طیس تو موزوں کو ٹخنوں سے نیچے نیچے پہن لو۔ (یعنی اوپر سے کاٹ دو)۔“

۲۶۷۸- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا تَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرَايْسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ

۲۶۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو بلند آواز سے پکارا اور کہا: جب ہم احرام باندھیں تو کیا پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قیص، پگڑی، براڈی (ٹوپی دار کرتا)، شلوار (پاجامہ وغیرہ) اور موزے نہ پہنوالا یہ کہ جوتے نہ ہوں۔ ایسی صورت میں ٹخنوں سے نیچے موزے پہنے جاسکتے ہیں۔ اور کوئی ایسا کپڑا بھی نہ پہن جو درس یا زعفران سے رنگا ہوا ہو۔“

۲۶۷۷- أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس القميص، ح: ۵۷۹۴ من حديث أيوب السخيتاني به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۶.

۲۶۷۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۲۹، ح: ۲۹، من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۷، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۸۳.

نِعَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ نِعَالٌ، فَخُفَّيْنِ دُونَ
الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَوْبًا مَضْبُوعًا بِوَرَسٍ أَوْ
زَعْفَرَانٍ، أَوْ مَسَّهُ وَرَسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ».

🌞 فائدہ: یہ پابندی صرف مرد کے لیے ہے کیونکہ دوران احرام مرد کے لیے سر نکار کھنا ضروری ہے۔ پگڑی کے تحت ٹوپی بیٹ اور رومال وغیرہ بھی آجائیں گے۔

باب: ۳۶- احرام میں موزے پہننے
کی ممانعت

(المعجم ۳۶) - أَلْتَهْمِي عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ
فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ۳۶)

۲۶۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں
نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم احرام کی حالت میں
قیص، شلوار، پگڑی، براڈی اور موزے نہ پہنو۔“

۲۶۷۹- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ
ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَلْبَسُوا فِي الْإِحْرَامِ
الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَائِمَ
وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخِصَافَ».

🌞 فائدہ: یہ پابندی بھی صرف مردوں کے لیے ہے نیز موزوں کے تحت جرابیں وغیرہ بھی داخل ہیں۔

باب: ۳۷- جس کے پاس جوتے نہ ہوں
اسے احرام کی حالت میں موزے پہننے
کی رخصت ہے

(المعجم ۳۷) - الرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ
الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ
(التحفة ۳۷)

۲۶۸۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جب کوئی
فخص (محرم) تہبند نہ پائے تو شلوار پہن سکتا ہے اور

۲۶۸۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا
أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ

۲۶۷۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵۴، ۴۱/۲ من حديث عبيد الله به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۸،

وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۹۷، ۲۶۸۴.

۲۶۸۰- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۶۷۳، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۵۹.

ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ، وَإِذَا لَمْ يَجِدِ الثَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

(المعجم ۳۸) - قَطْعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ

الْكَعْبَيْنِ (التحفة ۳۸)

باب: ۳۸- موزوں کو ٹخنوں کے نیچے

سے کاٹنا

۲۶۸۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب محرم کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے مگر انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔“

۲۶۸۱- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ الثَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۷۲.

باب: ۳۹- محرم عورت کے لیے دستانے

پہننے کی ممانعت

(المعجم ۳۹) - أَلْتَهَيُّ عَنْ أَنْ تَلْبَسَ

الْمُحْرِمَةُ الْقَفَّازِينَ (التحفة ۳۹)

۲۶۸۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں احرام کی حالت میں کس قسم کے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم قمیص، شلوار اور موزے نہ پہنو مگر کسی آدمی کے پاس جوتے نہ ہوں تو

۲۶۸۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ

۲۶۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۲ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۶۰.

۲۶۸۲- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ۱۸۳۸ من حديث موسى بن عقبة به معلقاً، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۶۱.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَّ وَلَا السَّرَاوِيَّاتِ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا يَلْبَسْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الرَّغَفَرَانُ وَلَا الْوَرُسُ، وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسِ الْقُقَازِينَ».

وہ ٹخنوں سے نیچے موزے پہن لے۔ (اور ٹخنوں سے اوپر والا حصہ کاٹ دے۔) اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جسے زعفران یا درس لگی ہو۔ محرم عورت نقاب نہ باندھے اور دستانے بھی نہ پہنے۔“

☀ فائدہ: احناف نے دستانے نہ پہننے کو مستحب کہا ہے مگر اس کی تائید دلائل سے نہیں ہوتی۔ نقلاً، نہ عقلاً۔ واللہ اعلم۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۶۷۴)

باب: ۴۰- احرام باندھتے وقت بالوں کو گوند (وغیرہ) سے چپکانا

(المعجم ۴۰) - التَّيْلِيدُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ۴۰)

۲۶۸۳- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَقُلْتُ هَذِي، فَلَا أُحِلُّ حَتَّى أُحِلَّ مِنَ الْحَجِّ».

۲۶۸۳- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے لوگ احرام سے حلال ہو گئے ہیں مگر آپ عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند سے چپکایا ہے اور قربانی کے جانور کو قلاہ (ہار) پہنا دیا ہے، اس لیے میں حلال نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ حج سے حلال ہو جاؤں۔“

☀ فوائد و مسائل: ① بال بڑے ہوں اور احرام لمبے عرصے کے لیے ہو تو بالوں کو مٹی اور جوؤں سے نیز زیادہ پراگندگی سے بچانے کے لیے کچھ گوند وغیرہ لگا لینا جس سے بالوں کی تہہ جم جائے تلبدید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ

۲۴- کتاب مناسک الحج اہرام سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ نے چونکہ عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا تھا جو دو بختے تک جاری رہنا تھا اس لیے آپ نے تلبید فرمائی۔ اکثر صحابہ کا احرام صرف عمرے کا تھا لہذا انھیں تلبید کی ضرورت نہ تھی۔ ① تلبید واجب ہے نہ منع، محرم کی مرضی پر موقوف ہے۔ ② سوال کے جواب میں آپ نے تلبید اور قربانی کا ذکر فرمایا۔ تلبید تو نشانی تھی احرام کے طویل ہونے کی اور قربانی کا جانور اگر ساتھ ہو تو محرم حلال نہیں ہو سکتا، خواہ عمرے کا احرام ہی ہو جب تک وہ جانور ذبح نہیں ہو جاتا۔ قلاوہ انھی جانوروں کو ڈالا جاتا تھا جو ساتھ لے جائے جاتے تھے۔ موقع پر خریدے گئے جانوروں کو قلاوے کی ضرورت نہیں تھی۔ ③ حج سے حلال ہونے سے مراد قربانی کا ذبح کرنا ہے۔ اس سے احرام ختم ہو جاتا ہے اگرچہ حج کے بعض افعال بعد میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ④ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے حج قرآن کیا ہے۔

۲۶۸۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُهَلُّ مُلْبِدًا .

۲۶۸۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبید کی حالت میں لہیک پکارتے دیکھا۔

(المعجم ۴۱) - إِبَاحَةُ الطَّيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ۴۱)

باب: ۴۱- احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مباح ہے

۲۶۸۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، وَعِنْدَ إِحْلَالِهِ قَبْلَ أَنْ

۲۶۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے خوشبولگائی آپ کے احرام کے وقت جب آپ نے احرام کا ارادہ فرمایا اور حلال ہونے (احرام کھولنے) کے وقت (خوشبولگائی)

۲۶۸۴- أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ۱۵۴۰، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ۲۱/۱۱۸۴ من حديث عبد الله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۶۳.

۲۶۸۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۶/۶، والحميدي، ح: ۲۱۵ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۶۴، وزاد الحميدي: "قال سالم: وسنة رسول الله ﷺ أحق أن تتبع." * سالم هو ابن عبد الله بن عمر، وحمام هو ابن زيد، ومن طريقه صححه ابن خزيمة: ۳۰۱/۴، ح: ۲۹۳۴.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

پہلے اس سے کہ آپ مکمل حلال ہوں۔

يُحِلُّ يَدَيَّ .

🌞 فوائد و مسائل: ① ”اپنے ہاتھوں سے۔“ یعنی خوشبو اپنے ہاتھوں میں لگا کر وہ خوشبو آپ کے جسم اطہر پر لگا دی۔ ② احرام کے وقت خوشبو لگانے کا مطلب یہ ہے کہ احرام کے غسل کے بعد خوشبو لگائی جائے۔ پھر احرام کا لباس پہن لیا جائے۔ جمہور اہل علم اس کا یہی مفہوم بیان کرتے ہیں تاہم اہل علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ احرام کے غسل سے قبل خوشبو لگائی جائے پھر غسل کر کے احرام باندھا جائے۔ دلائل کی رو سے جمہور اہل علم کا موقف راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ) شرح سنن النسائي: ۹۰/۲۳-۹۳ ③ ”حلال ہونے کے وقت۔“ یعنی قربانی اور حجامت کے بعد کیونکہ اس وقت احرام ختم ہو جاتا ہے لہذا خوشبو جائز ہے مگر طواف زیارت (جو اسی دن کیا جاتا ہے) کرنے سے پہلے جماع جائز نہیں۔ یہی مطلب ہے ان الفاظ کا: ”پہلے اس سے کہ مکمل حلال ہوں۔“ کیونکہ مکمل حلال تو طواف زیارت کی ادائیگی کے بعد ہی ہوں گے۔ وضاحت آئندہ حدیث میں ہے۔

۲۶۸۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحِلَّهُ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ. ۲۶۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی آپ کے احرام کے وقت احرام باندھنے سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے (احرام کھولنے) کے وقت طواف زیارت کرنے سے پہلے۔

۲۶۸۷- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ بْنُ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ ۲۶۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے وقت خوشبو لگائی۔

۲۶۸۶- أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام وما يلبس إذا أراد... الخ، ح: ۱۵۳۹، ومسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ۳۳/۱۱۸۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۲۸/۱، والكبرى، ح: ۳۶۶۵.

۲۶۸۷- أخرجه البخاري، اللباس، باب تطيب المرأة زوجها ببيديها، ح: ۵۹۲۲ من حديث عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۶۶.

1

۲۶۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا اور جب آپ حجرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد حلال ہوئے اس وقت بھی خوشبو لگائی اس سے پہلے کہ آپ بیت اللہ کا طواف فرمائیں۔

☀️ فائدہ: ”جبرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد“ بلکہ قربانی اور حجامت وغیرہ کے بعد، یعنی طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی جیسا کہ روایت میں ہے۔ یہ چیزیں چونکہ عقلاً مفہوم ہیں، لہذا ان کا ذکر نہیں فرمایا۔

۲۶۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حلال ہوتے وقت خوشبو لگائی اور ہمہ احرام باندھنے کے وقت بھی ایسی خوشبو لگائی جو تمھاری اس خوشبو کی طرح نہیں تھی، یعنی جو باقی نہیں رہتی۔

🌞 فائدہ: ”جو باقی نہیں رہتی“، یعنی تمھاری خوشبو سے وہ خوشبو بہت بڑھیا اور اعلیٰ تھی۔ تمھاری خوشبو تو باقی نہیں رہتی مگر آپ کی خوشبو تو تادیر باقی رہتی تھی جیسا کہ آئندہ احادیث میں اس بات کا صراحتاً ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی خوشبولی ہے، یعنی آپ کی خوشبو باقی نہیں رہتی تھی۔ مگر یہ مفہوم آئندہ احادیث کے صریح الفاظ سے متصادم ہے۔ ویسے بھی یہ الفاظ: ”جو باقی نہیں رہتی“ کسی نچلے راوی کے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہیں۔ لفظ تعنی اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور کسی نچلے راوی کے فہم کو صریح مرفوع روایات پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ واللہ اعلم۔

٢٦٨٨- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وفيه في الكبرى، ح: ٣٦٦٧.

٢٦٨٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٦٨.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۶۹۰- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کون سی خوشبو لگائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ کو سب سے بہترین خوشبو لگائی، احرام باندھنے کے وقت بھی اور حلال ہونے کے وقت بھی۔

۲۶۹۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمِّ سُبَيْءٍ طَيِّبَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بِأَطْيَبِ الطَّيْبِ عِنْدَ جِرْمِهِ وَحِلِّهِ.

۲۶۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں

رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت بہترین خوشبو لگایا کرتی تھی جو میرے پاس ہوتی تھی۔

۲۶۹۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

۲۶۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت اور حلال ہونے کے وقت اور جب آپ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے چلے اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگائی۔

۲۶۹۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ، لِحُرْمِهِ وَلِحِلِّهِ، وَحِينَ يُرِيدُ أَنْ يَزُورَ الْبَيْتَ.

۲۶۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں

۲۶۹۳- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۲۶۹۰- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ۳۶/۱۱۸۹ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری، اللباس، باب ما يستحب من الطيب، ح: ۵۹۲۸ من حديث عثمان بن عروة به، وهو في الكبرى، ج: ۳۶۶۹.

۲۶۹۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۰.

۲۶۹۲- [صحیح] تقدم، ح: ۲۶۸۷، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۱.

۲۶۹۳- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ۱۱۹۱ عن يعقوب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۲.

۲۴- کتاب مناسک الحج اہرام سے متعلق احکام ومسائل

أ- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالنَّبِيِّ بِطَبِيبٍ فِيهِ مَسْكٌ.

فوائد ومسائل: ① ”قربانی والے دن“ سے مراد ذوالحجہ کی دس تاریخ ہے۔ ② معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو لگائی جانے والی خوشبو انتہائی اچھی تھی جس کی مہک عرصہ دراز تک باقی رہتی تھی۔ کستوری بہترین خوشبو ہے۔ ③ کستوری پاک ہے۔

۲۶۹۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ - يَغْنِي الْعَدَنِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَغْنِي الْأَزْرَقَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّبِيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ فِي حَدِيثِهِ: وَبِصِ طَبِيبِ الْمَسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۶۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سرمبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ حالت احرام میں ہیں۔ (استاد) احمد بن نصر کی حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں (دوران احرام) کستوری کی خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

۲۶۹۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ - ۲۶۹۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دوران

۲۶۹۴- أخرجه مسلم: ۴۵/۱۱۹۰، انظر الحديث السابق من حديث سفیان الثوري، والبخاري، الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي أثر الطيب، ح: ۲۷۱ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۳.

۲۶۹۵- أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام... الخ، ۱۵۳۸ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، ح: ۳۹/۱۱۹۰ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۴.

۲۴- کتاب مناسک الحج اِحرام سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ:
حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ
كَانَ يُرَى وَيَبْصُ الطِّيبُ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحَرَّمٌ.

☀ فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کے اثرات احرام کے دوران میں بھی محسوس ہوتے تھے اگرچہ وہ احرام سے قبل لگائی جاتی تھی۔ یہی بات صحیح ہے۔ مگر بعض خفی اور مالکی حضرات نے اسے عوام الناس کے لیے جائز نہیں سمجھا کیونکہ خوشبو بھی جماع کے اسباب میں سے ہے اور احرام کے دوران میں جماع کے اسباب بھی منع ہیں۔ مگر شاید وہ اس بات کو نظر انداز کر گئے کہ یہ خوشبو احرام سے قبل کی ہے نہ کہ دوران احرام لگائی گئی۔ خوب صورتی بھی تو جماع کے اسباب سے ہے تو کیا احرام کے بعد خوب صورتی کا باقی رہنا گناہ ہے؟ ہاں احرام کے دوران میں زیب و زینت منع ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ ہے۔

(المعجم ۴۲) - مَوْضِعُ الطِّيبِ (التحفة ۴۲) باب ۴۲- خوشبو لگانے کی جگہ

۲۶۹۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ:
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي
أَنْظَرُ إِلَى وَيْبِصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحَرَّمٌ.

۲۶۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں جبکہ آپ احرام کی حالت میں ہیں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

☀ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ اس منظر کو بیان فرما رہی ہیں جو انہوں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا اس لیے یہ پیرایہ بیان اختیار فرمایا۔ ② ”خوشبو کی چمک“ گویا خوشبو کو کسی تیل وغیرہ میں شامل کر کے لگایا گیا ہوگا یا پھر کسی خوشبودار پھول کا تیل نکالا گیا ہوگا۔ وہ چمک اس تیل کی تھی جو مکمل طور پر زائل نہ ہوا تھا۔ ظاہر ہے خوشبو بھی آتی تھی۔ ③ ممکن ہے باب کا مقصد یہ ہو کہ ایسی جگہ خوشبو لگائی جائے جو کپڑوں کو نہ لگے یا مقصد یہ ہو کہ خوشبو بدن کو لگائی جائے کپڑوں کو نہیں۔

۲۴- کتاب مناسک الحج اہرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۶۹۷- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

۲۶۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنَّ بَنَاتَا شُعْبَةَ عَنْ

رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی جڑوں میں خوشبو کی چمک

مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ

دیکھا کرتی تھی جبکہ آپ محرم ہوتے تھے۔

عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ

الطَّيْبِ فِي أَصُولِ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

وَهُوَ مُحْرِمٌ.

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ یہ خوشبو احرام سے قبل لگاتے تھے۔ احرام کے بعد بھی اس کے کچھ اثرات باقی رہ

جاتے تھے۔

۲۶۹۸- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ:

۲۶۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے

حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ:

ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،

کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ

عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي

احرام کی حالت میں ہیں۔

أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيْبِ فِي مَفْرِقِ رَأْسِ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۶۹۹- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ

۲۶۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تحقیق میں

الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ

نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک

جَعْفَرِ غُنْدَرٌ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ،

دیکھی جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔

عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِصِ الطَّيْبِ فِي رَأْسِ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۶۹۷- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۶.

۲۶۹۸- أخرجه البخاري، الفسل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي أثر الطيب، ح: ۲۷۱، ومسلم، ح: ۴۲/۱۱۹۰

(انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۶۹۰) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۷.

۲۶۹۹- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ۴۰/۱۱۹۰ من حديث سليمان الأعمش به،

وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۸.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۶- کتاب مناسک الحج

۲۷۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ لہیک پکار رہے تھے۔

۲۷۰۰- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَهْلُ.

۲۷۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہناد (راوی) نے (نبی ﷺ کے بجائے) کہا: رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگاتے حتیٰ کہ میں اس کی چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں دیکھا کرتی تھی۔

۲۷۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ هَنَادُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، إِدْهَنَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُهُ، حَتَّى أَرَى وَبِيصَهُ فِي رَأْسِهِ وَلِجَّتَيْهِ. تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَلَى هَذَا الْكَلَامِ وَقَالَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ.

۲۷۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام سے قبل اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگاتی تھی حتیٰ کہ میں اس خوشبو کی چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں دیکھتی تھی۔

۲۷۰۲- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا كُنْتُ

۲۷۰۰- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۷۹.

۲۷۰۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۳۶/۶ من طريق زكريا عن أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۰، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

۲۷۰۲- أخرجه البخاري، اللباس، باب الطيب في الرأس واللحية، ح: ۵۹۲۳ من حديث إسرائيل، ومسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ۴۴/۱۱۹۰ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۱.

۲۴- کتاب مناسک الحج

احرام سے متعلق احکام و مسائل

أَجِدُ مِنَ الطَّيِّبِ، حَتَّى أَرَى وَيَبِصَ الطَّيِّبِ
فِي رَأْسِهِ وَلِيَحْيِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو خوشبو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی لگاتی تھیں مگر حدیث نمبر ۲۷۰۱ میں مجازاً نسبت آپ کی طرف کر دی ہے۔ یہ بھی بلاغت کلام کا ایک انداز ہے۔

۲۷۰۳- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ وَيَبِصَ الطَّيِّبِ فِي مَقَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۲۷۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تحقیق میں نے (احرام باندھنے سے) تین دن بعد رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھی۔

۲۷۰۴- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَرَى وَيَبِصَ الطَّيِّبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۲۷۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں (احرام باندھنے سے) تین دن بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھا کرتی تھی۔

۲۷۰۵- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الطَّيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَقَالَ: لِأَنْ أَطْلُبَ بِالْقَطِرَانِ

۲۷۰۵- حضرت محمد بن منشر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام باندھتے وقت خوشبو لگانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس سے تو اچھا یہ ہے کہ میں گندھک مل لوں۔ میں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو وہ

۲۷۰۳- [صحیح] أخرجه أحمد: ۴۱/۶، والحميدي، ح: ۲۱۷ عن سفيان بن عيينة به؛ وصرح بالسماع، والحديث في الكبرى، ح: ۳۶۸۲، وله شواهد كثيرة جدًا، منها الحديث الآتي.

۲۷۰۴- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الطيب عند الإحرام، ح: ۲۹۲۸ من حديث شريك القاضي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۳.

۲۷۰۵- [صحیح] تقدم، ح: ۴۱۷، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۴.

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، لَقَدْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَطُوفُ فِي نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ يَنْصَحُ طَبِيبًا.

فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن (ابن عمر رضی اللہ عنہما) پر رحم فرمائے! میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی پھر آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے پھر صبح ہوتی جبکہ آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہوتی تھی (اور آپ صبح کو احرام باندھتے)۔

۲۷۰۶- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لِأَنِّي أَصْبِحُ مُطْلَبًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصْبِحَ مُحْرَمًا أَنْصَحُ طَبِيبًا، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ، فَقَالَتْ: طَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرَمًا.

۲۷۰۶- حضرت محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ میں گندھک مل لوں تو زیادہ اچھا ہے بجائے اس کے کہ مجھ سے احرام کی حالت میں خوشبو کی مہک آئے۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انھیں یہ بات بتائی تو انھوں نے فرمایا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی۔ آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے پھر آپ نے احرام باندھا (اور آپ سے مہک آتی تھی)۔

🌞 فائدہ: چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حدیث کا علم نہیں تھا اس لیے وہ اس کے قائل نہیں تھے۔ بسا اوقات جلیل القدر صحابہ کسی مسئلے سے ناواقف ہوتے ہیں مثلاً: حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ان کے علاوہ بھی بعض صحابہ سے ایسی مثالیں ملتی ہیں لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف ۲: ۷۶)

(المعجم ۴۳) - الزَّعْفَرَانُ لِلْمُحْرَمِ
(التحفة ۴۳)

باب: ۴۳- محرم کے لیے زعفران لگانا؟

۲۷۰۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۲۷۰۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

۲۷۰۶- [صحیح] تقدم، ح: ۴۱۷، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۵.

۲۷۰۷- أخرجه مسلم، اللباس، باب نهى الرجل عن التزعفر، ح: ۲۱۰۱ من حديث إسماعيل ابن عليه، والبخاري، اللباس، باب النهي عن التزعفر للرجال، ح: ۵۸۴۶ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۶.

۲۴- کتاب مناسک الحج _____ احرام سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي مَرْدُكَو زَعْفَرَانَ لَكَانَ مِنْ مَنَعٍ فَرَمَايَا۔ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔

☀ فائدہ: چونکہ زعفران خوشبو کے ساتھ ساتھ رنگ بھی ہے اور مرد کے لیے رنگ والی چیز بطور زینت لگانا درست نہیں لہذا مرد کے لیے کسی بھی حال میں زعفران استعمال کرنا درست نہیں۔ احرام میں تو بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ اسی طرح زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا بھی مرد کے لیے ہر حال میں منع ہیں۔ احرام میں بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوں گے۔ اس بارے میں صریح روایات پیچھے گزر چکی ہیں۔

۲۷۰۸- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّزَعْفُرِ۔

۲۷۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرد کو) زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔

☀ فائدہ: عورت احرام کے علاوہ زعفران لگا سکتی ہے، جسم کو بھی اور کپڑوں کو بھی۔ احرام کی حالت میں اس کے لیے بھی منع ہے کیونکہ یہ خوشبو ہے اور احرام کی حالت میں مرد اور عورت دونوں کے لیے خوشبو کا استعمال منع ہے۔

۲۷۰۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ. قَالَ حَمَّادٌ: يَعْنِي لِلرِّجَالِ۔

۲۷۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ حماد راوی کہتے ہیں: یعنی مردوں کو۔

(المعجم ۴۴) - فِي الْخُلُقِ لِلْمُحْرَمِ

(التحفة ۴۴)

۲۷۱۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ - حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

۲۷۰۸- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۷۔

۲۷۰۹- أخرجه مسلم، ح: ۲۱۰۱ عن قتيبة به (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۷۰۸)، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۸۔

۲۷۱۰- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۶۶۹، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۸۹۔

احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ أَهَلَ أَهْلًا بِعُمْرَةٍ، وَعَلَيْهِ مَقْطَعَاتٌ، وَهُوَ مُتَضَمِّنٌ بِخُلُقٍ، فَقَالَ: أَهَلَّكُ بِعُمْرَةٍ، فَمَا أَصْنَعُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ؟» قَالَ: كُنْتُ أَتَقِي هَذَا وَأَغْصِلُهُ، فَقَالَ: «مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ، فَاصْنَعُهُ فِي عُمْرَتِكَ».

آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا لیکن اس نے سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور خلوق (خوشبو) لگا رکھی تھی۔ اس نے آپ سے کہا: میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے تو میں کیا کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو حج میں کیا کرتا تھا؟“ اس نے کہا: میں اس (سلے ہوئے کپڑے) سے بچتا تھا اور اس (خوشبو) کو دھو دیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو حج میں کرتا تھا وہی عمرے میں کر۔“

فوائد و مسائل: ① اس شخص کا خیال تھا کہ یہ پابندیاں صرف حج میں ہیں عمرے میں نہیں کیونکہ یہ اس کے مقابلے میں کم مرتبے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کے احرام میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں میں پابندیاں ایک جیسی ہیں۔ احرام حج اور عمرہ وغیرہ شریعت اسلامیہ سے پہلے بھی عرب میں رائج تھے۔ اور یہ پابندیاں بھی معروف تھیں اور یہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات تھیں۔ ② ”خلوق“ یہ بھی ایک رنگ دار خوشبو ہے زعفران کی طرح، لہذا اس کا حکم ہر لحاظ سے زعفران کی طرح ہے، یعنی مردوں کے لیے ہر حال میں منع ہے اور عورتوں کے لیے صرف احرام میں ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ جائز ہے۔ ③ ”وہی عمرے میں کر“ یہاں حج اور عمرے کے افعال مراد نہیں بلکہ صرف احرام مراد ہے، یعنی دونوں کا احرام ایک جیسا ہوتا ہے۔ ④ چونکہ وہ شخص شرعی احکام سے ناواقف تھا اس لیے اسے معذور تصور فرمایا۔ اب بھی کسی سے لاعلمی کی بنا پر اس قسم کی کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان شاء اللہ معذور ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۲۷۱۱۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

۲۷۱۱۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جبکہ آپ جِعْرَانَه میں تشریف فرما تھے۔ اس آدمی نے جب پہنا ہوا تھا اور اپنی ڈاڑھی اور سر کو زرد رنگ کی خوشبو لگا رکھی تھی۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ، وَهُوَ

”جبہ اتار دے اور رنگ دار خوشبودھو دے اور جس طرح تم
تو حج (کے احرام) میں کرتا تھا اسی طرح عمرے (کے
احرام) میں کر۔“
مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! إِنِّي أَخَرَمْتُ بِعُمْرَةٍ، وَأَنَا كَمَا تَرَى،
فَقَالَ: «إِنزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ، وَاغْسِلْ عَنْكَ
الضُّفْرَةَ، وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجَّتِكَ،
فَاصْنَعُهُ فِي عُمْرَتِكَ».

☀ فائدہ: جبہ بھی قمیص ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ بھی سلاہوا ہوتا ہے لہذا محرم کے لیے منع ہے۔

(المعجم ۴۵) - الْكُخْلُ لِلْمُحْرِمِ

(التحفة ۴۵)

باب: ۴۵- محرم کے لیے سرمہ لگانا؟

۲۷۱۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے محرم کے بارے میں فرمایا: ”جب اسے سر یا
آنکھوں میں تکلیف ہو تو اپنی آنکھوں پر ایلوے کا
لیپ کرے۔“

۲۷۱۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ
وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمُحْرِمِ إِذَا
اشْتَكَى رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ: «أَنْ يُضَمَّدَهُمَا
بَصِيرٍ».

☀ فائدہ: ”لیپ کرے“ یعنی سرمہ ڈالنے کے بجائے ایلوے کا لیپ کرے کیونکہ سرمہ رنگ والی نہنت ہے
اور احرام میں ہر قسم کی نہنت منع ہے۔ ایلوے کے لیپ سے تکلیف دور ہو جائے گی اور نہنت سے بھی بچت ہو
جائے گی۔

(المعجم ۴۶) - الْكَرَاهِيَةُ فِي الثَّيَابِ

(التحفة ۴۶) الْمُصْبَغَةُ لِلْمُحْرِمِ

باب: ۴۶- محرم کے لیے رنگ دار کپڑے
پہننے کی ممانعت

۲۷۱۳- حضرت محمد (باقر) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۲۷۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۲۷۱۲- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز مداواة المحرم عينيه، ح: ۱۲۰۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في
الكبرى، ح: ۳۶۹۱.

۲۷۱۳- أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ۱۲۱۸ من حديث جعفر الصادق به، وهو في الكبرى، ح:
۳۶۹۲.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَذْبَرْتُ لَمْ أَشُقِ الْهَدْيِ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُحْلِلْ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً». وَقَدِمَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ، وَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ هَدْيًا، وَإِذَا فَاطِمَةُ قَدْ لَبَسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاسْتَحَلَّتْ، قَالَ: فَأَنْطَلَقْتُ مُحَرَّشًا أَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ لَبَسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاسْتَحَلَّتْ، وَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَدَقْتُ، صَدَقْتُ، أَنَا أَمَرْتُهَا».

ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے نبی ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اگر مجھے اس بات کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا ہے تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور حج کے بجائے عمرے کا احرام باندھتا لہذا جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یمن سے قربانی کے جانور لے کر آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور لائے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے تھے اور سرمہ لگا رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھڑکانے (غصہ دلانے) کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسئلہ پوچھنے گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ نے رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ لگا رکھا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کاموں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔ وہ سچ کہتی ہے۔ وہ سچی ہے۔ میں ہی نے اسے حکم دیا ہے۔“

 فوائد و مسائل: ① ”اگر مجھے پہلے پتا چل جاتا“ روایت کا ابتدائی حصہ حذف ہے۔ دراصل حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج ہی کا احرام باندھا تھا، مگر پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آ گیا کہ حج کے دنوں میں عمرہ بھی کیا جائے۔ دور جاہلیت میں لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ آپ نے اعلان عام فرمایا کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جائیں۔ حج کے لیے بعد میں نیا احرام باندھیں۔ قربانی کے جانور ساتھ لانے والے چونکہ قربانی ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتے تھے اس لیے انھیں ہدایت کی گئی کہ وہ عمرہ تو کریں مگر حج کا احرام قائم رکھیں اور قربانی ذبح ہونے کے بعد حلال ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے لہذا آپ عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے۔ دوسرے لوگوں کے لیے جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں

عمرے کے بعد حلال ہونا بڑا شاق تھا کیونکہ ان کی اصل نیت حج کی تھی۔ حج کے دن بھی قریب تھے۔ صرف تین دن کا فاصلہ تھا لہذا انھیں درمیان میں حلال ہونا پسند نہ تھا۔ اسی لیے آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ ⑤ ”جو بعد میں پتا چلا۔“ یعنی عمرے کا حکم۔ ⑥ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے لہذا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئیں۔ انھوں نے رنگ دار کپڑے پہنے اور سرمہ لگایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چونکہ قربانی کے جانور تھے لہذا وہ حلال نہ ہوئے اس لیے انھیں اشکال پیدا ہوا۔ ⑦ امام نسائی رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے درست ہوتے یا سرمہ لگانا جائز ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اعتراض کیوں کرتے؟ معلوم ہوا احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے یا سرمہ جائز نہیں البتہ رنگ دار کپڑوں سے مراد وہ ہیں جنہیں بعد میں رنگا گیا ہو یا زعفران وغیرہ سے رنگے ہوں ورنہ پہلے سے رنگ والے کپڑے عورت احرام میں استعمال کر سکتی ہے۔ ان کپڑوں کی کراہت کی وجہ زینت یا خوشبو ہے۔ ⑧ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی دینی نقصان پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کلمہ ”کُو“ کہنا جائز ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں جو ممانعت وارد ہے وہ دنیاوی امور کے متعلق ہے۔ ⑨ اپنے اہل خانہ اور بال بچوں کی خوب نگرانی کرنی چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی خلاف شرع کام کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ ⑩ اگر ممکن ہو تو قربانی کے جانور دور دراز علاقے سے لائے جا سکتے ہیں۔ یہ مشروع ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب: ۴۷- محرم (مرد) کے لیے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپنا (درست نہیں)

(المعجم ۴۷) - تَخْمِيرُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ (التحفة ۴۷)

۲۷۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی (احرام کی حالت میں) اپنی سواری سے گر پڑا۔ اس (سواری) نے اسے فوراً مار ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے (احرام والے) دو کپڑوں میں لکھن دیا جائے۔“ سر اور چہرہ نکا رہے کیونکہ یہ قیامت کے دن لیکھتا ہوا اٹھے گا۔“

۲۷۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَشَرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَبُكْفَنُ فِي ثَوْبَيْنِ خَارِجًا رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ

۲۷۱۴- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ۱۰۱/۱۲۰۶ عن محمد بن بشار، والبخاري،

الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح: ۱۲۶۷ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبير، ح: ۳۶۹۳.

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کو احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۷۳۔

② روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت ہو جائے تو اس کی احرام والی حالت قائم رکھی جائے۔ اسے یا کفن کو خوشبو نہ لگائی جائے۔ سر اور چہرہ ننگا رکھا جائے۔ وہ قیامت کے دن بھی احرام کی حالت میں اٹھے گا۔ مگر احناف اسے ہر محرم کے لیے درست نہیں سمجھتے کیونکہ موت سے اعمال ختم ہو جاتے ہیں احرام کیسے باقی رہ گیا؟ لیکن یہ صریح فرمان نبوی کے مقابلے میں قیاس ہے جو بہت بری بات ہے نیز میت کا ایمان باقی رہ سکتا ہے تو احرام کیوں نہیں؟ احناف اس حکم کو صرف اس شخص کے ساتھ خاص رکھتے ہیں کہ اس کے بارے میں خاص وحی آئی ہو گی۔ مگر یہ بات بلا دلیل ہے۔ ”ہوگا، ہوگی“ سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث کے آخری الفاظ: ”وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا“ بھی اس حکم کو عام کرتے ہیں کیونکہ لبیک کہتا اس شخص کے ساتھ خاص نہیں تھا۔ پھر دیگر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں کہ کوئی شخص جس حالت میں فوت ہوگا اسی حالت میں اٹھے گا مثلاً: شہید اور خودکشی کرنے والا وغیرہ۔ ③ اس روایت میں سر کے ساتھ چہرہ ننگا رکھنے کا بھی حکم ہے جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنا مرد کے لیے ضروری ہے مگر امام شافعی کا خیال ہے کہ چہرہ ننگا رکھنا صرف سر ننگا رکھنے کے لیے ہے ورنہ احرام میں مرد کے لیے چہرہ ننگا رکھنا ضروری نہیں۔ بہر صورت احتیاط یہی ہے کہ چہرہ بھی ننگا رکھا جائے۔ اہل ظاہر اس مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں مگر میت محرم کی صورت میں چہرہ ننگا رکھنے کے قائل ہیں۔

۲۷۱۵- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الصَّفَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - يَغْنِي
الْحَفَرِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
«اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفَّنُوهُ فِي ثِيَابِهِ،
وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًّا».

۲۷۱۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک (محرم) آدمی فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے (احرام کے) کپڑوں ہی میں اسے کفنا دو۔ اور اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپو۔ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔“

(المعجم ۴۸) - إفراد الحج (التحفة ۴۸) باب: ۳۸- صرف حج کا احرام باندھنا

۲۷۱۶- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۷۱۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔

☀ فائدہ: احرام کی تین صورتیں ہیں: ① صرف حج کا احرام۔ ② صرف عمرے کا احرام۔ ③ عمرے اور حج دونوں کا بیک وقت احرام۔ پہلی صورت کو افراد دوسری کو (اگر اس کے بعد الگ احرام سے حج بھی کیا جائے تو) تمتع اور تیسری صورت کو قرآن کہتے ہیں۔ (اور اگر دوسری صورت میں صرف عمرہ ہی کیا جائے بعد میں حج نہ کیا جائے تو یہ بھی افراد ہی ہے مگر یہ افراد بالعمہ ہے۔) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ آپ نے فرضیت حج کے بعد صرف ایک ہی حج کیا تھا البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ نے صرف حج کیا یا حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کیے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کیے ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث سے مفہوم اخذ ہوتا ہے، لیکن مذکورہ روایت میں ہے کہ آپ نے صرف حج کیا یا صرف حج کا احرام باندھا۔ تطبیق یوں ہے کہ ابتدا میں نبی ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا بعد میں عمرے کا حکم نازل ہوا تو آپ نے حج کے احرام میں عمرے کو بھی داخل فرمایا لیکن چونکہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے لہذا آپ عمرے کے بعد حلال نہ ہوئے بلکہ حج کے بعد ہی حلال ہوئے لہذا آپ کے عمرہ کرنے کا پتا نہیں چلا۔ جن لوگوں نے آپ کو آخر وقت میں لبیک پکارتے سنا انھیں پتا چل گیا کہ آپ حج کے ساتھ عمرے کی لبیک بھی پکار رہے ہیں۔ جنھوں نے صرف اول وقت میں لبیک پکارتے سنا انھوں نے کہا کہ آپ نے صرف حج کیا۔

۲۷۱۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجِّهِ لَبَّيْكَ كَبْرَى

۲۷۱۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کی لبیک کہی۔

۲۷۱۶- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقزان ... الخ، ح: ۱۲۱/۱۲۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۵/۱، والكبرى، ح: ۳۶۹۵.

۲۷۱۷- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقرآن والإفراد بالحج ... الخ، ح: ۱۵۶۲، ومسلم، ح: ۱۱۸/۱۲۱ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۵/۱، والكبرى، ح: ۳۶۹۶. * محمد بن عبد الرحمن هو محمد بن عبد الرحمن بن نوفل.

۲۴- کتاب مناسک الحج

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهْلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ.

۲۷۱۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے سے چند دن قبل (حج کو) نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص صرف حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھے اور جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرے کا احرام باندھے۔“

۲۷۱۸- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهَلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُهْلَ بِحَجٍّ فَلْيُهْلَ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلَ بِعُمْرَةٍ».

فائدہ: ابتدا میں تو ایسے ہی تھا کہ حج اور عمرے کے احرام میں اختیار تھا۔ بعد میں آپ نے وحی کی بنا پر عمرہ لازم فرمادیا کہ جن لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھ رکھا ہے اگر ان کے پاس قربانی کا جانور نہیں تو حج کا احرام عمرے سے بدل کر عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو جائیں اور جن کے ساتھ قربانی کے جانور ہیں وہ حج کے ساتھ عمرہ بھی داخل کر لیں لیکن عمرہ کرنے کے بعد حلال نہ ہوں۔

۲۷۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہمارا ارادہ یہی تھا کہ یہ صرف حج ہے۔

۲۷۱۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبْرَانِيُّ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ.

www.qlrf.net

۲۷۱۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب في أفراد الحج، ح: ۱۷۷۸ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۹۸، وهو متفق عليه، البخاري، ح: ۳۱۷، ومسلم، ح: ۱۱۷/۱۲۱۱ من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

۲۷۱۹- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والأفراد بالحج ... الخ، ح: ۱۵۶۱، ومسلم، ح: ۱۲۸/۱۲۱۲ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۷۱۸) من حديث منصور، ومسلم، ح: ۱۲۹/۱۲۱۱ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۹۷.

☀ فائدہ: یہ اکثریت کی بات ہے ورنہ بعض صحابہ کا احرام تو شروع ہی سے عمرے کا تھا جیسا کہ روایت: ۲۷۱۸ میں ہے نیز یہ بات ابتدا کی ہے بعد میں عمرے کا حکم آیا تو صورت حال بدل گئی۔ وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔

(المعجم ۴۹) - الْقِرَآنُ (التحفة ۴۹) باب: ۴۹- عمرے اور حج کا اکٹھا

احرام باندھنا

۲۷۲۰- حضرت صبی بن معبد بیان کرتے ہیں کہ میں اعرابی اور عیسائی تھا پھر میں مسلمان ہو گیا۔ مجھے جہاد کا بہت شوق تھا۔ لیکن مجھے پتا چلا کہ مجھ پر توجہ اور عمرہ فرض ہیں۔ میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس آیا جن کا نام ہریم بن عبد اللہ تھا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: دونوں بیک وقت کر لو پھر قربانی کا جو جانور میسر ہو ذبح کر دینا۔ میں نے دونوں کا احرام باندھ لیا۔ جب ہم عذیب مقام پر پہنچے تو مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ اور حضرت زید بن صوحان ملے۔ میں حج اور عمرے کی بلیک کہہ رہا تھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ شخص تو اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار معلوم نہیں ہوتا۔ میں حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر المومنین! میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ مجھے جہاد کا بہت شوق ہے لیکن میں نے حج اور عمرہ اپنے آپ پر فرض پایا ہے۔ میں ہریم بن عبد اللہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا: اے وہ (ہریم)! میں نے اپنے آپ پر حج اور عمرہ دونوں کو فرض پایا ہے (تو میں کیا کروں)؟ انھوں نے کہا: دونوں کا

۲۷۲۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصَّبِيُّ بْنُ مَعْبُدٍ: كُنْتُ أَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمْتُ، فَكُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْجِهَادِ، فَوَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِجْمَعُهُمَا، ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْعُذَيْبَ، لَقِينِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أَهْلُ بِهِمَا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هَذَا بِأَفْقَةٍ مِنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَأَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ هُرَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ: يَا هَذَا! إِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَقَالَ: إِجْمَعُهُمَا، ثُمَّ اذْبَحْ مَا

۲۷۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب في الإقراء، ح: ۱۷۹۸، ۱۷۹۹ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۶۹۹، وصححه الدارقطني (العلل الواردة، ح: ۱۶۶/۲)، وابن حبان، ح: ۹۸۵، ۹۸۶. * وأبو وائل هو شقيق بن سلمة، ومن طريقه أخرجه ابن ماجه: ۲۹۷۰.

حج قرآن سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْعُدَيْبَ، لَقِيتُنِي سَلْمَانَ بْنَ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هَذَا بِأَفْقَةٍ مِنْ بَعِيرِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: هُدَيْتَ لِسَنَةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

احرام اکٹھا باندھ لو پھر جو قربانی میسر ہو ذبح کر دینا۔ میں نے دونوں کا احرام باندھ لیا۔ جب میں عدیب مقام پر پہنچا تو مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان ملے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں تمہارے نبی ﷺ کی سنت کی توفیق ملی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”حج اور عمرہ فرض ہیں“ شاید انھوں نے یہ بات ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ (البقرہ ۱۹۷:۲) سے اخذ کی ہو یا شاید کسی نے انھیں فتویٰ دیا ہو۔ ② ”جانور ذبح کر دینا“ کیونکہ حج کے ساتھ عمرہ کیا جائے تو ایک جانور ذبح کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ ③ ”اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں“ کیونکہ وہ لوگ حج اور عمرے کو اکٹھا کرنا صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ انھیں علم نہیں تھا۔ ④ ”سنت کی توفیق ملی ہے“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف تمتع سے روکتے تھے قرآن سے نہیں۔ گویا وہ عمرے اور حج کے دوران میں حلال ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ درمیان میں حلال نہیں ہوئے تھے۔ ⑤ مسئلے کا علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لینا چاہیے۔

۲۷۲۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُضْعَبُ بْنُ الْمَقْدَامِ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الصُّبَيْ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ إِلَّا قَوْلَهُ: يَا هَنَاهُ!

۲۷۲۱- حضرت صبی نے (مذکورہ بالا) کے مثل حدیث بیان کی۔ کہا: پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر پورا قصہ (واقعہ) بیان کیا لیکن ”یا ہناہ!“ اے وہ ہریم!“ کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

۲۷۲۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح: وَأَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ

۲۷۲۲- حضرت شقیق بن سلمہ ابو اہل سے روایت ہے کہ بنو تغلب کے ایک شخص جنھیں صبی بن معبد کہا جاتا تھا اور وہ پہلے عیسائی تھے پھر وہ مسلمان ہو گئے اپنے پہلے حج کو آئے تو انھوں نے حج اور عمرے کی بیک وقت لیک کہی۔ وہ اسی طرح دونوں کی بیک وقت لیک کہتے

حج قرآن سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ مُجَاهِدٍ، وَغَيْرِهِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ
الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهُ: شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ أَبُو وَائِلٍ:
أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَغْلِبٍ يُقَالُ لَهُ: الصَّبِيُّ
ابْنُ مَعْبِدٍ وَكَانَ نَضْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، فَأَقْبَلَ فِي
أَوَّلِ مَا حَجَّ فَلَبَّى بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ جَمِيعًا،
فَهُوَ كَذَلِكَ يُلَبِّي بِهِمَا جَمِيعًا، فَمَرَّ عَلَى
سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، قَالَ
أَحَدُهُمَا: لَأَنْتَ أَضَلُّ مِنْ جَمَلِكَ هَذَا،
فَقَالَ الصَّبِيُّ: فَلَمْ يَزَلْ فِي نَفْسِي حَتَّى
لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ
لَهُ، فَقَالَ: هَدَيْتَ لِسَنَتِكَ نَبِيَّكَ ﷺ قَالَ
شَقِيقٌ: فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ
الْأَجْدَعِ إِلَى الصَّبِيِّ بْنِ مَعْبِدٍ نَسْتَذِكِرُهُ،
فَلَقَدْ اخْتَلَفْنَا إِلَيْهِ مِرَارًا أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ
الْأَجْدَعِ.

جاریہ تھے کہ ان کا گزر سلمان بن ربیعہ اور زید بن
صوحان کے قریب سے ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا:
تو تو اپنے اس اونٹ سے بھی کم عقل ہے۔ حضرت صبی
نے کہا: مجھے اس بات سے بہت پریشانی ہوئی حتیٰ کہ میں
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے یہ ساری
بات ان کے گوش گزار کی۔ وہ فرمانے لگے: تمہیں
تمہارے نبی ﷺ کی سنت مطہرہ کی توفیق ملی ہے۔
حضرت شقیق نے کہا: میں اور حضرت مسروق بن اجدع
حضرت صبی بن معبد کے پاس بکثرت آتے جاتے تھے
اور ان سے یہ واقعہ سنانے کی گزارش کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: حج اور عمرے کی ایک وقت لیک یوں ہوگی: لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ.

۲۷۲۳- حضرت مروان بن حکم سے روایت ہے کہ
میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انھوں نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرے کی اکٹھی لیک کہتے سنا۔
حضرت عثمان فرمانے لگے: کیا آپ کو علم نہیں کہ اس
سے روکا گیا ہے؟ حضرت علی فرمانے لگے: یقیناً علم ہے
مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں کی اکٹھی لیک

۲۷۲۳- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:
حَدَّثَنَا عِيسَى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ:
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ
عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ،
قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا
يُلَبِّي بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ: أَلَمْ تَكُنْ تَنْهَى

حج قرآن سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ كَهْتَةَ سَنَافٍ - فِي تَحْرَارِهِ حَكْمٌ فِي وَجْهِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُلَبِّي بِهِمَا جَمِيعًا، فَلَمْ أَدْعُ فَرَمَانَ نَحْنُ لَا نَحْمِلُ لِقَوْلِكَ.

 **فوائد و مسائل:** ① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حج و عمرہ اکٹھا کرنے سے روکتے تھے کیونکہ وہ حج افراد کو افضل سمجھتے تھے اور اسی بنا پر اس کا حکم بھی دیتے تھے۔ اور یہ ان کا ذاتی اجتہاد تھا۔ بہر حال اگر کوئی حج قرآن یا تمتع کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ احادیث کی روشنی میں یہ موقف صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ ② عالم کو اپنے علم کی اشاعت اور اس کا اظہار کرنا چاہیے۔ امراء سے ڈر کر مسئلے کو چھپانا جائز نہیں، لیکن یہ اظہار مسلمانوں کی اصلاح اور خیر خواہی کی نیت سے ہو نہ کہ کسی فتنے کی بنیاد ڈالنے کے لیے۔ ③ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کو اپنی تقلید یا حمایت پر مجبور نہیں کر سکتا۔

۲۷۲۴- حضرت مروان سے روایت ہے کہ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے تمتع اور قرآن سے روکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علانیہ حج اور عمرے کی اکٹھی لبیک پڑھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسا کرتے ہیں جبکہ میں نے اس سے روک رکھا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں میں سے کسی شخص کے کہنے سے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ: أَنَّ عُثْمَانَ نَهَى عَنِ الْمَتْعَةِ، وَأَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَبَيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَتَفْعَلُهَا وَأَنَا أَنْهَى عَنْهَا؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: لَمْ أَكُنْ لِأَدْعُ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ.

 **فائدہ:** ”تمتع“ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھا جائے، پھر عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور حج کے دنوں میں دوبارہ حج کا احرام باندھا جائے۔ اور ”قرآن“ یہ ہے کہ میقات ہی سے عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا جائے، پھر عمرہ اور حج دونوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ دونوں صورتوں میں قربانی واجب ہوگی نیز حرم میں رہنے والے یہ دونوں صورتیں، یعنی تمتع اور قرآن نہیں کر سکتے۔ ان کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جو میقات سے گزریں اور احرام باندھیں۔ یا میقات اور حرم کے درمیان رہنے والے

اپنی جگہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوں۔

۲۷۲۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۷۲۵- نضر نے شعبہ سے اسی سند سے اس جیسی روایت بیان کی ہے۔

۲۷۲۶- أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِكَ، قَالَ: «فَإِنِّي سَفْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ» قَالَ: وَقَالَ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَذْبَرْتُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ، وَلَكِنِّي سَفْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ».

۲۷۲۶- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر بنایا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر یمن سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے احرام کیسے باندھا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے تو آپ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں تو قربانی کے جانور بھی ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج و عمرے کا اکٹھا احرام باندھا ہے۔“ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا: ”اگر مجھے اس حکم کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا (یعنی عمرے کے وجوب کا) تو میں اسی طرح کرتا جیسے تم نے کیا، لیکن میں تو قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں، لہذا میرا حج و عمرہ اکٹھا ہوگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی سند میں ابواسحاق مدلس راوی ہے جو عن سے بیان کر رہا ہے لیکن اس کے صحیح شواہد موجود ہیں۔ جن کا محقق کتاب نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک شاہد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث بھی ہے، لہذا یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور ابواسحاق کا اعتناء یہاں مغضرب نہیں۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے

۲۷۲۵- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰۴.

۲۷۲۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب في الإقراء، ح: ۱۷۹۷ عن يحيى بن معين به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰۵. * أبو إسحاق عنمن، تقدم، ح: ۹۶، وأصل الحديث شواهد كثيرة. * يونس هو ابن أبي إسحاق، وحجاج هو ابن محمد.

۲۴۔ کتاب مناسک الحج ج قرآن سے متعلق احکام و مسائل

لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱۵۹/۲۳-۱۶۲) ① ”کیسے احرام باندھا ہے؟“ یعنی صرف حج کا یا صرف عمرے کا یا دونوں کا؟ ② ”آپ کے احرام کی طرح“ یعنی میں نے احرام باندھتے وقت کہا تھا کہ میرا احرام رسول اللہ ﷺ کے احرام کی طرح ہوگا۔ اگرچہ اس وقت انھیں علم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کیسے باندھا ہے لیکن چونکہ ان کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے لہذا عملاً بھی ان کا احرام رسول اللہ ﷺ کے احرام ہی کی طرح ہو گیا۔ ③ ”میں اسی طرح کرتا“ یعنی قربانی ساتھ نہ لاتا (بلکہ موقع پر خریدتا) اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتا۔ ④ ثابت ہوا تمتع اور قرآن شرعاً جائز ہیں بلکہ تمتع افضل ہے اور آسانی کا باعث بھی۔

۲۷۲۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي جُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّقًا يَقُولُ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ حَجِّ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ تُوَفِّي قَبْلَ أَنْ يَنْهَى عَنْهَا، وَقَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ الْقُرْآنُ بِتَحْرِيمِهِ.

۲۷۲۸۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجِّ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ فِيهِمَا رَجُلٌ بَرَأَيْهِ مَا شَاءَ.

۲۷۲۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ اکٹھا کیا پھر آپ فوت ہو گئے نہ تو آپ نے (اس سے) روکا اور نہ قرآن میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

۲۷۲۸۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ اکٹھا کیا پھر (اس سے روکنے کے بارے میں) کوئی حکم نازل نہیں ہوا نہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (بعد میں) ایک شخص (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اپنی رائے سے اس کے بارے میں جو چاہا کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ایک شخص سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ وہ اس صورت سے روکا کرتے تھے۔ باقی بالتبع آتے ہیں۔ ② یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن کا حکم حدیث سے منسوخ ہو سکتا ہے۔

۲۷۲۷۔ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ۱۶۷/۱۲۲۶ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰۶.

۲۷۲۸۔ أخرجه مسلم، ح: ۱۶۸/۱۲۲۶ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة، والبخاري، الحج، باب التمتع على عهد رسول الله ﷺ، ح: ۱۵۷۱ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰۷.

حج قرآن سے متعلق احکام و مسائل

۲۷۲۹- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ، هَذَا- أَحَدُهُمْ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ شَيْخٌ يَزُودُ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ يَزُودُ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَالْحَسَنِ، مَثْرُوكُ الْحَدِيثِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن مسلم نام کے تین راوی حدیث ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہی ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ دوسرے بزرگ وہ ہیں جو ابوالطفیل سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں بھی کوئی خرابی نہیں۔ تیسرے اسماعیل بن مسلم حضرت زہری اور حضرت حسن سے بیان کرتے ہیں۔ وہ محدثین کے نزدیک متروک الحدیث (غیر معتبر) ہیں۔

☀ فائدہ: اکثر صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمتع کیا تھا۔ خود آپ نے قرآن فرمایا تھا لہذا دونوں جائز ہیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ان میں سے افضل کون سا طریقہ ہے۔ (تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔)

۲۷۳۰- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدِ الطَّوِيلِ، ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدُ الطَّوِيلِ وَيَحْيَى ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ سَمِعُوهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

۲۷۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو [بَيْتِكَ عُمْرَةً وَحَجًّا] "اے اللہ! میں تیرے سامنے حج و عمرے کے لیے حاضر ہوں۔" فرماتے ہوئے سنا۔

۲۷۲۹- أخرجه مسلم، ح: ۱۲۲۶/۱۷۱ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۷۲۷) من حديث إسماعيل بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰۸.

۲۷۳۰- أخرجه مسلم، الحج، باب إهلاك النبي ﷺ وهدية، ح: ۱۲۵۱ من حديث هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۰۹.

«لَبَّيْكَ عُمْرَةَ وَحَجًّا، لَبَّيْكَ عُمْرَةَ وَحَجًّا».

فائدہ: معلوم ہوا آپ نے قرآن کیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ آپ اس وقت یہی کر سکتے تھے۔ صرف حج ابتدا میں تھا۔ تمتع کی ترغیب دی۔

۲۷۳۱- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُلَبِّي بِهِمَا.

۲۷۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کی بیک وقت لَبَّیگ کہتے سنا۔

۲۷۳۲- أَخْبَرَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرْنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ أَجْمَعًا، فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: لَبَّى بِالْحَجِّ وَحَدَّهُ، فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ أَنَسٌ: مَا تَعُدُّونَا إِلَّا صَبِيَانَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةَ وَحَجًّا مَعًا».

۲۷۳۲- حضرت بکر بن عبد اللہ مرزی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کو عمرہ و حج کی اکٹھی لَبَّیگ فرماتے سنا۔ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی تو وہ کہنے لگے: آپ نے صرف حج کی لَبَّیگ کہی تھی۔ میں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ آپ فرمانے لگے: تم ہمیں بچے ہی سمجھتے ہو۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو «لَبَّيْكَ عُمْرَةَ وَحَجًّا مَعًا» فرماتے سنا ہے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ابتدائی حالت بیان کرتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آخری۔ ظاہر ہے آخری بات ہی معتبر ہوتی ہے۔ ② ”تم ہمیں بچے ہی سمجھتے ہو“، یعنی گویا ہم نے بچوں کی طرح معاملہ ضبط نہیں کیا۔ ویسے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت انس رضی اللہ عنہ میں سال کے تھے۔ تقریباً یہی عمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

۲۷۳۱- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۳۷۱۰. أبو إسحاق عنن، وأبو أسماء الصبقل مجهول، ولكن الحديث السابق والآتي شاهدان له.

۲۷۳۲- أخرجه مسلم، الحج، باب في الأفراد والقرآن، ح: ۱۲۳۲ من حديث هشيم، والبخاري، المغازي، باب: بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد رضي الله عنهما إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ۴۳۵۳، ۴۳۵۴ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۱۱.

کی تھی۔ اور بیس سال کی عمر والے کو بچہ نہیں کہتے۔

(المعجم ۵۰) - التَّمَتُّعُ (التحفة ۵۰)

باب: ۵۰- تمتع کا بیان

۲۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں منیٰ سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھایا تھا اور قربانی بھی کی تھی۔ آپ ذوالحلیفہ ہی سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر چلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرے کی لبیک پکاری پھر حج کی لبیک پکاری۔ اور لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا فائدہ اٹھایا۔ کچھ لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے کچھ نہیں لائے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے قریب تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص قربانی لایا ہے اس پر کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوگی (اس کا احرام ختم نہیں ہوگا) حتیٰ کہ وہ اپنا حج پورا کرے۔ اور جو شخص قربانی کا جانور نہیں لایا وہ بیت اللہ کا طواف کرے صفا مروہ کی سعی کرے اور بال کٹوا کر حلال ہو جائے پھر (حج کے دنوں میں) حج کا احرام باندھے۔ اور پھر قربانی بھی ذبح کرے۔ اور اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ دوران حج تین روزے رکھے اور جب اپنے گھر واپس جائے تو سات روزے رکھے۔“ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے طواف فرمایا۔ سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا

۲۷۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، وَأَهْدَى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ بِذِي الْحَلِيفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَهْلَ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَ بِالْحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيَقْصُرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهَلَّ بِالْحَجِّ ثُمَّ لِيُهْدِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ». فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ حَبَّ ثَلَاثَةَ

بِأَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ، وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ، فَصَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَاَنْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا، فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمٍ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَذِيهِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَأَقَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَمٍ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْدَى وَسَاقٍ الْهَدْيِ مِنَ النَّاسِ.

پھر طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکر قدرے دوڑ کر پورے کیے اور باقی چار چکر آرام سے چلے پھر جب بیت اللہ کا طواف پورا فرمایا تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیر کر مڑے اور صفا پر آئے اور صفا مرہ کے بھی سات چکر لگائے پھر آپ کسی حرام چیز سے حلال نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنا حج پورا فرمایا اور نحر (دس ذی الحجہ) والے دن اپنے قربانی کے جانور ذبح فرمائے اور واپس آ کر بیت اللہ کا طواف فرمایا پھر آپ پر ہر وہ چیز حلال ہو گئی جو (احرام کی وجہ سے) حرام ہوئی تھی۔ جو لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے انھوں نے بھی ایسے ہی کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

 فوائد و مسائل: ① حج تمتع کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع فرمایا یا قرآن؟ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے قرآن فرمایا تھا۔ اور تمتع، قرآن کو بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ لغوی طور پر تمتع کے معنی فائدہ اٹھانا ہیں۔ تمتع اور قرآن دونوں میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے لہذا دونوں کو لغوی طور پر تمتع کہا جاسکتا ہے ورنہ اصل تمتع یہی ہے کہ عمرہ کر کے حلال ہو پھر الگ احرام کے ساتھ حج کرے۔ اس حدیث میں بھی تمتع لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② ”پہلے عمرے کی لیک پکاری“ یہ بات مشہور روایات کے خلاف ہے۔ سابقہ روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے بیان ہے کہ آپ نے حج کی لیک پکاری۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے حج پر عمرہ داخل فرمایا۔ ③ ہر حرام چیز حلال ہونے سے مراد احرام کا ختم ہونا ہے۔

۲۷۳۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَزْمَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

۲۷۳۴- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں حج کو گئے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

حج تمتع سے متعلق احکام و مسائل

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: حَجَّ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ، فَلَمَّا كُنَّا بِنَعْصِ الطَّرِيقِ نَهَى عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَدْ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوا، فَلَبَّى عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْتَهُمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَنْتَهُي عَنِ التَّمَتُّعِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَمَتُّعٌ؟ قَالَ: بَلَى!.

(بحیثیت خلیفہ) تمتع سے منع فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب تم حضرت عثمان کو کوچ کرتے دیکھو تو تم بھی ساتھ ہی کوچ کرنا۔ حضرت علی اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے (کوچ کے وقت) عمرے کی لپک (بلند آواز سے) کہی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انھیں نہ روکا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے) کہا: مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ تمتع سے روکتے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟

🌞 فائدہ: ”تمتع فرمایا“، یعنی اجازت دی یا لغوی معنی میں تمتع فرمایا۔ باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جلالت قدر اور اپنی طبعی نرمی کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے حکم پر مجبور نہیں فرمایا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ بھی تمتع سے روکتے تھے۔

۲۷۳۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ - عَامَ حَجِّ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ: لَا يَصْنَعُ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ جَهَلَ أَمْرَ اللَّهِ [تَعَالَى]. فَقَالَ سَعْدٌ: بِسْمَا قُلْتَ يَا

۲۷۳۵- حضرت محمد بن عبد اللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو حج سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھانے کا تذکرہ کرتے سنا۔ یہ اس سال کی بات ہے جس سال حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تھے۔ ضحاک کہنے لگے: یہ کام (تمتع) تو وہی کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تو اس سے روکا

۲۷۳۵- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في التمتع، ح: ۸۲۳ عن قتيبة به، وقال: 'صحيح'، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۴۴/۱، والكبرى، ح: ۳۷۱۴. * محمد بن عبد الله حسن الحديث على الراجح، 'قد صنعها' أي أذن فيها وأباحها، قاله ابن عبد البر في التمهيد: ۸/ ۳۶۰.

حج تمتع سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

ابنِ اُخِي! قَالَ الضَّحَّاكُ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ نَهَى عَنْ ذَلِكَ، قَالَ سَعْدُ: قَدْ
صَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَنَعْنَا هَا مَعَهُ.

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے اسے شرعی امر سمجھ لیا، مگر صحابہ نے اور بعد میں ائمہ کرام نے وضاحت کی کہ تمتع شرعاً جائز ہے بلکہ بہت سے ائمہ کے نزدیک افضل ہے۔ ② حاکم وقت یا کسی کی بھی بات شریعت کے خلاف ہو اور اس کی تردید مقصود ہو تو احسن انداز میں کرنی چاہیے جو زیادہ مؤثر ہو اور اس میں وہ اپنی ہتک محسوس نہ کرے۔

۲۷۳۶- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تمتع کے جواز

کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اس قسم کا فتویٰ دینے سے رک جاؤ۔ شاید آپ کو پتا نہیں کہ تمہارے بعد امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اس کے بارے میں کیا نیا حکم جاری فرمایا ہے۔ (حضرت ابو موسیٰ نے کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: تحقیق! مجھے بھی معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے یہ کیا ہے مگر میں نے اچھا نہ سمجھا کہ لوگ رات کو پیلو کے درختوں کے نیچے بیویوں کے ساتھ جماع کرتے رہیں اور پھر حج کو جائیں تو ان کے سروں سے (غسل جنابت کے) پانی کے قطرے گر رہے ہوں۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْجَحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى
أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتَعَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ:
رَوَيْدُكَ بَعْضُ قُتَيَاكَ، فَإِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا
أَخَذْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الشُّسْكِ بَعْدُ،
حَتَّى لَقِيْتَهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ، وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ
يَظْلُومُوا مُعَرَّسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ، ثُمَّ
يَرَوْحُوا بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ.

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے حقیقت حال واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے شرعاً جائز سمجھتے تھے مگر مذکورہ علت کی وجہ سے حج تمتع کو بہتر نہ سمجھا جو کہ آپ کی ایک اجتہادی غلطی تھی تاہم درست یہی ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ”نبی اکرم ﷺ نے یہ کیا ہے“ یعنی آپ نے یہ حکم دیا تھا ورنہ آپ حلال

ج تمتع سے متعلق احکام و مسائل

نہ ہوئے تھے۔ یا لغوی معنی میں آپ نے تمتع کیا ہے۔ اور اس معنی میں تو حضرت عمرؓ بھی تمتع (قرآن) کو ناپسند نہیں فرماتے تھے۔ ⑤ ”پیلو کے درختوں کے نیچے“ ان دنوں وہاں یہ درخت عام ہوں گے اس لیے اتفاقاً ان کا ذکر فرمایا۔

۲۷۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَنْهَاكُمُ عَنِ الْمُتَنَعَةِ، وَإِنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - يَعْنِي الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ -

۲۷۳۷- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو فرماتے سنا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں تمتع سے روکتا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کیا ہے، یعنی حج سے پہلے عمرہ کرنا۔

☀ فائدہ: ”یعنی حج سے پہلے عمرہ کرنا“ یہ وضاحت اس لیے کی گئی کہ لفظ تمتع کے دوسرے معنی عورتوں سے تمتع کرنا ہے اور وہ حرام ہے۔ کوئی شخص وہ معنی مراد لے کر کہیں اسے جائز نہ سمجھ لے یا جواز کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف ابن عباسؓ کی طرف نہ کر دے جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

۲۷۳۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجْبِيرٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَعْلِمْتُ أَنَّي قَصَرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ: لَا، يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى

۲۷۳۸- حضرت طائوسؓ سے منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا: کیا آپ کو پتا ہے کہ میں نے مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کاٹے تھے؟ ابن عباسؓ نے کہا: نہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ معاویہؓ لوگوں کو تمتع سے روکتے ہیں حالانکہ نبی ﷺ نے تمتع کیا تھا۔

۲۷۳۷- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۳۷۱۶، وقال ابن كثير: إسناده جيد (مسند الفاروق: ۱/ ۳۰۴)، وإنما نهى عنه عمر من أجل أنه يراه مخصوصاً بالنبي ﷺ وهذا اجتهد منه، والمجتهد يخطئ ويصيب. * أبو حمزة هو السكري، ومطرف هو ابن طريف.

۲۷۳۸- أخرجه مسلم، الحج، باب التقصير في العمرة، ح: ۱۲۴۶ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۱۷، وأخرجه البخاري، ومسلم من طريق آخر عن طاووس به، كما سيأتي برقم: ۲۹۹۰.

النَّاسَ عَنِ الْمُتَمَتِّعَةِ، وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مردہ پر سر کے بال کاٹنا کسی عمرے ہی کے موقع پر ہو سکتا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں تو آپ نے حجامت مٹی میں بنوائی تھی، پھر یہ عمرہ جعرانہ کی بات ہوگی جو ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ امام نووی اور ابن قیم رحمہما نے اسے اس پر محمول کیا ہے۔ اس وقت تک حضرت معاویہ رحمہما مسلمان ہو چکے تھے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے بلکہ حج کے بعد حلال ہوئے تھے۔ ② ”ابن عباس نے کہا: نہیں۔“ یعنی میں نہیں جانتا۔ لیکن صحیح مسلم کی روایت میں ابن عباس رحمہما کے الفاظ یہ ہیں: [لَا أَعْلَمُ هَذِهِ إِلَّا حُجَّةَ عَلَيْنَا] (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۳۶) میں تو اسے آپ کے موقف کے خلاف سمجھتا ہوں کیونکہ آپ تمتع سے روکتے ہیں۔ اور مردہ پر آپ کا رسول اللہ ﷺ کی حجامت بنانا دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرے کے بعد حلال ہوئے تھے لہذا رسول اللہ ﷺ کا حج تمتع ہوا تو پھر اتم کیوں روکتے ہو؟ باب والی روایت کے آخری الفاظ بھی اسی معنی (صحیح مسلم والی روایت کے معنی) کی تائید کرتے ہیں۔ گویا حضرت ابن عباس رحمہما نے حضرت معاویہ رحمہما کے حجامت بنانے والے واقعے کو حجۃ الوداع سے قبل عمرے پر محمول کیا ہے مگر صریح روایات ان کے خلاف ہیں، اس لیے بعض محققین نے مردہ پر حجامت بنانے کو حضرت معاویہ رحمہما کی غلط فہمی یا نسیان و خطا پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ حضرت معاویہ رحمہما کا تمتع سے روکنا حضرت عمر اور حضرت عثمان رحمہما کی اقتدا کے طور پر تھا۔ ④ خلاف سنت کام کی تردید ضروری ہے چاہے کرنے والا کوئی بھی ہو کیونکہ حق سب سے بڑا ہے۔

۲۷۳۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ - وَهُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ -، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: «بِمَا أَهْلَلْتُ؟» قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِأَهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هَلْ سَفَّتَ مِنْ هَذِي؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَطُفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا ۲۷۳۹- حضرت ابو موسیٰ رحمہما بیان کرتے ہیں کہ میں (یعنی سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس (حجۃ الوداع کے موقع پر) بطحاء میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”تو نے کیا احرام باندھا ہے؟“ میں نے کہا: میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”قربانی کا کوئی جانور ساتھ لایا ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر بیت اللہ کا طواف کر اور صفا مردہ کی سعی کر اور حلال ہو جا۔“ میں نے بیت اللہ

۲۷۳۹- أخرجه مسلم، الحج، باب نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام، ح: ۱۲۲۱ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الحج، باب من أهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ، ح: ۱۵۵۹ من حديث سفیان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۱۸.

ج جمع سے متعلق احکام ومسائل

کا طواف کیا۔ صفا مروہ کی سعی کی پھر میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا۔ اس نے میرے سر میں کنگھی کی اور میرا سر دھویا۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں یہی فتویٰ دیا کرتا تھا (کہ حج تمتع جائز ہے)۔ ایک دفعہ میں موسم حج میں کھڑا (یہ فتویٰ دے رہا) تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: شاید آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے حج کے بارے میں ایک نیا حکم جاری کر دیا ہے (کہ تمتع نہ کیا جائے)۔ میں نے کہا: اے لوگو! جسے ہم نے (اس قسم کا) کوئی فتویٰ دیا ہے وہ ذرا ٹھہر جائے (اس پر عمل نہ کرے) حضرت امیر المومنین تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں تو ان کی اقتدا کرنا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! کیا (عجیب) حکم ہے جو آپ نے حج کے بارے میں جاری کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے: اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو“۔ (یعنی درمیان میں حلال نہ ہو) اور اگر ہم نبی ﷺ کی سنت کو لیں تو نبی ﷺ حلال نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ آپ نے قربانی ذبح فرمائی۔

وَالْمَرْوَةَ، ثُمَّ حِلًّا، فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَعَسَلَتْ رَأْسِي، فَكُنْتُ أَفْتِي النَّاسَ بِذَلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ، وَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذَا جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَحَدَتْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ الشُّكِّ قُلْتُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَذَرْهُ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاتَّبِعُوا بِهِ، فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا هَذَا الَّذِي أَحَدَدْتَ فِي شَأْنِ الشُّكِّ؟ قَالَ: إِنْ نَأْخُذَ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿وَاتَّبِعُوا الْحُجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ وَإِنْ نَأْخُذَ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا ﷺ فَإِنَّ نَبِيَّنَا ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحْرَ الْهَدْيِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① ”نبی ﷺ کے احرام کی طرح“ یعنی میں نے احرام باندھتے وقت کہا تھا کہ میں احرام

باندھتا ہوں نبی ﷺ کے احرام کی طرح۔ ورنہ انھیں اس وقت پتا نہ تھا کہ نبی ﷺ نے کیا احرام باندھا ہے۔

② حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو خود نبی اکرم ﷺ نے یمن بھیجا تھا کیونکہ یہ بھی یمنی تھے پھر یہ جہہ الوداع کی اطلاع پر

یمن سے مکہ پہنچے۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید بھی اتمام کا حکم دیتا ہے۔ ظاہر ہے حج کی

نیت رکھنے والے کا عمرہ کر کے حلال ہو جانا حج کے اتمام کے خلاف ہے کیونکہ ابھی حج تو ہوا ہی نہیں وہ حلال بھی

ہو گیا۔ ہاں جو آدمی جائے ہی عمرے کی نیت سے وہ عمرے کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے حلال ہو مگر حج کی نیت

والا عمرے کا احرام کیوں باندھے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی حج ہی کا احرام باندھا تھا۔ باوجود عمرہ داخل ہونے کے پھر بھی حلال حج کی تکمیل کے بعد ہی ہوئے تھے۔ باقی رہا آپ کا صحابہ کو یہ حکم دینا کہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل کر عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ، یہ مخصوص حکم تھا جو مخصوص حالت میں وحی کی بنا پر ہنگامی طور پر جاری کیا گیا۔ یہ ہمیشہ کے لیے ہے، لہذا اب جو حج کرنا چاہتا ہے وہ حج ہی کا احرام باندھے یا پھر حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھے اور حج کی تکمیل کے بعد ہی احرام ختم کرے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اجتہاد میں کوئی شک نہیں لیکن صاحب قرآن کا عمل اور تمتع کے لیے آپ کا حکم یقیناً مقدم ہے کیونکہ آپ ہی شارع ہیں، نیز یہ کوئی وقتی حکم نہ تھا جیسا کہ سیدنا عمر وغیرہ نے سمجھا بلکہ یہ استحباب ہمیشہ کے لیے ہے جیسا کہ ایک سائل کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمرہ حج میں تا قیامت داخل ہو گیا۔ اس سے تخصیص کا موقف کمزور ٹھہرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۷۴۰- حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا، پھر ایک کہنے والے نے اپنی رائے سے کہا (کہ تمتع نہیں کرنا چاہیے)۔

۲۷۴۰- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ تَمَتَّعَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ، قَالَ فِيهَا قَائِلٌ بِرَأْيِهِ.

باب ۵۱- بلیک کہتے وقت حج یا عمرے

(المعجم ۵۱) - تَزْكُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ

کا نام نہ لینا

الْإِهْلَالِ (التحفة ۵۱)

۲۷۴۱- حضرت محمد (باقر) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینے میں رہتے ہوئے نو سال ہو چکے تھے پھر (دسویں سال) تمام لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے

۲۷۴۱- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ حِجَجٍ، ثُمَّ أُذِنَ فِي

النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَاجٌّ فِي هَذَا الْعَامِ، فَنَزَلَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتِمَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِخُمْسِ بَقِيَّةٍ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ، قَالَ جَابِرٌ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ، وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمَلْنَا، فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ.

تشریف لے جائیں گے، لہذا بہت زیادہ لوگ مدینہ منورہ ۳ آگئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں حج کرے اور جس طرح آپ حج کریں وہ بھی اسی طرح کرے۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ آپ پر وحی ۴ اترتی تھی اور آپ ہی قرآن مجید کی صحیح تفسیر جانتے تھے لہذا جو آپ نے کیا ہم نے بھی کیا۔ ہم (مدینہ منورہ سے) نکلے تو ہماری نیت حج ہی کی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”نوسال“ آپ نے اس دوران میں عمرے تو تین کیے مگر حج نہیں فرمایا۔ ② ”اعلان

کروایا گیا“ تاکہ تمام موجود مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت، صحابیت اور اقتدا کا شرف حاصل ہو۔ حج کے افعال براہ راست آپ سے سیکھیں۔ آپ سے شریعت کے دیگر مسائل کا علم حاصل کریں اور مسلمانوں کی اجتماعیت اور شان و شوکت کا اظہار ہو۔ ③ ”نیت حج کی تھی“ یعنی مدینے سے نکلنے وقت ورنہ احرام کے وقت تو بعض لوگوں نے عمرے کا احرام بھی باندھا تھا جیسا کہ پیچھے گزرا۔ یا اکثریت کی بات ہے۔ ④ امام نسائی رحمہ اللہ نے شاید نیت کے الفاظ سے یہ استنباط کیا ہے کہ حج یا عمرے کی صراحت ضروری نہیں۔ ویسے اس حدیث میں متعلقہ مسئلے کی وضاحت نہیں۔ بہت سی روایات میں [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَ حَجَّةٍ] کے الفاظ صراحتاً رسول اللہ ﷺ سے مذکور ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۵۲۳، وصحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۳۲) ویسے اس بات پر اتفاق ہے کہ نیت کافی ہے۔ لبیک کے ساتھ حج یا عمرے کی صراحت ضروری نہیں، البتہ ابتدائی لبیک میں ذکر ہو تو اچھی بات ہے۔

۳۴

۲۷۴۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ

۲۷۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) نکلے تو ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی

۳۵

۲۴- کتاب مناسک الحج ج کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرَفٍ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «أَحِضْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «إِنَّ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْمُحْرِمُ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے حیض شروع ہو گیا ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”(کوئی بات نہیں) یہ ایسی چیز ہے جو آدم کی بیٹیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے لہذا جو دوسرے محرم کریں تو بھی کرتی رہ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”سرف کے مقام پر پہنچے“ یہاں حدیث میں اختصار ہے کہ ہماری نیت توج کی تھی مگر آپ نے قربانی نہ لانے والے افراد کو حج کا احرام عمرے میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے بھی حج کا احرام عمرے میں تبدیل کر لیا مگر اب حیض شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پریشانی لاحق ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ طریقے کی وضاحت فرما کر پریشانی دور فرمادی۔ ② ”جو دوسرے محرم کریں“ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو محرم کرتا ہے وہ تو بھی کر۔

(المعجم ۵۲) - الْحَجُّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ (التحفة ۵۲)

باب: ۵۲- محرم کا نیت معین کیے بغیر احرام باندھنا

۲۷۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: أَقْبَلْتُ مِنَ الْيَمَنِ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُنِيخٌ بِالْبُطْحَاءِ حَيْثُ حَجَّ فَقَالَ: «أَحْجَجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَبَيْكَ بِإِهْلَالٍ كِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۷۴۳- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) یمن سے آیا تو نبی ﷺ نے بطحاء (مکہ) میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے احرام باندھا ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”کیسے باندھا ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے کہا تھا: اس احرام کے ساتھ جو نبی ﷺ کا احرام ہے، لبیک کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کی سعی کرو اور حلال ہو جاؤ۔“

حج کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: «فَطُفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَجَلَ» فَفَعَلْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً فَقُلْتُ رَأْسِي فَجَعَلْتُ أَفْتِي النَّاسَ بِذَلِكَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةٍ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا مُوسَى! رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَحَدَتْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الشُّكِّ بَعْدَكَ، قَالَ أَبُو مُوسَى: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فَلْيَتَذَرْنَا فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاتَّبِعُوا بِهِ، وَقَالَ عُمَرُ: إِنْ نَأْخُذُ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذُ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَجْلُ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ.

میں نے اسی طرح کیا، پھر میں (اپنے قبیلے کی) ایک عورت کے پاس آیا تو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ میں لوگوں کو اسی بات کا فتویٰ دیا کرتا تھا (کہ تمتع جائز ہے) حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آ گیا تو ایک آدمی نے مجھ سے کہا: اے ابو موسیٰ! اپنا یہ فتویٰ روک لو۔ شاید تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین نے تمہارے بعد حج کے بارے میں کیا نیا حکم جاری کیا ہے؟ میں نے کہا: اے لوگو! جس شخص کو ہم نے یہ فتویٰ دیا ہو وہ ذرا انتظار کر لے (یعنی اس پر عمل نہ کرے) حضرت امیر المومنین تمہارے پاس تشریف لانے والے ہیں تو تم ان کے حکم کی پابندی کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (آئے تو میرے استفسار پر) کہنے لگے: اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ ہمیں مکمل کرنے کا حکم دیتی ہے اور اگر ہم نبی ﷺ کی سنت مبارکہ کو لیں تو نبی ﷺ حلال نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ قربانیاں ذبح ہو گئیں۔

🌞 فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت کوئی ضروری نہیں کہ حج یا عمرے کی معین نیت کی جائے بلکہ کسی دوسرے کی نیت سے انھیں معلق بھی کیا جاسکتا ہے۔ البتہ افعال شروع کرنے سے قبل تعین ہو جانا ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ بالا صورت میں ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابتداءً تو احرام مبہم رکھا (کتاباً ھلالاً النبیؐ) پھر افعال شروع ہونے سے قبل آپ نے وضاحت فرمادی کہ عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ۔ آئندہ حدیث میں بھی یہی صورت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۳۹)

۲۷۳۴- حضرت محمد (باقر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان

۲۷۴۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ

حج کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جانور لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور لے کر آئے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”تم نے کیا احرام باندھا ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے کہا ہے: میں احرام باندھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے احرام کی طرح۔ اور میرے ساتھ قربانی کے جانور بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم (عمرہ کر کے) حلال نہ ہونا۔“

إِبْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدَرْنَا: أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَذِي وَسَاقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ هَذِيَا، قَالَ لِعَلِيٍّ: «بِمَا أَهْلَلْتُ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَهْلٌ بِمَا أَهَّلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعِيَ الْهَذِي، قَالَ: «فَلَا تَحِلَّ».

🌞 فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے لہذا وہ ان کے ذبح کرنے سے پیشتر حلال نہ ہو سکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احرام بھی مبہم اور رسول اللہ ﷺ کے احرام کے ساتھ معلق تھا، یعنی احرام میں جو نیت رسول اللہ ﷺ کی تھی وہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تھی۔ اس میں حج یا عمرے کی تعیین نہیں تھی۔

۲۷۴۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن کی حکمرانی سے فارغ ہو کر آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! تم نے کیا احرام باندھا ہے؟“ انھوں نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”قربانی کے جانور (قربانی والے دن) ذبح کرنا اور اس وقت تک محرم رہو جیسے کہ تم ہو۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔

۲۷۴۵- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: قَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ؟» قَالَ: بِمَا أَهَّلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَاهْدِ وَأْمَكْتُ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ». قَالَ: «وَأَهْدِي عَلِيٌّ لَهُ هَذِيَا».

۲۷۴۶- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن پر حاکم مقرر فرمایا تو

۲۷۴۶- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ:

۲۷۴۵- أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد... الخ، ح: ۴۳۵۲، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز أفراد الحج والتمتع والقران... الخ، ح: ۱۲۱۶ من حديث ابن جريج به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۲۵.

۲۷۴۶- [ضعيف] تقدم، ح: ۲۷۲۶، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۲۶.

- ۱۲- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ أَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوْاقِي فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ قَدْ نَضَحَتْ اَلنَّيْتَ بِنُضُوحٍ، قَالَ: فَتَخَطَّيْتُهُ فَقَالَتْ لِي: مَا لَكَ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَحْلَوْا، قَالَ: قُلْتُ إِنِّي أَهْلَكْتُ بِأَهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قُلْتُ: إِنِّي أَهْلَكْتُ بِمَا أَهْلَكْتُ، قَالَ: «فَإِنِّي قَدْ سَفَّتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ».
- ۱۳- میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کچھ اوقیے ملے تھے پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (یعنی سے حجۃ الوداع میں مکہ) آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر کو خوشبو لگا رکھی تھی۔ میں (حضرت فاطمہ کی طرف توجہ کیے بغیر) گھر سے گزر گیا تو وہ مجھے کہنے لگیں: کیا وجہ ہے؟ (آپ توجہ نہیں فرما رہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو خود حکم دیا ہے اور وہ حلال ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے کیسے احرام باندھا ہے؟“ میں نے کہا: میں نے آپ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ تفصیل حدیث نمبر: ۲۷۲۶ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② ”اوقیے ملے تھے“ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وقتی طور پر زکاة وغیرہ اکٹھی کرنے پر مقرر کیے گئے ہوں گے تو اس کام کے عوض انھیں کچھ اوقیے ملے۔ ③ ”خوشبو لگا رکھی تھی“ کیونکہ وہ عمرہ کر کے حلال ہو چکی تھیں اور انھیں توقع تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حلال ہو جائیں گے لیکن چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے لہذا وہ یوم نحر سے پہلے حلال نہیں ہو سکتے تھے۔

(المعجم ۵۳) - إِذَا أَهَلَ بِمُزْمَرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا (التحفة ۵۳) باب: ۵۳- جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھے تو کیا اس کے ساتھ حج بھی (شامل) کر سکتا ہے؟

۲۷۴۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ۲۷۴۷- حضرت نافع سے منقول ہے کہ جس سال

۲۷۴۷- أخرجه البخاري، الحج، باب طواف القارن، ح: ۱۶۴۰، ومسلم، الحج، باب بيان جواز التحلل بالإحصار وجواز القران... الخ، ح: ۱۸۲/۱۲۳۰ عن قتيبة، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۲۷.

اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ
عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ
كَافِرٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَأَنَا أَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ
قَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ إِذَا أَضْمَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ عُمْرَةً، ثُمَّ
خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا
شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ، أَشْهَدُكُمْ
أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي، وَأَهْدِي
هَذِيأَ اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَهْلُ بِهِمَا
جَمِيعًا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ
وَبِالْصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ
يَنْحَرْ وَلَمْ يَخْلُقْ وَلَمْ يَقْصُرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ
شَيْءٍ حَرَمٌ مِنْهُ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، فَنَحَرَ
وَحَلَقَ فَرَأَى أَنَّ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ
وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:
كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

حج کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر حملہ کیا تو
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سال حج کا ارادہ فرمایا۔ ان
سے کہا گیا کہ ان (حجاج اور ابن زبیر) کے درمیان
لڑائی ہوگی اور خطرہ ہے کہ لوگ آپ کو بیت اللہ سے
روکیں۔ انھوں نے فرمایا: (قرآن میں ہے:)"يَقِينًا
تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل میں بہترین
نمونہ ہے۔" ایسی صورت میں اس طرح کروں گا
جس طرح رسول اللہ ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے زمانے
میں) کیا تھا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے
عمرے کا احرام باندھ کر اسے اپنے آپ پر واجب کر لیا
ہے پھر وہ نکلے حتی کہ جب وہ بیداء (مقام) پر پہنچے تو
کہنے لگے: حج اور عمرے کا معاملہ (اگر میں بیت اللہ تک
نہ پہنچ سکا) تو ایک ہی ہے لہذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں
کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا
ہے (یعنی احرام میں حج کو بھی داخل کر لیا ہے)۔ پھر
انھوں نے قربانی کا جانور بھی ساتھ لے لیا جو انھوں نے
قدید سے خریدا تھا پھر وہ دونوں (حج و عمرہ) کی لبیک
کہتے ہوئے چلے حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ بیت اللہ کا
طواف کیا۔ صفامروہ کی سعی کی اور اس سے زائد کچھ نہ
کیا۔ (اس وقت) نہ قربانی کی نہ سرمنڈوایا نہ بال
کٹوائے اور نہ کسی حرام چیز سے حلال ہوئے حتی کہ
قربانیوں کا دن آ گیا پھر انھوں نے قربانی ذبح کی اور
سرمنڈوایا اور انھوں نے یہ خیال کیا کہ انھوں نے پہلے
طواف کے ساتھ اپنے حج و عمرے کا طواف مکمل کر لیا
ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ
نے ایسے ہی کیا تھا۔

🌞 نو آمد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت کے خلاف کے میں پناہ لے رکھی تھی پھر انھوں نے خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ اہل اسلام کے بہت سے علاقوں نے ان کی بیعت کر لی۔ ادھر مروان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا تو اس نے آہستہ آہستہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا علاقہ حکومت کم کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کا تسلط صرف مکے کی حد تک رہ گیا۔ ۳۷ ہجری میں عبدالملک نے حجاج کو ان کا قلع قمع کرنے کے لیے بھیجا۔ حجاج نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ رہے نام اللہ کا۔ اس سال خطرہ تھا کہ شاید حج کے دنوں سے پہلے لڑائی ختم نہ ہو اور حج نہ ہو سکے مگر لڑائی پہلے ہی ختم ہو گئی اور باقاعدہ حج ہوا۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ حج کا ارادہ رکھنے والے کو اگر راستے میں خطرہ ہو تو اس کے باوجود وہ حج کی نیت سے نکل سکتا ہے بشرطیکہ اسے یقین نہ ہو بلکہ فحج جانے کی بھی امید ہو۔ یہ ”اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا“ نہیں ہے۔ ③ ”بہترین نمونہ ہیں“ ان کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عمرہ حدیبیہ میں بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تھا جیسے آپ نے کیا ہم اسی طرح کریں گے۔ جہاں روک دیے گئے وہاں قربانیاں ذبح کر دیں گے حجامت بنوائیں گے اور حلال ہو جائیں گے۔ ④ ”پہلے طواف کے ساتھ“ اس جملے کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ انھوں نے بیت اللہ پہنچتے وقت جو طواف قدوم اور سعی کیے تھے انھیں کافی سمجھا اور مزید طواف نہیں کیا۔ لیکن یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ یوم نحر کو طواف کرنا قطعی بات ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں ہوتا لہذا اس جملے کا مفہوم یا تو یہ ہوگا کہ انھوں نے حلال ہونے کے لیے پہلے طواف سعی ہی کو کافی سمجھا۔ فرض طواف کا انتظار نہیں کیا بلکہ وہ بعد میں کیا۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ یوم نحر میں تو قربانی کے بعد احرام ختم ہو جاتا ہے طواف حلال ہونے کے بعد کیا جاتا ہے۔ یا طواف سعی مراد لی جائے یعنی انھوں نے پہلی سعی (جو طواف قدوم کے ساتھ کی تھی) ہی کو کافی سمجھا اور یوم نحر کے طواف کے بعد سعی نہیں کی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قرآن (حج و عمرہ اکٹھا کرنا) کی صورت میں اسی کے قائل ہیں کہ اگر پہلے سعی کی ہو تو یوم نحر کو سعی کی ضرورت نہیں۔ اور صرف حج کی صورت میں احناف بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ یہ دو مفہوم مراد ہوں تو یہ جملہ صحیح ہے ورنہ یہ جملہ دیگر کثیر روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ (سعی کو بھی طواف کہہ لیا جاتا ہے۔)

باب: ۵۴- لَبِیکَ کیسے کہا جائے؟

(المعجم ۵۴) - کَيْفَ التَّلْبِيَةِ (التحفة ۵۴)

۲۷۴۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک کہتے سنا۔ آپ فرما

تلبیہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

يُؤَسُّ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: إِنَّ سَالِمًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَهْلُ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ» وَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزَكُّ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّافَةُ فَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهْلَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

رہے تھے: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ [”میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بلاشبہ تمام تعریفیں اور احسانات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر جب اونٹنی ذوالحلیفہ کی مسجد میں آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو آپ بلند آواز سے یہ کلمات ادا فرماتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① احرام میں دل کی نیت اصل ہے لیکن اس کے ساتھ زبان سے لبیک کی ادائیگی کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ صرف دو ان سلی سادہ چادریں پہننے سے احرام شروع نہیں ہوتا جب تک دل کی نیت اور لبیک کی ادائیگی نہ ہو۔ ② لبیک عام طور پر کسی کے بلانے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لبیک اس اعلان کے جواب میں ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت کے بارے میں بیت اللہ کی تکمیل کے بعد کیا تھا کیونکہ اس اعلان کا تعلق ہر انسان سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ حج کرنے جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ یہاں حج سے مراد حج اور عمرہ دونوں ہیں کیونکہ عمرے کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔) ③ لبیک مختصر ہے ایک لمبے جملے سے جس کے معنی ہیں: اے اللہ! میں تیرے حضور بار بار اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی نماز وغیرہ میں بھی ہے لیکن حج کی پیشی ایک خصوصی رنگ رکھتی ہے لہذا لبیک حج ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ④ لبیک پکارنے کو ”إِهْلَال“ کہا جاتا ہے کیونکہ ”إِهْلَال“ کے معنی ہیں آواز بلند کرنا۔ چونکہ لبیک بلند آواز سے پکاری جاتی ہے لہذا اسے ”إِهْلَال“ کہتے ہیں پھر چونکہ لبیک سے احرام شروع ہوتا ہے اس لیے ”إِهْلَال“ احرام کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ⑤ ”جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوتی“ احرام کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کر کے ان سلی اور سادہ دو چادریں بند اور قمیص کی جگہ پلیٹ لی جائیں پھر فوراً لبیک شروع کر دیا جائے اور پھر وقتاً فوقتاً بلند آواز سے لبیک پکارتے رہیں۔ عمرے والا حرم تک اور حج والا ۱۰ تاریخ کو رمی کی آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ بند کرے گا۔ نبی ﷺ نے نماز کے فوراً بعد ہی لبیک کہہ دیا تھا مگر وہ چند قریبی افراد نے سنا پھر جب آپ سواری پر سوار ہوئے تو پھر لبیک پکارا جو پہلے سے زیادہ لوگوں نے سنا مگر سب نے نہیں سنا پھر آپ پیادہ کے ٹیلے پر چڑھے تو پھر لبیک پکارا جو تقریباً سب نے سنا۔ جس نے جہاں سنا بیان کر دیا کوئی اختلاف نہیں۔ ⑥ تلبیہ آپ نے سب سے پہلے کون سی نماز کے بعد پکارا؟ ایک رائے کے مطابق نماز فجر کے بعد۔ موقف ہذا کی دلیل

میں صحیح بخاری کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، حدیث: ۱۵۵۱) لیکن اس حدیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔ صحیح مسلم (حدیث: ۱۲۳۳) اور سنن نسائی (حدیث: ۲۷۵۶) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ظہر تھی اور یہی درست ہے کیونکہ نبی ﷺ عصر کے وقت ذوالحلیفہ پہنچے تھے اور آپ نے عصر کی نماز قصر، یعنی دو رکعت ادا فرمائی تھی پھر رات آپ نے ذوالحلیفہ ہی میں گزاری اور دوسرے روز نماز ظہر کے فوراً بعد تبلیہ کا آغاز فرمایا، پھر جب آپ اونٹنی پر بیٹھ گئے تو تبلیہ پکارا اور اسی طرح بیداء (ٹیلے) پر تبلیہ پکارا۔ ⑤ بعض روایات میں ہے نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی (صحیح البخاری، حدیث: ۱۵۳۲) یہ نماز احرام کی دو رکعتیں تھیں یا عصر کے دو فرض تھے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ظاہری الفاظ سے دونوں باتیں محتمل ہیں لیکن دوسری روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں جو دو رکعتیں ادا فرمائی تھیں وہ عصر کی نماز دو گنا تھیں۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۳/۲۹۳، مطبوعہ دارالسلام، زیر بحث حدیث: ۱۵۳۲) اس لیے اسے احرام باندھنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے حکم یا استحباب کے لیے نص قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ بعض دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ آتے جاتے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اس سے مطلقاً ذوالحلیفہ میں بطور تبرک کے دو رکعت پڑھنے کا جواز یا استحباب تو معلوم ہوتا ہے لیکن احرام کے وقت یا احرام باندھنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ احرام کی کوئی مخصوص نماز نہیں، البتہ وہ وقت فرض نماز کا ہو تو نماز کے بعد احرام باندھا جائے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی یہی ہے۔ (مناسک الحج و العمرة للألبانی، ص: ۱۵/۶۲، مکتبۃ المعارف، الرياض)

۲۷۴۹۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدًا وَأَبَا بَكْرٍ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ».

۲۷۴۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یوں لبیک کہتے تھے: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ» ”میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں اور احسانات تیرے ساتھ ہی خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“

تلبیہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۷۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک اس طرح تھی [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ] ”میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں اور انعامات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“

۲۷۵۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: تَلَبَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

۲۷۵۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک اس طرح تھی: [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ] ”حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بلاشبہ تعریف اور احسانات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں یہ الفاظ (اپنی طرف سے) بڑھائے: [لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ”حاضر ہوں حاضر ہوں اور اپنے آپ کو تیرے حضور پیش کرتا ہوں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ ہمارا مانگنا بھی تجھی سے ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے۔“

۲۷۵۱- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْنٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ عُثَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ تَلَبَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ. وَزَادَ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

فائدہ: الفاظ تلبیہ میں افضل یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ پر اقتصار کیا جائے لیکن اگر کوئی اس میں اضافہ کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں چونکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کیا تھا جس پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، تو ثابت ہوا کہ تلبیہ کے الفاظ میں ایسا اضافہ

۲۷۵۰- أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية، ح: ۱۵۴۹، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها،

ح: ۱۱۸۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۱/۱، والكبرى، ح: ۳۷۳۰.

۲۷۵۱- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۱.

۲۴- کتاب مناسک الحج تلبیہ سے متعلق احکام و مسائل

۱- کیا جاسکتا ہے جو اللہ کی تعظیم پر مبنی ہو یہی قول جمہور علماء کا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۲۳۰/۲۳-۲۳۱)

۲۷۵۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ.»

۲۷۵۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی لبیک یوں تھی: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ..... إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ» حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں اور انعامات تیرے لیے خاص ہیں۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت مختصر ہے۔ گزشتہ مفصل روایات میں تلبیہ کے مکمل الفاظ موجود ہیں۔

۲۷۵۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ لَبَّيْكَ إِلَهَ الْحَقِّ.

۲۷۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی لبیک یہ تھی: «لَبَّيْكَ إِلَهَ الْحَقِّ» میں حاضر ہوں اے معبود بحق۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَشَدَّ هَذَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ إِلَّا عَبْدَ الْعَزِيزِ. رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْهُ مُرْسَلًا.

ابو عبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس روایت کو عبدالعزیز کے علاوہ کسی اور نے عبداللہ بن فضل سے مرفوع متصل بیان کیا ہو بلکہ اسماعیل بن امیہ نے ان سے یہ روایت مرسل بیان

۲۷۵۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۱۰ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۲، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي برقم: ۳۰۴۹.

۲۷۵۳- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التلبية، ح: ۲۹۲۰ من حديث عبدالعزیز به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۳، وصححه ابن خزيمة: ۴/ ۱۷۲، ح: ۲۶۲۳، وابن حبان، ح: ۹۷۵، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۴۹، ۴۵۰، ووافقه الذهبي، وللحديث علة مهذرة.

تلبیہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

کی ہے۔ (گویا امام نسائی عبدالعزیز کی روایت کو درست نہیں سمجھ رہے۔)

باب: ۵۵- بلند آواز سے لبیک کہنا

(المعجم ۵۵) - رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ

(التحفة ۵۵)

۲۷۵۴- حضرت سائبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اے محمد! اپنے ساتھیوں کو حکم دیں کہ لبیک بلند آواز سے کہیں۔“

۲۷۵۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ خَلَادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «جَاءَنِي جِبْرِيلُ وَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ».

فائدہ: ذکر اگرچہ آہستہ بہتر ہوتا ہے مگر جو ذکر شعار کا درجہ حاصل کر لے اور ہر کسی پر لازم ہو اسے بلند آواز سے ادا کرنا افضل ہوتا ہے جیسے تکبیرات اور لبیک وغیرہ تاکہ دوسروں کو بھی رغبت ہو اور جو شخص نہیں جانتا وہ بھی سیکھ لے نیز تلبیہ احرام کی خصوصی علامت ہے کیونکہ لباس تو کوئی بھی پہن سکتا ہے لہذا تلبیہ بلند آواز سے کہا جائے تاکہ احرام کا اعلان ہو جیسے قربانی کے جانور (جو بیت اللہ کو بھیجے جائیں) کے گلے میں قلادہ ڈالنا۔

باب: ۵۶- احرام کا عمل

(المعجم ۵۶) - الْعَمَلُ فِي الْإِهْلَالِ

(التحفة ۵۶)

۲۷۵۵- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے

۲۷۵۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۷۵۴- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رفع الصوت بالتلبية، ح: ۸۲۹، وابن ماجه، المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية، ح: ۲۹۲۲ من حديث سفیان بن عیینہ به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ۸۵۵ (بتحقيق)، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۴، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۲۵، ۲۶۲۷، وابن حبان، ح: ۹۷۴ وغيرهما.

۲۷۵۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء متى أحرم النبي ﷺ؟، ح: ۸۱۹ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۵. * خصيف بن عبد الرحمن ليس بالقوي كما قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين: ۱۷۷.

۲۴- کتاب مناسک الحج تلبیہ سے متعلق احکام و مسائل

السَّلَام عَنْ خُصَيْنِيفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِي نَمَازِهِ كَيْفَ تَلْبِيَةٍ بَعْدَ تَلْبِيَةٍ يَكْرَاهُ.
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْلًا فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے بشرط صحت اس سے احرام کی نماز مراویں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ ظہر کی نماز تھی جس کے بعد آپ نے تلبیہ کہا چنانچہ اگلی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

۲۷۵۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ، ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ، وَأَهْلًا بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

۲۷۵۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیداء میں پڑھی پھر سوار ہوئے اور بیداء کے پہاڑ پر چڑھے اور جب ظہر کی نماز پڑھی تھی اسی وقت حج اور عمرے کی لبیک کہی تھی۔

۲۷۵۷- أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ: فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى وَهُوَ صَامِتٌ حَتَّى أَتَى الْبَيْدَاءَ.

۲۷۵۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حجۃ الوداع کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی۔ آپ (لبیک سے) خاموش رہے حتیٰ کہ آپ بیداء میں پہنچے۔

۲۷۵۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: بَيَّدَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا

۲۷۵۸- حضرت سالم نے اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کو فرماتے سنا کہ یہ تمہاری بیداء ہے جس کی بابت تم نبی ﷺ پر جھوٹ بولتے (غلط بیانی کرتے)

۲۷۵۶- [صحیح] تقدم، ح: ۲۶۶۳، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۶، وسنده ضعيف، وهو صحيح بالشواهد.

۲۷۵۷- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۷، انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۷۱۳.

۲۷۵۸- أخرجه البخاري، الحج، باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة، ح: ۱۵۴۱، ومسلم، الحج، باب أمر

أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحليفة، ح: ۲۳/۱۱۸۶ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۸، والموطأ (يحيى) ۱/۳۳۲.

تبیہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا أَهْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، هُوَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نَبِيٌّ فِي ذَوَالْحِجَّةِ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ بَيْتِ اللَّهِ ﷺ لِيَكُنَ لِيَاكُنَ إِلَّا مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحَلِيفَةِ.

 فوائد و مسائل: ① عام لوگوں میں مشہور تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیداء کے میدان میں بلیک کہنا شروع فرمایا لیکن یہ درست نہیں۔ اصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں بہ حیثیت مسافر، ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور سلام کے بعد وہیں بلیک پکارا مگر وہ صرف چند قرعی ساتھیوں نے سنا، پھر آپ سواری پر تشریف فرما ہوئے تو پھر بلیک پکارا۔ اسے پہلے سے زیادہ لوگوں نے سنا، پھر آپ بیداء میں پہنچے تو آپ نے پھر بلیک پکارا۔ وہ تقریباً سب لوگوں نے سنا۔ جس نے جس جگہ سنا اسی کے بارے میں بیان کیا۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اپنے اپنے علم کی بات ہے البتہ احرام کی ابتدا ذوالحلیفہ سے ہوئی اور وہیں آپ نے بلیک کہنا شروع کیا تھا۔ ② ”جھوٹ بولتے ہو“ یعنی تمہیں غلط فہمی ہے کہ آپ نے بلیک کی ابتدا بیداء سے فرمائی۔ عربی میں غلط فہمی کو بھی جھوٹ کہہ لیتے ہیں کیونکہ دونوں خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ③ ”ذوالحلیفہ کی مسجد“ اس وقت وہاں مسجد نہیں تھی۔ مسجد بعد میں بطور یادگار بنائی گئی۔

۲۷۵۹۔ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحَلِيفَةِ ثُمَّ يَهْلُ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

۲۷۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوتے تھے، پھر سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو آپ بلیک فرماتے۔

 فائدہ: اصل بات پیچھے گزر چکی ہے کہ آپ نے بلیک کی ابتدا نماز کے فوراً بعد بیٹھے بیٹھے فرمائی تھی۔

۲۷۶۰۔ أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرمایا کرتے تھے

۲۷۵۹۔ أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "يأتوك رجالاً... الخ"، ح: ۱۵۱۴، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبث به راحلته... الخ، ح: ۲۹/۱۱۸۷ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۳۹، وتقدم طرفه، ح: ۲۶۸۴.

۲۷۶۰۔ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل حين استوت به راحلته قائمة، ح: ۱۵۵۲، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبث به راحلته متوجها إلى مكة... الخ، ح: ۲۸/۱۱۸۷ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۴۰. * شعيب هو ابن إسحاق، وإسحاق هو الأزرق.

نفاس والی عورت کے احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۷۶۱- أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ. ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْلًا حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

کہ نبی ﷺ اس وقت لبیک کہتے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی۔

۲۷۶۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ عُيَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُكَ تَهْلُ إِذَا اسْتَوَتْ بِكَ نَاقَتُكَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَهْلُ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ وَانْبَعَثَتْ.

۲۷۶۱- حضرت عید بن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے آپ اس وقت لبیک کہتے ہیں جب سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی ہے (کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے فرمایا: بلاشبہ نبی ﷺ بھی اسی وقت لبیک فرمایا کرتے تھے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر اٹھتی اور سیدھی کھڑی ہو جاتی۔

🌞 فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے علم کے مطابق بیان فرما رہے ہیں ورنہ حجۃ الوداع وغیرہ کے موقع پر آپ نے نماز کے فوراً بعد لبیک کہنا شروع فرمادیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا نہیں ہوگا۔

(المعجم ۵۷) - إِهْلَالُ النَّفْسَاءِ
باب: ۵۷- نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے؟
(التحفة ۵۷)

۲۷۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (مَدِينَةُ مَنْوَرَةٍ) نَوَسَالَ تَهْمَرِ

۲۷۶۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في التعلين... الخ، ح: ۱۶۶، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبت به راحلته متوجها إلى مكة... ح: ۱۱۸۷ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۴۱، والموطأ (يحيى) ۳۳۳/۱ بطوله.

۲۷۶۲- [صحيح] تقدم، ح: ۲۱۵، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۴۲.

نفس والی عورت کے احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

مگر آپ نے حج نہیں فرمایا، پھر (دسویں سال میں) آپ نے تمام لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا۔ کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جو سوار یا پیدل آنے کی طاقت رکھتا تھا مگر وہ نہ آیا ہو (یعنی ضرور آیا)۔ سب لوگ جمع ہو گئے تاکہ آپ کے ساتھ حج کو جائیں حتیٰ کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا تو آپ نے فرمایا: ”تو غسل کر کے لنگوٹ باندھ لے پھر بلیک شروع کر دے۔ چنانچہ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَدَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ يَقْدِرُ أَنْ يَأْتِيَ رَاجِعًا أَوْ رَاجِلًا إِلَّا قَدِمَ، فَتَدَارَكَ النَّاسُ لِيُخْرِجُوا مَعَهُ حَتَّى جَاءَ ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «اغْتَسِلِي وَاسْتَنْفِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ أَهْلِي» فَفَعَلَتْ. مُخْتَصَرٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۲۶۶۵، ۲۶۶۴، ② نفس والی

عورت کا احرام کے وقت غسل کرنا طہارت کے لیے نہیں صرف احرام کی سنت کے طور پر ہے تاکہ احرام کے دنوں میں سر یا بدن میں جوؤں یا میل کچیل سے بچت ہو سکے۔ یہ غسل حائضہ بھی کرے گی۔ غسل کے بعد بلیک کہا جائے پھر طواف کے علاوہ باقی ارکان ادا کیے جاسکتے ہیں خواہ حیض و نفاس کا خون جاری ہو۔ (اسی لیے لنگوٹ باندھنے کا حکم دیا۔) جب یہ حالت ختم ہو تو بعد میں طواف کر لے خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے۔ ③ حیض اور نفاس والی عورت کی سعی کی بابت اختلاف ہے تاہم احوط اور افضل یہی ہے کہ وہ صفامروہ کی سعی بھی نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

۲۷۶۳- حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ میں) محمد بن ابی بکر کو جنم دیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا وہ آپ سے پوچھ رہی تھیں کہ اب کیا کرے؟ آپ نے انھیں حکم دیا کہ غسل کر کے لنگوٹ باندھ لے اور بلیک کہے۔ (یعنی احرام شروع

۲۷۶۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ قَالَ: نَفَسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَسْأَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ

۲۴- کتاب مناسک الحج نفاس والی عورت کے احرام سے متعلق احکام و مسائل (کروے۔)

☀ فائدہ: یہ فرض غسل نہیں۔ اگر کوئی مجبوری ہو اور غسل نہ کیا جائے تو بھی گزارا ہو جائے گا تاہم بلاوجہ نہ چھوڑا جائے۔

(المعجم ۵۸) - فِي الْمُهَلَّةِ بِالْعُمْرَةِ
تَحِيضٌ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ (التحفة ۵۸)
باب: ۵۸- عورت نے عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو اسے حیض شروع ہو جائے اور (انتظار کی صورت میں) حج فوت ہونے کا خطرہ ہو تو؟

۲۷۶۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج کا احرام باندھے (یا حج کی بلیک کہتے ہوئے) جارہے تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا۔ جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو انھیں حیض شروع ہو گیا حتی کہ جب ہم (مکہ مکرمہ میں) آئے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفاء مروہ کی سعی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا: کس قسم کے حلال ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”مکمل حلال ہو جائیں۔“ چنانچہ ہم نے اپنی بیویوں سے جماع کیے خوشبوئیں لگائیں اور عام کپڑے پہنے حالانکہ ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں پھر ہم نے ترویہ (۸ ذوالحجہ) کے دن دوبارہ احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

۲۷۶۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مُهَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلْتُ عَائِشَةُ مُهَلَّةٌ بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرَفٍ عَرَكْتُ، حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالْصَّافَا وَالْمَرَوَةِ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي قَالَ: فَقُلْنَا حِلٌّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْحِلُّ كُلُّهُ» فَوَافَعْنَا النِّسَاءَ وَنَطَقَيْنَا بِالطَّبِيبِ وَلَيْسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ، ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» فَقَالَتْ: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أُحِلِّ وَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ

نفاس والی عورت کے احرام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

آئے تو انھیں روتے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟“ انھوں نے کہا: ہوا یہ ہے کہ مجھے حیض آ رہا ہے۔ لوگ (عمرہ کر کے) حلال ہو گئے ہیں اور میں حلال نہیں ہو سکی (یعنی عمرہ ہی نہیں کر سکی)۔ اب لوگ حج کو جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(کوئی بات نہیں) یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ رکھی ہے، لہذا تو غسل کر پھر حج کا احرام باندھ لے۔“ تو انھوں نے ایسے ہی کیا اور تمام ٹھہرنے کی جگہوں (منیٰ، عرفات اور مزدلفہ) میں ٹھہریں حتیٰ کہ جب وہ حیض سے پاک ہو گئیں تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر آپ نے فرمایا: ”تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال (فارغ) ہو گئی ہے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہوں کیونکہ میں نے حج سے قبل بیت اللہ کا طواف وغیرہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبدالرحمن! انھیں لے جاؤ اور انھیں تخفیم سے عمرہ کراؤ۔“ یہ اس رات کی بات ہے جو آپ نے محضبت میں گزاری تھی۔

وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَغْتَسِلِي ثُمَّ أَهْلِي بِالْحَجِّ» فَقَعَلْتُ وَوَقَفْتُ الْمَوَاقِفَ حَتَّى إِذَا طَهَّرْتُ طَافْتُ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ: «قَدْ حَلَلْتَ مِنْ حُجَّتِكَ وَعُمْرَتِكَ جَمِيعًا» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطْفِئِ بِالنِّبْتِ حَتَّى حَجَجْتُ قَالَ: «فَاذْهَبِي بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ! فَأَعْمِرِيهَا مِنَ التَّنْعِيمِ» وَذَلِكَ لَيْلَةُ الْحَضْبَةِ.

فوائد و مسائل: ① ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا“ ان الفاظ سے ظاہر یہ مفہوم سمجھ

میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شروع ہی سے عمرے کا احرام باندھا تھا، مگر یہ درست نہیں۔ اصل بات یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اکثر لوگوں نے حج ہی کا احرام باندھا تھا۔ راستے میں آپ نے وحی کی بنا پر یہ حکم فرمایا کہ جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں، وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں تبدیل کر لیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی قربانی کا جانور نہیں تھا، لہذا انھوں نے اپنے حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لیا۔ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو انھیں حیض شروع ہو گیا، لہذا وہ عمرہ نہ کر سکیں۔ یوم ترویہ (۸ ذوالحجہ) تک حیض ہی ختم نہ ہوا کہ عمرہ کر کے حج شروع کرتیں۔ اسی لیے انھیں پریشانی ہوئی جس کا تفصیلی ذکر اس حدیث میں ہے۔ ② سرف: یہ ایک مقام ہے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر۔ ③ ”کس قسم کی حلت“ چونکہ ابتداء حج ہی کا احرام باندھا تھا، نیز حج کے افعال شروع ہونے کو صرف تین دن باقی تھے اس

۲۴- کتاب مناسک الحج نفاس والی عورت کے احرام سے متعلق احکام و مسائل

لیے ان کو حلال ہونے میں تردد تھا۔ ⑤ ”مکمل جلّت“ یعنی تم جماع کر سکتے ہو۔ ⑥ ”چار راتیں“ آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے اور آٹھ ذوالحجہ کو حاجی لوگ منیٰ میں جاتے ہیں۔ درمیان میں یہی تین چار دن تھے۔ ⑦ ”حج کا احرام باندھ لے“ یعنی عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے تاکہ دونوں اکٹھے ادا ہو جائیں جیسا کہ آخر میں ہے کہ تو دونوں سے فارغ ہو گئی ہے یعنی دونوں ادا ہو گئے ہیں۔ گویا صرف نیت دونوں کی چاہیے افعال صرف حج والے ہی ہوں گے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے، جبکہ احناف کے نزدیک قرآن کی صورت میں عمرہ الگ کرنا ہوگا حج الگ۔ صرف احرام مشرکہ ہوگا۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں: ”تو عمرے کا احرام چھوڑ کر صرف حج کا احرام باندھ لے“ مگر آخری الفاظ: ”تو حج و عمرہ دونوں سے حلال ہو گئی ہے“ اس کے خلاف ہیں۔ ⑧ ”میں اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہوں“ یعنی میرا عمرہ حج سے الگ نہیں ہوا لہذا مجھے اطمینان نہیں ہو رہا۔ ⑨ ”اے عبدالرحمن“! یہ عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ ⑩ ”تعمیم“ یہ ایک مقام ہے جو مکہ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ حد ہے حل اور حرم کے درمیان۔ مطلب نبی ﷺ کا یہ تھا کہ انھیں وہاں لے جاؤ تاکہ یہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر آئیں اور الگ عمرہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کے لیے ان کو وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ کیونکہ تعمیم یا مسجد عائشہ کوئی میقات نہیں جس سے احرام باندھا جائے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ ایسی ہی جائزہ عورتوں کے لیے عمرے کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً ہر شخص کے لیے وہاں سے احرام باندھ کر بار بار عمرہ کرنے کی جیسا کہ بہت سے لوگ وہاں ایسا کرتے ہیں اور اسے ”چھوٹا عمرہ“ قرار دیتے ہیں۔ یہ رواج اور استدلال بے بنیاد ہے۔ ⑪ ”مُحَصَّب میں گزاری“ یہ چودھویں رات تھی ذوالحجہ کی۔ منیٰ سے واپس آتے ہوئے آپ رات یہاں ٹھہرے تھے۔ احناف کے نزدیک یہ رات محصب میں ٹھہرنا حج کی سنت ہے جبکہ دیگر اہل علم کے نزدیک آپ کا یہاں ٹھہرنا اتفاقاً تھا۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ سارا سامان لے کر کے جائیں اور پھر وہ سامان لے کر یہاں آئیں لہذا پڑاؤ وہاں ڈال لیا۔ سامان کے بغیر مکہ مکرمہ آئے طواف واداع کیا اور راتوں رات واپس چلے گئے۔ بعض صحابہ سے یہی بات صراحۃً منقول ہے۔ محصب کو حصہ، ہباء، ابلح، بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

۲۷۶۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ ۲۷۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے تو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص

کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے پھر وہ حلال نہ ہوتی کہ دونوں سے حلال ہو۔“ میں کہہ میں آئی تو مجھے حیض آ رہا تھا۔ (حیض کی بنا پر) میں نے بیت اللہ کا طواف کیا نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ میں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: ”اپنا سر (یعنی بال) کھول لو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔“ میں نے ایسے ہی کیا۔ جب میں نے حج پورا کر لیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے (میرے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تعیم کی طرف بھیجا تو میں نے عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تیرے اس عمرے کی جگہ ہے (جو تجھ سے رہ گیا تھا)۔“ تو جنھوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر وہ حلال ہو گئے پھر انھوں نے منی سے واپس آنے کے بعد اپنے حج کا ایک اور طواف کیا لیکن جنھوں نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا تھا انھوں نے صرف ایک طواف کیا۔

قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذَا فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا»، فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطْفِ بِالنَّبِيتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَنْقِضِي رَأْسَكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ» فَقَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ قَالَ: «هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكَ» فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالنَّبِيتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مَنَى لِحَجَّتِهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”عمرے کا احرام باندھا“ تفصیل سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔ ② ”اپنا سر کھول

لو.....“ ان الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام چھوڑ کر صرف حج کا احرام باندھا تھا اور انھوں نے صرف حج کیا تھا جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج اور عمرہ دونوں کیے تھے جیسا کہ گزشتہ روایت میں اس کی تفصیل ہے۔ ”عمرہ چھوڑ دے“ سے مراد یہ ہے کہ عمرے کے افعال و اعمال چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے کیونکہ عمرے کے اعمال حج کے اعمال میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور نبی ﷺ کا یہ فرمانا: ”تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال ہو گئی“ اس بات

1

حکم بھی یہی ہے۔ ① اگر قربانی کا جانور ساتھ ہو تو وہ وہیں ذبح کر دیا جائے گا خواہ جل ہو یا حرم۔

(المعجم ۶۰) - كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ

باب: ۶۰- شرط لگاتے وقت کیا کہے؟

(التحفة ۶۰)

۲۷۶۷- حضرت ہلال بن خباب نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر سے آدمی کے احرام حج میں شرط لگانے کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے: شرط تو لوگوں کے درمیان ہوتی ہے (نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ)۔ تو میں نے انھیں حضرت عکرمہ والی روایت بیان کی جو انھوں نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی تھی کہ حضرت ضامہ بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو میں کیسے کہوں؟ آپ نے فرمایا: ”تو (احرام کے وقت) کہہ: میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہوگی جہاں تو مجھے روک لے۔ (یعنی جہاں بیماری مجھے عاجز کر دے)۔ پھر جو تو اپنے رب سے شرط لگائے گی، تجھے اس پر عمل کرنے کا حق ہوگا۔“

۲۷۶۷- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الثُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ الْأَخْوَلُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنِ خَبَابٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَحُجُّ يَشْتَرِطُ قَالَ: الشَّرْطُ بَيْنَ النَّاسِ، فَحَدَّثَنِي حَدِيثُهُ - يَعْنِي عِكْرِمَةَ - فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضَبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: لَيْتَكَ اللَّهُمَّ! لَيْتَكَ وَمَجْلِي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ تَخْسِنِي فَإِنَّ لَكَ عَلَى رَبِّكَ مَا اسْتَشَيْتَ».

فائدہ: ”شرط لوگوں کے درمیان ہوتی ہے“ چونکہ حضرت سعید بن جبیر کو مذکورہ حدیث کا علم نہیں تھا لہذا

انھوں نے ایسے کہا۔ جب نبی ﷺ شرط لگوار ہے ہیں تو پھر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

۲۷۶۸- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: ۲۷۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

۲۷۶۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الاشتراط في الحج، ح: ۱۷۷۶، والترمذي، الحج، باب ما جاء في الاشتراط في الحج، ح: ۹۴۱ من حديث هلال به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۴۹، وانظر نيل المصنوع، ح: ۱۴۴۳ لحال هلال ابن خباب.

۲۷۶۸- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر الموض ونحوه، ح: ۱۲۰۸ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۴۷. * شعيب هو ابن إسحاق.

حج میں شرط لگانے کا بیان

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَعِكْرِمَةَ يُخْبِرَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ ضَبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَهْلَ؟ قَالَ: «أَهْلِي وَاشْتَرِطِي أَنْ مَحَلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

۲۷۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں بیمار ہوں اور میں حج کا ارادہ بھی رکھتی ہوں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم حج کو جاؤ لیکن شرط لگا لو کہ میں وہاں حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“

۲۷۶۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ضَبَاعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي شَاكِيَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «حُجِّي وَاشْتَرِطِي إِنْ مَحَلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي».

اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: میں نے (اپنے استاد) عبدالرزاق سے پوچھا: کیا ہشام اور زہری دونوں حضرت عائشہ کا نام لیتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ إِسْحَاقُ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ: كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ، هِشَامٌ وَالزُّهْرِيُّ؟ قَالَ: نَعَمْ!.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت معمر کے علاوہ کسی نے زہری

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ

جج میں شرط لگانے کا بیان

سے متصل مرفوع بیان کی ہو۔ (مگر اس سے معمر کی روایت کمزور نہیں بنتی کیونکہ معمر بذات خود ثقہ راوی ہیں۔)

باب: ۶۱۔ جس شخص نے شرط نہیں لگائی

وہ حج سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

(المعجم ۶۱) - مَا يَفْعَلُ مَنْ حُجِسَ عَنِ

الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنْ اشْتَرَطَ (التحفة ۶۱)

۲۷۷۰- حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ (والد

محترم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما احرام حج میں شرط لگانے کا انکار فرماتے تھے اور کہتے تھے: کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں؟ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے پھر وہ ہر چیز سے (جو احرام میں ممنوع تھی) حلال ہو جائے حتیٰ کہ آئندہ سال حج کرے اور جانور بھی ذبح کرے۔ اور اگر جانور نہ پائے تو روزے رکھے۔

۲۷۷۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكَرُ الْأَشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنْ حُجِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا وَيُهْدِي وَيَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَذِيًا.

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے واقف نہ ہوں گے ورنہ جس نبی اکرم

ﷺ کی سنت وہ بتلا رہے ہیں اسی نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”شرط لگا۔“ جس طرح نبی ﷺ کی سنت کافی ہے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا فرمان بھی چون و چرا کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ اور شرط والی یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں مذکور ہے۔ اس کی متابعت بھی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ کرام حضرت عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اسی کے قائل ہیں لہذا شرط لگانا بلاشبہ صحیح ہے۔ ② ”بیت اللہ کا طواف کرے“ بشرطیکہ وہ وہاں تک پہنچ سکے حضرت ضباعہ والی روایت میں تو بجز کی صورت ہے ظاہر ہے ایسی صورت میں تو جہاں عجز طاری ہو وہیں حلال ہونا (احرام کھولنا) پڑے گا البتہ اگر وہ فرض حج کا احرام تھا تو آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا اگر وہ طاقت پائے ورنہ اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عمرہ حدیبیہ میں راستے ہی میں حلال ہو گئے تھے۔ اور کہیں ذکر نہیں کہ آپ نے ان صحابہ کو قفعا کا حکم دیا ہو۔

قربانی کے اونٹ کو اشعار کرنے کا بیان

۲۷۷۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا

مَعْمَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ،

أَنَّهُ كَانَ يُنَكِّرُ الْإِسْتِزَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ:

مَا حَسَبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ؟ إِنَّهُ لَمْ يَشْتَرِطْ

فَإِنْ حَبَسَ أَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَأْتِ الْبَيْتَ

فَلْيَطُفْ بِهِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ

لِيُخْلِقْ أَوْ لِيَقْصُرَ ثُمَّ لِيُخْلِلْ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ

مِنْ قَابِلٍ.

۲۷۷۱- حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر) کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ حج کے احرام میں شرط لگانے کا انکار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: کیا تمہیں تمہارے نبی ﷺ کی سنت کافی نہیں؟ کہ آپ نے شرط نہیں لگائی۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو (جب موقع ملے) بیت اللہ آئے اس کا طواف کرے، صفا مروہ کے درمیان سعی کرے پھر سر منڈوائے یا بال کٹوائے پھر حلال ہو جائے اور اس پر آئندہ سال حج ہوگا۔

فائدہ: ”آپ نے شرط نہیں لگائی“ شاید ان کا اشارہ عمرہ حدیبیہ کی طرف ہے کہ وہاں دشمن کی طرف سے رکاوٹ کا خطرہ تھا مگر آپ نے شرط نہیں لگائی جبکہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بعد کی ہے جس میں آپ نے شرط لگانے کا حکم دیا، دونوں پر عمل چاہیے جو شرط لگائے وہ شرط والی روایت پر عمل کرے اور جو شرط نہ لگائے وہ حضرت ابن عمر والی روایت پر عمل کرے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے دونوں باب قائم فرما کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ دونوں الگ الگ حالتوں میں قابل عمل ہیں۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ کسی صحیح یا قابل عمل حدیث کو بھی نہ چھوڑا جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سابقہ حدیث اور حدیث: ۲۷۶۶)

(المعجم ۶۲) - إِشْعَارُ الْهَنْدِيِّ (التحفة ۶۲) باب: ۶۲- قربانی کے اونٹ کو اشعار کرنا

۲۷۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُوَيْرٍ

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ

الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ. ح: وَأَخْبَرَنَا يَغْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۷۷۲- حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ حدیبیہ کے وقت ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ (مدینہ منورہ سے) نکلے حتیٰ کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے اونٹوں کو قلا دے ڈالے اور اشعار کیا اور

۲۷۷۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۱.

۲۷۷۲- أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذئ الحليفة ثم أحرم، ح: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵ من

حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۲.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدِ الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَذْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. مُخْتَصَرٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① "ایک ہزار اور چہ سو" دیگر روایات کی تصریح کے مطابق ان کی تعداد ۱۴۰۰ تھی، بعض حضرات نے ۱۵۰۰ بھی کہی ہے۔ پہلی بات زیادہ معتبر ہے۔ ② "قلا دے ڈالے" قلا دہ ان جانوروں کو پہنایا جاتا تھا جنہیں حرم میں ذبح ہونے کے لیے بھیجا جاتا تھا تا کہ یہ نشانی بن جائے اور کوئی شخص ان کی توہین نہ کرے یا ان پر زیادتی نہ کرے۔ قلا دہ ایک سادہ سا "ہار" ہوتا تھا۔ کسی رسی میں جوتے کا ٹکڑا درخت کا چھلکا یا ایسی ہی کوئی سادہ چیز ڈال کر جانور کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ کوئی فخر یہ نشانی نہیں ہوتی تھی لہذا یہ سادگی قائم رہی چاہیے۔ ③ "اشعار کیا" یہ بھی قربانی کے اونٹوں کی نشانی ہوتی تھی۔ اونٹوں کے علاوہ دوسرے جانوروں کو نہیں کیا جاتا تھا۔ اشعار یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کی دائیں جانب نیزے یا برچھے کے ساتھ ہلکا سا زخم کیا جاتا تھا اور نکلنے والے خون کو وہیں مل دیا جاتا تھا۔ اس سے پتا چل جاتا تھا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ اگر گرم ہو جائے تو دوسرے لوگ خود ہی حایوں کو پہنچادیں۔ کوئی چور وغیرہ اسے نہ چرائے اور اگر بالفرض اسے راستے میں ذبح کرنا پڑے تو صرف فقیر ہی اسے کھائیں وغیرہ۔ یہ کام قلا دے سے بھی چل سکتا تھا مگر چونکہ قلا دہ گلے سے اتر سکتا ہے ٹوٹ سکتا ہے وغیرہ لہذا ایسا نشان لگایا گیا جو زائل نہ ہو سکے۔ ④ اشعار سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام بلا کھٹکے کرتے رہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اشعار کو بدعت کہا۔ ان کے بقول یہ مثلہ ہے اور جانور کو بلا وجہ تکلیف دینا ہے لہذا انہیں کرنا چاہیے مگر حیرانی ہے کہ اس بات کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا نہ خلفائے راشدین کو اور نہ دیگر صحابہ کرام و تابعین عظام کو جبکہ یہ بدیہی باتیں ہیں۔ امام صاحب کی طرف سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں کفار جانوروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور جب تک انہیں اشعار نہ کیا جاتا وہ انہیں قربانی کے جانور نہیں سمجھتے تھے اور لوٹنے سے باز نہیں آتے تھے لہذا آپ نے مجبوراً ایسا کیا۔ یہ بات صرف عمرہ حدیبیہ کی حد تک چل سکتی ہے۔ جتہ الوداع میں تو پورا علاقہ اسلامی حکومت کے ماتحت آچکا تھا پھر بعد میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں تو حکومت

۲۴- کتاب مناسک الحج قربانی کے اونٹ کو اشعار کرنے کا بیان

عرب سے باہر نکل کر زخم کے وسیع علاقوں تک محیط ہو چکی تھی۔ اس وقت اشعار کس کے ڈر سے ہوگا؟ بہر حال امام صاحب کا قول درست نہیں۔ اسی وجہ سے ان کے شاگردان رشید بھی اس مسئلے میں ان کے ساتھ متفق نہیں۔ ⑤ اشعار چونکہ کوہان پر کیا جاتا ہے اور یہ چربی والی جگہ ہے، لہذا یہ زخم اونٹ کو محسوس نہیں ہوتا۔ جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ زیادہ خون بھی نہیں بہتا۔ اونٹ جیسے عظیم الجثہ جانور کے لیے یہ زخم نہ ہونے کے برابر ہے۔

۲۷۷۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَشْعَرَ بَدَنَهُ.

۲۷۷۵- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْنٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْعَرَ بَدَنَهُ مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَسَلَّتِ الدَّمَ عَنْهَا وَأَشْعَرَهَا.

۲۷۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ،

۲۷۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں کو اشعار کیا۔

باب: ۶۳- (کوہان کی) کس جانب اشعار کیا جائے؟

۲۷۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹوں کو دائیں جانب زخم لگایا پھر اس سے خون پونچھا۔ اس طرح آپ نے اشعار کیا۔

باب: ۶۴- (المعجم ۶۳) - أَيُّ الشَّقَيْنِ يُشْعَرُ (التحفة ۶۳)

۲۷۷۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ،

۲۷۷۵- أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْحَجَّ، بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَقُلْدَ بَذِي الْحَلِيفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ، ح: ۱۶۹۶، وَمُسْلِمٌ، الْحَجَّ، بَابُ اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ... الخ، ح: ۱۳۲۱/۳۶۲ من حديث أفلح به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۳.

۲۷۷۶- أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، الْحَجَّ، بَابُ إِشْعَارِ الْبَدَنِ وَتَقْلِيدِهِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، ح: ۱۲۴۳ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۴، وزاد: "وقلدها".

۲۷۷۴- أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذی الحلیفۃ ثم أحرم، ح: ۱۶۹۶، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدی إلى الحرم... الخ، ح: ۱۳۲۱/۳۶۲ من حدیث أفلح به، وهو فی الكبرى، ح: ۳۷۵۳.

۲۷۷۵- أخرجه مسلم، الحج، باب إشعار البدن وتقلیده عند الإحرام، ح: ۱۲۴۳ من حدیث قتادة به، وهو فی الكبرى، ح: ۳۷۵۴، وزاد: "وقلدها".

۲۷۷۶- [صحیح] انظر الحدیث السابق، وهو فی الكبرى، ح: ۳۷۵۵.

عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَوْثَىٰ كَيْفَ دُيَا تَوَاسٍ كَيْفَ كَوَانِ كَيْ دَائِيں
جانب اشعار کیا گیا، پھر آپ نے اس سے خون پونچھا۔
اور دو جوتے (رسی میں ڈال کر) اس کے گلے میں لٹکا
دیے۔ جب اوٹھی آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی تو آپ
نے بلند آواز سے لیک کہا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خون پونچھنے کا مطلب یہ ہے کہ زخم سے نکلنے والا خون ہاتھ وغیرہ سے کوہان کی اشعار
والی جانب پھیلا دیا جائے تاکہ دور سے نظر آئے۔ یہ مطلب نہیں کہ خون اس طرح صاف کیا جائے کہ نشان نہ
رہے۔ اس طرح تو اشعار کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ ② ”اپنی اوٹھی“ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے سب
اونٹوں کو اشعار نہیں کیا، بعض کو کیا۔ ③ ”بیداء پر چڑھی“ بیداء ذوالخلفہ سے بلندی پر تھا۔ اسے ٹیلہ یا پہاڑ بھی
کہا گیا ہے۔

باب: ۶۵- قلاوے بٹنا (تیار کرنا)

(المعجم ۶۵) - قَتَلَ الْقَلَائِدِ (التحفة ۶۵)

۲۷۷۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ
بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ
الْمَدِينَةِ فَأَقْتُلَ قَلَائِدَ هَذِيهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ
شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ بھی قربانی کی ایک صورت ہے کہ خود انسان اپنے گھر میں ٹھہرے اور قربانی کے جانور
کسی معتمد شخص کے ہاتھ مکہ مکرمہ بھیج دے کہ وہاں حرم میں ذبح ہوں۔ اور یہ افضل قربانی ہے۔ ② ”پرہیز نہیں
فرماتے تھے“ یعنی اس طرح جانور حرم میں بھیج دینے سے بھیجنے والا محرم نہیں بن جاتا کہ اس پر احرام کی پابندیاں
لاگو ہوں بلکہ عام کپڑے پہنے گا اور جماع وغیرہ بھی کر سکے گا البتہ ایک اور روایت میں قربانی کی نیت رکھنے
والے شخص کو ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد حجامت (بال اور ناخن کاٹنے) سے روکا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

الاضاحی، حدیث: ۱۹۷۷) مگر اس کا جانور بھیجنے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ حکم تو ہر قربانی کرنے والے کے لیے ہے یہاں کرے یا حرم میں بھیجے۔ ۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ جانور حرم کو بھیجنے والا حرم ہو جاتا ہے مگر یہ خیال درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۷۷۸- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّغَفَرَانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتُلُ فَلَائِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَنْعَثُ بِهَا، ثُمَّ يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ قَبْلَ أَنْ يَنْلُغَ الْهَذِي مَحِلَّهُ.

۲۷۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے قلاۃ بٹی (تیار کرتی) تھی، پھر آپ انھیں (حرم کے لیے) بھیج دیتے، پھر وہ سب کام کرتے جو ایک حلال شخص کرتا ہے۔ حالانکہ وہ جانور ابھی تک اپنی جگہ نہیں پہنچے ہوتے تھے۔

🌞 فائدہ: ”جو ایک حلال شخص کرتا ہے“ یعنی غیر محرم جو کچھ کرتا ہے مثلاً: جماع کرنا، سلے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا وغیرہ۔

۲۷۷۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَفْتُلُ فَلَائِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَقِيمُ وَلَا يُحْرِمُ.

۲۷۷۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یقیناً میں رسول اللہ ﷺ کے حرم کو بھیج جانے والے جانوروں کے قلاۃ تیار کرتی تھی، پھر (انھیں بھیجنے کے بعد) آپ مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرتے اور محرم نہیں بنتے تھے۔

۲۷۸۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۲۷۸۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں

۲۷۷۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۱۸۳، ۲۳۸ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۷، وأخرجه مسلم من حديث عبد الرحمن بن القاسم به، كما سيأتي، ح: ۲۷۹۷.

۲۷۷۹- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم... الخ، ح: ۱۳۲۱/ ۳۷۰ من حديث إسماعيل بن أبي خالد، والبخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ۱۷۰۴ من حديث عامر الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۸.

۲۷۸۰- أخرجه مسلم، ح: ۱۳۲۱/ ۳۶۶ من حديث أبي معاوية، والبخاري، ح: ۱۷۰۲ (انظر الحديث السابق من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۵۹).

قلاوہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

الضَّعِيفُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَقْبِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقْلُدُ هَذِيهٖ، ثُمَّ يَنْعَثُ بِهَا، ثُمَّ يَقِيمُ، لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِيهِ الْمُحَرَّمُ.

رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے قلاوے بٹی (تیار کیا کرتی) تھی۔ آپ وہ قلاوے ان جانوروں کو پہناتے، پھر انھیں حرم کے لیے بھیج کر خود مدینہ منورہ ہی میں رہتے اور کسی ایسی چیز سے اجتناب نہیں فرماتے تھے جس سے محرم اجتناب کرتا ہے۔

۲۷۸۱- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّعْفَرَانِيُّ عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَقْبِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِهَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

۲۷۸۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حرم کو بھیجی جانے والی بکریوں کے لیے قلاوے تیار کرتی تھی، پھر آپ (انھیں حرم کی طرف بھیجنے کے بعد) حلال رہتے۔

🌞 فائدہ: قلاوہ حرم کو جانے والے جانور کی خصوصیت ہے۔ حرم کے علاوہ ذبح ہونے والے جانوروں خواہ وہ قربانی ہی کے ہوں، کو قلاوے نہیں پہنائے جاسکتے ورنہ امتیاز ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ۶۶) - مَا يُقْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ (التحفة ۶۶)

باب: ۶۶- قلاوے کس چیز سے بٹے جائیں؟

۲۷۸۲- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ - يَغْنِي ابْنُ حَسَنٍ - عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ

۲۷۸۲- حضرت ام المؤمنین (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے وہ قلاوے اون سے بٹے تھے جو ہمارے پاس تھے، پھر آپ (قلاوے والے جانوروں کو حرم بھیجنے کے بعد) ہم میں رہے۔ وہ تمام کام کرتے

۲۷۸۱- أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ۱۷۰۳، ومسلم، الحج، باب استحباب بعت الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه... الخ، ح: ۱۳۲۱/۳۶۵ من حديث منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۱.

۲۷۸۲- أخرجه مسلم، ح: ۱۳۲۱/۳۶۴ من حديث حسين بن الحسن (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الحج، باب القلائد من المعن، ح: ۱۷۰۵ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۱.

الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ أَصْبَحَ فِينَا فَيَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

تھے جو ایک حلال شخص یا عام آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کر رہے۔

☀ فائدہ: عہن رنگ دار روئی یا اون کو کہتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ قلادہ روئی یا اون ہی سے تیار کیا جائے بلکہ کسی بھی میسر چیز سے تیار کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۶۷) - تَقْلِيدُ الْهَدْيِ (التحفة ۶۷)

باب: ۶۷- حرم کو جانے والے قربانی

کے جانوروں کو قلادے ڈالنا

۲۷۸۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحِلِّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَذْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ».

۲۷۸۳- حضرت حفصہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں مگر آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے سر کو گوند لگائی ہے اور جانوروں کو قلادے ڈالے ہیں، لہذا میں حلال نہیں ہوں گا حتیٰ کہ میں جانور ذبح کروں۔“

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۸۳.

۲۷۸۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانِ الْأَعْرَجِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي جَانِبِ

۲۷۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا، پھر اس سے خون دور فرمایا اور دو جوتے اس کے گلے میں لٹکائے، پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر

۲۷۸۳- [صحیح] تقدم، ح: ۲۶۸۳، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۲، والموطأ (يحيى): ۱/ ۳۹۴.

۲۷۸۴- أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ۱۲۴۳ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۳، وانظر الحديث المتقدم، ح: ۲۷۷۵.

قلاوہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

بیداء پر چڑھی تو آپ نے بلیک کہا اور ظہر کی نماز کے وقت احرام باندھا۔ اور حج کا بلیک پکارا۔

السَّامِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ وَقَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءُ لَبَّى وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهْلًا بِالْحَجِّ.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۵۸.

باب: ۶۸- اونٹوں کو قلاوہ ڈالنا

(المعجم ۶۸) - تَقْلِيدُ الْإِبِلِ (التحفة ۶۸)

۲۷۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے اونٹوں کے قلاوے اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر آپ ﷺ نے وہ قلاوے ان کے گلوں میں لٹکائے اور انھیں اشعار کیا اور انھیں بیت اللہ کی طرف بھیجا مگر خود (مدینہ منورہ میں) تشریف فرما رہے۔ آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہ ہوئی جو پہلے حلال تھی۔ (یعنی آپ پر احرام کی پابندیاں لاگو نہ ہوئیں۔)

۲۷۸۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ فَلَايِدَ بُذْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَوَجَّهَهَا إِلَى الْبَيْتِ وَبَعَثَ بِهَا وَأَقَامَ فَمَا حَرَّمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حَلَالًا.

فائدہ: اونٹ کو قلاوہ ڈالنا (جب اسے حرم میں ذبح ہونے کے لیے بھیجا جائے) منفقہ بات ہے۔ کسی کو اختلاف نہیں۔ یاد رہے جانور کو قلاوہ ڈالنے اور کسی کے ہاتھ حرم بھیجنے سے انسان حرم نہیں ہوتا۔

۲۷۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے اونٹوں کے قلاوے تیار کیے پھر آپ (انھیں حرم میں بھیجنے کے باوجود) نہ تو حرم بنے اور نہ کسی قسم کے کپڑے پہننے ترک کیے (جو حرم کو ترک کرنے پڑتے ہیں)۔

۲۷۸۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ فَلَايِدَ بُذْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ يُحْرَمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ.

۲۷۸۵- [صحیح] تقدم مختصراً، ح: ۲۷۷۴، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۴.

۲۷۸۶- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۷۷۸، وسيأتي، ح: ۲۷۹۷، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۵، وأخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في تقليد الهدي للمقيم، ح: ۹۰۸، عن قتبية به، وقال: "حسن صحيح".

(المعجم ۶۹) - تَقْلِيدُ الْغَنَمِ (التحفة ۶۹)

باب: ۶۹- بکریوں کو قلاوہ ڈالنا

۲۷۸۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ: عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَنَمًا.

۲۷۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے جانوروں کے قلاوے تیار کیا کرتی تھی جبکہ وہ جانور بکرے بکریاں تھے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوا بکریوں کو بھی قلاوہ ڈالا جائے گا کیونکہ جو علت اونٹوں اور گایوں کو قلاوہ ڈالنے کی ہے وہ بکریوں میں بھی موجود ہے مگر مالکیہ اور احناف بکری کو قلاوہ ڈالنے کے خلاف ہیں کیونکہ ”بکری چھوٹا اور کمزور جانور ہے“ حالانکہ قلاوہ کون سا من دوسن کا ہوتا ہے کہ بے چاری بکری مر جائے گی۔ وہ تو صرف ایک علامت ہے حرم کے جانور کی۔ بکری چھوٹا جانور ہے تو اس کے گلے میں چھوٹا قلاوہ ڈال دیا جائے نیز ایسی عقلی توجیہات وہاں کارآمد ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ کی کوئی قولی، فعلی یا تقریری حدیث موجود نہ ہو۔ صریح روایات کی موجودگی میں ایسی باتیں کرنا رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دینے کے مترادف ہے۔ ممکن ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کو یہ روایات نہ پہنچی ہوں، مگر بعد والوں کو تو پہنچ چکی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک ہی حج فرمایا تھا۔ اس میں بکریاں نہیں لے گئے حالانکہ احادیث میں صراحت ہے کہ آپ قربانی کے جانور حرم بھیجا کرتے تھے اور خود مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہتے تھے۔ اور یہ نبی ﷺ کے حج مبارک سے پہلے کی بات ہے۔

۲۷۸۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُهْدِي الْغَنَمَ.

۲۷۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریاں بھی حرم کو بھیجا کرتے تھے۔

۲۷۸۹- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ۲۷۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

۲۷۸۷- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۸۱، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۶.

۲۷۸۸- أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ۱۷۰۱، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى

الحرم... الخ، ح: ۳۷۲۱/۱۳۶۷ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۷.

۲۷۸۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۶۸.

۲۴- کتاب مناسک الحج

43



٢٧٩١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٠.

٢٧٩٢- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح: ١٣٢١/٣٦٨ من حديث عبد الصمد به، وهو في الكبرى: ٣٧٧١.

الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَقْلُدُ الشَّاةَ فَيُرْسَلُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَلَالًا لَمْ يُحْرِمَ مِنْ شَيْءٍ.

(المعجم ۷۰) - تَقْلِيدُ الْهَذْيِ نَعْلَيْنِ

(التحفة ۷۰)

باب: ۷۰- حرم کو جانے والے جانور

کے گلے میں دو جوتے لٹکانا

۲۷۹۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے اونٹ کو کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا پھر اس سے خون دور کیا پھر آپ نے اسے دو جوتے گلے میں ڈالے پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی تو آپ نے حج کا لبیک کہا اور ظہر کی نماز کے وقت احرام باندھا۔ اور حج کا لبیک پکارا۔

۲۷۹۳- أَخْبَرَنَا يَنْعُقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانٍ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَذْيَ مِنْ جَانِبِ السَّنَامِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ، ثُمَّ قَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءُ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهْلًا بِالْحَجِّ.

☀ فائدہ: قلاوے میں جوتوں کے علاوہ درخت کا چھلکا وغیرہ بھی ڈالا جاسکتا ہے۔

باب: ۷۱- جب کوئی شخص قربانی کے جانور

کو قلاوہ ڈالے تو کیا وہ محرم بن جاتا ہے؟

(المعجم ۷۱) - هَلْ يُحْرِمُ إِذَا قَلَّدَ؟

(التحفة ۷۱)

۲۷۹۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب

۲۷۹۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۴- کتاب مناسک الحج قلاہ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا كَانُوا حَاضِرِينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ بَعَثَ بِالْهَدْيِ فَمَنْ شَاءَ أَحْرَمَ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ.

صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہوتے تھے تو وہ (بسا اوقات) قربانی کے جانور حرم کو بھیجتے تھے۔ پھر جو چاہتا احرام باندھ لیتا جو نہ چاہتا نہ باندھتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کو قربانی کا جانور بھیجنے کے بعد شرعاً احرام کی پابندیاں لاگو نہیں ہوتیں جیسا کہ مندرجہ بالا کئی احادیث سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے طور پر یہ پابندیاں اپنے آپ پر لاگو کرنا چاہے تو اس کی مرضی۔ ظاہر ہے کہ شریعت عام اباحت میں کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ ضرور سلعے ہوئے کپڑے پہنے یا خوشبو لگائے یا حجامت بنوائے وغیرہ لہذا یہ روایت پہلی روایات کے خلاف نہیں بلکہ یہ تو ان کی صراحۃً تائید کرتی ہے۔

(المعجم ۷۲) - هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ إِحْرَامًا (التحفة ۷۲)

باب ۷۲- کیا قربانی کے جانور کو قلاہہ ڈالنا احرام کا موجب ہے؟

۲۷۹۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَقْبِلُ فَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ يَقْلُدُهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَا يَدْعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا أَحَلَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتَّى يُنَحَرَ الْهَدْيُ.

۲۷۹۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلاہے اپنے ہاتھوں سے بنا کرتی تھی پھر رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ قلاہے ان کے گلوں میں ڈالتے تھے پھر انھیں میرے والد محترم کے ساتھ حرم کی طرف بھیجتے تھے پھر آپ کوئی ایسی چیز ترک نہیں فرماتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر رکھا تھا۔ آپ قربانی کا جانور ذبح ہونے کا انتظار نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: یہ مسئلہ سابقہ احادیث سے بھی صراحۃً ثابت ہو چکا ہے البتہ وہ شخص جو قلاہہ ڈالے ہوئے جانوروں کے ساتھ حرم کو جائے گا، وہ محرم بن جائے گا لیکن یہ احرام میقات سے شروع ہوگا، خواہ قلاہے پہلے سے ڈالے

۲۷۹۵- أخرجه البخاري، الحج، باب من قلد القلائد بيده، ح: ۱۷۰۰، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح: ۱۳۲۱/۳۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/۳۴۰، ۳۴۱، والكبرى، ح: ۳۷۷۴.

۲۴- کتاب مناسک الحج قلاۃ اور اس سے متعلق احکام و مسائل

ہوئے ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانور بھیجنا ۹ ہجری کی بات ہے۔

۲۷۹۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَفُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَقِيلُ فَلَايِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

۲۷۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حرم جانے والے جانوروں کے لیے قلاۃ بنا کرتی تھی پھر آپ کسی ایسی چیز سے پرہیز نہیں فرماتے تھے جن سے محرم پرہیز کرتا ہے۔

۲۷۹۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ أَقِيلُ فَلَايِدَ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا قَالَتْ: وَلَا نَعْلَمُ الْحَاجَّ يُحِلُّهُ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

۲۷۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کے قلاۃ خود بنا کرتی تھی تو آپ (انہیں حرم بھیجنے کے بعد) کسی چیز سے اجتناب نہیں فرماتے تھے۔ فرماتی ہیں: ہمیں معلوم ہے کہ حاجی کو بیت اللہ کا طواف ہی حلال کرتا ہے۔

فائدہ: ”کسی چیز سے اجتناب“ یعنی جماع وغیرہ سے اجتناب نہیں فرماتے تھے۔ اور یہ دلیل ہے کہ آپ محرم نہیں ہوتے تھے ورنہ محرم تو جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کر لے جماع نہیں کر سکتا، عمرے کا احرام ہو یا حج کا۔ حج کا احرام اگرچہ منیٰ میں قربانی ذبح ہونے کے بعد کھولا جاتا ہے مگر بیوی سے جماع جائز نہیں جب تک وہ طواف زیارت نہ کر لے۔ عمرے کے احرام میں تو کوئی اشکال ہی نہیں۔

۲۷۹۸- أَخْبَرَنَا فُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ،

۲۷۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بلاشبہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے حرم جانے والے جانوروں

۲۷۹۶- أخرجه مسلم، ح: ۱۳۲۱/۳۶۰ من حديث سفیان بن عیینة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۷۶.

۲۷۹۷- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۷۷۸، وأخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدى إلى الحرم... الخ، ح: ۱۳۲۱/۳۶۱ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۷۷.

۲۷۹۸- [صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۱۰۲، ۲۱۸، ۲۳۶ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۷۸، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

کے قلاوے خود بنا کرتی تھی پھر انھیں قلاوے ڈال کر حرم کی طرف روانہ کیا جاتا جبکہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ ہی میں) مقیم رہتے تھے اور اپنی عورتوں (کے ساتھ جماع) سے پرہیز نہیں فرماتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ لِأَفْتِلُ قَلَانِدَ هَذِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيُخْرِجُ بِالْهَذِي مَقْلَدًا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُقِيمٌ مَا يَمْتَنِعُ مِنْ نِسَائِهِ.

۲۷۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں یعنی بکریوں کے لیے قلاوے بنا کرتی تھی پھر آپ انھیں حرم کی طرف بھیجتے پھر ہم میں حلال شخص کی طرح رہتے تھے۔

۲۷۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَبْرِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ قَلَانِدَ هَذِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعُثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

باب ۷۳- قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جانا

(المعجم ۷۳) - سَوَقُ الْهَذِي (التحفة ۷۳)

۲۸۰۰- حضرت محمد (باقر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ جیزہ الوداع میں اپنے قربانی کے جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔

۲۸۰۰- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَاقَ هَذِيًا فِي حَجِّهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① قربانی کے جانور جو حرم کو لے جائے جائیں انھیں قلاوہ ڈالا جائے۔ اونٹ ہوں تو انھیں اشعار بھی کیا جائے اور انھیں ہانک کر لے جایا جائے۔ سواری والے جانور پیچھے پیچھے چلیں۔ اس میں قربانی کے جانوروں کا احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر کا اظہار ہے نیز وہ اپنی مرضی کے مطابق چلیں گے۔ انھیں پیچھے پیچھے بھاگنا نہیں پڑے گا۔ ② باب کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں: ”قربانی کے جانور ساتھ لے کر جانا“ تو پھر باب کا مقصد یہ ہوگا کہ قربانی کا جانور ساتھ لے جانا افضل ہے بجائے وہاں جا کر خریدنے کے کیونکہ اس میں

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

قربانی کے جانور پر سوار ہونے کا بیان

مشقت بھی زیادہ ہے اور شعائر اللہ کا اظہار بھی ہے۔ سنت رسول یہی ہے، مگر چونکہ آپ کے سامنے کثیر صحابہ قربانی کے جانور مدینہ منورہ سے ساتھ لے کر نہیں گئے تھے لہذا جانور ساتھ لے جانا ضروری نہیں کیونکہ ہر شخص اتنی مشقت اور اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۴) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ (التحفة ۷۴) باب: ۷۴۔ قربانی کے اونٹ پر

سوار ہونا؟

۲۸۰۱۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ: «إِرْكَبْهَا» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «إِرْكَبْهَا وَيْلَكَ». فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّلَاثَةِ

۲۸۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا (اور خود پیچھے پیدل چل رہا تھا۔) آپ نے فرمایا: ”اس پر سوار ہو جا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”سوار ہو جا تجھ پر افسوس!“ یہ آپ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اصل تو یہی ہے کہ قربانی کا اونٹ آگے آگے خالی جائے۔ اس پر بوجھ لدا ہوا ہونا اس پر سواری کی جارہی ہو۔ یہ اس کے احترام کا تقاضا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی اونٹنی اور تھی، قربانی کے اونٹ الگ تھے۔ مگر ممکن ہے کوئی شخص تنگ دست ہو۔ اس کے پاس ایک ہی اونٹ ہو جسے وہ قربانی کے طور پر ذبح کرنا چاہتا ہے۔ سواری کے لیے کوئی الگ اونٹ میسر نہیں۔ فاصلہ بعید ہے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اس پر سوار ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ حدیث: ۲۸۰۴ سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ احتاف قربانی کے جانور پر سوار ہونے کے لیے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ شخص چلنے سے عاجز آچکا ہو اور چل نہ سکتا ہو۔ اگر چل سکتا ہو تو پھر وہ سوار نہیں ہو سکتا۔ مگر احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص چل رہا تھا بلکہ آپ کے مجبور کرنے پر سوار ہوا۔ وہ سوار نہ ہونا چاہتا تھا۔ ② پہلی دفعہ فرمانے پر وہ اس لیے سوار نہ ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو علم نہ ہو کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ دوبارہ پھر وہ سوار نہ ہوا کہ ابھی متردد تھا، پھر جب آپ نے سختی سے فرمایا اور اس کو بھی کوئی اشکال باقی نہ رہا تو پھر وہ سوار ہوا۔ ③ ”تجھ پر افسوس!“ ظاہر اتو یہ بددعا ہے

۲۸۰۱۔ أخرجه البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، ح: ۶۱۶۰ عن قتيبة، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ۱۳۲۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۷۷، والكبير، ح: ۳۷۸۱.

۲۴- کتاب مناسک الحج - قربانی کے جانور پر سوار ہونے کا بیان

مگر عرف عام میں یہ کلمہ ترم و شفقت ہے۔ آپ کا مقصود بھی بددعا دینا نہ تھا۔ ⑤ ”دوسری یا تیسری دفعہ“ آئندہ حدیث میں ”چوتھی دفعہ“ کا ذکر بھی ہے۔ ⑥ جس طرح مجبوراً سوار ہونا جائز ہے اسی طرح اس پر سامان سفر بھی لا دیا جاسکتا ہے۔

۲۸۰۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: «إِرْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «إِرْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «إِرْكَبْهَا وَنِلَّكَ».

۲۸۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پیدل ایک اونٹ کو ہانکتا لے جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس پر سوار ہو جا۔“ اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو سوار ہو جا۔“ اس نے پھر کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے چوتھی دفعہ فرمایا: ”اس پر سوار ہو جا۔ تجھ پر افسوس!“

(المعجم ۷۵) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ (التحفة ۷۵) باب: ۷۵- جسے چلنے میں مشقت ہو، اس کے لیے قربانی کے جانور پر سوار ہونا

۲۸۰۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً وَقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ قَالَ: «إِرْكَبْهَا» وَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً.

۲۸۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کا جانور ہانک کر لے جا رہا تھا۔ وہ بے چارہ بڑی مشقت سے چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس اونٹ پر سوار ہو جا۔“ اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”سوار ہو جا اگر چہ یہ قربانی کا ہے۔“

☀ فائدہ: اگر چلنے میں مشقت ہو تو قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سفر لمبا ہو تو یہ بھی مشقت ہی کی ایک صورت ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ بالکل چلنے سے عاجز ہو تب ہی سوار ہو۔ ضرورت کے وقت

۲۸۰۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۷۰/۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ۱۶۹۰، والحديث في الكبرى للنسائي، ح: ۳۷۸۲.

۲۸۰۳- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ۱۳۲۳ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۸۳.

۲۴- کتاب مناسک الحج

حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

سوار ہو سکتا ہے البتہ اگر الگ سواری موجود ہو تو قربانی کے اونٹ پر سوار نہیں ہونا چاہیے۔ احرام ضروری ہے۔

حج

(المعجم ۷۶) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوفِ

باب: ۷۶- قربانی کے جانور پر اچھے

(التحفة ۷۶)

طریقے سے سوار ہونا چاہیے

۲۸۰۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُسْأَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِرْكَبَهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا».

۲۸۰۴- حضرت ابو زبیر بیان کرتے ہیں کہ میرے

سامنے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے قربانی کے اونٹ

پر سوار ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اس

پر اچھے طریقے سے سواری کر جب تجھے ضرورت پیش

آئے حتیٰ کہ تجھے سواری مل جائے۔“

حج

فائدہ: آخری الفاظ: ”حتیٰ کہ تجھے سواری مل جائے“ سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ضرورت سے مراد سواری

کا نہ ہونا ہے نہ کہ چلنے سے بالکل عاجز آ جانا لہذا سواری نہ ہو سفر لمبا ہو تو قربانی کے جانور پر سوار ہو سکتا ہے

البتہ سواری کرتے وقت بھی اس کا احترام قائم رکھے یعنی اسے نہ بھگائے نہ مارے نہ سب و شتم کرے بلکہ اسے

اپنی مرضی کے مطابق چلنے دے۔ جب وہ تھک جائے تو آرام کرنے دے۔ چارے وغیرہ کا بھی خیال رکھے۔

(المعجم ۷۷) - إِبَاحَةُ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ

باب: ۷۷- جس آدمی کے ساتھ قربانی

کا جانور نہ ہو وہ حج کے احرام کو عمرے

لِمَنْ لَمْ يَسِقِ الْهَدْيَ (التحفة ۷۷)

کے احرام میں بدل سکتا ہے؟

۲۸۰۵- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ

۲۸۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم

(حجۃ الوداع میں مدینہ منورہ سے) رسول اللہ ﷺ کے

حج

۲۸۰۴- أخرجه مسلم، ح: ۱۳۲۴ من حديث يحيى بن سعيد القطان به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۸۴.

۲۸۰۵- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ۱۵۶۱، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ۱۲۸/۱۲۱۱ من حديث جرير بن

عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۸۵.

حج

حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

ساتھ چلے۔ ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب ہم مکہ کمرہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا (اور صفامروہ کے درمیان سعی کی)۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ تو جو شخص قربانی ساتھ نہیں لائے تھے وہ حلال ہو گئے۔ آپ کی بیویاں بھی قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائی تھیں وہ بھی حلال ہو گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے تو حیض آنے لگا تھا لہذا میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی تھی۔ جب محصب والی رات (چودھویں) ہوئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ حج اور عمرہ کر کے (اپنے گھروں کو) جائیں گے اور میں صرف حج کر کے جاؤں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہم مکہ کمرہ آئے تھے تو تم نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے بھائی (حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ) کے ساتھ معتمیم کے مقام پر جاؤ اور عمرے کا احرام باندھو پھر (عمرے کی ادائیگی کے بعد) ہمیں فلاں مقام پر آ ملنا۔“

الْأَسْوَدُ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالنَّبِيِّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقٍ الْهَدْيِ أَنْ يَجْلُ فَحَلَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقٍ الْهَدْيِ وَنَسَاؤُهُ لَمْ يَسْتَفْنَ فَأَخْلَلْنَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالنَّبِيِّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَضْبَةِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَزْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ، قَالَ: «أَوْ مَا كُنْتُ طُفْتُ لِيَالِي قَدِمْنَا مَكَّةَ» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكَ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلِي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا».

فائدہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیلی فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۶۳، ۲۷۶۵۔ باقی رہا باب والا

مسئلہ کہ کیا ہرج کے احرام والا جس کے ساتھ قربانی نہ ہو عمرہ کر کے حلال ہو سکتا ہے؟ حلال ہو سکتا ہے یہی بات درست ہے۔ امام احمد اور اہل ظاہر اسے اب بھی جائز سمجھتے ہیں بلکہ بعض محققین کے نزدیک احرام حج والا مکہ میں آئے تو لازماً اس کے حج کا احرام عمرے میں بدل جائے گا اور اسے حلال ہونا ہی پڑے گا وہ چاہے یا نہ چاہے۔ تمتع قیامت تک کے لیے جائز ہے کیونکہ قرآن مجید میں اس کی صریح اجازت ہے اور خطاب بھی عام ہے۔

۲۸۰۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۲۸۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كِتَابَهُ (حِجَّةُ الْوُدَاعِ فِي) نَكَلَةٍ تَوَهَّارِ

حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

ارادہ حج ہی کا تھا۔ جب ہم مکہ مکرمہ سے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ”جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہے وہ (طواف کرنے کے بعد) اپنے احرام پر قائم رہے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائے۔“

عَائِشَةُ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي أَنْ يَحِلَّ».

۲۸۰۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے، یعنی نبی ﷺ کے صحابہ نے خالص حج کا احرام باندھا تھا۔ کسی اور چیز کی نیت نہیں تھی۔ صرف حج کی نیت تھی۔ ہم ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ آئے تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا: ”اس احرام کو عمرہ بنا لو اور (عمرہ کر کے) حلال ہو جاؤ۔“ آپ کو یہ بات پہنچی کہ ہم کہہ رہے ہیں: جب ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن کا فاصلہ رہ گیا ہے تو آپ ہمیں حلال ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ ہم منیٰ کو جائیں گے تو گویا ہمارے اعضائے تناسل منیٰ بہا رہے ہوں گے۔ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ”جو بات تم نے کہی ہے وہ مجھے پہنچ گئی ہے۔ یقیناً میں تم سب سے بڑھ کر نیک اور پرہیزگار ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں خود حلال ہو جاتا۔ اور اگر مجھے اس بات کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منیٰ سے آئے تو رسول اللہ ﷺ

۲۸۰۷- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ خَالِصًا وَحْدَهُ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً» فَلَبَّغَهُ عَنَّا أَنَّا نَقُولُ: لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسُ أَمْرًا أَنْ نَحِلَّ فَنَرْوِحَ إِلَى مِنَى وَمَذَا كِيرُنَا تَقْطُرُ مِنَ الْمَنَى، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَنَا فَقَالَ: «قَدْ بَلَغَنِي الَّذِي قُلْتُمْ، وَإِنِّي لَا أَبْرُكُكُمْ وَأَتَقَاكُمْ وَلَوْلَا الْهَذِي لَحَلَلْتُ وَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَذْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ» قَالَ: وَقَدِمَ عَلَيَّ مِنَ الِيمَنِ فَقَالَ: «بِمَا أَهْلَلْتُ؟» قَالَ: «بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ» قَالَ: «فَأَهْدِ وَأَمْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ»

۲۴- کتاب مناسک الحج

حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

قَالَ: وَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنِ جُعْشُمٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ عُمَرَتَنَا هَذِهِ لِعَامِنَا هَذَا أَوْ لِلْأَبَدِ قَالَ: «هِيَ لِلْأَبَدِ».

نے پوچھا: ”تم نے کیا احرام باندھا ہے؟“ انھوں نے کہا: جو نبی ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم (یوم نحر کو) جانور ذبح کرنا۔ اور تم محرم رہو جس طرح تم ہو۔“ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں: کیا اس ہمارے عمرے کی اجازت صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ”ہمیشہ کے لیے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کسی اور چیز کی نیت نہیں تھی“ شروع میں ایسا ہی تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا، پھر مکہ مکرمہ کے قریب جا کر عمرے کے لزوم کا حکم اترا تو وہاں سب نے حج کے ساتھ عمرہ بھی داخل کر لیا، پھر قربانیوں والے محرم رہے، دوسرے عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ حج کا احرام الگ باندھا۔ یہ توجیہ بہتر ہے کیونکہ اس طرح تمام احادیث اپنے معنی پر رہتی ہیں۔ ② ”منی بہا رہے ہوں گے“ یہ بطور مبالغہ کہا کہ حج سے اس قدر قریب جماع کرنا مناسب نہیں۔ یہ تہیج کے لیے الفاظ ذکر کر دیے ورنہ انھیں کوئی بیماری تو نہیں تھی کہ ایسے ہوتا۔ اور حج کو تو احرام باندھ کر جانا تھا۔ ③ ”تم سے بڑھ کر نیک“ یعنی جس کام کا میں حکم دوں جو کام میں کروں اس سے پرہیز کرنا حماقت ہے۔ اگر وہ کام قبیح ہوتا تو میں حکم ہی نہ دیتا۔ ④ ”جس کا بعد میں پتا چلا“ کہ عمرہ کرنا لازم ہو جائے گا۔ ⑤ ”ہمیشہ کے لیے“ یعنی تمتع قیامت تک کے لیے جائز ہے۔

۲۸۰۸- حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں کیا ہمارا یہ عمرہ (یعنی ایام حج کے دوران میں) صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ”ہمیشہ کے لیے۔“

۲۸۰۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ عُمَرَتَنَا هَذِهِ لِعَامِنَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هِيَ لِلْأَبَدِ».

۲۸۰۸- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التمتع بالعمرة إلى الحج، ح: ۲۹۷۷ من حديث عبد الملك

ابن مبسر به، وهو في الكبير، ح: ۳۷۸۸. * طاوس، تابعه جابر بن عبد الله الأنصاري عن سراقه به، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۱۱۹/۷، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۲۶۴۸ فالحديث صحيح.

۲۴- کتاب مناسک الحج _____ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

۲۸۰۹- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ سُرَاقَةُ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا: أَلَنَا خَاصَّةٌ أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ: «بَلْ لِأَبَدٍ».

۲۸۰۹- حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا پھر ہم نے کہا: کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔“

۲۸۱۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ - عَنْ رِبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَسُخُّ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةٌ أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٍ قَالَ: «بَلْ لَنَا خَاصَّةٌ».

۲۸۱۰- حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانا صرف ہمارے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ”بلکہ صرف ہمارے لیے ہے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سند اضعیف ہے لہذا حجت نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ موقف درست ہے جو سابقہ صحیح احادیث: ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰ میں بیان ہوا ہے۔

۲۸۱۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَيَّاشِ الْعَامِرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ فِي مُتَعَةِ الْحَجِّ قَالَ: «كَانَتْ لَنَا رُخْصَةٌ».

۲۸۱۱- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے تمتع کے بارے میں منقول ہے کہ یہ صرف ہمارے لیے رخصت تھی۔

۲۸۰۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۸۹.

۲۸۱۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمره، ح: ۱۸۰۸ من حديث عبد العزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۰. * الحارث بن بلال مستور.

۲۸۱۱- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ۱۶۱ / ۱۲۲۴ من حديث عبد الرحمن بن مهدي به، ولم يذكر الأعمش، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۱، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن الأعمش به أيضًا، ح: ۱۶۰ / ۱۲۲۴.

حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۸۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَارِثِ بْنَ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فِي مُتَعَةِ الْحَجِّ: لَيْسَتْ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِي شَيْءٍ إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۲۸۱۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تمتع کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے لیے نہیں۔ نہ تمہارا اس سے کوئی تعلق ہے۔ یہ تو صرف ہم یعنی اصحاب محمد ﷺ کے لیے رخصت تھی۔

۲۸۱۳- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَتِ الْمُتَعَةُ رُخْصَةً لَنَا.

۲۸۱۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمتع، صرف ہمارے لیے رخصت تھی۔

۲۸۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهْلَهْلٍ عَنْ بَيَّانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي السَّعْنَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ فَقُلْتُ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَجْمَعَ الْعَامَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَوْ كَانَ أَبُوكَ لَمْ يَهْمَ بِذَلِكَ، قَالَ: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتَعَةُ لَنَا خَاصَّةً.

۲۸۱۴- حضرت عبدالرحمن بن ابوسعفاء سے روایت ہے کہ میں حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ابراہیم تیمی کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں اس سال حج اور عمرہ اکٹھا کروں۔ حضرت ابراہیم کہنے لگے: اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ یہ ارادہ نہ کرتا پھر انھوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا فرمان ذکر کیا کہ (یہ خصوصی) تمتع صرف ہمارے لیے ہی تھا۔

۲۸۱۲- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۲.

۲۸۱۳- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۳.

۲۸۱۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۸۱۱، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۴، ومسلم من حديث بيان به.

۲۴- کتاب مناسک الحج ج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

فائدہ: یہ آثار (اقوال صحابہ) ہیں جو ان کی لاعلمی پر مبنی ہیں اس لیے احادیث کے مقابلے میں حجت نہیں۔

۲۸۱۵- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ
ابن عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ
عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
كَانُوا يَزُونُ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ
أَفْجَرِ الْمُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ
الْمُحَرَّمَ صَفْرَ وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ
وَعَفَا الْوَبْرَ وَانْسَلَخَ صَفْرٌ أَوْ قَالَ: دَخَلَ
صَفْرٌ فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرَ، فَقَدِمَ
النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةِ مُهَلِّينَ
بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً
فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: «الْحِلُّ كُلُّهُ».

۲۸۱۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
اہل جاہلیت یہ سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا
زمین پر سب سے بڑا گناہ ہے۔ وہ محرم کو صفر بنا لیا
کرتے تھے اور کہتے تھے: جب اونٹوں کی پشت پر لگنے
والے زخم ٹھیک ہو جائیں اور خوب اونٹ آگ آئے اور صفر
(محرم) گزر جائے یا انھوں نے کہا: صفر کا مہینہ شروع ہو
جائے تو پھر عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ حلال ہوتا
ہے۔ نبی ﷺ (حجۃ الوداع میں) اور آپ کے صحابہ چار
ذوالحجہ کی صبح کو حج کی لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے تو
آپ نے انھیں حکم دیا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا
لیں۔ یہ چیز ان کے نزدیک بڑی شاق تھی (کہ وہ حلال
ہو جائیں) تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس قسم
کی حلت؟ آپ نے فرمایا: ”پوری حلت۔“

فوائد ومسائل: ① ”سب سے بڑا گناہ ہے“ ان کا خیال تھا کہ حج کے مہینوں میں صرف حج ہی کرنا چاہیے۔

عمرے کے لیے بعد میں الگ سے سفر کیا جائے تاکہ بیت اللہ سارا سال آباد رہے۔ چونکہ اس میں دور سے
آنے والے لوگوں کے لیے تنگی تھی لہذا شریعت نے دور سے آنے والوں کے لیے حج سے پہلے عمرے کی
اجازت دے دی جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اب بھی بہتر یہی ہے کہ حج کے دنوں میں حج ہی کیا جائے۔
عمرہ حج کے علاوہ باقی دنوں میں کیا جائے تاکہ بیت اللہ سارا سال آباد رہے۔ ویسے ان کے نزدیک تمتع بھی جائز
ہے البتہ افضل نہیں۔ ② حج کے مہینوں سے مراد ہیں: شوال ذوالقعدہ ذوالحجہ کے پہلے ۹ دن کیونکہ ان دنوں میں
حج کا احرام باندھا جاسکتا ہے۔ بعض نے پورا ذوالحجہ بھی مراد لیا ہے کیونکہ اس کا نام ہی حج کا مہینہ ہے لہذا ان
کے نزدیک عمرہ ذوالحجہ کے بعد ہی ہونا چاہیے، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھی۔ ③ ”محرم کو
صفر“ ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم تین مہینے اکٹھے حرمت کے ہیں۔ جب کفار کو مسلسل تین مہینے حرمت کے گزارنے

۲۸۱۵- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقرآن والإفراد بالحج ... الخ، ح: ۱۵۶۴، ومسلم، الحج،
باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ۱۲۴۰ من حديث وهب به، وهو في الكبير، ح: ۳۷۹۵.

۲۴۔ کتاب مناسک الحج جج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدلنے کا بیان

مشکل ہو جاتے تو وہ محرم کو صفر قرار دے لیتے۔ اپنی نگلی دور کرنے کے بعد صفر کو محرم قرار دے لیتے اور حرمت کی پابندیوں پر عمل کرتے تاکہ گنتی پوری ہو جائے مگر یہ شریعت کے ساتھ مذاق ہے کہ اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے شریعت کا حکم بدل دیا جائے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں: ﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ (التوبة: ۳۷) عربی میں اس فعل کو نسی (تاخیر) کہا جاتا ہے۔ ⑤ ”زخم ٹھیک ہو جائیں“ حج کے سفر کے دوران میں پالان لگ لگ کر پیٹھ پر زخم بن جاتے تھے۔ ان کا مطلب تھا کہ جب تک وہ زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے عمرے کا سفر شروع نہ کیا جائے۔ ⑥ ”اون اگ آئے“ پالانوں کی وجہ سے اون جھڑ جاتی تھی نیز زخموں والی جگہ بھی اون سے خالی ہو جاتی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ دوبارہ اچھی طرح اون اگ آئے تب عمرے کا سفر شروع کیا جائے۔ ⑦ ”اور صفر گزر جائے“ مراد محرم ہے کیونکہ وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے لہذا دوسرا جملہ ”یا صفر شروع ہو جائے“ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس دوسرے جملے میں صفر سے حقیقی صفر مراد ہے یعنی محرم گزر جائے اور صفر شروع ہو جائے تو پھر وہ عمرہ کرنے کے قائل تھے۔ (باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔)

۲۸۱۶۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ - وَهُوَ الْقُرَيْشِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَهْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ وَأَهْلَ أَصْحَابِهِ بِالْحَجِّ وَأَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ أَنْ يَجْلُ وَكَانَ فِيمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلَحَهُ بْنُ عَبِيدٍ اللَّهُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّ.

۲۸۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں (وہ عمرہ کر کے) حلال ہو جائیں۔ اور جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے ان میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور ایک اور شخص شامل تھے لہذا وہ دونوں حلال ہو گئے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ”عمرے کا احرام باندھا“ یہ الفاظ کثیر روایات کے خلاف ہیں جن میں آپ کے حج کے احرام کا ذکر ہے اس لیے ان الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو دیگر روایات کے مخالف نہ ہو کہ آپ نے عمرے کو حج کے احرام میں داخل فرمایا اور دونوں کو ایک احرام سے ادا فرمایا۔ ② ”وہ دونوں حلال ہو گئے“ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہی دو اشخاص تھے جن کے پاس جانور نہیں تھے لہذا صرف یہ دونوں حلال ہوئے لیکن صورت حال اس سے یکسر مختلف ہے۔ قربانی ساتھ لے جانے والے چند افراد تھے۔ اکثر صحابہ

۲۸۱۶۔ أخرجه مسلم، الحج، باب في منعة الحج، ح: ۱۲۳۹ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۶.

قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائے تھے بلکہ صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تو قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے اور وہ حلال نہیں ہوئے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۵۱) اور یہی بات صحیح ہے۔ اس روایت میں وہم ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۳۵۰-۳۲۹/۲۲)

۲۸۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَاهَا، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَذِي فَلْيَحِلِّ الْحِلَّ كُلَّهُ، فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ».

۲۸۱۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ عمرہ ہے۔ ہم نے (حج کے ساتھ) اس کا فائدہ اٹھایا ہے لہذا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ مکمل طور پر حلال ہو جائے اور سن لو کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”لہذا“ یعنی عمرہ کرنے کی وجہ سے ہمارا حج تمتع بن گیا ہے لہذا عمرے اور حج کے درمیان حلال ہونا چاہیے تاکہ عمرے کی اپنی جداگانہ حیثیت واضح ہو البتہ شرط یہ ہے کہ ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو۔ ② ”عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے“ اس کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں: ① حج کے دنوں میں عمرہ کیا جاسکتا ہے کوئی پابندی نہیں۔ ② حج اور عمرہ اکٹھے ہو گئے لہذا حج کا احرام باندھ کر عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو سکتا ہے۔ ③ عمرے کے افعال الگ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر حج اور عمرہ اکٹھے (قرآن کی صورت میں) ادا ہو رہے ہیں تو صرف حج کے افعال کافی ہیں۔ صرف نیت میں عمرہ ہوگا۔ افعال حج ہی کے ہوں گے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے۔ ④ عمرہ حج میں داخل ہے لہذا حج فرض ہونے کے بعد عمرہ ضروری نہیں رہا۔ حج ہی سے کفایت ہو جائے گی۔ ان چاروں معانی میں سے پہلے معنی متفق علیہ ہیں۔ دوسرے معنی صرف امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیسرے معنی امام شافعی کے نزدیک اور چوتھے معنی صرف احناف کے نزدیک معتبر ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۸) - مَا يَجُوزُ لِلْمَحْرَمِ أَكُلُهُ
باب: ۷۸- محرم کے لیے کون سا شکار
مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ۷۸)

۲۸۱۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۲۸۱۸- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

۲۸۱۷- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ج: ۱۲۴۱ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۷.

۲۸۱۸- أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ۵۷/۱۱۹۶ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب ما

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

أَبِي النَّضْرِ، عَنْ نَافِعِ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بَبْغُصِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُخْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُخْرِمٍ وَرَأَى جِمَارًا وَخَشِيئًا فَاسْتَوَى عَلَى فَرْسِهِ، ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُتَاوَلُوهُ سَوَطُهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمَحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْجِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ، فَأَذْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ».

محرم سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حتیٰ کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے تو کچھ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے پیچھے رہ گئے۔ وہ ساتھی محرم تھے مگر وہ (ابوقتادہ) محرم نہیں تھے۔ انھوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انھیں ان کا کوڑا پکڑا دیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا پھر انھوں نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو انھوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے (خود اتر کر) اسے (یعنی کوڑا) اٹھایا اور پھر جنگلی گدھے کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ نے اس کا گوشت کھا لیا اور کچھ نے انکار کیا پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے تو آپ سے اس کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ کھانا تھا جو اس نے تمہیں کھانے کے لیے مہیا فرمایا تھا۔“

 فوائد و مسائل: ① یہ عمرے کے سفر کی بات ہے۔ اس عمرے کو عمرۃ الہدیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ۶ ہجری میں ہوا۔ ② ”وہ محرم نہیں تھے“ دراصل آپ نے انھیں کسی اور کام پر بھیجا تھا۔ ③ ”انھوں نے انکار کیا“ کیونکہ محرم کے لیے شکار کرنا بھی منع ہے اور کسی شکار میں تعاون کرنا بھی حرام ہے۔ ④ اگر محرم نے خود شکار نہ کیا ہو اور نہ شکار ہی میں کچھ تعاون کیا ہو تو وہ محرم اس شکار کا گوشت کھا سکتا ہے بشرطیکہ شکار کرنے والا اور ذبح کرنے والا حلال ہو، محرم نہ ہو۔ بعض دوسری احادیث میں یہ شرط بھی ہے کہ شکار کرنے والے شخص نے وہ شکار محرم کے لیے نہ کیا ہو بلکہ اپنے لیے کیا ہو، بعد میں وہ بطور تحفہ محرم کو دے تو وہ کھا سکتا ہے۔ دیکھیے: (مسند احمد: ۳۰۲/۵) وجامع الترمذی، الحج، حدیث: ۸۳۹) یہ احادیث صحیح ہیں لہذا یہ شرط بھی ضروری ہے۔ اختلاف بلاوجہ اس شرط کو ضروری نہیں سمجھتے مگر اس طرز عمل سے بہت سی احادیث عمل سے رہ جائیں گی جو یقیناً غیر مناسب بات ہے۔ ہر صحیح حدیث واجب العمل ہے۔ ⑤ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ ⑥ مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے گا اگرچہ اس کی رائے کی مخالفت کی گئی ہو۔ ⑦ جب کسی مسئلے میں اختلاف واقع ہو جائے تو نص کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

۲۸۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَنَحْنُ مُخْرِمُونَ فَأَهْدَيْ لَهُ طَيْرٌ وَهُوَ رَاقِدٌ فَأَكَلَ بَعْضُنَا وَتَوَرَّعَ بَعْضُنَا فَاسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ فَوَقَّ مَنَ أَكَلَهُ وَقَالَ: أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۸۱۹- حضرت عبدالرحمن تیمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم سب محرم تھے۔ انھیں ایک پرندے کا گوشت بطور تحفہ بھیجا گیا۔ وہ سو رہے تھے۔ ہم میں سے کچھ نے وہ گوشت کھا لیا اور کچھ نے پرہیز کیا۔ اتنے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جاگ پڑے تو انھوں نے ان لوگوں کی تائید کی جنہوں نے گوشت کھایا تھا اور فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی پرندے کا گوشت کھایا تھا۔

۲۸۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الصَّمَرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُخْرِمٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالرُّوْحَاءِ إِذَا جِمَارٌ وَخَشٍ عَقِيرٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ

۲۸۲۰- حضرت (زید بن کعب) بہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے۔ آپ احرام باندھے ہوئے تھے حتیٰ کہ جب وہ (لوگ) مقام روعاء میں پہنچے تو انھوں نے ایک زخمی جنگلی گدھا دیکھا۔ اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے کچھ نہ کہو۔ ہو سکتا ہے اسے زخمی کرنے والا آجائے۔“ اتنے میں وہ بہری بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اس جنگلی گدھے کو آپ اپنی مرضی کے مطابق استعمال فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تو

۲۸۱۹- أخرجه مسلم، ح: ۱۱۹۷ (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۹۹.

۲۸۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۵۲/۳ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۵۱/۱، والكبرى، ح: ۳۸۰۰، وصححه ابن حبان، ح: ۹۸۳، وقال موسى بن هارون: "الصحيح أن الحديث من مسند عمير بن سلمة، ليس بينه وبين النبي ﷺ أحد".

محرم سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

صَاحِبُهُ» فَجَاءَ الْبَهْرِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! شَأْنُكُمْ بِهَذَا الْحِمَارِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَّمَهُ بَيْنَ الرَّفَاقِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأَثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرَجِ إِذَا ظَنِّي حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ وَفِيهِ سَهْمٌ فَرَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

انہوں نے اسے تمام ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ جب رویثہ اور عرج کے درمیان اٹایہ مقام پر پہنچے تو ایک ہرن سائے میں سر جھکائے کھڑا آرام کر رہا تھا اور اس میں ایک تیر گھسا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا: اس کے پاس کھڑا رہتا کہ کوئی شخص اسے پریشان نہ کرے حتیٰ کہ قافلہ اس سے آگے گزر جائے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”بہری“ یعنی قبیلہ بہر کا ایک فرد۔ ان کا نام زید بن کعب ہے اور یہ صحابی ہیں۔ ② ”جنگلی گدھا“ یہ دراصل جنگلی گائے ہوتی ہے لیکن چونکہ اس کا پاؤں گدھے کی طرح خم دار ہوتا ہے اس لیے اس معمولی مناسبت کی وجہ سے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے ورنہ حقیقتاً وہ گدھا نہیں ہوتا۔ تبھی تو کھانا جائز ہے۔ ③ ”اسے کچھ نہ کہو“ محرم کو اجازت نہیں کہ وہ کسی جانور کا شکار کرے یا شکار کیے ہوئے کو پکڑے یا ذبح کرے ہاں کوئی غیر محرم شخص اپنی مرضی سے اسے شکار کر کے بلکہ ذبح کر کے محرم کو دے دے تو وہ کھا سکتا ہے جیسا کہ اس بہری نے کیا تھا ورنہ وہ جانور کو اسی طرح رہنے دیں جیسا کہ بعد میں ہرن کے ساتھ ہوا۔ ④ روحاء مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب تیس چالیس میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات اٹایہ، رُوَيْثَہ اور عَرَج بھی مکہ کو جاتے ہوئے راستے میں آتے ہیں۔ ⑤ ”سائے میں“ ایک ٹیلے کی اوٹ میں پناہ لیے کھڑا تھا۔

باب: ۹- کس قسم کا شکار محرم کے لیے

کھانا جائز نہیں؟

(المعجم ۷۹) - مَا لَا يَجُوزُ لِلْمَحْرَمِ

أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ۷۹)

۲۸۲۱- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے منقول

ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جنگلی گدھا بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ اس وقت ابواء یا

۲۸۲۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ،

۲۸۲۱- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب: إذا أهدى للمحرم حملاً وحشياً حيّاً لم يقبل، ح: ۱۸۲۵، ومسلم،

الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ۱۹۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يعني): ۳۵۳/۱، والكبرى،

ح: ۳۸۰۱.

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِمَارَ وَخْشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: «أَمَّا إِنَّهُ لَمْ نَزِدْهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ».

وہاں مقام میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ انھیں واپس کر دیا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کے غم و تاسف کو ملاحظہ فرمایا تو فرمانے لگے: ”ہم نے یہ صرف اس لیے تجھے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”پیش کیا“ بعض دوسری روایات میں صراحت ہے کہ وہ زندہ نہیں تھا بلکہ ذبح شدہ کا کچھ حصہ پیش کیا گیا تھا۔ ② ابواء اور ودان، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یہ دونوں مقامات قریب قریب ہیں۔ ③ ”واپس کر دیا“ حالانکہ سابقہ روایات کے مطابق آپ نے حضرت ابوقحافہ اور بہزی سے شکار قبول فرما لیا تھا اس لیے اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہو گیا۔ صحیح اور محقق بات جس سے تمام صحیح احادیث پر عمل ہو جاتا ہے یہ ہے کہ پہلے دو حضرات نے وہ جانور اپنے لیے شکار کیے تھے۔ بعد میں انھیں خیال آیا تو انھوں نے محرمین کو بطور ہدیہ دے دیے لہذا ان کا کھانا محرمین کے لیے جائز تھا جبکہ حضرت صعب نے وہ جانور شکار ہی نبی ﷺ کے لیے کیا تھا کہ آپ کو تحفہ پیش کر سکیں لہذا وہ محرمین کے لیے کھانا جائز نہیں تھا۔ یہ تفصیل حدیث نمبر ۲۸۳۰ میں آرہی ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے جن میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق و دیگر محدثین رحمہم شامل ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہہ غیر محرم کے ہر شکار کو محرم کے لیے جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس نے کوئی تعاون نہ کیا ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اس نے وہ شکار اپنے لیے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور بعض نے قرآن مجید کی آیت کے ظاہر و حرم علیکم صید البر ما دُمتم حُرماً (المائدہ: ۹۶) اور حضرت صعب والی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے محرم کے لیے شکار کھانا کسی بھی حال میں جائز قرار نہیں دیا مگر ان دونوں مسلکوں پر عمل کرنے سے بہت سی احادیث عمل سے رہ جاتی ہیں جو یقیناً نامناسب ہے اس لیے جمہور اہل علم کا مسلک ہی صحیح ہے کیونکہ اس میں سب متعلقہ احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہہ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ صدقہ نہیں لیتے تھے ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔

۲۸۲۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْبَلَ

۲۸۲۲- حضرت صعب بن جثامہ رحمہہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے حتی کہ جب آپ ودان میں پہنچے تو آپ نے ایک جنگلی گدھا (میرے پاس بطور تحفہ) دیکھا۔ آپ نے وہ مجھے واپس فرما دیا اور فرمانے

محرم سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

حَتَّىٰ إِذَا كَانَ يَوْمُ ذِي الْحِجَّةِ رَأَىٰ جِمَارَ وَحْشٍ فَرَزَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّا حُرْمٌ لَا نَأْكُلُ الصَّيْدَ»۔
 لگے: ”ہم محرم ہیں۔ یہ شکار نہیں کھا سکتے (کیونکہ یہ ہمارے لیے شکار کیا گیا ہے)۔“

۲۸۲۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِرَزِيدِ بْنِ أَرْقَمٍ: مَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدَىٰ لَهُ غُضُوْ صَيْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقْبَلْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔
 ۲۸۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نہیں جانتے کہ نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں شکار کیے ہوئے جانور کا ایک ٹکڑا پیش کیا گیا تھا جبکہ آپ محرم تھے، لہذا آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت زید نے کہا: ہاں! (میں جانتا ہوں)۔

فائدہ: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ جانور زندہ آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ ذبح شدہ جانور کا ٹکڑا پیش کیا گیا تھا۔ احناف کہتے ہیں کہ آپ نے اس لیے واپس فرما دیا کہ اس نے زندہ شکار پیش کیا تھا اور ذبح کرنا محرم کے لیے جائز نہیں تھا حالانکہ اگر یہی بات ہوتی تو آپ فرما سکتے تھے کہ تم ذبح کر کے لاؤ۔ اس روایت سے احناف کی تردید ہوتی ہے۔ صحیح بات حدیث نمبر: ۲۸۲۱ میں گزر چکی ہے۔

۲۸۲۴- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَىٰ وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَزِيدُ بْنُ أَرْقَمٍ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ بَسْتَذْكِرُهُ: كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أَهْدَىٰ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ؟ قَالَ:
 ۲۸۲۴- حضرت طاووس سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں یاد کرواتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے شکار کے گوشت کے بارے میں کیسے بتایا تھا جو رسول اللہ ﷺ کو احرام کی حالت میں پیش کیا گیا تھا؟ وہ فرمانے لگے: ہاں ہاں! ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں شکار شدہ جانور کے گوشت کا ٹکڑا پیش کیا تھا تو آپ نے

۲۸۲۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، ح: ۱۸۵۰ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۰۳، وصححه ابن حبان، ح: ۹۸۱۔

۲۸۲۴- أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ۱۱۹۵ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۰۴۔

محرم سے متعلق احکام و مسائل

نَعَمْ أَهْدَى لَهُ رَجُلٌ عُضْوًا مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ وَقَالَ: «إِنَّا لَا نَأْكُلُ إِنَّا حُرْمٌ»۔ اسے واپس فرما دیا تھا نیز فرمایا: ”ہم یہ نہیں کھا سکتے۔ ہم محرم ہیں۔“

۲۸۲۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ حِمَارٍ وَخَشٍ تَقَطَّرُ دَمًا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يَقْدِيدُ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنگلی گدھے کی ایک ران پیش کی جس سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ آپ اس وقت محرم تھے اور مقام قدید میں فروکش تھے۔ تو آپ نے اسے واپس فرما دیا۔

☀️ فائدہ: قدید بھی ایک مقام کا نام ہے۔ پچھلی احادیث میں ودان یا ابواء کا ذکر ہے۔ یہ سب مقامات قریب قریب ہیں۔ کوئی اختلاف نہیں۔ دو شہروں کی درمیانی جگہ کو کسی شہر کی طرف بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔

۲۸۲۶- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَغْنِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ وَحَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَابِتٍ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ حِمَارًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو ایک جنگلی گدھا بطور تحفہ پیش کیا جبکہ آپ محرم تھے لہذا آپ نے وہ انھیں واپس فرما دیا۔

(المعجم ۸۰) - إِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَقَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ أَيَاكُلُهُ أَمْ لَا (التحفة ۸۰)

باب: ۸۰- اگر محرم (شکار دیکھ کر) ہنس پڑے جس سے حلال شخص کو شکار کا پتا چل جائے پھر وہ اسے شکار کرے تو کیا محرم اسے کھا سکتا ہے؟

۲۸۲۵- [صحیح] أخرجه مسلم، ح: ۵۴/۱۱۹۴ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرى،

ح: ۳۸۰۵.

۲۸۲۶- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۰۶.

۲۸۲۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: انْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمِ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِي ضَجِكَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارٌ وَخَسٌ فَطَعَنَتْهُ فَاسْتَعَثَّهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْضَعَ فَرَسِي شَاوَا وَأَسِيرُ شَاوَا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ بِالسُّقْبَا، فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشَوْا أَنْ يُقْتَطِعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ، فَانْتَظَرْتُهُمْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حِمَارَ وَخَسٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ: «كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ».

۲۸۲۷- حضرت عبداللہ بن ابوقادہ نے کہا کہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ والے سال گئے۔ ان کے ساتھیوں نے احرام باندھ رکھا تھا مگر انھوں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ (وہ کہتے ہیں کہ) میں ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھا تھا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ میں نے (ادھر ادھر) دیکھا تو مجھے ایک جنگلی گدھا نظر آیا۔ میں نے نیزے سے اس پر وار کیا (اور اسے شکار کر لیا) اس سے پہلے) میں نے ان سے (شکار کے سلسلے میں) مدد طلب کی تھی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا (کیونکہ وہ محرم تھے) پھر ہم نے اس شکار کا گوشت کھایا۔ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہمیں دشمن کہیں رسول اللہ ﷺ سے منقطع نہ کر دے۔ میں اپنے گھوڑے کو تیز بھاگاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (انھیں مطلع کرنے کے لیے) چلا۔ کبھی میں گھوڑے کو تیز بھاگاتا تھا اور کبھی آہستہ چلاتا تھا۔ (راستے میں) میں آدھی رات کو بنو غفار کے ایک آدمی کو ملا۔ میں نے اس سے پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: میں آپ کے پاس سے چلا تو آپ سقیا مقام پر قیلولہ فرما رہے تھے۔ میں آپ کو جالام۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے صحابہ آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (سلام و دعا) عرض کرتے ہیں۔ انھیں خطرہ ہے کہ کہیں دشمن (ان پر حملہ کر کے) انھیں آپ سے منقطع نہ کر

محرم سے متعلق احکام و مسائل

دے اس لیے آپ رک کر ان کا انتظار فرمائیں۔ آپ نے ان کا انتظار فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ گوشت باقی ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”کھاؤ۔“ حالانکہ وہ محرم تھے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اگر محرم شکاری کے ساتھ کوئی تعاون نہ کرے اور اسے مطلع کرنے کے لیے نہ ہنسنے بلکہ اتفاقاً شکار دیکھ کر ہنس پڑے اور اس سے شکاری کو اندازہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسا شکار جو حلال آدمی نے کیا ہو محرم بھی کھا سکتے ہیں بشرطیکہ شکاری نے خاص ان کے لیے شکار نہ کیا ہو۔ ② روایت تفصیلاً گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث: ۲۸۱۸۔ ③ حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کے احرام نہ باندھنے کی ایک اور وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس وقت تک مواقت مقرر نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت حرم شروع ہونے سے پہلے پہلے کہیں سے بھی احرام باندھا جاسکتا تھا۔ میقات حجۃ الوداع میں مقرر ہوئے، مگر یہ وجہ اتنی قوی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ وجہ تو سب کے لیے برابر تھی جبکہ دوسروں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ لازماً کوئی اور وجہ تھی جس کا ذکر ہو چکا۔ واللہ اعلم۔

۲۸۲۸- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ: فَأَهْلُوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي فَأَضْطَدْتُ حِمَارَ وَخْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي مِنْهُ وَهُمْ مُخْرِمُونَ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةٌ فَقَالَ: «كُلُّوهُ» وَهُمْ مُخْرِمُونَ.

۲۸۲۸- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں گیا۔ سب لوگوں نے عمرے کا احرام باندھ لیا۔ میں نے نہ باندھا، پھر میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا اور اپنے محرم ساتھیوں کو اس کا گوشت کھلایا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتلایا کہ ہمارے پاس اس کا بچا ہوا گوشت موجود ہے۔ آپ نے (حاضرین سے) فرمایا: ”کھاؤ۔“ حالانکہ وہ محرم تھے۔

(المعجم ۸۱) - إِذَا أَشَارَ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ (التحفة ۸۱)

باب: ۸۱- اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے اور غیر محرم اسے شکار کرے تو؟

۲۸۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا فِي مَسِيرٍ لَهُمْ بَعْضُهُمْ مُحْرِمٌ وَبَعْضُهُمْ لَيْسَ بِمُحْرِمٍ، قَالَ: فَرَأَيْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ الرُّمْحَ وَاسْتَعْتَنَّهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَخْتَلَسْتُ سَوْطًا مِنْ بَعْضِهِمْ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَأَصَبْتُهُ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَأَشْفَقُوا، قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ أَشْرْتُمْ أَوْ أَعَشْتُمْ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَكُلُوا».

۲۸۲۹- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (لوگ) اپنے ایک سفر میں جا رہے تھے۔ ان میں سے کچھ محرم تھے کچھ غیر محرم۔ ابو قتادہ نے کہا کہ میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ نیزہ پکڑا۔ میں نے ان سے مدد طلب کی مگر انھوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے زبردستی ان میں سے کسی سے کوڑا چھینا اور گدھے پر حملہ کر دیا۔ میں نے اسے شکار کر لیا۔ انھوں نے بھی اس سے کھالیا، پھر انھیں ڈر محسوس ہوا (کہ کہیں یہ ناجائز نہ ہو) تو نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم نے (شکار کی طرف) اشارہ کیا تھا؟ کیا تم نے کوئی مدد کی تھی؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھا سکتے ہو۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے سوالات سے معلوم ہوا کہ اگر انھوں نے اشارہ کیا ہوتا یا کچھ مدد کی ہوتی تو ان کے لیے وہ شکار کھانا جائز نہ ہوتا اور یہی باب کا مقصد ہے کیونکہ اشارہ یا تعاون کرنا شکار کرنے کے مترادف ہے۔ اور شکار کرنا محرم کے لیے ناجائز ہے۔

۲۸۳۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۲۸۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

۲۸۲۹- أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ۱۱۹۶/۶۱ من حديث شعبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب: لا يشير المحرم إلى الصيد لكي يصطاده الحلال، ح: ۱۸۲۴ من حديث عثمان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۰۹.

۲۸۳۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، ح: ۱۸۵۱، والترمذي، الحج، باب ما جاء في أكل الصيد للمحرم، ح: ۸۴۶ عن قتية به، وقال الترمذي: "المطلب لا نعرف له سماعاً من جابر"، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۴۱، وابن حبان، ح: ۹۸۰، والحاكم على شرط ۴۴

محرم سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ عَمْرِو، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صَبَدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَادَ لَكُمْ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تمہارے لیے خشکی کا شکار کھانا حلال ہے بشرطیکہ تم نے شکار نہ کیا ہو اور نہ تمہارے لیے شکار کیا گیا ہو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرِو لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ قَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ راوی حدیث عمرو بن ابی عمرو علم حدیث میں قوی نہیں اگرچہ امام مالک نے ان سے روایت لی ہے۔

🌞 نوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا یہ فرمان محرمین کے لیے ہے۔ خشکی کی قید اس لیے لگائی کہ سمندری شکار قرآن کی رو سے منفقہ طور پر محرم کے لیے بھی کرنا جائز ہے اور کھانا بھی البتہ خشکی کا شکار محرم نہ خود کر سکتا ہے اور نہ کسی سے اس سلسلے میں تعاون کر سکتا ہے ہاں کسی حلال شخص نے اپنے لیے شکار کیا ہو پھر وہ اس سے محرم کو تحفہ دے دے تو وہ کھا سکتا ہے نیز اگر اس نے شکار محرم کے لیے کیا ہو تو محرم کے لیے وہ کھانا بھی جائز نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۸۳۱) ② امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ایک راوی عمرو بن ابی عمرو کو ضعیف کہا ہے مگر کثیر محدثین نے اسے قوی کہا ہے حتیٰ کہ امام بخاری و مسلم رحمہ اللہ تو اس کی حدیثیں اپنی صحیحین میں لائے ہیں لہذا یہ راوی ثقہ ہے۔ لیکن دوسری وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے جس کی صراحت تخریج میں ہے تاہم مسئلہ صحیح ہے۔

(المعجم ۸۲) - مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ، قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُورِ (التحفة ۸۲)

باب: ۸۲- محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ کاٹنے والے کتے کو قتل کرنا

۲۸۳۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ»

۲۸۳۱- حضرت ابن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ایسے ہیں کہ محرم کے لیے انہیں قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں: کوا، چیل

الشيخين: ۱/ ۴۵۲، ۴۷۶، وافقه الذهبي. * يعقوب هو الإسكندراني، وعمرو هو ابن أبي عمرو، والمطلب هو ابن عبد الله بن المطلب بن حنطب، ولم يسمع من جابر رضي الله عنه كما قال أبو حاتم الرازي وغيره.

۲۸۳۱- أخرجه البخاري، جزء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ۱۸۲۶، ومسلم، الحج، باب ما يتنب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الجبل والحر، ح: ۷۶/ ۱۱۹۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۵۶، والكبرى، ح: ۳۸۱۱.

جُنَاحٌ فَالْغُرَابُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْعَقْرَبُ، بَجَوْحٍ وَبَاورِ كَانْتِ وَالْاَكْتَا-
وَالْفَارَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① محرم کے لیے شکار منع ہے۔ اسی طرح کسی بھی جانور کو مارنا منع ہے لیکن موذی جانور ممکن ہے اس کے لیے مصیبت بن جائیں لہذا ان کی ایذا سے بچنے کے لیے انہیں قتل کرنے کی اسے رخصت دے دی گئی ہے خواہ وہ اسے نقصان نہ ہی پہنچائیں بلکہ محض خدشہ ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایذا کی بجائے ان جانوروں کو مارنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان کو کھایا نہیں جاتا لہذا محرم ہر ایسے جانور کو قتل کر سکتا ہے جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ لیکن پہلا موقف ہی صحیح ہے۔ ② ”کانتی والاکتا“ بعض اہل علم نے تمام درندوں کو اس میں داخل کیا ہے مثلاً: شیر، چیتا، بھیریا کیونکہ لغوی طور پر یہ سب کتے ہی ہیں اور بدرجہ اولیٰ کانتی والے ہیں۔ یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عجیب بات ہوگی کہ کتا مارنا تو جائز ہو جو کم کانتا ہے اور جس سے بچاؤ بھی ممکن ہے مگر شیر، چیتا وغیرہ کو مارنا جائز نہ ہو جس سے جان کا خطرہ ہے اور عموماً بچاؤ بھی ممکن نہیں۔ شریعت کے احکام مصلحت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور مصلحت کا لحاظ ضروری ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ احتلاف نے اس جگہ اہل ظاہر کی طرح جمود اختیار کیا ہے کہ ”صرف کتا ہی مارا جاسکتا ہے“ شیر وغیرہ نہیں کیونکہ تعداد پانچ سے بڑھ جائے گی“ حالانکہ روایات کو جمع کریں تو مذکورہ جانور ہی پانچ سے بڑھ جائیں گے مثلاً: اگلی روایت میں سانپ کا بھی ذکر ہے۔

(المعجم ۸۳) - قَتْلُ الْحَيَّةِ (التحفة ۸۳) باب: ۸۳- سانپ کو قتل کرنا (بھی محرم)

(کے لیے جائز ہے)

۲۸۳۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ: الْحَيَّةُ، وَالْفَارَةُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۲۸۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں محرم قتل کر سکتا ہے: سانپ، چوہا، چیل، سفید پیٹ یا پشت والا کوا اور کانتی والاکتا۔“

🌞 فائدہ: سانپ کا موذی ہونا واضح ہے۔ اوپر والی روایت میں سانپ کے بجائے بچھو کا ذکر ہے۔ دونوں

محرم سے متعلق احکام و مسائل

حشرات الارض سے ہیں اور زہریلے ہیں اس لیے دونوں کو ایک نوع میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ایک کا ذکر دوسرے کے ذکر سے مستثنیٰ کرتا ہے۔ دوسرے کاٹنے والے حشرات بھی اس حکم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ۸۴) - قَتْلُ الْفَأْرَةِ (التحفة ۸۴) باب: ۸۴- چوہے کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

۲۸۳۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذِنَ فِي قَتْلِ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابِّ لِلْمُحْرَمِ: الْغَرَابُ، وَالْجَذَاةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ.

۲۸۳۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو پانچ قسم کے جانور قتل کرنے کی اجازت دی ہے: کوا، چیل، چوہا، کاٹنے والا کتا اور بچھو۔

فائدہ: چوہا بھی فطر ناموڈی ہے۔ پلید ہونے کے ساتھ ساتھ بعض قیمتی چیزیں کتر دیتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پلید کر سکتا ہے۔ طاعون وغیرہ کا مبداء بھی یہی بنتا ہے لہذا مارا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۸۵) - قَتْلُ الْوَزَغِ (التحفة ۸۵) باب: ۸۵- چھپکلی کو قتل کرنا

۲۸۳۴- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَزْرَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ وَبِيَدَهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ: مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ: لِهَذِهِ الْوَزَغِ لِأَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلَّا يُطْفِئُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا هَذِهِ الدَّابَّةُ فَأَمَرْنَا بِقَتْلِهَا،

۲۸۳۴- حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جبکہ ان کے ہاتھ میں تیز نوک والی لاثمی تھی۔ وہ پوچھنے لگی: یہ کس لیے؟ فرمایا: ان چھپکلیوں کے لیے کیونکہ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہر جانور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ بجھانے میں کوشاں تھا مگر یہ چھپکلی۔ چنانچہ آپ نے ہمیں اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نے ہمیں گھروں میں رہنے والے باریک سانپوں کو قتل کرنے سے روکا، مگر دو دھاریوں والے اور چھوٹے سانپ کو قتل کیا جاسکتا ہے

۲۸۳۳- أخرجه مسلم، ح: ۷۷/۱۱۹۹ (انظر الحديثين السابقين) عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۳.

۲۸۳۴- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۴، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۳۲۳۱، وأحمد وغيرهما.

محرم سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

وَنَهَى عَنْ قَتْلِ الْحِجَّانِ إِلَّا ذَا الطُّفَيْتَيْنِ كَيْونَكَ يَهْ نَظَر خَتَم كَر دِيَتِي هِيں اور عورتوں كے حمل گرا
وَالْأَنْتَرِ فَإِنَّهُمَا يُطْمَسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ دِيَتِي هِيں۔
مَا فِي بَطُونِ النَّسَاءِ۔

فوائد و مسائل: ① چھکلی اور اس نوع كے دوسرے جانور زہریلے ہوتے ہیں۔ کسی كھانے پینے كی چیز میں گر جائیں تو اسے زہریلا كر دیتے ہیں حتی كہ موت كا سبب بن جاتے ہیں لہذا انھیں مارنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ اس روایت میں محرم كی صراحت نہیں مگر ایذا كی علت كی بنا پر وہ بھی اسے قتل كر سكتا ہے۔ ② ”آگ بجھانے میں“ یہ دلیل ہے كہ یہ جانور (چھکلی) طبعاً انسان كے لیے موزی ہے ورنہ اسے كیا پتا تھا كہ یہ آگ كس كو جلانے والی ہے؟ یہ بھی یاد رہے كہ اسے قتل كرنے كی اجازت اس كے طبعی ایذا كی وجہ سے ہے نہ اس لیے كہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام كی آگ میں تمھي كیونكہ وہ تو ایک مخصوص چھکلی كا فعل تھا۔ اس كی سزا پوری نسل كو تو نہیں دی جاسكتی۔ نیز اس كے لیے تو نبی اور كا فر برابر ہیں۔ وہ تو ہر ایک كو ایذا پہنچائے گی۔ ③ چھکلی میں اسی نوع كے اس سے بڑے جانور مثلاً: چلپا، یعنی كرلا اور اس جیسے دوسرے موزی جانور بھی آجائیں گے۔ ④ ”گھروں میں رہنے والے بارك سانپ“ كیونكہ یہ عموماً گھروالوں كو نقصان نہیں پہنچاتے۔ بچوں تك كو نہیں كاٹتے۔ ان كے بارے میں قتل نہ كرنے كا حكم اس بنا پر بھی ہے كہ شاید یہ ”جن“ كی كوئی قسم ہوں۔ اور جنوں كو مارنا جائز نہیں نیز قتل كی وجہ ایذا ہے۔ جب وہ ہمیں كچھ نہیں كہتے تو ہم انھیں كیوں كچھ كہیں؟ گھروں میں رہنے والے بڑے سانپ بھی گھروالوں كو كچھ نہیں كہتے بلكہ وہ نوع انسانی سے كچھ مالوف ہو جاتے ہیں البتہ آبادی سے باہر رہنے والے سانپ موزی ہیں لہذا انھیں فوراً مار دینا چاہیے۔ ⑤ ”دودھاری“ یہ بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اس كی پشت پر یہ دو دھاریاں بھی زہر كی بنا پر ہی ہوتی ہیں۔ بعض اہل علم نے كہا ہے كہ اس كے ماتھے پر دو سیاہ نشان ہوتے ہیں وغیرہ۔ ⑥ ”چھوٹا سانپ“ جسم میں چھوٹا مگر سخت زہریلا۔ اچانك حملہ كرتا ہے اور جان سے مار دیتا ہے۔ بعض نے اس كے معنی چھوٹی دم والا سانپ كیے ہیں مگر سانپ كی الگ دم نہیں ہوتی۔ ویسے آخری حصے كو دم كہا جائے تو الگ بات ہے۔ ⑦ ”نظر ختم كرتے ہیں..... الخ“ یعنی اگر یہ كاٹ لیں یا ان سے آنکھیں چار ہو جائیں تو نظر ختم ہو جاتی ہے اور عورت كا حمل گر جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۸۶- بچھو كو قتل كرنا (بھی محرم كے لیے جائز ہے)

(المعجم ۸۶) - قَتْلُ الْعَقْرَبِ (الصفحة ۸۶)

۲۸۳۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی

۲۸۳۵- أَخْبَرَنَا عُيَيْنَةُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ

۲۸۳۵- أخرجه مسلم، ح: ۷۷/۱۱۹۹ تقدم قريباً، ح: ۲۸۳۳ من حديث عبيد الله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۵، وأخرجه أحمد: ۵۴/۲ عن يحيى القطان به.

۲۴- کتاب مناسک الحج

محرم سے متعلق احکام و مسائل

أَبُو قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ أَوْ فِي قَتْلِهِنَّ وَهُوَ حَرَامٌ، أَلْجِدَّةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْغَرَابُ».

ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص بھی انھیں قتل کر دے (خواہ محرم ہی ہو) اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں: چیل، چوہا، کانٹے والا کتا، بچھو اور کوا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بچھو کا موذی ہونا واضح ہے بلکہ بسا اوقات اس کا زہر سانپ سے بھی خطرناک ہوتا ہے۔
② ”کوئی گناہ نہیں“ بلکہ گناہ کے علاوہ کوئی تاوان وغیرہ بھی نہیں خواہ محرم ہی ہو اور حرم ہی میں ہو۔

(المعجم ۸۷) - قَتْلُ الْجِدَّةِ (التحفة ۸۷) باب: ۸۷- چیل کو قتل کرنا (بھی جائز ہے)

۲۸۳۶- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُليَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَقْتُلُ مِنَ الدَّوَابِّ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: أَلْجِدَّةُ، وَالْغَرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ».

۲۸۳۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جب محرم ہوں تو کن جانوروں کو قتل کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ انھیں قتل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں: چیل، کوا، چوہا، بچھو اور کانٹے والا کتا۔“

فائدہ: چیل مردار خور اور پلید جانور ہے۔ کھانا پلید کر سکتی ہے۔ گوشت اٹھا کر بلکہ ہاتھوں سے چھین کر لے جاتی ہے۔ چھوٹے گھریلو جانوروں کو اچک لیتی ہے لہذا اسے بھی مارنا جائز ہے۔

(المعجم ۸۸) - قَتْلُ الْغَرَابِ (التحفة ۸۸) باب: ۸۸- کوا کو قتل کرنا (محرم کے لیے جائز ہے)

۲۸۳۷- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَرِيمٍ ﷺ سے پوچھا گیا: محرم کون سے جانور قتل کر سکتا

۲۸۳۶- أخرجه مسلم من حديث أيوب السخيتاني به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۶.
۲۸۳۷- أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۷.

محرم سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

يَعْتَمِدُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَبَّلَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمَ قَالَ: «يَقْتُلُ الْعَقْرَبَ، وَالْفَوَيْسِقَةَ، وَالْحِدَاةَ، وَالْغُرَابَ، وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ».

ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بچھو چوہے چیل“ کوے اور کائٹنے والے کتے کو قتل کر سکتا ہے۔“

فائدہ: کوے میں چیل والے سب مفسد پائے جاتے ہیں بلکہ قریب رہنے کی وجہ سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ پریشان بھی زیادہ کرتا ہے لہذا اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اوپر ایک حدیث (۲۸۳۲) میں ابقع (جس کا پیٹ یا پشت سفید ہوتی ہے) کی قید ہے لہذا مطلق کوے سے مراد بھی یہی ہے۔ گھروں میں ہی آتا جاتا ہے۔ باقی رہا خالص سیاہ کو تو وہ عموماً فضلوں میں ہوتا ہے۔ اس کا لوگوں کو کوئی نقصان نہیں لہذا اسے مارنے کی ضرورت نہیں۔ وہ گندگی بھی نہیں کھاتا۔ صرف دانوں پر گزارا کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۸۳۸- حضرت سالم کے والد محترم سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ایسے ہیں کہ اگر کوئی انہیں احرام کی حالت میں یا حرم کے اندر بھی قتل کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں (اور وہ یہ ہیں): چوہا، چیل، کوا، بچھو اور کائٹنے والا کتا۔“

۲۸۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِي قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ: الْفَأْرَةُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

باب: ۸۹- وہ جانور جنہیں محرم قتل نہیں

کر سکتا

(النبع ۸۹) - مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ

(التحفة ۸۹)

۲۸۳۹- حضرت ابن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ میں

نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھوکے بارے میں

۲۸۳۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ

۲۸۳۸ أخرجه مسلم من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق واللذين قبله، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۸، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ۱۸۲۸.

۲۸۳۹- [صحیح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضيع يصبها المحرم، ح: ۸۵۱، ۱۷۹۱ من حديث جابر بن عبد الله، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۱۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، وابن حبان، ح: ۱۰۶۸، ۹۷۹، وابن الجارود، ح: ۴۳۸، ۴۳۹، والحاكم، ح: ۴۵۲/۱ على شرط الشيخين.

جُرَيْج عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصَّبْعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا قُلْتُ: أَصِيدُ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

پوچھا تو انھوں نے مجھے اس کے کھانے کی اجازت دے بتلائی۔ میں نے کہا کہ وہ بھی شکار ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بجو مردار خور نہیں۔ اگر یہ مردار خور ہوتا تو اسے حرام کہنے میں کوئی باک نہیں تھا۔ چونکہ یہ حلال جانور ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے لہذا یہ شکار کی ذیل میں آتا ہے۔ محرم کے لیے شکار حرام ہے لہذا وہ بجو کو نہیں مار سکتا۔ اگر مارے گا تو اسے اس کا فدیہ دینا پڑے گا۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ ② اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ محرم بجو کو قتل یا شکار نہیں کر سکتا، البتہ اس کی حلت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اسے کھانا حلال سمجھتے ہیں۔ دیگر اہل علم نے اسے حرام کہا ہے کہ یہ ”ذوناب“ (کچلی والا جانور) ہے۔ مگر شاید وہ اس بات سے غافل رہے کہ یہاں ذوناب کے لغوی معنی مراد نہیں بلکہ ”ذوناب“ سے مراد شکاری جانور ہے جیسے کتا، شیر، چیتا وغیرہ اور بجو بلا اتفاق شکاری نہیں۔ ”ناب“ تو وجہ حرمت نہیں۔ اس ناب میں کیا حرج جو شکار نہ کرے۔ (تفصیل ان شاء اللہ آگے بیان ہوگی)۔ ③ اس حدیث سے اشارتاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ محرم کوئی ایسا جانور شکار نہیں کر سکتا جسے کھایا جاتا یا جو کسی منفعت کی وجہ سے شکار کیا جاتا ہو۔ اگر وہ شکار کرے گا تو اسے جزا دینی پڑے گی۔

(المعجم ۹۰) - الرُّخْصَةُ فِي النِّكَاحِ
لِلْمُحْرِمِ (التحفة ۹۰)
باب: ۹۰- محرم کے لیے نکاح کرنے کی رخصت

۲۸۴۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَمْرِو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْنَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں شادی کی۔

۲۸۴۰- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهية خطبته، ح: ۴۷/۱۴۱۰ من حديث داود العطار، والبخاري، النكاح، باب نكاح المحرم، ح: ۵۱۱۴ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۰، قوله: "هو محرم" معناه أنه كان داخلا في الحرم، والله أعلم.

فائدہ: اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ محرم نکاح کر سکتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ روایت سنداً بالکل صحیح ہے مگر اس کا مضمون دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے (دیکھیے روایت: ۲۸۴۵) (اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کو جن میں حالت احرام میں نکاح کرنے کا بیان ہے، شاذ قرار دیا ہے۔) نیز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح حلال حالت میں کیا ہے۔ نکاح کے سفیر حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا بھی یہی بیان ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح سے غیر متعلق فرد ہیں نیز ان کی عمر بھی اس وقت چھوٹی تھی لہذا معلوم یوں ہوتا ہے کہ انھیں غلط فہمی ہو گئی نیز منع والی روایت (۲۸۴۵) قوی ہے یہ فعلی۔ قوی اور فعلی کے تعارض کے وقت قوی راجح ہوتی ہے۔ اسی طرح نہی اور اباحت میں تعارض ہو تو نہی کو ترجیح ہوتی ہے نیز فعلی روایات تو متعارض ہیں۔ قوی صریح ہے اور اس کے مقابل کوئی قوی روایت نہیں لہذا قوی روایت پر عمل ہوگا۔ غرض کسی بھی لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ یا اس روایت کی تاویل کر لی جائے تاکہ یہ محتمل روایت دوسری صریح روایات کے مطابق ہو جائے مثلاً: ”محرم“ کے معنی ”حرم میں“ یا ”حرمت والے مہینوں میں“ کیے جائیں، یعنی نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حرم میں یا حرمت کے مہینے میں کیا۔ عربی زبان میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ عقلاً بھی نکاح احرام کے منافی ہے۔ اگر خوشبو لگانا، حجامت، بنوانا، نہنت والے کپڑے پہننا اور شکار وغیرہ کرنا احرام کے خلاف ہیں تو نکاح جو ہر لحاظ سے ان سے بڑھ کر ہے، کیونکر احرام میں درست ہو سکتا ہے؟

۲۸۴۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا الشَّعْبَاءِ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَكَحَ حَرَامًا.

۲۸۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ) احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

۲۸۴۲- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، ۲۸۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو دونوں احرام کی حالت میں تھے۔

۲۸۴۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۱.

۲۸۴۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۴۵/۱ عن يونس بن محمد المؤدب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۲، وللحديث شواهد كثيرة عن ابن عباس رضي الله عنهما به.

۲۴- کتاب مناسک الحج - حرم سے متعلق احکام و مسائل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُمَا مُخْرِمَانِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ آپ احرام باندھ کر گئے تھے، مگر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تو مکہ میں تھیں وہ کیسے محرم ہو گئیں، نیز رسول اللہ ﷺ نے مکہ پہنچ کر عمرے سے فارغ ہونے تک کچھ نہیں کیا تھا اور عمرے سے فارغ ہو گئے تو احرام بھی ختم ہو چکا تھا، پھر حالت احرام میں نکاح کب کیا؟

۲۸۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُخْرِمٌ.

۲۸۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ محرم (حرم میں) تھے۔

۲۸۴۴- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ إِسْحَاقَ وَصَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو الْجَمَصِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُخْرِمٌ.

۲۸۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

فائدہ: یہ ایک ہی روایت کی مختلف اسانید ہیں۔ روایت پر بحث ہو چکی ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی غلط فہمی اور وہم ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔ (صحیح البخاری، جزاء الصيد، حدیث: ۱۸۳۷)

(المعجم ۹۱) - النَّهْيُ عَنْ ذَلِكَ (التحفة ۹۱)

باب: ۹۱- (محرم کو) نکاح سے ممانعت

۲۸۴۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۲۸۴۵- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

۲۸۴۳- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۴۵ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۳، وانظر الحديث السابق.

۲۸۴۴- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب تزويج المحرم، ح: ۱۸۳۷ من حديث أبي المغيرة عبد القدوس به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۴.

۲۸۴۵- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ۱۴۰۹ من حديث مالك به، وهو في

محرم سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

نَافِعٌ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ نکاح کا پیغام بھیجے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔“

☀ فائدہ: یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔ (صحیح مسلم، النکاح، حدیث: ۱۴۰۹) لہذا قطعاً صحیح ہے نیز صریح قولی روایت ہے جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں کی جاسکتی لہذا جمہور اہل حدیث و فقہاء نے اسی کو اختیار فرمایا ہے نیز ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو ظاہر کے مطابق صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی وہ فعلی روایت ہے اور فعل میں کئی احتمالات ہو سکتے ہیں۔ فعل نبی ﷺ کا خاصہ بھی ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ غلط فہمی کا امکان بھی فعل میں زیادہ ہے بجائے قولی روایت کے نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی تاویل بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث: ۲۸۴۰ کے فائدے میں وضاحت ہے۔ احناف نے اس مقام میں جمہور اہل علم کے خلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے محرم کے لیے نکاح کو جائز قرار دیا ہے اور یہ تاویل کی ہے کہ نبی والی حدیث میں نکاح سے مراد جماع ہے مگر بعد والے الفاظ کے معنی کیا ہوں گے: ”نہ نکاح کا پیغام بھیجے نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔“ کیا یہاں نکاح کے معنی جماع ہو سکتے ہیں اور کیسے؟ یٰنُوا تَوَجُّرُوا۔ تاویل تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی چاہیے تاکہ سب احادیث پر عمل ہو سکے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۲۸۴۰)

۲۸۴۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْرِمُ أَوْ يُنْكِحَ أَوْ يَخْطُبُ.

۲۸۴۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ محرم اپنا نکاح کرے یا کسی اور کا نکاح کرے یا نکاح کا پیغام بھیجے۔

۲۸۴۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ۲۸۴۷- حضرت نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ

الموطأ (یحیی): ۱/۳۴۸، ۳۴۹، والكبری، ح: ۳۸۲۵.

۲۸۴۶- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۶.

۲۸۴۷- أخرجه مسلم، ح: ۴۴/۱۴۰۹ من حديث أبيوب بن موسى به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۷.

محرم سے متعلق احکام و مسائل

بَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ أَيْتَنَكُحُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ أَبَانُ: إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَنَكَّحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ».

حضرت عمر بن عبید اللہ بن معمر نے حضرت ابان بن عثمان کی طرف پیغام بھیجا وہ پوچھ رہے تھے کہ کیا محرم نکاح کر سکتا ہے؟ تو حضرت ابان نے کہا: مجھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”محرم نہ نکاح کرنے نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔“

فائدہ: معلوم ہوا جس طرح احرام کی حالت میں نکاح حرام ہے اسی طرح نکاح کا پیغام یا تجویز یا منگنی کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ نکاح کے مقدمات ہیں۔ بعض حضرات نے نکاح کے پیغام بھیجنے یا منگنی کرنے کی نہی کو تنزیہ پر محمول کیا ہے (یعنی جائز تو ہے مگر مناسب نہیں) لیکن یہ تاویل بلا دلیل بلکہ بلا وجہ ہے۔ جہور اہل علم کے نزدیک نکاح کا پیغام یا منگنی بھی نکاح ہی کی طرح حرام ہیں اور یہی صحیح ہے۔ حدیث نبوی پر کھلے دل اور خوشی سے عمل کرنا چاہیے۔ بلا وجہ تاویل مومن کی شان کے خلاف ہے۔

(المعجم ۹۲) - الْحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ
باب: ۹۲- محرم کے لیے سیگی لگوانا؟
(التحفة ۹۲)

۲۸۴۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سیگی لگوائی۔

www.qlrf.net

فائدہ: محرم کے لیے بال مونڈنا منع ہے لیکن اگر جسم کے کسی حصے میں سیگی لگوائی جائے اور کچھ بال زائل کرنا پڑیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سر میں لگوائی جائے تو یقیناً کچھ بال مونڈنے ہی پڑتے ہیں۔ اس کی شرعاً اجازت ہے۔ سیگی احرام کے خلاف نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حالت احرام میں سر کے وسط میں سیگی لگوائی تھی لیکن بال مونڈنے کے بدلے میں آپ ﷺ سے کہیں فدیہ کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر آپ نے فدیہ دیا ہوتا تو اس کا ضرور ذکر ملتا جیسا کہ آپ کے سیگی لگوانے کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے برعکس اگر سارا سر ہی منڈوا دیا جائے تو اس کا حکم سیگی سے مختلف ہے چونکہ منڈوانے کی وجہ اور نوعیت مختلف ہے اس لیے دونوں کا حکم بھی مختلف ہوگا۔

۲۸۴۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۹۲/۱ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۸، وأخرجه البخاري، ح: ۱۸۳۵، ومسلم، ح: ۱۲۰۲ من حديث عطاء به.

اس کا فدیہ دینا ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الْمُحَضَّر، حدیث: ۱۸۱۳، وصحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۰۱)

۲۸۴۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوائی حالانکہ آپ محرم تھے۔

۲۸۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: اخْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ [يَقُولُ]: اخْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۵۰- عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے سنا، انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔ بعد ازاں انھوں (عمرو بن دینار) نے کہا کہ مجھے طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی، وہ فرما رہے تھے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں سینگی لگوائی۔

(المعجم ۹۳) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ (التحفة ۹۳)

باب: ۹۳- محرم کسی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوا سکتا ہے

۲۸۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَثءٍ كَانَ بِهِ.

۲۸۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی کیونکہ آپ (کے پاؤں) کو مouch آگئی تھی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح

۲۸۴۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۲۹.

۲۸۵۰- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۰.

۲۸۵۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۳۶۳ من حديث يزيد بن إبراهيم، وأبو داود، ح: ۳۸۶۳، وابن ماجه، ۴۴.

۲۴- کتاب مناسک الحج

محرم سے متعلق احکام و مسائل

غیرہ قرار دیا ہے اور رائج رائے اُنھی کی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۸۲/۲۳) بنا بریں بوقت ضرورت سیکنگی لگوائی جاسکتی ہے۔ دیگر صحیح روایات سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ ⑤ ”موج“ یعنی ہڈی کو نقصان نہ پہنچے گوشت اور پٹھوں کو تکلیف ہو یا ہڈی کو چوٹ تو لگے مگر وہ ٹوٹنے سے بچ جائے۔ سیکنگی کے جواز وغیرہ کی بحث اوپر حدیث: ۲۸۴۸ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ۹۴) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى
ظَهْرِ الْقَدَمِ (التحفة ۹۴)
باب: ۹۴- محرم قدم کی پشت پر سیکنگی
لگوا سکتا ہے

۲۸۵۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا
مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ
مِنْ وَثٍ كَانَ بِهِ.

۲۸۵۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے موج آ جانے کی وجہ سے احرام کی
حالت میں پاؤں مبارک کی پشت پر سیکنگی لگوائی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”وٹ“ وہ چوٹ یا تکلیف جو گوشت کو پہنچے ہڈی بچ جائے یا چوٹ ہڈی پر آئے لیکن
ہڈی ٹوٹنے سے محفوظ رہے ہمارے ہاں اسے موج سے تعبیر کرتے ہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت بھی رائج قول کے
مطابق صحیح ہے۔

(المعجم ۹۵) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى
وَسْطِ رَأْسِهِ (التحفة ۹۵)
باب: ۹۵- محرم اپنے سر کے درمیان
بھی سیکنگی لگوا سکتا ہے

۲۸۵۳- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرِ قَالَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَثْمَةَ -
قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ
حضرت عبداللہ بن بھینہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے راستے
میں لُحی جمل کے مقام پر اپنے سر مبارک کے درمیان

«ح: ۳۰۸۲ من حدیث أبي الزبير به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۱ أبو الزبير عنن.

۲۸۵۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب المحرم يحتجم، ح: ۱۸۳۷ من حدیث عبدالرزاق به،
وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۲ قنادة عنن، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ۳۸۶۳.

۲۸۵۳- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح: ۱۸۳۶، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة
للمحرم، ح: ۱۲۰۳ من حدیث سليمان بن بلال به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۳.

۲۴- کتاب مناسک الحج

محرم سے متعلق احکام و مسائل

عَلَقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلَقَمَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ سَيْكِيًّا لُغَوِيًّا حَالًا نَكَهَ آفَ مَحْرَمٍ تَحْتَهُ.
قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ:
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَجَمَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَهُوَ
مُحْرِمٌ يَلْخِي جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ.

فوائد و مسائل: ① سینگ لگوانے کا مسئلہ اوپر گزر چکا ہے۔ محرم مجبوری کے موقع پر سینگ لگوا سکتا ہے لاحالہ اس موقع پر بال بھی کاٹنے پڑتے ہیں ضرورت کے پیش نظر اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ اس پر فدیہ ہی لازم ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ۲۸۳۸ کا فائدہ ملاحظہ فرمائیے۔ ② ”لخی جمل“ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے۔

(المعجم ۹۶) - فِي الْمُحْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ (التحفة ۹۶)
باب: ۹۶- اگر محرم کو سر میں جوئیں تکلیف دیں تو؟

۲۸۵۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْنَا وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُحْرِمًا فَأَذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَخْلُقَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «صُمُّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَيْنَيْنِ مُدَيْنَيْنِ، أَوْ انْسُكْ شَاةً أَيْ ذَلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنكَ».

۲۸۵۴- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے اور انھیں سر میں جوؤں کی تکلیف ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سرمندانے کا حکم دیا اور فرمایا: ”تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مساکین کو دو دو مد غلہ دے دو یا ایک بکری ذبح کر دو۔ ان میں سے جو کام بھی تم کرو گے تمہیں کافی ہوگا۔“

۲۸۵۴- [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم)، ح: ۴۰۹، ۳۹۷، والكبرى، ح: ۳۸۳۴ (وسقط ذكر مجاهد من رواية الموطأ (بهي) ۴۱۷/۱، وأخرجه البخاري، ح: ۱۸۱۴ من حديث مجاهد، ومسلم، ح: ۸۳/۱۲۰۱ من حديث عبد الكريم به.

۲۴- کتاب مناسک الحج

محرم سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ غزوہ حدیبیہ کا ہے۔ چونکہ نیت عمرے کی تھی لہذا سب نے احرام باندھ رکھا تھا۔ ② معلوم ہوا کسی تکلیف کی وجہ سے محرم کو سرمنڈانا پڑے تو اسے فدیہ دینا ہوگا کیونکہ سرمنڈانا احرام کے منافی ہے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا سرمنڈوانا جوؤں کی وجہ سے تھا سبکی کا حکم اس سے مختلف ہے۔ ③ ”جو کام بھی تم کرو گے“ گویا ان میں کوئی ترتیب نہیں جبکہ بعض دوسرے کفارات میں ترتیب ہے۔ ④ حدیث قرآن کے مجمل احکام کی وضاحت کرتی ہے۔

۲۸۵۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ

۲۸۵۵- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

الرَّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ الدَّشْتَكِيُّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو - وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ - وَهُوَ ابْنُ عَدِيٍّ - عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: أَحْرَمْتُ فَكَثُرْتُ قَمْلُ رَأْسِي فَلَبَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَانِي وَأَنَا أَطْبُخُ قَدْرًا لِأَصْحَابِي فَمَسَّ رَأْسِي بِأَصْبَعِهِ فَقَالَ: «انْطَلِقْ فَأَخْلِقْهُ وَتَصَدَّقْ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ».

فوائد و مسائل: ① ”زیادہ ہو گئیں“ حتی کہ منہ پر گرتی تھیں۔ ② ”تشریف لائے“ یہ آپ کے اخلاق کی عمدہ مثال ہے۔ ③ ”صدقہ کر دو“ یعنی ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوا کو) غلہ دے دو۔ گویا ایک روزے کے بدلے میں دو مسکینوں کو غلہ دیا جائے گا۔

(المعجم ۹۷) - غُسْلُ الْمُحْرِمِ بِالسَّنْدْرِ إِذَا

باب: ۹۷- محرم مر جائے تو اسے بیری

مَاتَ (التحفة ۹۷)

کے پتوں سے غسل دینا

۲۸۵۶- أَخْبَرَنَا يَغُثُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۸۵۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو يَسْرِ

ایک آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسے اس کی اونٹنی

۲۸۵۵- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۹/۱۰۶، ح: ۲۱۳ من حديث عمرو بن أبي قيس به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۵. * أبو وائل هو شقيق بن سلمة.

۲۸۵۶- [صحيح] تقدم، ح: ۲۷۱۴، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۶.

محرم سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًا».

نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی جبکہ وہ محرم تھا۔ وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے (احرام والے) دو کپڑوں میں کفن دے دو۔ اسے خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کے سر کو ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لیبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔“

فائدہ: بیری کے پتے جسم کی صفائی اور نرمی کے لیے ہوتے ہیں۔ آج کل صابون وغیرہ یہی کام دے سکتے ہیں لہذا بیری کے پتے کوئی ضروری نہیں ہاں مسنون سمجھتے ہوئے صابن کے استعمال سے قبل یا بعد میں اس کا پانی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ البتہ محرم میت کو چونکہ خوشبو لگانا منع ہے لہذا خوشبودار صابن محرم کے غسل میں استعمال نہ کیا جائے۔ عام میت کے غسل میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ حدیث کے باقی متعلقہ مسائل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۷۱۴۔

باب: ۹۸- محرم فوت ہو جائے تو اسے

(المجموع ۹۸) - فِي كَيْفِ يُكْفَنُ الْمُحْرِمُ إِذَا

مَاتَ (النحفة ۹۸)

۲۸۵۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مُحْرِمًا صُرِعَ عَنْ نَاقَتِهِ فَأَوْقَصَ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ» ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ خَارِجًا رَأْسَهُ، قَالَ: «وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًا» قَالَ شُعْبَةُ: فَسَأَلْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ فَجَاءَ بِالْحَدِيثِ كَمَا كَانَ يَجِيءُ بِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ».

۲۸۵۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک محرم آدمی اپنی اونٹنی سے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو۔“ پھر اس کے بعد فرمایا: ”اس کا سر نکارہے اور اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ قیامت کے دن لیبیک پڑھتا اٹھے گا۔“ (راوی حدیث) شعبہ نے کہا کہ میں نے دس سال بعد اس (استاد ابوبشر) سے پھر یہ حدیث پوچھی تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا جس طرح (دس سال پہلے) وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے صرف اتنا زیادہ کہا: ”اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپو۔“

فائدہ: عام میت کو بھی دو کپڑوں میں کفنایا جاسکتا ہے۔ تیسرا کپڑا ضروری نہیں، مستحب ہے تاکہ اس کا چہرہ وغیرہ ڈھانپا جاسکے، مگر محرم کے لیے چونکہ احرام کی حالت باقی رکھنا ضروری ہے، لہذا وہاں تیسرے کپڑے یعنی لفافے کی ضرورت ہی نہیں تاکہ سر اور چہرہ نکارہ سکے۔ ویسے بھی محرم کا احرام دو کپڑوں ہی میں ہوتا ہے، لہذا اس کے کفن میں بھی دو کپڑے ہی مسنون ہیں۔

(المعجم ۹۹) - أَلَنَّهُ ي عَنْ أَنْ يُحَنَطَ
المُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ۹۹)
باب: ۹۹- محرم وفات پا جائے تو اسے
حنوط نہ لگائی جائے

۲۸۵۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ
بِعَرَفَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ
فَأَقْعَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفَّنُوهُ فِي
ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ،
فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًّا».

۲۸۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ ایک آدمی عرفے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
وقوف کر رہا تھا کہ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اس
(سواری) نے اس کی گردن توڑ ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو
اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے حنوط نہ لگاؤ اور نہ
اس کا سر ڈھانچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو وہ
لیک کہہ رہا ہوگا۔“

فائدہ: حنوط چونکہ خوشبو کی ایک قسم ہے، لہذا میت یا اس کے کفن کو حنوط یا کسی بھی قسم کی خوشبو نہیں لگائی جاسکتی
تاکہ اس کے احرام کا احترام قائم رہے حتیٰ کہ خوشبودار صابن بھی نہ لگایا جائے۔

۲۸۵۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ:
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ،
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
وَقَصَّتْ رَجُلًا مُحْرِمًا نَاقَتَهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأَتَيْتِ

۲۸۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
ایک محرم کو اس کی اونٹنی نے گرا کر مار دیا۔ اسے رسول اللہ
ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے غسل اور
کفن دو مگر اس کا سر نہ ڈھانچو اور نہ خوشبو لگاؤ، یقیناً یہ

۲۸۵۸- أخرجه البخاري، الجائز، باب الكفن في ثوبين، ح: ۱۲۶۵، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ۱۲۰۶/ ۹۴ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۸.

۲۸۵۹- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمه، ح: ۱۸۳۹ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۳۹.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِغْسِلُوهُ وَكَفَّنُوهُ لِيَكُ لَيْكًا كَيْتًا هَوًّا لَّهُ»
وَلَا تُعْطُوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرَّبُوهُ طَبِيبًا فَإِنَّهُ
يَبْعَثُ يَهُلُّ»

باب: ۱۰۰- محرم فوت ہو جائے تو اس
کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

(المعجم ۱۰۰) - النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُخَمَّرَ
وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَرَأْسُهُ إِذَا مَاتَ
(التحفة ۱۰۰)

۲۸۶۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کر رہا تھا۔ اسے
اس کے اونٹ نے گرا دیا اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”اسے غسل دیا جائے دو کپڑوں میں کفن دیا
جائے اور اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپا جائے کیونکہ
یہ قیامت کے دن لیک لیکتا ہوا اٹھے گا۔“

۲۸۶۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا خَلْفٌ - يَغْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ -
عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ حَاجًّا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَّهُ لَفَظَهُ بَعِيرُهُ فَمَاتَ،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُعَسَّلُ وَيَكْفَنُ فِي
ثَوْبَيْنِ وَلَا يُعْطَى رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَلْبِيًا»

فائدہ: یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۸۱۳، صحابہ میں سے حضرت عثمان، حضرت علی اور
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی بات کے قائل ہیں۔ فقہاء میں سے امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم کا مسلک
”بھی یہی ہے مگر امام مالک، امام ابو حنیفہ اور اوزاعی رحمہم اس حدیث کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک موت
کے ساتھ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لہذا احرام بھی ختم ہو گیا، مگر صریح فرمان کے مقابلے میں قیاس درست
نہیں۔ شارع علیہ کو تخصیص کا حق حاصل ہے۔ بہت سی عام ایسی آیات و احادیث ہیں جن کی تخصیص رسول اللہ
ﷺ نے فرمائی اور ان بزرگوں نے قبول فرمائی تو یہاں تخصیص پر اعتراض کیوں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا
أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ (الحشرہ: ۵۹) ”رسول تمہیں جو دے وہ لے لو۔“

باب: ۱۰۱- محرم فوت ہو جائے تو
اس کا سر نہ ڈھانپا جائے

(المعجم ۱۰۱) - النَّهْيُ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ
الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ (التحفة ۱۰۱)

۲۸۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک محرم شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کو) آیا۔ (عرفات میں) وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے (کفن میں) اسی کے (احرام والے) دو کپڑے پہنا دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لہک کہتا ہوا آئے گا۔“

۲۸۶۱- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَّ مِنْ فَوْقَ بَعِيرِهِ فَوَقَصَ وَقَصَا فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَالْبِسُوهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْبِي».

فائدہ: محرم کا سر نگار رکھنے پر تو سب متفق ہیں۔ باقی رہا چہرہ تو امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ چہرہ نگار رکھنا صرف سر کو نگار رکھنے کے لیے ہے ورنہ چہرہ ڈھانپنا منع نہیں مگر نبی ﷺ کے ظاہر الفاظ تو اس کے خلاف ہیں، خصوصاً محرم میت کے مسئلے میں۔ ویسے بھی احتیاط بہتر ہے۔

باب ۱۰۲- دشمن کی وجہ سے جو شخص (حج سے) روک دیا جائے تو؟

(المعجم ۱۰۲) - فَيَمَنْ أُخْصِرَ بَعْدَ ذَلِكَ (التحفة ۱۰۲)

۲۸۶۲- حضرت عبداللہ بن عبداللہ اور حضرت سالم بن عبداللہ نے (اپنے والد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی یہ اس وقت کی بات ہے جب (حجاج کا) لشکر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر چکا تھا۔ ابھی انھیں شہید نہیں کیا گیا تھا۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ آپ اس سال حج کو نہ جائیں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ ہمیں بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ

۲۸۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ لَمَّا نَزَلَ الْجَبِشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَا: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

۲۸۶۱- [صحیح] تقدم، ح: ۱۹۰۵، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۱.

۲۸۶۲- أخرجه البخاري، المحصر، باب: إذا أخصر المعتمر، ح: ۱۸۰۷، ۱۸۰۸ من حديث جويرية به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۲.

پڑ جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عمرہ کرنے کے لیے) گئے تھے۔ کفار قریش نے بیت اللہ تک نہ جانے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوا دیا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کا احرام باندھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں جاؤں گا۔ اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ کھلا رہا تو میں طواف (یعنی عمرہ) کر لوں گا اور اگر رکاوٹ پڑ گئی تو میں وہی کچھ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ پھر کچھ دیر چلنے کے بعد کہنے لگے: عمرہ اور حج دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے لہذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لیا ہے۔ تو آپ ان سے حلال نہیں ہوئے حتیٰ کہ قربانیوں والے دن قربانی ذبح کی اور پھر حلال ہوئے۔

النَّبِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ النَّبِيِّ فَتَحَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِيهٗ وَحَلَقَ رَاسَهُ وَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبِيِّ طُفْتُ، وَإِنْ جِئَ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبِيِّ فَعَلْتُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: فَإِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحْلِلْ مِنْهُمَا حَتَّى أَحَلَ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى.

 فوائد و مسائل: ① حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۷۷ کا فائدہ: ۱۔ ② ”دونوں کا معاملہ ایک ہے“ یعنی اگر بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے اور رکاوٹ پڑ گئی تو پھر خواہ احرام عمرے کا ہو یا حج کا یا دونوں کا، حلال ہونے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ اگر رکاوٹ نہ پڑی تو جس طرح عمرہ ہو سکتا ہے حج بھی ہو سکے گا لہذا عمرے کے ساتھ حج کا احرام باندھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ③ احصار سے مراد ہے کہ محرم بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے خواہ دشمن رکاوٹ ڈال دے جیسے عمرہ حدیبیہ میں ہوا یا کوئی مرض وغیرہ انسان کو لاچار کر دے کہ وہ سفر جاری نہ رکھ سکے۔ ہر دو صورتوں میں اگر ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے اور اگر اسے حرم بھیجا جاسکتا ہو تو بھیج دیا جائے۔ جانور کے ذبح کرنے کے بعد وہ حجامت وغیرہ کروائے اور حلال ہو جائے۔ اگر وہ حج فرض تھا تو آئندہ پھر کرے بشرطیکہ استطاعت رکھتا ہو ورنہ معاف ہے۔ یہی حکم عمرے کا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر وہ عمرے کا احرام تھا یا نفل حج کا تو دوبارہ قضا وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں جیسے عمرہ حدیبیہ میں ہوا۔ نبی ﷺ نے کسی کو پابند نہیں فرمایا کہ بعد میں اس کی قضا دیں۔ لیکن رائج موقف کے مطابق عمرے کی ادائیگی بھی واجب ہے اس لیے اگر کسی کا واجب عمرہ رہ جائے یا اس کی تکمیل نہ ہو پائے تو آئندہ سال اسے استطاعت کی صورت میں اس کی قضا ادا کرنا ہوگی۔ رہا یہ موقف کہ مطلقاً عمرے کی دوبارہ قضا

ضروری نہیں اور دلیل میں عمرہ حدیبیہ سے استدلال کرنا، تو یہ محل نظر ہے۔ اولاً: اس لیے کہ آئندہ سال عمرہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا لہذا مزید حکم کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ ثانیاً: راجح موقف کے مطابق حج کی فریضت تو ۹ ہجری میں ہوئی تو اس سے قبل عمرے کے وجوب کے کیا معنی؟ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکماً کسی کو پابند نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم۔

۲۸۶۳- أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ عَرَجَ أَوْ كُسِرَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى» فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَا: صَدَقَ.

۲۸۶۳- حضرت حجاج بن عمرو انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص (دورانِ احرام میں بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے) لنگڑا ہو جائے یا اس کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے (اور اس کا بیت اللہ تک پہنچنا ممکن نہ رہے) تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر دوبارہ حج ہو گا۔“ (راوی نے کہا:) میں نے اس بارے میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت حجاج انصاری نے حج بیان فرمایا۔

☀ فائدہ: یہ حدیث دلیل ہے کہ ”احصار“ دشمن کے علاوہ مرض وغیرہ کی بنا پر بھی معتبر ہے جیسا کہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے احرام باندھتے وقت شرط لگالی ہو کہ جہاں میں عاجز آ گیا، وہاں حلال ہو جاؤں گا تو وہ بھی عاجز آنے پر بغیر کسی فدیے کے حلال ہو سکتا ہے جبکہ احصار کی صورت میں جانور ذبح کرنا ہو گا۔

۲۸۶۴- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۸۶۴- حضرت حجاج بن عمرو رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے (حتیٰ کہ وہ بیت اللہ تک نہیں

۲۸۶۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود (انظر الحديث الآتي)، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الذي يهل بالحج فيكسر أو يعرج، ح: ۹۴۰، وابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح: ۳۰۷۷، ۳۰۷۸ من حديث حجاج الصواف به، وقال الترمذي: ”حسن صحيح“، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۳، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ۱/ ۴۷۰، ۴۸۳، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح. * حجاج هو ابن أبي عثمان.

۲۸۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الإحصار، ح: ۱۸۶۲ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۴.

مکہ مکرمہ میں داخلے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

پہنچ سکتا) تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر آئندہ حج ہوگا۔“
(عکرمہ نے کہا:) میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت حجاج
انصاری نے حج کہا۔ (استاد) شعیب نے اپنی حدیث
میں کہا: اس پر آئندہ سال حج ہوگا۔

يَخِيَّ بْنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ
الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
«مَنْ أَكْبَرَ أَوْ عَرَجَ فَقَدْ حَلَ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ
أُخْرَى» وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ
فَقَالَا: صَدَقَ. وَقَالَ شُعَيْبٌ فِي حَدِيثِهِ:
وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ.

☀ فائدہ: ”آئندہ سال حج ہوگا“ یعنی اگر یہ فرض حج تھا اور وہ ابھی تک بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے

ورنہ اس پر حج لازم نہیں۔ یہی حکم عمرے کا ہے۔

باب: ۱۰۳- مکہ مکرمہ میں داخلہ

” (المعجم ۱۰۳) - دُخُولُ مَكَّةَ

(التحفة ۱۰۳)

۲۸۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو مقام
ذوطویٰ میں رات گزارتے حتیٰ کہ وہیں صبح کی نماز
پڑھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے وہاں نماز پڑھنے کی جگہ
ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ اس مسجد والی جگہ میں نہیں
جو وہاں بعد میں بنائی گئی بلکہ اس سے کچھ نیچے ایک سخت
ٹیلے پر۔

۲۸۶۵- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ:
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى يَبِيتُ بِهِ حَتَّى
يُصَلِّيَ صَلَاةَ الصُّبْحِ حِينَ يَفْقَدُ إِلَى مَكَّةَ
وَمُصَلِّي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ عَلَى أَكْمَةِ
غَلِيطَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثُمَّ
وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكْمَةِ خَشِيشَةٍ
غَلِيطَةٍ.

☀ فوائد و مسائل: ① ”ذوطویٰ“ مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ایک مقام ہے بلکہ اب مکہ مکرمہ ہی میں ہے وہاں
آپ رات گزارتے۔ صبح کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے، مگر ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ یہ حالات اور زمانے
بلکے تقاضے کے مطابق ہے۔ وقت فارغ ہے تو آپ بے شک رات وہاں ٹھہریں لیکن اگر وقت کی قلت ہے تو

۲۸۶۵- أخرجه البخاري، الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة... الخ، ح: ۴۸۴، ومسلم، الحج،
باب استحباب المبيت بذي طوى... الخ، ح: ۲۲۸/۱۲۵۹ من حديث موسى به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۵.

مکہ مکرمہ میں داخلے کا بیان

ٹھہرنا ضروری نہیں۔ اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ① ”اس مسجد والی جگہ نہیں“ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرے کیے تھے اس وقت راستے میں کوئی مسجد نہیں تھی حتیٰ کہ ذوالحلیفہ میں بھی نہیں تھی پھر جہاں جہاں آپ نے قیام فرمایا اور نمازیں پڑھیں لوگوں نے تبرکاً وہاں مساجد بنالیں۔ کوئی مسجد تو عین آپ کی نماز والی جگہ بنائی گئی اور بعض مساجد قریب کی جگہ میں۔ ممکن ہے صحیح جگہ کا پتہ نہ چلا ہو یا اصل جگہ مسجد بن نہ سکتی ہو وغیرہ۔

(المعجم ۱۰۴) - دُخُولُ مَكَّةَ لَيْلًا
باب: ۱۰۴- رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونا
(التحفة ۱۰۴)

۲۸۶۶- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُزَاهِمُ بْنُ أَبِي الْمَزَاهِمِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَرَّرِشِ الْكُفَيْيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلًا مِنَ الْجِعْرَانَةِ حِينَ مَشَى مُعْتَمِرًا فَأَصْبَحَ بِالْجِعْرَانَةِ كَبَائِتَ حَتَّى إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ عَنِ الْجِعْرَانَةِ فِي بَطْنٍ سَرِفٍ حَتَّى جَامَعَ الطَّرِيقَ طَرِيقَ الْمَدِينَةِ مِنْ سَرِفٍ.

۲۸۶۶- حضرت محرّش کفّی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً نبی ﷺ مقام جِعْرَانَة سے رات کے وقت عمرہ کرنے کے لیے نکلے اور صبح سے پہلے واپس جِعْرَانَة میں آگئے۔ گویا کہ رات وہیں رہے ہوں حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ جِعْرَانَة سے نکل کر وادی سرف میں آگئے اور سرف سے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار فرمایا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ ذوالقعدہ آٹھ ہجری فتح مکہ کے بعد طائف، حنین اور اوطاس سے واپسی کے وقت کا واقعہ ہے۔ ② جِعْرَانَة ایک مقام ہے طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان۔ یہ حرم سے باہر ہے۔ آج کل اس جگہ آکر عمرے کا احرام باندھنے کو بڑا عمرہ اور متعمیم سے عمرے کا احرام باندھنے کو چھوٹا عمرہ کہتے ہیں کیونکہ متعمیم مکہ مکرمہ سے قریب ہے اور جِعْرَانَة دور۔ متعمیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے حکم سے عمرہ کیا تھا۔ ③ معلوم ہوا کہ ذوطوی میں رات گزارنا ضروری نہیں بلکہ رات ہی کو عمرہ کر کے واپس جاسکتے ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا۔ ④ ”گویا کہ رات وہاں گزاری ہو“ یعنی عشاء کی نماز کے بعد جِعْرَانَة سے نکلے اور صبح کی نماز پھر جِعْرَانَة میں پڑھی۔ عام لوگوں کے نزدیک تو آپ رات وہیں جِعْرَانَة ہی میں رہے ہوں گے اس لیے

مکہ مکرمہ میں داخلے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

بعض لوگوں کو اس عمرے کا پتا نہیں چل سکا۔

۲۸۶۷- حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی ﷺ جِعْرَانَه سے ایسی رات میں نکلے جو پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سفید تھی پھر آپ نے (مکہ مکرمہ پہنچ کر) عمرہ فرمایا اور پھر صبح سے پہلے واپس جِعْرَانَه میں لوٹ آئے گویا کہ رات یہیں رہے ہوں۔

۲۸۶۷- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ شَفِيَّانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُزَاحِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ، عَنْ مُحَرَّشِ الْكُعْبِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ لَيْلًا كَأَنَّهُ سَيْكَةٌ فُضِّةٌ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ أَصْبَحَ بِهَا كَبَائِتَ.

 فائدہ: ”پگھلی ہوئی چاندی کی طرح“ گویا وہ چودھویں رات تھی جو بہت روشن ہوتی ہے۔ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی صفت بھی ہو سکتے ہیں، یعنی آپ کا چہرہ پگھلی ہوئی چاندی کی طرح روشن اور صاف ستھرا تھا۔ واللہ اعلم۔ باقی مباحث اوپر گزر چکے ہیں۔

باب: ۱۰۵- مکہ مکرمہ میں کس طرف سے داخل ہو؟

(المعجم ۱۰۵) - مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ (التحفة ۱۰۵)

۲۸۶۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ اونچی گھاٹی سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جو بطحاء کے قریب ہے اور نیچی گھاٹی سے نکلے۔

۲۸۶۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى.

 فوائد و مسائل: ① کسی خاص مقام سے داخل ہونا یا نکلنا ضروری نہیں لیکن جہاں سے رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے یا نکلے وہاں سے دخول و خروج صاحب فضیلت عمل ہے۔ اونچی گھاٹی مکہ مکرمہ کے قبرستان کے قریب تقریباً شمالی جانب ہے۔ اسے کداء بھی کہتے ہیں۔ چونکہ مدینہ منورہ اسی جانب ہے لہذا اسی مقام سے داخل ہونا مناسب تھا۔ اور اس کے مقابل نیچی گھاٹی ہے اسے کدئی بھی کہتے ہیں۔ آج کل اونچی گھاٹی والے

۲۸۶۷- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۷.

۲۸۶۸- أخرجه البخاري، الحج، باب من أين يخرج من مكة؟، ح: ۱۵۷۶، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا... الخ، ح: ۱۲۵۷ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۸.

۲۴- کتاب مناسک الحج

مکہ مکرمہ میں داخلے کا بیان

علاقے کو مَعْلَاة کہتے ہیں۔ مَعْلَاة اونچا علاقہ ہے۔ نیچی گھاٹی مَعْلَاة اور مِسْفَلَة کے بیچ میں ہے۔ حاجی یا مُعْتَمِر کسی طرف سے بھی داخل یا خارج ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - دُخُولُ مَكَّةَ بِاللَّوَاءِ
(التحفة ۱۰۶)
باب: ۱۰۶- مکہ مکرمہ میں جھنڈا لے کر داخل ہونا

۲۸۶۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارِ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلَوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

☀ فائدہ: یہ فتح مکہ کی بات ہے اس لیے جھنڈا ضروری تھا ورنہ حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی جھنڈا وغیرہ نہ تھا۔ بعض روایات میں آپ ﷺ کا جھنڈا سیاہ بتلایا گیا ہے۔ یہ کوئی تعارض نہیں۔ لشکر کا بڑا جھنڈا سیاہ تھا اور آپ کا ذاتی جھنڈا سفید تھا۔ ویسے بھی جنگ میں کئی جھنڈے ہوتے ہیں۔ فتح مکہ میں بھی مہاجرین کا الگ جھنڈا تھا انصار کا الگ۔ اسی طرح دوسرے گروہوں کے۔

(المعجم ۱۰۷) - دُخُولُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ
(التحفة ۱۰۷)
باب: ۱۰۷- مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا

۲۸۷۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ الْمِعْفَرُ فَقِيلَ: آپ سے کہا گیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا

۲۸۶۹- [حسن] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب في الرايات والألوية، ح: ۲۵۹۲، والترمذي، الجهاد، باب مناجاة في الألوية، ح: ۱۶۷۹، وابن ماجه، الجهاد، باب الرايات والألوية، ح: ۲۸۱۷ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۴۹، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۰۵، ۱۰۴/۲، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ۲۸۱۸ وغيره.

۲۸۷۰- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ۱۳۵۷، عن قتية، والبخاري، جزاء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام، ح: ۱۸۴۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۲۳/۱، والكبرى، ح: ۳۸۵۰.

إِنَّ خَطْلَ مُتَعَلِّقٍ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: هُوَ أَهْلٌ - آپ نے فرمایا: "اے قتل کر دو۔"
«أَقْتُلُوهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① "خود تھا"، بعض روایات میں ہے کہ سیاہ پگڑی تھی۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۳۵۸) ممکن ہے ایک وقت میں خود ہو دوسرے وقت میں پگڑی ہو۔ یا خود کے اوپر پگڑی باندھ رکھی ہو یا پگڑی کے اوپر خود ہو۔ جو بھی صورت ہو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ حرم نہیں تھے کیونکہ آپ حج یا عمرہ کرنے کی نیت سے نہیں آئے تھے۔ احرام اس شخص پر فرض ہے جو حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جبکہ احرام کا خیال ہے کہ جو شخص بھی مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے وہ میقات سے گزرتے وقت لازماً احرام باندھے۔ یہ روایت ان کے موقف کے خلاف ہے۔ ② "ابن حطل" نام عبد اللہ تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک آدمی کو قتل کر کے مرد ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی جو گوئی شروع کر دی تھی۔ چونکہ قصاصاً یہ شخص واجب القتل تھا، ارتداد کے جرم میں بھی اس کا قتل لازم تھا رسول اللہ ﷺ کی جو گوئی بھی قتل کی سزا کا موجب تھی، اس لیے آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس نے بچنے کے لیے کعبہ کا غلاف پکڑ لیا، مگر ایسے ملعون کو معافی کیسے مل سکتی تھی۔ ③ "قتل کر دو" ویسے تو حرم میں قتل منع ہے۔ مجرم کو باہر لے جا کر سزا دینی چاہیے مگر فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی طور پر کچھ دیر کے لیے حرم میں قتل کی اجازت تھی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

۲۸۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

۲۸۷۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی اور آپ احرام

۲۸۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ

۲۸۷۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵۱.

۲۸۷۲- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ۱۳۵۸ عن قتية به، وهو في الكبرى،

ح: ۳۸۵۲.

ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَنَحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ کے بغیر تھے۔
سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ۔

☀ فائدہ: ”احرام کے بغیر“ احناف اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی اجازت سمجھتے ہیں مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ احادیث میں قتل کے سلسلے میں تو خصوصی اجازت کا ذکر ہے مگر احرام کے سلسلے میں نہیں۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے روایت نمبر: ۲۸۷۰)

(المعجم ۱۰۸) - أَلُوْتُ الَّذِي وَافَى فِيهِ
النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ (التحفة ۱۰۸)
باب: ۱۰۸- نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں کس
وقت داخل ہوئے؟

۲۸۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَاءِ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَأَصْحَابُهُ لِيُصْبِحَ رَابِعَةَ وَهُمْ يُلْبِثُونَ بِالْحَجِّ
فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَجْلُؤُوا.
☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۸۰۵۔

۲۸۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ
يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ، أَبُو عَسَّانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَاءِ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لِأَرْزِيعِ مَضْنَيْنِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَدْ أَهَلَ
بِالْحَجِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ وَقَالَ:
«مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ»۔

۲۸۷۳- أخرجه البخاري، التفسير، باب: كم أقام النبي ﷺ في حجة؟، ح: ۱۰۸۵، ومسلم، الحج، باب جواز
العمرة في أشهر الحج، ح: ۲۰۱/۱۲۴۰ من حديث وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵۳۔
۲۸۷۴- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵۴۔

۲۸۷۵- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

۲۸۷۶- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ حُشَيْنُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُ:

فائدہ: اس باب کی احادیث حجۃ الوداع سے متعلق ہیں جبکہ سابقہ باب کی احادیث کا تعلق فتح مکہ سے تھا۔

باب: ۱۰۹- حرم میں شعر پڑھنا اور امام کے آگے آگے چلنا

(المعجم ۱۰۹) - إِنْشَادُ الشَّعْرِ فِي الْحَرَمِ وَالْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ (التحفة ۱۰۹)

۲۸۷۶- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ حُشَيْنُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُ:

۲۸۷۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرہ قضا کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے: ”اے کافروں کی اولاد! آپ کا راستہ چھوڑ دو۔ آج ہم آپ کے حکم سے تمہاری گردنیں ماریں گے اور ایسی ضرب لگائیں گے جو کھوپڑیوں کو گردنوں سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔“

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ابن رواحہ! رسول اللہ

۲۸۷۵- أخرجه البخاري، الشُّرْكَ، باب الاشتراك في الهدى والبدن... الخ، ح: ۲۵۰۵، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران... الخ، ح: ۱۲۱۶/۱۴۱ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵۵.

۲۸۷۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في إنشاد الشعر، ح: ۲۸۴۷ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵۶، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۲۰، وحسنه البغوي (شرح السنة: ۱۲/۳۷۵) ح: ۳۴۰۴، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ۲۰۲۱ وغيره، وسنده حسن.

کے کی تعظیم کا بیان

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے سامنے اور حرم پاک میں شعر کہتے ہو؟ تو تَقُولُ الشَّعْرَ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حَلٌّ عَنْهُ، تَبْرُؤٌ لِكُلِّ شَيْءٍ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ»۔
تبرؤں کی بوجھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① ”عمرة القضاء“ یہ بھجری میں ادا کیا گیا۔ اسے عمرة القضاء اس لیے کہا گیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اس عمرے کا مشفقہ طور پر فیصلہ ہو گیا تھا اور مصالحت ہو گئی تھی کہ آئندہ سال مسلمان عمرہ کرنے آئیں گے اور تین دن تک مکہ مکرمہ میں بلا روک ٹوک رہیں گے، کفار مکہ شہر خالی کر دیں گے۔ اور ایسے ہی ہوا۔ یہاں قضا ادا کے مقابلے میں نہیں کیونکہ اگر یہ عمرہ حدیبیہ کی قضا ہوتا تو پھر عمرہ حدیبیہ کو آپ کے عمروں میں شامل نہ کیا جاتا جبکہ اتفاق ہے کہ آپ نے چار عمرے ادا فرمائے۔ ان میں سے ایک حدیبیہ والا عمرہ ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار صرف کفار قریش کو شرمندہ کرنے کے لیے تھے ورنہ نبی ﷺ لڑائی کے لیے گئے تھے نہ لڑائی ممکن ہی تھی۔ شعراء کو اپنے جذبات کے اظہار کا حق ہوتا ہے اور عموماً شعراء کا کلام حقیقت پر محمول نہیں ہوتا، بلکہ ان کا مقصد اپنے جذبات کو تسکین دینا ہوتا ہے۔ ان میں مبالغہ ہوتا ہے اور انتہا پسندی عام ہوتی ہے۔ اسی لیے کفار مکہ نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا ورنہ سنجیدگی میں ایسے الفاظ صلح کے خلاف تصور کیے جاتے ہیں۔ ③ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چلنا آپ کے احترام کے لیے تھا۔ کبھی آگے چلنا بھی احترام کی علامت ہوتا ہے خصوصاً خدام آگے ہی چلا کرتے ہیں۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عبداللہ بن رواحہ پر اعتراض شاید اس بنا پر ہو کہ وہ سمجھتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ شدت استغراق کی وجہ سے عبداللہ بن رواحہ کے اشعار کی طرف توجہ نہیں فرما رہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کے باوجود اعتراض کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

باب: ۱۱۰- کے کی تعظیم کا بیان

(المعجم ۱۱۰) - حُرْمَةُ مَكَّةَ (التحفة ۱۱۰)

۲۸۷۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: «هَذَا الْبَلَدُ حَرَمُ اللَّهِ ﷻ»۔
۲۸۷۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس دن حرم (حرمت والا) قرار دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا لہذا یہ اللہ تعالیٰ

۲۸۷۷- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحرم... الخ، ح: ۱۵۸۷، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها... الخ، ح: ۱۳۵۳ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۵۷۔

کے کی تعظیم کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

کے حرام قرار دینے سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا۔ اس کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور اس کے کسی جانور کو نہ بھگایا جائے اور یہاں کی گری پڑی چیز کو کوئی نہ اٹھائے مگر وہ شخص جو اعلان کرتا رہے۔ اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مگر اذخر کو۔ آپ نے فرمایا: ”مگر اذخر کو (کاٹنے کی اجازت ہے)۔“

يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحَرَمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعَصَّدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْقَرُ صَنْدُؤُهُ وَلَا يُلْتَقِطُ لُقْطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ» قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِلَّا الْإَذْخِرَ، فَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا «إِلَّا الْإَذْخِرَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”اس شہر“ یعنی جواب شہر بن چکا ہے ورنہ تحریم کے وقت تو شہر نہ تھا۔ ② ”حرم قرار دیا“ یعنی فیصلہ فرمایا تھا اگرچہ لوگوں کو اس بات کا علم بعد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ہوا۔ گویا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا تھا اور اعلان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا لہذا تحریم کی نسبت دونوں کی طرف ہو سکتی ہے۔ پہلی حقیقت دوسری مجازاً۔ ③ ”کانٹے دار درخت“ یعنی خود رو جنھیں کوئی لگاتا نہیں۔ باقی رہے وہ درخت جو پھل دار ہوں یا جنھیں بیج ڈال کر لگایا گیا ہو اسی طرح فصلیں وغیرہ تو انھیں کاٹا جاسکتا ہے اور پھل توڑ کر کھائے جاسکتے ہیں۔ ④ ”نہ بھگایا جائے“ یعنی شکار کے لیے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اس سے بالکل تعرض نہ کیا جائے حتیٰ کہ سائے میں بیٹھے جانور کو سائے سے بھی نہ اٹھایا جائے۔ ⑤ ”اعلان کرتا رہے“ یعنی ہمیشہ اعلان ہی کرے۔ اپنے استعمال میں نہ لائے ورنہ حرم کی خصوصیت نہیں رہے گی۔ احتاف کے نزدیک حرم کے لفظ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ صرف ایک سال ہی اعلان کا حکم ہے۔ عام لفظ کی طرح یہاں خصوصی ذکر صرف تاکید اور تنبیہ کے لیے ہے کہ کوئی سستی نہ کرے۔ پہلی بات زیادہ قوی ہے۔ ⑥ اذخر مرچ کے پودے کی بالکل ہم شکل ایک قسم کی گھاس ہے جس کی لوگوں کو اشد ضرورت رہتی تھی جلانے کے لیے بچھانے کے لیے وغیرہ اس لیے اس کے کاٹنے کی اجازت دے دی گئی۔ ⑦ ”مگر اذخر“ اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ اجتہاد کے حکم جاری فرمادیتے تھے اگر وہ درست نہ ہوتا تو وحی نازل ہو جاتی ورنہ وہ حکم ثابت رہتا۔ دیگر حضرات اسے بھی وحی پر محمول کرتے ہیں۔

باب: ۱۱۱- مکہ مکرمہ میں لڑائی حرام ہے

(المعجم ۱۱۱) - تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهِ

(التحفة ۱۱۱)

۲۸۷۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

کے تنظیم کا بیان

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ: «إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ فِيهِ الْقِتَالُ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأَحِلَّ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ یہ شہر حرام ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس شہر میں لڑائی کرنی حلال نہ تھی اور مجھے بھی آج دن میں تھوڑی دیر کے لیے رخصت دی گئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی بنا پر (قیامت تک کے لیے) حرام رہے گا۔“

فائدہ: مکہ مکرمہ میں قتال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے نبی ﷺ کو مختصر وقت کے لیے قتال کی اجازت دی گئی تھی پھر بعد میں قیامت تک کے لیے اس میں قتال کو حرام قرار دے دیا گیا لہذا اب کسی صورت میں بھی مکہ مکرمہ میں قتال کرنا درست نہیں ہاں اگر خارجی دشمن حملہ آور ہو تو ارض مقدسہ کا دفاع کرنا ضروری ہے حدود حرم میں حدود کا نفاذ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی وضاحت آئندہ اور اراق میں آئے گی۔

۲۸۷۹- ۲۸۷۸- حضرت ابو شریحؓ نے (گورنر مدینہ) عمرو بن سعید سے کہا جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا: اے امیر! مجھے اجازت دو کہ میں تمہارے سامنے وہ بات بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ سے اگلے دن ارشاد فرمائی تھی۔ میرے کانوں نے وہ بات سنی میرے دل نے یاد رکھی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وہ بات فرما رہے تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر فرمایا: ”مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے لوگوں نے نہیں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ وہاں خون ریزی کرے اور نہ وہاں کے کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَيَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: إِذْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أَحَدْتُكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعْتُهُ أَذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، حَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَوْمُنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْصِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ أَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ

اللَّهُ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ.

شخص رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کو حجت بنا کر خود رخصت حاصل کرے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی، تمہیں اجازت نہیں دی ہے۔ اور مجھے بھی اس (فتح والے) دن میں تھوڑی دیر کے لیے اجازت دی گئی تھی۔ اب پھر یہ اسی طرح حرام ہو گیا ہے جس طرح اس سے پہلے تھا۔ ہر حاضر غائب کو یہ باتیں پہنچا دے۔“

فوائد و مسائل: ① ”عمر بن سعید“ یہ یزید کی طرف سے مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے گئے تھے تاکہ حکومت جبر نہ کر سکے۔ یزید نے عمرو بن سعید کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف کارروائی کے لیے لکھا تھا۔ یہ ۶۱ یا ۶۳ ہجری کی بات ہے۔ ② ”لوگوں نے نہیں“ بعض اوقات لوگ بھی تو اپنے طور پر ہی کسی علاقے کی حرمت کے قائل ہو جاتے ہیں جیسے آج کل عوام الناس بعض پیروں کی گدیوں اور ان سے ملحقہ علاقوں کو حرم کی طرح سمجھتے ہیں اور کسی قسم کے تصرف کو گناہ سمجھتے ہیں اسی لیے نفی فرمائی کہ مکہ مکرمہ کی حرمت منجانب اللہ ہے اس میں لوگوں کا کوئی دخل نہیں نیز یہ حرمت ازلی وابدی ہے کسی ایک ملت یا شریعت کے ساتھ خاص نہیں۔ ③ ”تھوڑی دیر کے لیے“ حملے کے آغاز سے لے کر تسلط قائم ہونے تک۔ اور یہ وقت طلوع شمس سے عصر تک تھا۔ اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے از خود کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ جس نے مزاحمت کی وہی قتل ہوا۔ یا ان چند مجرموں کو قتل کیا گیا جنہوں نے ناقابل معافی گناہوں کا ارتکاب کیا تھا۔ اور یہ شرعی حکم تھا۔ ④ ”ہر حاضر غائب کو پہنچا دے“ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے حرم کی حرمت کو قائم رکھا ہے۔ ⑤ حلال و حرام کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے کسی بشر کو اس میں دخل نہیں۔ رسولوں کا کام بھی احکام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اپنی طرف سے چیز حلال و حرام کرنے کا اختیار انہیں بھی نہیں ہے۔ ⑥ امراء کے شریعت کے خلاف دیے گئے اوامر کا انکار اور حق بات کی تبلیغ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔

باب: ۱۱۲۔ حرم کی حرمت کا بیان

(المعجم ۱۱۲) - حُرْمَةُ الْحَرَمِ

(التحفة ۱۱۲)

۲۸۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ:

۲۸۸۰۔ [سنادہ حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۰. * سحيم هو المدني، وبشر هو ابن شعيب بن أبي حمزة، وعمران هو البراد الحمصي.

حَدَّثَنَا بِشْرٌ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: "ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے آئے گا مگر اسے مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔"
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَغْزُو هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ فَيُخَسَفُ بِهِم بِالْبَيْدَاءِ".

🌞 فوائد و مسائل: ① بیداء سے مراد ایسا بنجر اور بے آباد مقام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔

② سابقہ زمانے میں بعض امراء کا حد و حرم میں جنگ و جدال کرنا درست نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں سے درگزر فرمائے نیز ان کا مقصد بیت اللہ کی حرمت کی پامالی اور اس پر حملے کا پروگرام نہیں تھا۔

۲۸۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ابْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُسْعَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَنْتَهِي الْبُعُوثُ عَنْ غَزْوِ هَذَا الْبَيْتِ حَتَّى يُخَسَفَ بِجَيْشٍ مِنْهُمْ".

۲۸۸۲- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصْبِصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ سَابِقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الدَّالَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَخِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ

۲۸۸۱- [صحیح] أخرجه الحاكم: ۴/ ۴۳۰ من حديث أبي حاتم الرازي به، وقال: "غريب صحيح"، وقال الذهبي: "صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۱، تفرد به حفص بن غياث كما في حلية الأولياء: ۷/ ۲۴۴، وللحديث شواهد.

۲۸۸۲- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۲، وقال: "غريب والذي قبله غريب". * عبدالسلام هو ابن حرب، والدالاني هو أبو خالد، وهو ضعيف من جهة حفظه، ومذلس، وعنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

حرم کی حرمت کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

بھی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ علاقہ ان کے لیے بھی (قیامت تک کے لیے) قبرستان بن جائے گا۔ (اور کافروں کے لیے عذاب)۔“

حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُبْعَثُ جُنْدٌ إِلَى هَذَا الْحَرَمِ فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ». قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ قَالَ: «تَكُونُ لَهُمْ قُبُورًا».

فوائد و مسائل: ① ”درمیان والے بھی نہیں بچ سکیں گے۔“ یعنی اول و آخر سے مراد سب کے سب ہیں نہ کہ دو کنارے۔ ② ”قبرستان بن جائے گا۔“ یعنی ہلاک تو مومن بھی ہو جائیں گے مگر انھیں عذاب نہیں ہوگا اور قیامت کے دن وہ ظاہراً بھی کافروں سے الگ کر لیے جائیں گے۔ ③ یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔

۲۸۸۳- ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے آئے گا حتیٰ کہ جب وہ مقام بیداء (ایک چٹیل میدان) میں ہوں گے تو ان کے درمیان والے دھنسا دیے جائیں گے۔ ان کے اول و آخر (گھبراہٹ میں) ایک دوسرے کو پکاریں گے تو ان سب کو دھنسا دیا جائے گا اور کوئی نہیں بچ سکے گا مگر اکا دکا شخص جو (وہاں سے) بھاگ کر ان کے بارے میں لوگوں کو بتائے گا۔“ ایک شخص نے ان (راوی حدیث امیہ بن صفوان) سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اپنے دادا پر جھوٹ نہیں بولا اور تمہارے دادا کی بابت گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ نہیں بولا اور

۲۸۸۳- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُمِّهِ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ يَقُولُ: حَدَّثَنِي حَفْصَةُ: أَنَّهُ قَالَ ﷺ: «لَيُؤْمَنَّ هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُوهُ حَتَّى إِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ فَيَنَادِي أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ فَيُخَسَفُ بِهِمْ جَمِيعًا وَلَا يَنْجُو إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ». فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ مَا كَذَبْتَ عَلَى جَدِّكَ، وَأَشْهَدُ عَلَى جَدِّكَ أَنَّهُ مَا كَذَبَ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

حرم میں موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

حضرت حصہ رضی اللہ عنہ کی بابت گواہی دیتا ہوں کہ انھوں رحمہم اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولا۔

☀ فائدہ: گویا حرم کی حرمت اللہ تعالیٰ قائم رکھے گا اور خدا خواستہ جب بیت اللہ کی حرمت قائم نہ رہے گی تو دنیا کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا۔

(المعجم ۱۱۳) - مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ (التحفة ۱۱۳) باب ۱۱۳- حرم میں کون سے جانور قتل کیے جاسکتے ہیں؟

۲۸۸۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْغُرَابُ، وَالْجِدَاةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ».

۲۸۸۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ موذی جانور حلال اور حرام میں (ہر جگہ) قتل کیے جاسکتے ہیں: کوا، چیل، کانٹے والا کتا، بچھو اور چوہا۔“

☀ فائدہ: یہ مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہاں محرم کا ذکر تھا اور یہاں حرم کا ذکر ہے۔ گویا ان جانوروں کو محرم قتل کر سکتا ہے حل ہو یا حرم۔ اور حرم میں بھی انھیں قتل کیا جاسکتا ہے خواہ قتل کرنے والا محرم ہو یا حلال۔ ان کے قتل کی وجوہات پیچھے بیان ہو چکی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳) ان کے قتل کے جواز کا مطلب یہ ہے کہ قاتل کو کوئی جزا یا نذریہ یا جرمانہ نہیں دینا پڑے گا۔

(المعجم ۱۱۴) - قَتْلُ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ۱۱۴) باب ۱۱۴- حرم میں سانپ مارنا

۲۸۸۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ

۲۸۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ جانور موذی ہیں انھیں حل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کیا جاسکتا ہے: سانپ

۲۸۸۴- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ۶۸/۱۱۹۸ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۴.

۲۸۸۵- [صحيح] تقدم، ح: ۲۸۳۲، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۵.

حرم میں موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

کاٹنے والا کتا سفید پیٹ یا پشت والا کوا چیل اور چوہا۔“

المُسَيَّبُ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْجِدَاةُ، وَالْفَأْرَةُ».

۲۸۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں وادی خیف کے مقام پر تھے کہ سورۃ والمرسلات اتری۔ ایک سانپ نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے قتل کر دو۔“ ہم اس کی طرف لپکے لیکن وہ اپنے بل میں داخل ہو گیا۔

۲۸۸۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَشْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مَنَى حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَالْمُرْسَلَتِ عُرْفًا﴾ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْتُلُوهَا فَاَبْتَدَرْنَاهَا فَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا».

فائدہ: خیف پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں۔ منیٰ کی مسجد کو مسجد خیف اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اور یہ حرم میں داخل ہے لہذا سانپ کو حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ ان سانپوں میں سے نہ ہو جن کے قتل سے روکا گیا ہے۔

۲۸۸۷- حضرت ابو عبیدہ کے والد (حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفے کی رات، جو یوم عرفہ سے پہلے ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (منیٰ میں) تھے کہ اچانک آپ نے ایک سانپ کی آہٹ محسوس کی تو فرمایا: ”اے مارڈالو۔“ لیکن وہ اپنے بل میں گھس گیا۔ ہم نے بل میں لکڑی داخل کی اور بل کو

۲۸۸۷- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِذَا حِسُّ حَيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْتُلُوهَا».

۲۸۸۶- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ۱۸۳۰، ومسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ۲۲۳۵ من حديث حفص بن غوث في الكبرى، ح: ۳۸۶۶.

۲۸۸۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۸۵/۱ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۷، وله شواهد، منها الحديث السابق.

حرم میں موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

فَدَخَلَتْ شَقَّ جُحْرٍ فَأَذْخَلْنَا عُودًا فَقَلَعْنَا
بَعْضَ الْجُحْرِ فَأَخَذْنَا سَعْفَةً فَأَضْرَمْنَا فِيهَا
نَارًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَقَاهَا اللَّهُ
شَرُّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا».

کچھ اکھاڑا پھر اس میں کچھ خشک شاخیں (یا بھوسا) حکم
ذال کر آگ لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ
تعالیٰ نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا اور اسے تمہارے
شر سے بچالیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”لکڑی داخل کی“ تاکہ سانپ کو ٹٹولیں مگر وہ نہ ملا تو ہم نے بل کو جلا دیا۔ روایت کے
الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کو آگ سے بھی نقصان نہ پہنچا۔ ② ”اے تمہارے شر سے بچالیا“ یہاں شر کا
لفظ سانپ کے لحاظ سے بولا گیا ہے۔

باب: ۱۱۵- چھکلی کو قتل کرنا

(المعجم ۱۱۵) - قَتْلُ الْوَزَغِ (التحفة ۱۱۵)

۲۸۸۸- حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
مجھے رسول اللہ ﷺ نے چھکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

۲۸۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يَزِيدَ الْمُقْرِي قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ:
حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرٍ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ قَالَتْ:
أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْوَزَغِ.

۲۸۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھکلی بھی فاسق جانور ہے۔“

۲۸۸۹- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ
وَيُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْوَزَغُ
الْفُؤَيْسِقُ».

۲۸۸۸- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ۳۳۰۷، ومسلم،
السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ۲۲۳۷ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۸.

۲۸۸۹- أخرجه البخاري، ح: ۳۳۰۶، ومسلم، ح: ۲۲۳۹ من حديث ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب،
وأخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ۱۸۳۱ من حديث مالك من حديث الزهري
به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۶۹.

حرم میں موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

باب ۱۱۶- بچھو کو قتل کرنا

(المعجم ۱۱۶) - بَابُ قَتْلِ الْعَقْرَبِ

(التحفة ۱۱۶)

۲۸۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”پانچ (قسم کے) جانور فاسق ہیں۔ ان کو حل میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے اور حرم میں بھی: کاٹنے والا کتا، کوا، چیل، بچھو اور چوہا۔“

۲۸۹۰- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْغَرَابُ، وَالْجِدَاةُ، وَالْفَأْرَةُ».

باب ۱۱۷- حرم میں چوہے کو مارنا

(المعجم ۱۱۷) - قَتْلُ الْفَأْرَةِ فِي الْحَرَمِ

(التحفة ۱۱۷)

۲۸۹۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ (قسم کے) جانور فاسق ہیں جنہیں حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے: کوا، چیل، کاٹنے والا کتا، چوہا اور بچھو۔“

۲۸۹۱- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْغَرَابُ، وَالْجِدَاةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ».

۲۸۹۲- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

۲۸۹۲- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۸۹۰- [صحیح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۷۰.

۲۸۹۱- أخرجه البخاري، جزء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ۱۸۲۹، ومسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ۱۱۹۸/ ۷۱ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۷۱.

۲۸۹۲- أخرجه البخاري، ح: ۱۸۲۸، ومسلم، ح: ۱۲۰۰ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن وهب به، وهو ۴۴

۱ حرم میں موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ﷺ ایسے ہیں جنہیں مار ڈالنے والے پر کوئی حرج نہیں: بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کانٹے والا کتا۔“

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: الْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

باب: ۱۱۸- حرم میں چیل کو مارنا

(المعجم ۱۱۸) - قَتْلُ الْحِدَاةِ فِي الْحَرَمِ

(التحفة ۱۱۸)

۲۸۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور فاسق ہیں، حل اور حرم (ہر جگہ) میں قتل کیے جاسکتے ہیں: چیل، کوا، چوہا، بچھو اور کانٹے والا کتا۔“

۲۸۹۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحِدَاةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ» قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَذَكَرَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے بتایا کہ معمر اس روایت کو زہری عن سالم عن ابیہ کے طریق سے بھی بیان کرتے ہیں اور مذکورہ طریق سے بھی۔

باب: ۱۱۹- حرم میں کواے کو مارنا

(المعجم ۱۱۹) - قَتْلُ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ

(التحفة ۱۱۹)

۴۴ فی الکبریٰ، ح: ۳۸۷۲.

۲۸۹۳- أخرجه مسلم، ح: ۷۰ / ۱۱۹۸ (انظر الحديثين السابقين) من حديث عبدالرزاق، والبخاري، بدء الخلق، ۱۱ باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه... الخ، ح: ۳۳۱۴ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۷۳.

حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۸۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور فاسق ہیں جنہیں حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے: بچھو، چوہا، کوا، کانٹے والا کتا اور چیل۔“

۲۸۹۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ قَالٍ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُزْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعُرَابُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَاةُ».

باب: ۱۲۰- حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت

(المعجم ۱۲۰) - أَلْتَهِيَ أَنْ يُنْفَرَ صَيْدُ الْحَرَمِ (التحفة ۱۲۰)

۲۸۹۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن ہی حرام قرار دے دیا تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا فرمائے۔ یہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے بھی دن کے کچھ حصے ہی میں حلال ہوا۔ اور اب یہ پھر اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے کے مطابق قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اس کے شکار کو نہ چھیڑا جائے۔ اس کی گمشدہ چیز کسی کے لیے حلال نہیں مگر جو اعلان کرتا رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو کہ ایک تجربہ کار شخص تھے کھڑے ہو کر کہا: مگر آخر کیونکہ یہ ہمارے

۲۸۹۵- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هَذِهِ مَكَّةُ حَرَّمَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَهِيَ سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُخْتَلَى خِلَافُهَا وَلَا يُغْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لِقَطْعَتِهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا مُجَرَّبًا فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِيُبَيِّتَنَا وَفُيُورِنَا فَقَالَ: «إِلَّا

۲۸۹۴- أخرجه مسلم، ح: ۶۸/۱۱۹۸ (انظر الحديث المتقدم: ۲۸۹۱) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبير، ح: ۳۸۷۴.

۲۸۹۵- أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح: ۲۴۳۳ من حديث عمرو بن دينار به معلقا، وهو في الكبير، ح: ۳۸۷۵.

گھروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(ٹھیک ہے) مگر اذخِر۔“

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۸۷۷۔

باب: ۱۲۱- حاجیوں کا استقبال کرنا

(المعجم ۱۲۱) - اِسْتِقْبَالُ الْحَاجِّ

(التحفة ۱۲۱)

۲۸۹۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنُ زَنْجُوِيَه قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ فِي عُمْرَةٍ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
أَلْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَأْوِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! أَفِي حَرَمِ اللَّهِ وَبَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَقُولُ هَذَا الشُّعْرَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلَّ عَنْهُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَلَامُهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقَعِ النَّبْلِ».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے لگے: اے ابن رواحہ! تم اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ اشعار کہتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”عمر! رہنے دو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کا کلام ابن کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔“

☀ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اور اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۲۸۷۶۔

② امام نسائی رحمہ اللہ شاید اس حدیث کو استقبال کے باب میں اس لیے لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے اور دعا کرنے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

کا آپ کے آگے آگے چلنا اور اشعار پڑھنا استقبال ہی کی ایک صورت ہے۔ یا ممکن ہے مکے کے لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہوں جیسا کہ اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔ ⑤ ”آپ کا راستہ چھوڑ دو“ ویسے آپ تو اس وقت عمرے کی نیت سے گئے تھے۔ گویا استقبال کے لحاظ سے حج اور عمرہ برابر ہیں۔

۲۸۹۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ -- عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُعْيَلِمَةُ بِنْتُ هَاشِمٍ قَالَتْ: فَحَمَلْتُ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

۲۸۹۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو بنی ہاشم کے نوجوانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے ایک کو اپنے آگے اور ایک کو اپنے پیچھے (سواری پر) بٹھالیا۔

🌅 فائدہ: ان نوجوانوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے قدم اور فضل رضی اللہ عنہ تھے جنہیں آپ نے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا۔

(المعجم ۱۲۲) - تَرَكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ (التحفة ۱۲۲)

باب: ۱۲۲- بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا

۲۸۹۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَزَعَةَ الْبَاهِلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ أَرَفَعُ يَدَيْهِ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا إِلَّا الْيَهُودَ، حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ.

۲۸۹۸- حضرت مہاجر مکی سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بیت اللہ کو دیکھتا ہے کیا وہ ہاتھ اٹھائے؟ وہ فرمانے لگے: میں تو نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ کوئی شخص یہ کام کرتا ہو۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہم تو ایسے نہیں کرتے تھے۔

۲۸۹۷- أخرجه البخاري، العمرة، باب استقبال الحاج القادمين والثلاثة على الدابة، ح: ۱۷۹۸ من حديث يزيد ابن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۷۷.

۲۸۹۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رفع اليد إذا رأى البيت، ح: ۱۸۷۰ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۷۸. * المهاجر المكي مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده، وضعف حديثه الثوري، وابن المبارك، وأحمد وغيرهم كما في التهذيب.

مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہود بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے کیونکہ وہ تو بیت اللہ جاتے ہی نہیں تھے وہ تو بیت اللہ کے دشمن تھے۔ ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ یہودی اپنی عبادت گاہوں یا بیت المقدس کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں، ہمیں ان کے طریقے پر عمل نہیں کرنا چاہیے یا پھر یہ مطلب ہوگا کہ غیر موقع محل پر ہاتھ یہودی ہی اٹھاتے ہیں، ہمیں ایسے نہیں کرنا چاہیے۔ ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہودی بیت اللہ کو دیکھ کر تحقیراً ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس سے ان کا مقصود اسے گرانے کے ارادے کا اظہار ہوتا تھا۔ پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے برعکس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف اس کا ثبوت ملتا ہے اس لیے اگر کوئی بیت اللہ کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ بطور تعظیم اٹھا لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مناسک الحج و العمرة للألبانی، ص: ۲۰)

(المعجم ۱۲۳) - أَلَدَعَاءُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ
(التحفة ۱۲۳)
باب: ۱۲۳- بیت اللہ کو دیکھتے وقت دعا کرنا

۲۸۹۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَانًا فِي دَارٍ يَغْلَى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا.

۲۸۹۹- حضرت عبدالرحمن بن طارق کی والدہ محترمہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب دار یعلیٰ کے مکان میں (ایک مخصوص جگہ پر) پہنچتے تو قبلے کی طرف منہ کرتے اور دعا کرتے۔

☀️ ملحوظہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ بیت اللہ کو دیکھ کر کوئی دعا پڑھنا کسی صحیح مرفوع حدیث میں وارد نہیں، لیکن اگر کوئی دعا کرنا چاہتا ہے تو کر بھی سکتا ہے۔ نبی ﷺ سے کوئی مخصوص دعا مروی نہیں۔ البتہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دعا حسن سند سے منقول ہے۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں: [اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ] (سنن البيهقي: ۷/۵۷) مذکور الفاظ کے ساتھ دعا کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔ ملاحظہ ہو: (مناسک الحج و العمرة للألبانی، ص: ۲۰)

(المعجم ۱۲۴) - فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
(التحفة ۱۲۴)
باب: ۱۲۴- مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۲۸۹۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب طواف الوداع، ح: ۲۰۰۷ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبير، ح: ۳۸۷۹ * عبدالرحمن بن طارق وثقه ابن حبان وحده، فهو مستور.

مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے مگر مسجد حرام میں (اس سے بھی افضل ہے)۔“

۲۹۰۰- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

ابو عبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نہیں جانتا کہ موسیٰ بن عبداللہ جہنی کے علاوہ کسی نے اس حدیث کو بواسطہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہو، بلکہ ابن جریج وغیرہ نے موسیٰ کی مخالفت کی ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ غَيْرَ مُوسَى الْجُهَنِيِّ وَخَالَفَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ.

فوائد ومسائل: ① ابن جریج کی مخالفت یہ ہے کہ انھوں نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بجائے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی مسند بنایا ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ ”میں نہیں جانتا.....“ محل نظر ہے۔ عبید اللہ اور ایوب نے موسیٰ کی متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی اس روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مسند بنایا ہے اس لیے صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی لیے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں دونوں طریق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۳۹۵) ③ دوسری روایات میں وضاحت ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز عام مسجد کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

۲۹۰۱- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز دوسری

۲۹۰۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

۲۹۰۰- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ۱۳۹۵ من حديث موسى الجهني به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۸۰.

۲۹۰۱- [صحیح] تقدم، ح: ۶۹۲، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۸۱.

حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْكَعْبَةَ».

مساجد میں ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد کعبہ کے۔ (کہ اسے مسجد نبوی سے بھی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔)

☀ فائدہ: بیت اللہ سب سے قدیم مسجد ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کیا گیا اور وہ تمام انبیاء ﷺ کا مرکز رہا ہے۔ صرف اسی کالج اور عمرہ شروع ہے لہذا وہ مسجد نبوی سے بھی افضل ہے۔ وہ قبلہ بھی ہے۔ اور یہ عظیم فضیلت ہے۔ مسجد نبوی کی فضیلت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ مدینے میں یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جو اسلام کی پہلی دینی درس گاہ بھی تھی اور مسلمانوں کا سیاسی و عسکری مرکز بھی۔ خانہ کعبہ کی طرح اس کے لیے بھی سفر قربت جائز و مستحب ہے۔ اور مسجد نبوی کی زیارت اور سفر میں روضہ نبوی کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے جو ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔

۲۹۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نماز سے افضل ہے علاوہ کعبہ مشرف کے۔“

۲۹۰۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْأَعْرَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَ الْأَعْرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْكَعْبَةَ».

باب: ۱۲۵- تعمیر کعبہ کا بیان

(المعجم ۱۲۵) - بِنَاءُ الْكَعْبَةِ (التحفة ۱۲۵)

۲۹۰۲- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ۵۰۷/۱۳۹۴ من حديث أبي سلمة ابن عبد الرحمن، والبخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ۱۱۹۰ من حديث الأغر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۸۲.

تغیر کعبہ کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

۲۹۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے علم نہیں کہ جب تیری قوم (قریش) نے کعبے کی تعمیر کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کمی کر دی؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق تعمیر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تیری قوم کا زمانہ کفر تازہ نہ ہوتا (تو میں تعمیر کر دیتا)۔“ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ حطیم کی طرف سے دو کونوں کا استلام چھوڑنا اسی بنا پر ہوگا کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں بنایا گیا۔

۲۹۰۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْبَحَارِيُّ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَمْ تَرَيَنَّ أَنَّ قَوْمَكَ جِئْنَا بَنَوُا الْكَعْبَةَ افْتَصَرُّوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَرُدُّهَا عَلَيَّ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: «لَوْلَا حِذَانُ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ! فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَيْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى تَرَكَ اسْتِثْلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلَيَّانِ الْحَجَرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يَتِمَّ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

نوائد و مسائل: ① ”کعبہ“ تقریباً چوکور اور بلند عمارت کو کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ بلند بھی ہے اور تقریباً مربع بھی اس لیے اس کا نام کعبہ پڑ گیا۔ ② ”کعبہ کی تعمیر“ عام مورخین کے نزدیک یہ تعمیر بعثت سے صرف پانچ سال پہلے ہوئی اور عام لوگوں کے ساتھ آپ نے بھی اس کی تعمیر میں حصہ لیا بلکہ حجر اسود کی تنصیب آپ کے مبارک ہاتھوں ہی سے ہوئی اور قریش مکہ خون ریزی سے بچ گئے۔ ③ ”کمی کر دی“ کیونکہ ان کے پاس پاک اور حلال مال کی کمی تھی۔ پوری تعمیر زیادہ اخراجات کی متقاضی تھی اسی لیے انھوں نے شمالی جانب سے تقریباً ایک تہائی حصہ چھوڑ دیا۔ اس حصے کو حجر یا حطیم کہا جاتا ہے۔ اس وقت اس حصے پر کندھوں تک دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس حصے کے باہر رہنے کا فائدہ یہ ہو گیا کہ جو شخص بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا چاہے وہ اس حصے

میں نماز پڑھ لے ورنہ ہر کسی کے لیے بیت اللہ کھولنا ناممکن ہے۔ ① ”زمانہ کفر تازہ نہ ہوتا“ رسول اللہ ﷺ کو خطرہ تھا کہ اگر کعبے کو گرا کر تعمیر کیا گیا تو عرب میں ہر طرف شورش مچ جائے گا کہ نئے نبی نے کعبہ ڈھا دیا ہے۔ تعمیر کو کوئی نہیں دیکھے گا، نیز وہ لوگ شاید اس بات پر یقین بھی نہ کرتے کہ واقعتاً یہ عمارت ناقص ہے، بلکہ وہ اسے ”ہر کہ آمد عمارت نو ساخت“ پر محمول کرتے۔ بعد میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی تعمیر نو نہ کی۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کی خواہش کا علم نہ ہو سکا، یا انھوں نے بھی اسے مصلحت کے خلاف ہی سمجھا۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور اقتدار میں کعبے کی عمارت رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق تیار کر دی مگر تھوڑے عرصے کے بعد ہی حجاج نے خلیفہ عبدالملک کے حکم پر دوبارہ پہلی عمارت بحال کر دی۔ اور اب تک وہ اسی حالت پر قائم ہے اور ان شاء اللہ قرب قیامت تک رہے گی۔ ② ”اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے..... الخ“ اس جملے کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سماع میں شک ہے، بلکہ یہ کلام کا ایک انداز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نقل فرمائی ہے، لہذا بیت اللہ کے حطیم کی جانب والے دو کونوں کو نہ چھونے کی ایک معقول وجہ یہ بن سکتی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اندازہ ٹھیک ہے۔ چونکہ یہ دونوں کو نے اپنی اصل جگہ پر نہیں، لہذا طواف کے دوران میں ان کونوں کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا، جبکہ رکن یمانی کو ہاتھ لگایا جاتا ہے اور حجر اسود (جو عین مشرقی کونے میں ہے) کو منہ یا ہاتھ لگانا منسنون ہے۔ ہاتھ نہ لگ سکے تو اشارہ بھی کافی ہے۔ ③ فتنے اور فساد کے خطرے کے باعث کوئی مباح کام وقتی طور پر ترک کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۰۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ فَبَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا فَإِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا بَنَى الْبَيْتَ اسْتَفْصَرَتْ».

۲۹۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیری قوم (قریش) کا دور کفر تازہ نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کی عمارت کو توڑ کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا اور اس کا ایک دروازہ پچھلی جانب بنا دیتا کیونکہ قریش نے جب بیت اللہ تعمیر کیا تو انھوں نے اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا تھا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ”دروازہ پچھلی جانب“ تاکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوں اور دوسری طرف سے نکلے رہیں اور رش نہ ہو۔ نبی ﷺ کی یہ خواہش بھی تھی کہ بیت اللہ کا دروازہ نیچے زمین کے برابر لگا دیا جائے تاکہ سیڑھی کی ضرورت نہ رہے مگر شاید یہ مصلحت کے خلاف تھا کہ عوام الناس بیت اللہ میں داخل ہوں لہذا آپ کی ان خواہشات پر عمل درآمد نہ ہو سکا ورنہ کعبہ کی بے احترامی اور شور و غل کا شدید خطرہ تھا۔ جو شخص کعبہ میں داخل ہونے کا شوق رکھتا ہو اس کے لیے حطیم والا کھلا حصہ موجود ہے وہاں وہ اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے، جبکہ بیت اللہ کے مقفل ہونے کی وجہ سے اس کا رعب و احترام اور دبدبہ قائم و دائم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کو مقفل رکھنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کا احترام قائم رہے شور و غل سے بچت رہے۔ علاوہ ازیں عوام جن کی اکثریت فساد عقیدہ میں مبتلا ہے، مشرکانہ اعمال سے بھی محفوظ رہے۔ باقی رہا صلاۃ و سلام کا مسئلہ اس کے لیے اندر جانا ضروری نہیں باہر سے بھی ممکن ہے بلکہ دنیا کے بعید ترین گوشے سے بھی سلام و صلاۃ بھیجا جاسکتا ہے کیونکہ اسے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر ہیں اور وہی آپ کو صلاۃ و سلام پہنچاتے ہیں آپ خود کہیں سے بھی نہیں سنتے، قریب سے نہ بعید سے۔

۲۹۰۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ قَوْمِي» وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ: «قَوْمِكَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ» فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ.

۲۹۰۵- ام المؤمنین (حضرت عائشہ) رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میری یا تیری قوم کا دور جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا۔“ جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اقتدار ملا تو انھوں نے اس کے دو دروازے بنا دیے۔

☀️ فائدہ: مگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حجاج نے دوبارہ پہلی حالت بحال کر دی جیسا کہ حدیث نمبر: ۲۹۰۳ میں ذکر ہے۔

۲۹۰۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ۲۹۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۲۹۰۵- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۳۸۸۴، وأخرجه البخاري، العلم، باب من ترك بعض الاختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس... الخ، ح: ۱۲۶ من حديث أبي إسحاق عن الأسود عن ابن الزبير عن عائشة به. ۲۹۰۶- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنائها... الخ، ح: ۱۵۸۶ من حديث يزيد بن هارون به، وهو ۴۴

تغیر کعبہ کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے عائشہ! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تیری قوم کا دور جاہلیت ابھی قریب ہے تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور اس میں وہ حصہ بھی داخل کر دیتا جو اس سے نکال دیا گیا ہے۔ اور میں اس کا دروازہ زمین کے برابر لگا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا: ایک مشرقی، ایک مغربی کیونکہ قریش مکہ اس کی مکمل تعمیر سے عاجز آ گئے تھے (کہ ان کا حلال مال ختم ہو گیا تھا)۔ اور میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حج بنیادوں پر تعمیر کرتا۔“ حضرت عروہ نے کہا: یہی وجہ ہے جس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو آمادہ کیا کہ کعبہ کو گرا کر (رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق) تعمیر کریں۔ (راوی حدیث) یزید نے کہا: جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو گرایا اور پھر بنایا تو میں حاضر تھا۔ آپ نے اس میں حجر کا کچھ حصہ داخل کر دیا تھا نیز میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں بھی دیکھیں۔ وہ پتھر تھے اونٹوں کی کوبانوں جیسے جنھیں ایک دوسرے میں پھنسا دیا گیا تھا۔

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «يَا عَائِشَةُ! لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالنِّبْتِ فَهَدَمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أَخْرَجَ مِنْهُ وَالزَّقْنَةُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ: بَابًا شَرْقِيًّا، وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَإِنَّهُمْ قَدْ عَجَزُوا عَنْ بِنَائِهِ فَلَبَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ». قَالَ: فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى هَدْمِهِ. قَالَ يَزِيدُ: وَقَدْ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجَرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ مُتَلَا حِكَةً.

☀ فائدہ: ”حجر کا کچھ حصہ“ گویا مکمل حجر بیت اللہ کا حصہ نہیں۔ کچھ حصہ حقیقتاً باہر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دیوار اس پورے حصے کے ارد گرد بنادی گئی ہے۔ دیوار ہی کی وجہ سے اسے حجر کہتے ہیں۔ آج کل بھی حجر یا حطیم کی دیوار پر اس جگہ نشان لگا دیے گئے ہیں جہاں تک بیت اللہ کا حصہ ہے۔

۲۹۰۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ۲۹۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۴ فی الکبریٰ، ح: ۳۸۸۶.

۲۹۰۷- أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "جعل الله الكعبة البيت الحرام... الخ"، ح: ۱۵۹۱، وسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل... الخ، ح: ۲۹۰۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۸۷.

بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَبْعِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُخَرَّبُ الْكُعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ»
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(قیامت کے قریب) دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی بیت اللہ (کعبے) کو ڈھائے گا۔“

☀️ **نفاذ:** شاید یہ وہ وقت ہوگا جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے گا اور سب لوگ کافرو فاجر ہوں گے کیونکہ قیامت ایسے ہی لوگوں پر قائم ہوگی۔ کعبے کی (خاک بدھن) تباہی اس دنیا کی تباہی کا الارم ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے: ﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكُعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ﴾ (المائدہ: ۹۷) گویا بیت اللہ کی حرمت زیارت اور حج دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے۔

باب: ۱۲۶- بیت اللہ کے اندر داخل

”(المعجم ۱۲۶) - دُخُولُ الْبَيْتِ

ہونے کا بیان

(التحفة ۱۲۶)

۲۹۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۹۰۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى:

کہ وہ کعبہ مشرفہ کے پاس پہنچے تو نبی ﷺ بلال اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیت اللہ کے اندر تشریف لے جا چکے تھے اور عثمان بن طلحہ (کعبے کے حاجب) نے (داخل ہو کر) دروازہ بند کر دیا تھا۔ وہ کچھ دیر تک اندر رہے پھر عثمان بن طلحہ حاجب نے (دروازہ کھولا تو نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ میں سیڑھی پر چڑھ کر بیت اللہ میں داخل ہو گیا اور میں نے پوچھا: نبی ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: یہاں البتہ میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ نبی ﷺ نے بیت اللہ میں کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكُعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَجَافٌ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ فَمَكَّنُوا فِيهَا مَلِيًّا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبْتُ الدَّرَجَةَ وَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالُوا: هَهُنَا وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْبَيْتِ.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ فتح مکہ کی بات ہے۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما بیت اللہ کے چابی بردار تھے اس لیے انھیں

بھی نبی ﷺ ساتھ لے گئے تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ آپ نے انھیں معزول نہیں فرمایا۔ اسامہ بن زید اور

بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا بیان

بلال رضی اللہ عنہ آپ کے خادم تھے۔ ⑤ ”یہاں“ آئندہ حدیث میں وضاحت ہے کہ اگلی صف کے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ دائیں طرف دو ستون تھے اور بائیں طرف ایک اور پیچھے تین ستون تھے۔ اس وقت کعبے کی چھت چھ ستونوں پر قائم تھی۔ آج کل ستون نہیں ہیں البتہ آپ کی نماز والی جگہ نشان زدہ ہے جو دروازے کے عین سامنے ہے۔ ⑥ ”بھول گیا“ حالانکہ آئندہ روایت میں تعداد کا بھی ذکر ہے۔ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما بعد میں بھول گئے ہوں یا پہلے بھول گئے ہوں اور بعد میں یاد آیا ہو۔ واللہ اعلم۔

۲۹۰۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ خَرَجَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيَْتُ بِلَالًا قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: مَا بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ.

۲۹۰۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ فضل بن عباس، اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ اور بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انھوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ آپ بیت اللہ میں ٹھہرے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر باہر تشریف لائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے کہا: نبی ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟ انھوں نے فرمایا: (اگلی صف کے بائیں جانب والے) دو ستونوں کے درمیان۔

باب: ۱۲۷- بیت اللہ میں (رسول اللہ ﷺ کے)

نماز پڑھنے کی جگہ

(المعجم ۱۲۷) - مَوْضِعُ الصَّلَاةِ فِي

الْبَيْتِ (التحفة ۱۲۷)

۲۹۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَعْبَةَ وَدَنَا

۲۹۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ ادھر آپ کے باہر نکلنے کا وقت قریب تھا۔ ادھر مجھے حاجت پیش آ گئی۔ میں قضائے حاجت کے لیے گیا اور پھر جلدی

۲۹۰۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۸۹، وأخرجه أحمد: ۳/۲ عن هشيم بن باخلاف يسير.

۲۹۱۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۲/۶ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۰.

بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

جلدی واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبہ مشرفہ میں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں (اگلی صف کے بائیں جانب والے) دو ستونوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

خُرُوجُهُ وَوَجَدْتُ شَيْئًا فَذَهَبْتُ فَجِئْتُ سَرِيعًا فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَارِجًا، فَسَأَلْتُ بِلَالًا: أَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَرُكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ.

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ بیت اللہ میں کسی قسم کی نماز پڑھنے کے قائل نہیں مگر یہ حدیث ان کے خلاف دلیل ہے۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۹۰۸)

۲۹۱۱- حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما گھر میں تھے کہ کسی نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ (ابن عمر نے کہا: میں آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے اور بلال ابھی دروازے ہی پر کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے بلال! کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں نماز پڑھی ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: کہاں؟ انھوں نے کہا: ان دو ستونوں کے درمیان دو رکعت پڑھیں، پھر آپ نے باہر تشریف لا کر کعبہ مشرفہ کے دروازے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

۲۹۱۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: أَتَى ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ! أَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأَسْطَوَانَتَيْنِ رُكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ.

۲۹۱۲- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبے کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ نے کعبے کے اطراف (کونوں) میں تسبیحات و

۲۹۱۲- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمِنْجَبِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۲۹۱۱- أخرجه البخاري، التمهيد، باب ما جاء في التطوع مثلي مثلي، ح: ۱۱۶۷ عن أبي نعيم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۱.
۲۹۱۲- [مسند حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۲. * شيخ حاجب، هو عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد.

قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِي نَوَاجِيهَا وَكَبَّرَ وَلَمْ يُصَلِّ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: رُكْعَاتٍ پڑھیں، پھر فرمایا: ”یہ قبلہ ہے۔“
 ﴿هَذِهِ الْقِبْلَةُ﴾.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے جس میں نماز کی نفی ہے۔ ممکن ہے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو کسی وجہ سے آپ کے نماز پڑھنے کا پتا نہ چلا ہو۔ لیکن مسند احمد (۵/۲۰۴ سندہ صحیح) میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے بیت اللہ میں نماز پڑھی ہے۔ ممکن ہے انھیں کسی معتبر شخص نے بتلایا ہو اس لیے انھیں یقین آ گیا ہو۔ پہلی روایت ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ اصولی طور پر نفی اور اثبات میں مقابلہ ہو تو اثبات کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ ممکن ہے نفی کرنے والے کو پتا نہ چلا ہو یا وہ بھول گیا ہو وغیرہ ② ”یہ قبلہ ہے“ یعنی کعبہ قبلہ ہے۔ ③ یہ روایات فتح مکہ کے بارے میں ہیں مگر دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور بعد میں افسوس کا بھی اظہار کیا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں اور تنگی میں نہ پڑیں۔

باب: ۱۲۸- حجریا حطیم کا بیان

(المعجم ۱۲۸) - الْحَجَرُ (التحفۃ ۱۲۸)

۲۹۱۳- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي سَلِيمَانَ عَنْ عَطَاءٍ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثُ عَهْدُهُمْ بِكُفْرِ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ التَّقَةِ مَا يُقْوِينِي [عَلَى بَنَائِهِ]، لَكُنْتُ أَذْخُلُ فِيهِ مِنَ الْحَجَرِ خَمْسَةَ أَذْرُعَ وَجَعَلْتُ لَهُ أَبَا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ».

۲۹۱۳- حضرت (عبداللہ) ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگوں (نومسلموں) کا دور کفر ابھی تازہ ہے اور میرے پاس اتنے اخراجات بھی نہیں جس سے میں بیت اللہ کی تعمیر اصل بنیادوں پر کر سکوں تو میں حجر میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے بناتا۔ ایک سے لوگ داخل ہوں دوسرے سے نکلیں۔“

www.qlrf.net

۲۹۱۳- أخرجه مسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح: ۴۰۲/۱۳۳۳ عن هناد به، وهو في الكبرى ح: ۳۸۹۳. ابن أبي سليمان اسمه عبد الملك.

فوائد ومسائل: ① حجر کے معنی ہیں: وہ جگہ جس کے ارد گرد دیوار بنا دی گئی ہو۔ بیت اللہ کی شمالی جانب تقریباً چار فٹ اونچی دیوار بنا دی گئی ہے۔ اسے حجر کہتے ہیں۔ اسی کو حطیم بھی کہا جاتا ہے۔ حطیم کے معنی ہیں: جدا کیا گیا کیونکہ یہ حصہ بیت اللہ سے جدا کیا گیا ہے، لہذا اسے حطیم بھی کہتے ہیں۔ ② ”اتنے اخراجات“ گویا کعبے کی تعمیر نو میں دور کا وٹیل تھیں۔ بعد میں یہ دونوں رکاوٹیں ختم ہو گئیں مگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے کعبے کو جوں کا توں ہی رہنے دیا۔ ③ ”پانچ ہاتھ“ گویا حجر میں سے صرف پانچ ہاتھ جگہ بیت اللہ کی ہے۔ بعض روایات میں چھ اور سات ہاتھ کا ذکر بھی ہے۔ بہر حال یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک پورا حجر بیت اللہ میں داخل ہے۔ لیکن یہ موقف درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۹۱۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ صَفِيَّةَ [بِنْتِ] شَيْبَةَ قَالَتْ: حَدَّثَنَا عَائِشَةُ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَدْخُلُ الْبَيْتَ؟ قَالَ: «أَدْخُلِي الْحَجَرَ فَإِنَّهُ مِنَ الْبَيْتِ».

۲۹۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”حجر میں داخل ہو جاؤ۔ یہ بیت اللہ کا (اندرونی) حصہ ہی ہے۔“

فائدہ: ”حجر“ اگرچہ بیت اللہ کا (اندرونی) حصہ ہے مگر صرف حجر کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ بعض روایات کے مطابق اس میں کچھ بیرونی جگہ بھی شامل ہے اس لیے بیت اللہ بھی سامنے ہونا چاہیے۔

(المعجم ۱۲۹) - الصَّلَاةُ فِي الْحَجَرِ

۲۹۱۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ:

۲۹۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری خواہش تھی کہ میں بیت اللہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں۔

۲۹۱۴- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز أفراد الحج ... الخ، ح: ۱۳۴/۱۲۱۱ من حديث عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۴. * اسم جد عبد الحميد: شيبة.

۲۹۱۵- [مسنده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الصلاة في الحجر، ح: ۲: ۲۸، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة في الحجر، ح: ۸۷۶ من حديث عبد العزيز الدراودي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۵.

بیت اللہ کے اندر ذکر و دعا کرنے کا بیان

حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أُدْخَلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيَّ فَأَدْخَلَنِي الْحِجْرَ فَقَالَ: «إِذَا أَرَدْتَ دُخُولَ الْبَيْتِ فَصَلِّيْ هَهُنَا فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ وَلَكِنَّ قَوْمَكَ اقْتَصَرُوا حَيْثُ بَنَوْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حجر میں داخل کر سہ دیا اور فرمایا: ”جب تمہارا دل بیت اللہ میں داخل ہونے کو چاہے تو یہیں (حجر میں) نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی تو بیت اللہ ہی کا ایک حصہ ہے، لیکن تیری قوم (قریش) نے جب بیت اللہ تعمیر کیا تو اسے چھوٹا کر دیا۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث نمبر: ۲۹۱۳.

(المعجم ۱۳۰) - التَّكْبِيرُ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ (التحفة ۱۳۰)

باب: ۱۳۰- کعبے کے کونوں میں تکبیریں کہنا

۲۹۱۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ وَلَكِنَّهُ كَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ.

۲۹۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی بلکہ اس کے حسم اطراف میں تکبیریں کہتے رہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سن کر بیان فرمائی: حدیث نمبر: ۲۹۲۰ اور ۲۹۱۲ میں وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی ہے البتہ کعبے کے اطراف میں تکبیریں کہنا بہر صورت جائز بلکہ مستحب ہے۔

(المعجم ۱۳۱) - الذِّكْرُ وَالذَّعَاءُ فِي الْبَيْتِ (التحفة ۱۳۱)

باب: ۱۳۱- بیت اللہ کے اندر ذکر اور دعا کرنا

۲۹۱۷- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۹۱۷- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۲۹۱۶- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة في الكعبة، ح: ۸۷۴ عن قتيبة به، ومن حديث عمرو بن دينار عن ابن عمر عن بلال به، وقال: "حسن صحيح" وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۶، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ۳۹۸، ۱۶۰۱ وغيره. * حماد هو ابن زيد، وعمرو هو ابن دينار.

۲۹۱۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۱۰ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۸۹۷، وصححه ابن

کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے دروازہ بند کر دیا۔ بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔ آپ (دروازے سے) سیدھے گئے حتیٰ کہ جب ان دو ستونوں کے درمیان پہنچے جو بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ہیں تو آپ بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے دعائیں کرتے رہے اور بخشش طلب فرماتے رہے پھر آپ اٹھے اور کعبے کی پچھلی دیوار (دروازے والی) کے مقابل سامنے والی دیوار کی طرف گئے اپنا چہرہ اور رخسار دیوار سے لگائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور بخشش طلب فرماتے رہے پھر کعبے کے تمام کونوں میں تشریف لے گئے اور ہر کونے میں تکبیر اُٹھائی، تسبیح، ثنا، دعا اور استغفار فرماتے رہے پھر باہر تشریف لائے اور کعبے کے دروازے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں پھر فارغ ہوئے تو فرمایا: ”یہ قبلہ ہے یہ قبلہ ہے۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَجَافَ الْبَابَ وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ فَمَضَى، حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابِ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ قَامَ حَتَّى أَتَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَذَهُ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ وَالْمَسْأَلَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ ثُمَّ أَخْرَجَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: «هَذِهِ الْقِبْلَةُ، هَذِهِ الْقِبْلَةُ».

فائدہ: ”بلال کو حکم دیا“ پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کیا تھا۔ دراصل آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا ہوگا پھر دونوں نے مل کر بند کر دیا ہوگا کیونکہ حضرت عثمان دربان تھے۔ یہ ان کا منصب تھا۔ ”چھ ستون“ ستونوں کی دو لائنیں تھیں۔ ہر لائن میں تین ستون تھے۔ باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸.

باب: ۱۳۲- کعبے کے دروازے کے سامنے والی دیوار کے ساتھ چہرہ اور سینہ لگانا

(المعجم ۱۳۲) - وَضَعَ الْوُجْهَ وَالصَّدْرَ عَلَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ (التحفة ۱۳۲)

کعبے میں نماز کی جگہ کا بیان

۲۹۱۸- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کے اندر داخل ہوا۔ آپ بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تکبیر و تہلیل کرتے رہے پھر آپ اپنے سامنے والی کعبے کی دیوار کی طرف جھکے اپنا سینہ رخسار اور ہاتھ اس پر لگائے پھر تکبیر اور تہلیل کرتے رہے۔ دعا مانگتے رہے اور یہ کام آپ نے تمام کونوں میں کیا پھر باہر تشریف لائے۔ آپ ابھی دروازے پر تھے کہ قبلے کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ”یہ قبلہ ہے، یہ قبلہ ہے۔“

۲۹۱۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْنٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ فَجَلَسَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ، ثُمَّ مَالَ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ وَخَدَّهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا، فَعَلَّ ذَلِكَ بِالْأَرْكَانِ كُلِّهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ: «هَذِهِ الْقِبْلَةُ، هَذِهِ الْقِبْلَةُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”تکبیر“ اللہ اکبر کہنا ”تہلیل“ لا اِلهَ اِلاَ اللہ کہنا اور ”تسبیح“ سبحان اللہ کہنا ہے۔

② ”تمام کونوں میں کیا“ معلوم ہوا بیت اللہ کے کسی بھی کونے اور دیوار کے ساتھ چہرہ سینہ ہاتھ وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ احادیث میں حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کونے کو چھونے کا ذکر نہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان دو کے علاوہ کسی کونے یا دیوار کو چھونا منع ہے۔ خصوصاً جبکہ رسول اللہ ﷺ سے ملتزم اور بیت اللہ کے اندر دیوار اور کونوں کو چھونا بلکہ چمکانا تک ثابت ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دو کونوں کے علاوہ (نیز ملتزم کے علاوہ) کسی کونے یا دیوار کو چھونا سنت نہیں، لیکن اس سے جواز کی نفی نہیں ہوتی جیسے رات کو گیارہ رکعت مسنون ہیں مگر اس سے کم و بیش جائز ہیں منع نہیں جبکہ انھیں سنت نہ سمجھا جائے بہت سے حضرات ایسے مقامات پر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ سنت نہیں تو جائز بھی نہیں، مگر یہ بات غلط ہے۔

(المعجم ۱۳۳) - مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنْ الْكَعْبَةِ (التحفة ۱۳۳)

۲۹۱۹- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو کعبے کے سامنے دو رکعات پڑھیں پھر فرمایا: ”یہ قبلہ ہے۔“

۲۹۱۹- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَسَامَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْتِ اللَّهِ فَطَرَفَ بِرَأْسِهِ فِي الْبَيْتِ وَدَعَا، ثُمَّ خَرَجَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ: «هَذِهِ الْقِبْلَةُ، هَذِهِ الْقِبْلَةُ».

کعبے میں نماز کی جگہ کا بیان

۲۴- کتاب مناسک الحج

مِنَ الْبَيْتِ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي قُبْلِ
الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ: «هَذِهِ الْقِبْلَةُ».

فائدہ: ”یہ قبلہ ہے“ یعنی کعبہ قبلہ ہے جس طرف بھی ہو۔ دروازے کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ کعبے کی تمام جہات قبلہ ہیں۔ کعبہ سامنے نظر آ رہا ہو تو عین کعبہ قبلہ ہے اور اگر نظر نہ آتا ہو تو کعبے کی جہت قبلہ ہے۔ اس صورت میں تھوڑا بہت رخ بدل جانا نقصان دہ نہیں جب تک دوسری جہت شروع نہ ہو جائے مثلاً: پاکستان میں مغرب کی جہت قبلہ ہے تو جب تک چہرہ شمال یا جنوب کو نہیں جاتا اس وقت تک نماز جائز ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے اور شریعت لوگوں کی مجبوریوں کی بہت رعایت رکھتی ہے۔

۲۹۲۰- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ
أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:
سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ
ابْنُ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا
فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يَصِلْ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ
مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ فِي قُبْلِ
الْكَعْبَةِ.

۲۹۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
مجھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ
بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اس کے تمام اطراف
(چاروں کونوں) میں دعائیں کیں مگر نماز نہیں پڑھی حتی
کہ باہر تشریف لے آئے اور کعبے کے عین سامنے دو
رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: کعبے سے باہر عین سامنے نماز پڑھنا تو متنازع فیہ بات نہیں اختلاف کعبے کے اندر نماز پڑھنے کے
بارے میں ہے اور وہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۹۱۴)

۲۹۲۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ
قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ
قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۲۹۲۱- حضرت عبداللہ بن سائب حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر لے جاتے (کیونکہ وہ ناپینا ہو گئے تھے) اور
انھیں تیسرے حصے کے پاس کھڑا کر دیتے تھے جو اس

۲۹۲۰- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره... الخ، ح: ۱۳۳۰ من حديث ابن
جريح به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۰۰.

۲۹۲۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الملتزم، ح: ۱۹۰۰ من حديث يحيى بن سعيد القطان
به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۰۱. * السائب بن عمر هو المخزومي، ومحمد بن عبدالله بن السائب مجهول كما في
تقريب التهذيب وغيره.

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّلَاثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَا أُنَبِّئُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي هَهُنَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي.

رکن کے پاس ہے جو حجر اسود جو کہ دروازے کے قریب ہے سے متصل ہے۔ (یعنی رکن یمانی کے پاس۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے: کیا تمہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے؟ وہ کہتے تھے ہاں پھر آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) آگے بڑھتے اور نماز پڑھتے۔

🌞 فائدہ: ”تیسرے حصے کے پاس“ یعنی بیت اللہ کی مشرقی دیوار کا رکن یمانی والا حصہ۔ یہ دروازے کے سامنے والی جگہ بنتی ہے۔ باقی دیوار دو حصے ہے۔ ممکن ہے اس دور میں فرش یا دیوار پر حصوں کے نشان لگائے گئے ہوں۔ یا ممکن ہے وہ اندازہ لگاتے ہوں۔ واللہ اعلم۔ یہ روایت سداضعیف ہے۔

(المعجم ۱۳۴) - ذَكَرُ الْفَضْلِ فِي الطَّوَّافِ بِالْبَيْتِ وَهُوَ مِنْ كِتَابِ الْمُجْتَبَى مِنَ الْحَجِّ (التحفة ۱۳۴)

باب: ۱۳۴- بیت اللہ کے طواف کی فضیلت (یہ صرف مجتبیٰ میں ہے)

۲۹۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ مِنْ لَفْظِهِ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! مَا أَرَاكَ تَسْتَلِمُ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطُّانِ الْخَطِيئَةَ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ طَافَ سَبْعًا فَهُوَ كَعَدَلٍ رَقَبَةٍ».

۲۹۲۲- حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے منقول ہے کہ ایک شخص نے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: اے ابو عبد الرحمن! میں دیکھتا ہوں کہ آپ صرف ان دو کونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) ہی کو چھوتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”ان دو کونوں کو چھونے سے یقیناً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“ نیز میں نے آپ کو فرماتے سنا: ”جو شخص سات چکر لگائے اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔“

۲۹۲۲- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۵۱. * حماد هو ابن زيد، وعطاء هو ابن السائب، وأبو عبد الرحمن هو عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما، رواه الترمذي، ح: ۹۵۹ من حديث عطاء بن السائب عن ابن عبید بن عمیر عن أبيه... الخ، وصححه الحاكم: ۴۸۹/۱، والذهبي من طريق جرير عن عطاء به، وطريق الترمذي راجح، والله أعلم.

فوائد و مسائل: ① ”یہ صرف مجتبیٰ میں ہے“ امام نسائی رحمہ اللہ نے ”السنن الکبریٰ“ کے نام سے ایک طویل کتاب لکھی ہے۔ اس کی طوالت کے پیش نظر اس کو مختصر کر کے ”مجتبیٰ نسائی“ مرتب کی گئی۔ مرتب کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام نسائی خود یا ان کے کوئی شاگرد؟ بعض ابواب ایسے ہیں جو صرف مجتبیٰ میں ہیں۔ سنن کبریٰ میں نہیں۔ گویا مجتبیٰ میں ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ باب بھی ان ابواب میں سے ہے۔ ② ”دو رکن“ اس سے مراد حجر اسود اور رکن یمانی ہیں۔ حجر اسود مشرقی کونہ اور رکن یمانی جنوبی کونہ ہے، چونکہ یہ دو کونے اصلی بنیادوں پر ہیں اس لیے انھیں چھونا مسنون ہے۔

باب: ۱۳۵- طواف میں کلام کرنا

(المعجم ۱۳۵) - اَلْکَلَامُ فِي الطَّوَافِ

(التحفة ۱۳۵)

۲۹۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے طواف کے دوران میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کی ناک میں کیل ڈال کر ایک اور شخص اسے لے جا رہا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے وہ کیل (ری) کاٹ دی اور فرمایا: ”اسے ہاتھ سے پکڑ کر چلاؤ۔“

۲۹۲۳- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

خَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقْوَدُهُ إِنْسَانٌ يَخِزَامَةٌ فِي أَنْفِهِ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقْوَدَهُ بِيَدِهِ.

فوائد و مسائل: ① طواف عبادت ہے بلکہ اسے نماز بھی کہا گیا ہے کیونکہ طواف بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مشروع کیا گیا ہے لہذا اس میں فالتو کلام نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کا ذکر اور دعا ہو البتہ کوئی ضروری یا علمی بات کی جاسکتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ناواقف کو مسئلہ بتایا گیا ہے۔ ② ”کیل ڈال کر“ کیل ڈال کر چلنا چلانا بھی زہد اور عبادت کا ایک حصہ سمجھ لیا گیا تھا، مگر کیل جانور کو ڈالی جاتی ہے انسان کو نہیں کیونکہ وہ سننے سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے زبان سے سمجھایا جائے یا ہاتھ سے پکڑ کر چلایا جائے۔ انسانوں کے لیے جانوروں کی مشابہت فطرت انسانیت کے خلاف ہے۔ اسلام جو کہ دین فطرت ہے ایسے برے کام کو عبادت کے نام پر کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اس لیے آپ نے روکا۔

۲۹۲۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَقُودُهُ رَجُلٌ بِشِيءٍ ذَكَرَهُ فِي نَذْرِ فَنُتَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَهُ فَقَالَ: «إِنَّهُ نَذَرٌ».

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل۔
۲۹۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے ایک دوسرا آدمی کسی چیز سے چلا رہا تھا جس کی اس نے نذر مان رکھی تھی۔ نبی ﷺ نے اسے پکڑا اور توڑ دیا اور فرمایا: ”یہ (عجیب) نذر ہے!“

☀ فائدہ: دور جاہلیت میں لوگ عجیب و غریب نذریں مانتے تھے جن سے کسی کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا بلکہ وہ انسانی وقار کے خلاف ہوتی تھیں مثلاً: پیدل حج کو جاؤں گا، دھوپ میں رہوں گا، سر پر اور ہنسی نہیں لوں گی، کسی سے کلام نہیں کروں گا، جوتا نہیں پہنوں گا، تنگا طواف کروں گا وغیرہ۔ ظاہر ہے یہ فضول کام ہیں بلکہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ان کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ایسے کام اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو دعوت دیتے ہیں لہذا ایسی نذر پوری نہ کی جائے بلکہ کفارہ دے دیا جائے۔ (بعض ائمہ کے نزدیک) اس حدیث میں مذکور شخص نے بھی نذر مانی ہوگی کہ میں اپنی ناک میں نیل ڈال کر طواف کروں گا۔ اس طرح وہ لوگوں کے لیے تماشا بن گیا تھا لہذا رسول اللہ ﷺ نے اظہار ناراضی فرمایا۔

(المعجم ۱۳۶) - إِيَّاحَةُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَّافِ (التحفة ۱۳۶)
باب: ۱۳۶- طواف میں (ضروری) بات چیت جائز ہے

۲۹۲۵- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ

۲۹۲۵- حضرت طاووس ایک ایسے شخص سے بیان کرتے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے فیض صحبت پایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح عبادت) ہے لہذا اس میں کم ہی کوئی بات کرو۔“

۲۹۲۴- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۴۷۵۲.

۲۹۲۵- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۴۵، لكنه مرفوع، وأخرجه أحمد: ۳/ ۱۱۴، ۳۷۷/ ۵، ۶۴/ ۴ بإسناد صحيح عن ابن جريج به مرفوعاً، وله شواهد عند الترمذي، ح: ۹۶۰ وغيره.

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

رَجُلٍ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الطَّوْفُ
بِالنَّيْتِ صَلَاةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ»

الَلْفُظُ لِيُوسُفَ خَالَفَهُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي
سُفْيَانَ. یہ الفاظ یوسف (بن سعید) کے ہیں۔ حنظلہ بن
ابوسفیان نے حسن بن مسلم کی مخالفت کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ حسن بن مسلم نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا جبکہ حنظلہ بن ابوسفیان نے موقوف۔ ② ”ایسے شخص سے“ آئندہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ③ ”نماز کی طرح“ دونوں میں اللہ کا ذکر ہے۔ دونوں گناہوں کی معافی کا موجب ہیں۔ طواف بیت اللہ کا تحیہ (ادب) ہے جس طرح نماز تحیہ المسجد ہے۔ ④ ”کم ہی بات کرو۔“ یعنی بات کرنا جائز تو ہے مگر بہت کم، یعنی مجبوری اور ضرورت کے وقت اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کبھی کبھی قلت عدم کے معنی میں بھی ہوتی ہے، یعنی کلام نہ کرو۔ مراد فالو کلام ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ طواف بالکل نماز کی طرح نہیں ہے بلکہ بعض احکام میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں جیسے نماز میں کلام نہیں کیا جاسکتا، لیکن طواف میں جائز ہے۔ اسی طرح طہارت کا مسئلہ ہے۔ نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ پوری نماز پڑھنی پڑے گی، لیکن طواف میں ایسا نہیں ہوگا، بلکہ وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں وضو کر کے دوبارہ وہیں سے طواف کر لے جہاں سے اس نے چھوڑا تھا یا طواف مکمل کر کے آخر میں وضو کر کے دو رکعت پڑھ لے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا [السَّيْنَانِيُّ] عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ
أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ: «أَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوْافِ وَإِنَّمَا
أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ»۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ طواف کے درمیان کلام کم کرو۔ (یوں سمجھو) تم نماز
میں ہو۔

🌞 فائدہ: اس روایت میں صحابی کا نام ذکر کر دیا گیا ہے جبکہ اوپر والی روایت میں ابہام تھا۔

(المعجم ۱۳۷) - إِبَاحَةُ الطَّوْافِ فِي كُلِّ
الْأَوْقَاتِ (التحفة ۱۳۷) باب: ۱۳۷- طواف کسی بھی وقت کیا
جاسکتا ہے

۲۹۲۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُنْ أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل
۲۹۲۷- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے عبد مناف کی اولاد! تم کسی کو بیت اللہ کے طواف اور نماز سے نہ روکو جس وقت بھی کوئی کرنا چاہے، دن ہو یا رات۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عبد مناف کی اولاد سے مراد رسول اللہ ﷺ کا اپنا خاندان ہے۔ ان کے ذمے بیت اللہ کی بہت سی خدمات تھیں۔ انھیں بیت اللہ کا متولی سمجھا جاتا تھا۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بیت اللہ میں طواف اور نماز کے لیے کوئی وقت مکروہ اور ممنوع نہیں۔ طواف کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ یہ ہر وقت جائز ہے مگر نماز کے بارے میں اختلاف ہے۔ احناف کا خیال ہے کہ مکروہ اوقات میں بیت اللہ میں بھی نماز منع ہے مثلاً: صبح کی نماز سے لے کر سورج اونچا آنے تک اور عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے طواف کی دو رکعتوں کو ہر وقت جائز قرار دیا ہے کیونکہ جب طواف ہر وقت جائز ہے تو اس کا تہہ بھی ہر وقت جائز ہوگا۔ اور یہ معقول استدلال ہے۔ رائج بات یہی ہے کہ طواف کی طرح نماز بھی ہر وقت جائز ہے۔ یہ اجازت صرف طواف کی رکعتوں کے بارے میں نہیں بلکہ مطلقاً نفل نماز کے بارے میں ہے۔ ③ معلوم ہوا بیت اللہ کو کسی وقت بند نہیں کیا جاسکتا نماز اور طواف کے لیے ہر وقت کھلا رہنا چاہیے۔ عام مساجد میں بھی یہی ہونا چاہیے بشرطیکہ کسی نقصان وغیرہ کا خطرہ نہ ہو ورنہ مجبوراً تالا لگایا جاسکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قیمتی چیزیں یا فالتو اشیاء اندر والے حصے میں ہوں تاکہ ضرورت کے وقت صرف اسے بند کرنا پڑے۔ ایک بیرونی حصہ نماز کے لیے ہر وقت کھلا رہے۔ مساجد اللہ کے گھر ہی رہنے چاہئیں نہ کہ لوگوں کے گھروں کی طرح مقفل تاکہ نمازی کسی بھی وقت فرض یا نفل پڑھ سکیں، البتہ بیت اللہ کعبہ کو تالا لگایا جائے گا کیونکہ اس کے اندر عموماً نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ طواف کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ باہر ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۳۸) - كَيْفَ طَوَافُ الْمَرِيضِ
باب: ۱۳۸- مریض کیسے طواف کرے؟
(التحفة ۱۳۸)

۲۹۲۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۲۹۲۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کے اوپر اوپر سے (دور سے) سوار ہو کر طواف کر لو۔“ میں نے اس طرح طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھا رہے تھے اور سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَشْتَكِي قَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ النَّبِيتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِـ (الطُّورِ) وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

فوائد و مسائل: ① مریض سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے بشرطیکہ سواری کعبے کے تقدس کے خلاف نہ ہو اور نمازیوں اور طواف کرنے والوں کے لیے اذیت کا سبب نہ ہو۔ ② دوران نماز مجبوری کی بنا پر طواف کیا جاسکتا ہے لیکن یہ طواف نمازیوں کے پیچھے رہ کر کیا جائے گا۔ (مزید تفصیل دیکھیے حدیث نمبر: ۲۹۳۱)

باب: ۱۳۹۔ مردوں کا عورتوں کے ساتھ طواف کرنا

(المعجم ۱۳۹) - طَوَافُ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ (التحفة ۱۳۹)

۲۹۲۹۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے طواف وداغ نہیں کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب جماعت شروع ہو جائے تو تم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کے اوپر اوپر سے طواف کر لینا۔“ عروہ نے یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔

۲۹۲۹۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا طُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوجِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوفِي عَلَى بَعِيرِكَ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ». عُرْوَةُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

طواف علی بعیر وغیرہ... الخ، ح: ۱۲۷۶ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/۳۷۰، ۳۷۱، والکبری، ح: ۳۹۰۳.

۲۹۲۹۔ أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خارجا من المسجد، ح: ۱۲۲۶ اب من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۰۴.

۲۴- کتاب مناسک الحج طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: مرد عورتیں طواف تو اکٹھے ہی کرتے ہیں مگر عورتیں ذرا دور دور ہیں۔ مردوں میں نہ پھنسیں۔ بھیڑ ہو تو حجر اسود اور کن یمنی سے بھی دور ہیں البتہ حج اور رمضان کے دنوں میں عورتوں کے لیے مردوں سے بالکل الگ تھلک طواف ممکن نہیں کیونکہ بہت زیادہ رش ہوتا ہے لہذا یہ مجبوری ہے۔ کوئی حرج نہیں کہ اکٹھے طواف کریں تاہم حتی الامکان دور رہیں۔

۲۹۳۰- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ الْمُصَلِّينَ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ يَقْرَأُ ﴿وَالطُّورِ﴾

۲۹۳۰- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں آئیں تو بیمار تھیں۔ انھوں نے اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم سوار ہو کر نمازیوں کے اوپر اوپر سے طواف کر لینا۔“ میں نے (دوران طواف) رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کے پاس (نماز میں) سورہ طور پڑھتے سنا۔

فوائد و مسائل: ① یہ صبح کی نماز تھی۔ ② حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اوپر اوپر سے طواف کرنے کا حکم مردوں سے دور رہنے کی خاطر نہیں بلکہ ان کی بیماری کے پیش نظر دیا گیا تھا۔ باقی عورتوں نے مردوں کے ساتھ ہی طواف کیا تھا۔ اس جگہ کا تقدس ہی ایسا ہے کہ باوجود اکٹھے طواف کرنے کے ذہن ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں سال اکٹھے طواف ہوتے ہوئے گزر چکے ہیں مگر کبھی کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی حالانکہ حج کے دنوں میں طواف کے دوران میں مردوں اور عورتوں کا شدید ازدحام ہوتا ہے۔ حج فرمایا باری تعالیٰ نے: ﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ (آل عمران ۹۷: ۳) یقیناً دنیا ایسے عظیم الشان تقدس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(المعجم ۱۴۰) - الطَّوَّافُ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ۱۴۰) باب: ۱۴۰- سواری پر بیت اللہ کا طواف کرنا

۲۹۳۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: ۲۹۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ

۲۹۳۰- [صحیح] تقدم، ح: ۲۹۲۸، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۴۳.

۲۹۳۱- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره... الخ، ح: ۱۲۷۴ من حديث شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۲۳.

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ
الْوُدَّاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ
الرُّكْنَ بِمِخْبَنِهِ.

فوائد و مسائل: ① افضل تو یہی ہے کہ طواف پیدل کیا جائے۔ عذر کی صورت میں لوگ ویل چیر پر بھی طواف کر لیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں نیز کسی ماکول اللحم جانور جیسے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ پر طواف کی ضرورت ہو تو جائز ہے، لیکن فی زمانہ اس قسم کے جانوروں پر بیت اللہ کا طواف معقول ہے نہ عذر ممکن ہی۔ ہاں کسی دور میں اس قسم کی صورت ممکن ہو جائے تو شرعاً اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں نیز رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کی تخصیص کا دعویٰ درست نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی اونٹ پر طواف کی اجازت دی تھی جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں گزرا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ”خم دار چٹری سے چھوتے تھے“ اصل تو یہ ہے کہ حجر اسود کو ہونٹ لگائے جائیں۔ یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو ہونٹوں پر رکھ لیا جائے۔ اگر ہاتھ لگانا بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز جو پاک اور صاف ہو حجر اسود پر لگائی جائے اور اسے چوما جائے ورنہ صرف اشارہ کیا جائے۔

باب: ۱۴۱- حج افراد کرنے والے

(المنعجم ۱۴۱) - طَوَافُ مَنْ أَفْرَدَ الْحَجَّ

کا طواف (اسے حلال نہیں کرے گا)

(التحفة ۱۴۱)

۲۹۳۲- حضرت ویرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھتے سنا کہ میں نے حج کا احرام باندھا تھا تو کیا میں (افعال حج سے پہلے) طواف کر سکتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: تمہیں اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سے منع فرماتے ہیں۔ ہمیں آپ پر ان سے زیادہ اعتماد ہے (لہذا آپ

حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو الْكَلْبِيِّ -
عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَسَّانُ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ
قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَسَأَلَهُ رَجُلٌ
أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَخْرَمْتُ بِالْحَجِّ قَالَ:
وَمَا يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عَبَّاسٍ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ وَأَنْتَ أَغْجَبُ إِلَيْنَا

۲۹۳۲- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يلزم من أحرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي، ح: ۱۲۳۳/۱۸۸ من حديث بيان به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۰۵.

۲۴- کتاب مناسک الحج طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل
مِنْهُ قَالَ: رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخْرَمَ بَيْنَهُمَا فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.
بتائیں۔ انھوں نے فرمایا: ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کو ہم
دیکھا ہے کہ آپ نے حج کا احرام باندھا پھر مکہ مکرمہ آ
کر آپ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا مروہ کے
درمیان سعی فرمائی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے میقات سے حج کا احرام باندھا ہو وہ مکہ مکرمہ پہنچ
کر طواف کر سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ حاجی طواف قدم نہیں کرے گا اگر وہ مکہ
مکرمہ پہنچ کر طواف اور سعی کر لے گا تو اس کا طواف اس کے حج کو عمرہ بنا دے گا لہذا وہ طواف اور سعی کرنے کے
بعد حلال ہو جائے اور حج کے دنوں میں حج کا نیا احرام باندھ اور حج کرے۔ اس طرح اس کا حج تمتع بن جائے
گا اور اس کے لیے قربانی ذبح کرنی واجب ہوگی۔ ان کا یہ موقف صحیح نہیں تھا۔ ان کے برعکس جمہور کا موقف یہی
راہج ہے کہ مفرد طواف قدم کر سکتا ہے۔ بہر حال حج تمتع کے علاوہ حج افراد اور حج قرآن بھی جائز ہیں۔ حج
قرآن کی صورت میں حاجی مکہ جاتے ہی طواف و سعی کرنے کے باوجود حالت احرام ہی میں رہے گا تا آنکہ حج
کے افعال سے فارغ ہو جائے۔ اس کے لیے قربانی لازم ہوگی۔ یہ طواف طواف قدم ہوگا۔ اس کا حج کا احرام
قائم رہے گا۔ حج کے دنوں میں اسی احرام سے حج کرے اور یہ صرف حج ہوگا قربانی واجب نہیں ہوگی۔ حج تمتع
کرنے والا طواف و سعی کے بعد حلال ہو جائے گا اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے گا۔ تمتع کے لیے بھی
قربانی ضروری ہے۔ ② ہر مسلمان پر اتباع کتاب و سنت واجب ہے۔ اگر کوئی مفتی یا عالم کوئی ایسا فتویٰ صادر
کرے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

(المعجم ۱۴۲) - طَوَافٌ مِّنْ أَهْلِ بَعْمَرَةَ
باب: ۱۴۲- عمرے کا احرام باندھنے
والاطواف کے بعد حلال ہو جائے گا؟
(التحفة ۱۴۲)

۲۹۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ:
سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ
مُعْتَمِرًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ
۲۹۳۳- حضرت عمرو (بن دینار) بیان کرتے ہیں
کہ ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے
میں پوچھا جو عمرے کے احرام سے آئے پھر بیت اللہ کا
طواف کرے لیکن صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو

۲۹۳۳- أخرجه البخاري، الصلاة، باب قول الله تعالى: "واتخذوا من مقام إبراهيم مصلًى"، ح: ۳۹۵، ومسلم،
الحج، باب بيان أن المحرم بعمره لا يتحلل بالطواف قبل السعي... الخ، ح: ۱۲۳۴ من حديث سفیان بن عیینة به،
وهو في الكبرى، ح: ۳۹۱۱. * عمرو هو ابن دينار.

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔

الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ أَيَّتُهَا أَهْلُهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ، وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کے مطابق عمرہ سعی کے بغیر پورا نہیں ہوتا لہذا سعی سے پہلے احرام ختم نہیں ہو سکتا۔ سعی بھی واجب ہے۔ سعی کے بعد ہی احرام ختم ہوگا۔ چنانچہ جب تک صفا مروہ کی سعی نہ ہو جائے اس وقت تک بیوی سے جماع کرنا درست نہیں البتہ صفا مروہ کی سعی کے بعد یہ کام جائز ہے۔ یہی بات صحیح ہے نیز متفق علیہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

باب: ۱۳۳- جس شخص نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ رکھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ کیا کرے؟

(المعجم ۱۴۳) - كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسْقِ الْهَدْيَ (التحفة ۱۴۳)

۲۹۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے) چلے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر بیداء کے ٹیلے پر چڑھی تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کی بلیک کہی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح بلیک کہی۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور ہم نے طواف کر لیا، آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ سب لوگ ڈر گئے (اور ہچکچائے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے

۲۹۳۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا فَأَهْلَلْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ وَطَفْنَا أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَحْلُوا فَهَابَ الْقَوْمُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنْ مَعِيَ الْهَدْيِ

طواف کی فضیلت اور اس سے متعلق احکام و مسائل

لَا خَلَلْتُۢ فَحَلَّ الْقَوْمُ حَتَّىٰ حَلُّوا إِلَيَّ سَاحَتْهُ قِرْبَانِي كَاجَانُورٍ نَهَوتَا تَوَيْسِي فِي حِلَالٍ هُوَ جَانَانِيۚ
النِّسَاءِ وَلَمْ يَحِلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقْصُرْ (یہ سن کر) سب حلال ہو گئے حتیٰ کہ انھوں نے اپنی
عورتوں (بیویوں) سے جماع کیا لیکن رسول اللہ ﷺ
حلال نہیں ہوئے اور یوم نحر تک بال بھی نہیں کٹوائے۔

فائدہ: پیچھے کئی مقامات پر یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احرام ایک جیسا نہ تھا۔ کسی کا
احرام صرف عمرے کا تھا، کسی کا صرف حج کا۔ مکہ مکرمہ کے قریب رسول اللہ ﷺ نے سب کو عمرہ کرنے کا حکم
دیا۔ جن کا حج کا احرام تھا، انھیں احرام کو عمرے میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ لوگ عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ جن
کے پاس قربانی کے جانور تھے، انھوں نے حج کے احرام میں عمرہ بھی داخل کر لیا۔ وہ عمرہ کرنے کے باوجود حلال
نہ ہوئے۔

(المعجم ۱۴۴) - طَوَافُ الْقِرَانِ باب: ۱۴۴- قرآن کرنے والا کتنے طواف
کرے گا؟ (التحفة ۱۴۴)

۲۹۳۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت سم
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ ابْنِ عمر رضی اللہ عنہما نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا اور
نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ایک طواف کیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو
فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ۔ ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ”ایک طواف کیا“ اس سے فرض طواف مراد ہے ورنہ یہ بات قطعی ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ جاتے ہی
ایک طواف کیا تھا، پھر دس ذوالحجہ کو بھی طواف کیا تھا۔ پہلا طواف، طوافِ قدوم بھی تھا اور طوافِ عمرہ بھی۔
دوسرا طواف فرض تھا۔ اسے طوافِ افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ امام شافعی اور محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔
احناف قرآن والے کے لیے تین طواف اور دو سعی کے قائل ہیں۔ طوافِ عمرہ، سعی عمرہ، طوافِ قدوم، طواف
زیارت، سعی حج۔ مگر رسول اللہ ﷺ سے صرف دو طواف اور ایک سعی ثابت ہے اور احناف کے نزدیک نبی اکرم
ﷺ کا حج قرآن تھا۔ بعض محققین نے حدیث مذکور میں ایک طواف سے سعی مراد لی ہے کیونکہ سعی آپ نے واقعاً
ایک ہی کی تھی۔ احناف اس طواف سے طوافِ تحلل مراد لیتے ہیں، یعنی آپ حج اور عمرے سے طوافِ زیارت کے

بعد ہی حلال ہوئے تھے مگر اس تاویل کے باوجود احناف کا مسلک ثابت نہیں ہوتا کہ قارن تین طواف کرے۔
یہ بحث پیچھے بھی گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۷۴۷)

۲۹۳۶- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے)
نکلے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو عمرے کا احرام باندھا۔
تھوڑی دور چلے تو انھیں خطرہ ہوا کہ کہیں بیت اللہ سے
روک نہ دیے جائیں پھر فرمانے لگے: اگر مجھے روک دیا
کیا تو میں ویسے ہی کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ
نے (ایسے موقع پر) کیا تھا پھر فرمانے لگے: واللہ! اس
مسئلے میں حج اور عمرہ برابر ہی ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا
ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی
باندھ لیا ہے پھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب مقام قدید میں
پہنچے تو وہاں سے قربانی کا جانور خریدا پھر مکہ کے پہنچے تو
بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور مفاہرہ کے درمیان
سعی کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے
دیکھا ہے۔

۲۹۳۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ
قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ
وَأَيُّوبَ بْنِ مُوسَى وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ
وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: خَرَجَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَهَلَ
بِالْعُمْرَةِ فَسَارَ قَلِيلًا فَخَشِيَ أَنْ يُصَدَّ عَنِ
الْبَيْتِ فَقَالَ: إِنْ صُدِّدْتُ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَاللَّهِ! مَا سَبِيلُ الْحَجِّ
إِلَّا سَبِيلُ الْعُمْرَةِ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ
مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا، فَسَارَ حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا
فَاشْتَرَى مِنْهَا هَذِيًّا، ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ
بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ:
هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۲۷۴۷۔

۲۹۳۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ نبی ﷺ نے ایک طواف کیا تھا۔

۲۹۳۷- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ: أَخْبَرَنِي
هَانِي بْنُ أَيُّوبَ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

۲۹۳۶- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ۶۷۹ عن سفیان بن عیینة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى،
ح: ۳۹۱۴، وللحديث طرق عند مالك: ۳۶۰/۱، والبخاري، ومسلم وغيرهم به.

۲۹۳۷- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۱۰، وله طرق عند مسلم، ح: ۱۲۱۵، وابن ماجه، ح: ۲۹۷۲،
وغیرهما.

۲۴- کتاب مناسک الحج حجر اسود سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ طَوَافًا
وَاحِدًا.

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر: ۲۹۳۵.

(المعجم ۱۴۵) - ذِكْرُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

باب: ۱۳۵- حجر اسود کا ذکر

(التحفة ۱۴۵)

۲۹۳۸- أَخْبَرَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ
قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ
سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ: «الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ».

۲۹۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ”حجر اسود جنت سے ہے۔“

🌞 فائدہ: حجر اسود (سیاہ پتھر) کعبے کے مشرقی کونے میں نصب ہے۔ ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ
پتھر جنت سے لایا گیا ہے اور یہ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت کی کوئی چیز یہاں بھیج دے۔ بعض احادیث میں
ہے کہ ابتداء یہ پتھر دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر لوگوں کی غلطیوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ (صحیح الجامع
الصغیر و زیادہ) حدیث: (۳۳۳۹) رنگ بدل جانا تو اس کائنات میں اتنا عام ہے کہ اس کا انکار کرنا حماقت
ہے۔ ”غلطیوں“ سے مراد گناہ ہیں، یعنی اسے بوسہ دینے والوں اور ہاتھ لگانے والوں کے گناہوں سے سیاہ ہو
گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ (آل عمران ۱۰۶: ۳) ”اس (قیامت
کے) دن کچھ (نیک لوگوں کے) چہرے سفید ہوں گے اور کچھ (برے لوگوں کے) چہرے سیاہ۔“

(المعجم ۱۴۶) - اسْتِثْلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

باب: ۱۳۶- حجر اسود کو چھونا

(التحفة ۱۴۶)

۲۹۳۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ
۲۹۳۹- حضرت سید بن غفلہ سے منقول ہے کہ

۲۹۳۸- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام، ح: ۸۷۷
من حديث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبير، ح: ۳۹۱۶، وللحديث شواهد كثيرة،
راجع الترغيب والترهيب: ۱۹۴/۲، ۱۹۵ وغيره.

۲۹۳۹- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ۱۲۷۱ من حديث وكيع به، صحيح
وهو في الكبير، ح: ۳۹۲۱.

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ
عَفْلَةَ: أَنَّ عُمَرَ قَبْلَ الْحَجَرِ وَالتَّرَمَةَ وَقَالَ:
رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ رضي الله عنه بِكَ حَفِيًّا.

حضرت عمر رضي الله عنه نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹ
گئے۔ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابوالقاسم (رسول اللہ)
ﷺ کو دیکھا، تجھ سے بہت شفقت و محبت فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حجر اسود پر ہونٹ لگانا مسنون ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے ہاتھ لگانا اور یہ بھی ممکن نہ ہو
تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی پاک چیز اسے لگانا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی مسنون
ہے۔ ② حضرت عمر رضي الله عنه کا حجر اسود سے کلام کرنا صرف لوگوں کو سنانے کے لیے تھا یا اپنے جذبات کے اظہار
کے لیے جیسے کوئی شخص اپنے کسی عزیز کی میت سے باتیں کرتا ہے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ نہیں سن سکتا۔

(المعجم ۱۴۷) - تَقْبِيلُ الْحَجَرِ

باب: ۱۴۷- حجر اسود کو بوسہ دینا

(التحفة ۱۴۷)

۲۹۴۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَجَرِيرٌ عَنِ
الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ
رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ
فَقَالَ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ
دَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَهُ.

۲۹۴۰- حضرت عابس بن ربیعہ سے روایت ہے
کہ میں نے حضرت عمر رضي الله عنه کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے
پاس آئے اور فرمایا: مجھے یقین ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور
اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ
دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، پھر اس کے قریب
ہوئے اور بوسہ دیا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضي الله عنه کے کلام کا مقصود یہ ہے کہ ہم حجر اسود کی پوجا نہیں کرتے نہ اسے نفع
نقصان کا مالک سمجھتے ہیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں اسے بوسہ دیتے ہیں۔ آپ نے یہ بات عوام الناس
کا عقیدہ درست رکھنے کے لیے اور انھیں غلط فہمی سے بچانے کے لیے فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کا حجر اسود کو بوسہ
دینا اس کے ”جنتی“ ہونے کی وجہ سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ وہ گناہوں کو ساقط کرنے کا سبب ہے۔ حضرت
عمر رضي الله عنه کے ان الفاظ سے ان بزرگوں کے موقف کو تائید حاصل ہوتی ہے جن کا خیال ہے کہ جن چیزوں کو
رسول اللہ ﷺ نے بوسہ نہیں دیا انھیں بوسہ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ویسے بھی حجر اسود کے علاوہ دوسری

۲۴- کتاب مناسک الحج - حجر اسود سے متعلق احکام و مسائل

چیزیں جنت سے نہیں آئیں۔ ④ امور دین میں شارع ﷺ کی اتباع واجب ہے چاہے ہمیں اس کام کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ⑤ اگر عوام کا عقیدے کی خرابی میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو ایام یا عالم کو اپنے ایسے عمل کی وضاحت کر دینی چاہیے۔

(المعجم ۱۴۸) - كَيْفَ يُقْبَلُ (التحفة ۱۴۸) باب: ۱۴۸- حجر اسود کو کس طرح بوسہ

دیا جائے؟

۲۹۴۱- حضرت حظلہ سے منقول ہے کہ میں نے

حضرت طاؤس کو حجر اسود کے پاس سے گزرتے دیکھا۔ اگر آپ وہاں بھیڑ محسوس فرماتے تو (اشارہ کر کے) گزر جاتے اور بھیڑ نہ کرتے۔ اگر جگہ خالی دیکھتے تو اسے تین بار بوسہ دیتے پھر فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے حجر اسود!) بلاشبہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

۲۹۴۱- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ فَإِنْ وَجَدَ عَلَيْهِ زَحَامًا مَرَّ وَلَمْ يُزَاجِمْ، وَإِنْ رَأَاهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْضَرُ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا ضروری نہیں۔ اگر بھیڑ ہو تو دھکم پیل کی بجائے اشارہ کر کے گزر جائے۔ اگر آسانی سے بوسہ دے سکے تو بوسہ دے دے۔ یہ حج یا طواف کا رکن نہیں لہذا بوسہ کے لیے مار دھاڑ کر نایا دھکم پیل کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان گناہوں کی معافی کی بجائے گناہوں کی گٹھڑی اٹھا کر رخصت ہو۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ تین دفعہ بوسہ دینا مسنون ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۲۹۳۹ کا فائدہ نمبر: ۱۔ ③ ”تو ایک پتھر ہے“ باوجود جنت میں سے ہونے کے بہر صورت ہے تو پتھر ہی

معبود نہیں۔ آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ تمام بت توڑ کر ایک بت باقی رکھ لیا۔ عوام الناس یا تو مسلم حضرات ایسا گمان کر سکتے تھے۔ (۴) ”نفع دے سکتا ہے نہ نقصان“ حدیث میں ہے کہ حجرا سود قیامت کے روز آئے گا۔ اس کی دوا نکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے بولے گا اور جس جس نے بھی اسے حق کے ساتھ چھوا ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔ دیکھیے: (مناسک الحج والعمرة) للآلبانی، ص: ۲۱) یہ بھی تو نفع ہی ہے؟ حالانکہ اس قسم کی گواہی تو دنیا کی ہر چیز دے گی مثلاً: جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے وہاں تک ہرجن وانس، حجر و شجر اس کے لیے گواہی دیں گے تو کیا ہرجن وانس، شجر و حجر نافع اور ضار بن گیا؟ ہرگز نہیں! یہ گواہی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں قوت گویائی پیدا فرمائے گا۔ اس کا نفع نقصان سے کیا تعلق ہے؟ یہ تو صرف گواہی دیں گے۔ نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ورنہ یہ چیزیں گواہی دینے ہی پر کیوں اکتفا کرتیں؟ بلکہ نفع نقصان دیتیں۔

باب: ۱۴۹- بیت اللہ کے پاس آتے ہی طواف کیسے کرے؟ اور حجرا سود کو چھونے کے بعد کس طرف چلے؟

(المعجم ۱۴۹) - كَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَفْقَدُ وَعَلَىٰ أَيِّ شِقِّهِ يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ (التحفة ۱۴۹)

۲۹۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مسجد میں داخل ہوئے اور حجرا سود کو بوسہ دیا، پھر دائیں طرف کو چلے۔ تین چکر دوڑ کر (کندھے ہلاتے ہوئے) چلے اور چار چکر آہستہ چلے پھر مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ۱۲۵) ”تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔“ اور دو رکعات اس طرح پڑھیں کہ مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔ دو رکعت پڑھنے کے بعد پھر بیت اللہ کے پاس گئے اور حجرا سود کو بوسہ دیا، پھر صفا کی طرف نکل گئے۔

۲۹۴۲- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① بیت اللہ میں آتے ہوئے سب سے پہلے طواف کیا جاتا ہے اور طواف کی ابتدا حجر اسود سے ہوتی ہے۔ بوسہ یا ہاتھ لگ سکے تو اچھی بات ہے ورنہ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے طواف شروع کر دے۔ ہر چکر حجر اسود پر ختم ہوگا۔ ہر چکر کی ابتدا میں حجر اسود کو بوسہ دینا یا چھونا ہوگا ورنہ برابر سے اشارہ کر کے نیا چکر شروع کر دے۔ آخری چکر ختم کر کے پھر حجر اسود کے پاس آئے اور پھر دو رکعت تحیۃ الطواف ادا کر کے پھر حجر اسود کے پاس آئے پھر حج یا عمرے کی صورت میں سعی کرے۔ عام طواف میں صفامروہ کی سعی نہیں کی جاتی۔ عمرے کے طواف یا حج کے پہلے طواف میں رمل اور اضطباع بھی کیا جاتا ہے۔ رمل سے مراد پہلے تین چکروں میں بھاگنے کے انداز میں کندھے ہلا کر چلنا ہے اور اضطباع سے مراد دائیں کندھے کو تنگ کرنا ہے۔ اضطباع پورے طواف میں ہوگا البتہ طواف سے پہلے یا بعد میں اضطباع نہیں ہوگا۔ مذکورہ دو طوافوں کے علاوہ کسی طواف میں رمل یا اضطباع نہیں ہوگا۔ ② ”دائیں طرف کو چلے“ حجر اسود کی دائیں طرف کیونکہ بیت اللہ کے دروازے کی دائیں طرف حجر اسود والی جانب ہی بنتی ہے یا اپنی دائیں طرف اگر منہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

(المعجم ۱۵۰) - کَمَّ يَسْفِي (التحفة ۱۵۰) باب: ۱۵۰- کتنے چکروں میں تیز چلے؟

۲۹۴۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَزْمِلُ الثَّلَاثَ وَيَمْشِي الْأَرْبَعَ وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۲۹۴۳- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور آخری چار چکروں میں آرام سے چلتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: رمل سے مراد بھاگنے کے انداز میں چلنا ہے جس طرح پہلوان اکھاڑے میں فخر سے چلتا ہے۔ بازو بھاگنے کے انداز میں ہوں اور قدم قریب قریب رکھے جائیں۔ رمل کی ابتدا عمرہ قضا میں ہوئی تھی۔ کفار مکہ نے کہا: مسلمانوں کو میسر ہے کہ بخارنے کمزور کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں ذرا قوت سے چل کر دکھاؤ۔“ جس طرف کفار پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے (شمالی جانب) اس جانب مسلمان رمل کرتے جب اوجھل ہو جاتے، یعنی جنوبی جانب پہنچ جاتے تو آہستہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادائیسی بھائی کہ اسے اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرے کا جزینا دیا مگر صرف پہلے طواف اور تین چکروں میں تاکہ لوگوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو۔

۲۹۴۳- أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة... الخ، ح: ۱۶۱۷، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة... الخ، ح: ۱۲۶۱/ ۲۳۰ من حديث عبيد الله بن عمر به، بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۳۸.

باب: ۱۵۱۔ کتنے چکروں میں آہستہ چلے؟

(المعجم ۱۵۱) - كَمْ يَمْشِي (التحفة ۱۵۱)

۲۹۴۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج اور عمرے میں پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں تیز چلتے اور چار چکروں میں آہستہ چلتے، پھر دو رکعتیں پڑھتے پھر صفا اور مردہ کے درمیان چکر لگاتے۔

۲۹۴۴۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدُمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

باب: ۱۵۲۔ سات میں سے تین چکروں

(المعجم ۱۵۲) - الْخَبُّ فِي الثَّلَاثَةِ مِنْ

میں کندھے ہلا کر تیز چلنا

السَّعْيِ (التحفة ۱۵۲)

۲۹۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو طواف میں سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے۔ سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز چلتے۔

۲۹۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ يَقْدُمُ مَكَّةَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَحْبُ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّعْيِ.

باب: ۱۵۳۔ حج اور عمرہ (دونوں) میں

(المعجم ۱۵۳) - الرَّمْلُ فِي الْحَجِّ

رہل کرنا

وَالْعُمْرَةِ (التحفة ۱۵۳)

۲۹۴۶۔ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت

۲۹۴۶۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

۲۹۴۴۔ أخرجه البخاري، ح: ۱۶۱۶، ومسلم، ح: ۲۳۱/۱۲۶۱ (انظر الحديث السابق) من حديث موسى به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۳۵، وأخرجه أبو داود، ح: ۱۸۹۳، عن قتيبة به.

۲۹۴۵۔ أخرجه مسلم، ح: ۲۳۲/۱۲۶۱ عن أحمد بن عمرو بن السرح (انظر الحديثين السابقين)، والبخاري، الحج، باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة... الخ، ح: ۱۶۰۳ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۳۹.

۲۹۴۶۔ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۳۷، وتقدم طرفه، ح: ۲۹۴۴.

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقِدٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَخْبُ فِي طَوَافِهِ حِينَ يَفْقَدُ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ ثَلَاثًا وَيَمْشِي أَرْبَعًا قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرے میں آتے تو اپنے (پہلے) طواف میں تین چکروں میں بھاگتے تھے اور چار چکروں میں چلتے تھے نیز انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۱۵۴) - الرَّمْلُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى

باب: ۱۵۴- حجر اسود سے حجر اسود تک

الْحَجَرِ (التحفة ۱۵۴)

رمل کیا جائے گا

۲۹۴۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَطْوَافٍ.

۲۹۴۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا حتیٰ کہ تین چکر پورے ہو گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”حجر سے حرکت“ یعنی پورے چکر میں رمل کرنا ہوگا۔ اگرچہ عمرۃ القضا میں جب رمل کی ابتدا ہوئی تھی رمل تین جانب کیا گیا تھا۔ جنوبی جانب چونکہ کفار سے اوجھل تھی لہذا وہاں صحابہ رمل نہ کرتے تھے پھر جب رمل کو شرعی حیثیت دے دی گئی تو اسے پہلے طواف کے پہلے تین مکمل چکروں میں مقرر کر دیا گیا۔ یہ تین چکروں میں کیا جائے گا مگر مکمل چکر میں۔ ② رمل مسنون ہے لہذا حتیٰ الامکان رمل کرنا چاہیے البتہ اگر اس قدر رش ہو کہ رمل ممکن نہ ہو تو جہاں جگہ ملے رمل کر لے۔ جہاں جگہ نہ ملے وہاں مجبوری ہے۔ رمل کی قضا ہے نہ کوئی فدیہ۔ اگر کوئی بھول جائے یا اسے علم نہ ہو یا رش کمزوری یا بیماری کی وجہ سے نہ کر سکے تو آخری تین چکروں میں یا کسی دوسرے طواف میں قضا نہ کی جائے گی اور نہ اس پر کوئی فدیہ ہی ہوگا۔

(المعجم ۱۵۵) - أَلْعَلَّةُ النَّبِيِّ مِنْ أَجْلِهَا

سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ (التحفة ۱۵۵)

باب: ۱۵۵- نبی ﷺ نے کس وجہ سے

رہل فرمایا تھا؟

۲۹۴۸- أَخْبَرَنِي [مُحَمَّدٌ] بْنُ سُلَيْمَانَ

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ: وَهَتَّئِهِمْ حُمَى يَنْزُبَ وَلَقَوْا مِنْهَا شَرًّا فَأُطْلِعَ اللَّهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى ذَلِكَ فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَرْمُلُوا وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ نَاحِيَةِ الْحَجَرِ فَقَالُوا: لَهُؤْلَاءِ أَجْلَدُ مِنْ كَذَا.

۲۹۴۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

جب نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ (عمرة القضاء میں) مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین کہنے لگے: انھیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اور ان کی حالت بہت پتلی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی اطلاع فرمادی تو آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ رہل کریں، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آہستہ چلیں کیونکہ مشرکین حطیم کی جانب (شمالی جانب) تھے۔ تو مشرکین (انھیں رہل کرتے دیکھ کر) کہنے لگے: یہ تو بہت زیادہ قوی ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: حدیث: ۲۹۴۳۔ اس وقت تو رہل کی یہی وجہ تھی،

بعد میں اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ ادا پسند آگئی تو اسے مستطآن حج اور عمرے کے طواف میں داخل کر دیا۔

② رہل کا یہ انداز اگرچہ فخر اور تکبر کا انداز ہے اور اللہ تعالیٰ کو فخر و تکبر پسند نہیں، لیکن کفار کے مقابلے میں میدان

جنگ میں اکڑ کر چلنے والا مسلمان اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے۔ رہل بھی کافروں کو دکھانے بلکہ ڈرانے کے لیے

تھا، لہذا اس میں بھی اکڑ کر چلنا اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔ بعد میں یہ سنت جاری ہو گئی جس طرح صفا مروہ کے درمیان

سعی اور منیٰ میں قربانی بھی حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں اور حج اور

عمرے کا حصہ بنادی گئیں۔ ③ دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہونے کے لیے اہل اسلام کو بھرپور تیاری رکھنی

چاہیے اور ہر میدان میں ترقی کی اعلیٰ ترین منازل حاصل کرنی چاہئیں، وہ تعلیم کا میدان ہو یا جدید ٹیکنالوجی اور

جدید اسلحے کا۔ اپنے دفاع کے لیے جسمانی تربیت اور جنگی مشقیں کرتے رہنا چاہیے۔ اور دشمن کو مرعوب رکھنے

کے لیے ان صلاحیتوں کا گاہے گاہے اظہار کرتے رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کا دماغ ٹھکانے رہے اور وہ

۲۹۴۸- أخرجه البخاري، الحج. باب: كيف كان بدء الرمل؟، ح: ۱۶۰۲، ومسلم، الحج، باب استحباب

استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح: ۱۶۶۶ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى،

ج: ۳۹۴۲.

کوئی حماقت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

۲۹۴۹- حضرت زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو چھونے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے چھوتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: فرمائیے اگر بہت بھڑھور اور میں بے بس ہو جاؤں تو؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اپنا ”فرمائیے“ یکن ہی میں رہنے دے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کو چھوتے اور بوسہ

دیتے تھے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① سوال کرنے والا شخص یعنی تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوسرے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصود یہ ہے کہ سنت کی ادائیگی میں بساط بھر کوشش کرنی چاہیے۔ حیلے بہانوں سے اس سے فرار کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ظاہر ہے ہر کام میں کچھ نہ کچھ محنت اور مشقت بلکہ تکلیف لازمی چیز ہے لہذا اس سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر اور حوصلے کے ساتھ لگے رہیں مقصد میں کامیابی ہوگی۔ اس سلسلے میں جو دقت اور تکلیف صرف ہوں گے اس کا ثواب ملے گا البتہ حجر اسود کی تقبیل کی خاطر کسی کو ایذا نہ پہنچائے دھکم پیل نہ کرے بلکہ نرمی اور محنت سے مقصود حاصل کرے ہاں اگر بغیر دھکم پیل یا مار دھاڑ کے تقبیل ممکن نہ ہو تو رہنے دے۔ یہ کوئی فرض نہیں جیسے کہ حدیث نمبر ۲۹۴۱ میں مذکور ہے۔ ③ اس روایت کا متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ یہ روایت دراصل آئندہ باب سے متعلق ہے۔ یہ کسی ناخ (ناقل) کے تصرف سے ہو گیا ہے۔

باب ۱۵۶- ہر طواف میں حجر اسود اور

رکن یمانی کو (اگر ممکن ہو) چھونا چاہیے

(المعجم ۱۵۶) - اسْتَلَامَ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ

طَوَافٍ (التحفة ۱۵۶)

۲۹۵۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی

۲۹۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۲۹۴۹- أخرجه البخاري، الحج، باب تقبيل الحجر، ح: ۱۶۱۱ من حديث حماد بن زيد به، وأخرجه الترمذي، ح: ۸۶۱۱ عن قتيبة به.

۲۹۵۰- [مسند حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب استلام الأركان، ح: ۱۸۷۶ من حديث يحيى القطان به، ۴۴

استلام سے متعلق احکام و مسائل

۲۴: کتاب مناسک الحج

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافٍ.

۲۹۵۱- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ.

۲۹۵۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کو نہ چھوتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگایا جائے گا اور حجر اسود کو اگر ممکن ہو تو بوسہ بھی دیا جائے گا۔ ② ان دو چھونا سنت ہے باقی کونوں یا دیواروں کو چھونا سنت نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۹۱۸ اور اس کے فوائد)

باب: ۱۵۷- دونوں یعنی کونوں کو ہاتھ لگانا

(المعجم ۱۵۷) - مَسْحُ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ (التحفة ۱۵۷)

۲۹۵۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ.

۲۹۵۲- حضرت سالم کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یعنی کونوں کے علاوہ بیت اللہ کے کسی حصے کو چھوتے نہیں دیکھا۔

فائدہ: یمن کعبہ مُشْرِقَہ کے جنوب میں ہے، لہذا جنوب کی جانب دونوں کو یعنی کونے کہا جاتا ہے۔ ان

۴۴ وهو في الكبرى، ح: ۳۹۲۸.

۲۹۵۱- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف... الخ، ح: ۲۴۴/۱۲۶۷ عن محمد بن المثنى به.

۲۹۵۲- أخرجه مسلم، ح: ۱۲۶۷ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين، ح: ۱۶۰۹ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۲۹.

میں سے ایک حجر اسود والا ہے۔ اس کے لیے تو یہی شناخت کافی ہے۔ دوسرے کو نے کو جو حجر اسود سے بائیں طرف والا ہے رکن یمانی کہا جاتا ہے۔ کبھی دونوں کو یمانی کہہ لیا جاتا ہے۔

(المعجم ۱۵۸) - تَرَكُ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ

باب: ۱۵۸۔ دوسرے دو کوٹوں کو نہ چھونے

کا بیان

الْآخَرَيْنِ (التحفة ۱۵۸)

۲۹۵۳۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَمَالِكٍ، عَنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتَكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانَيْنِ قَالَ: لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ. مُخْتَصَرٌ.

۲۹۵۳۔ حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف ان دو یمنی کوٹوں (حجر اسود اور رکن یمانی) ہی کو چھوتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو کوٹوں (رکن یمانی اور حجر اسود) کے علاوہ کسی کوٹے کو چھوتے نہیں دیکھا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

۲۹۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْأَرْكَانِ الْيَمَانِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمَحِيِّينَ.

۲۹۵۴۔ حضرت سالم کے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے کوٹوں میں سے صرف دو کوٹوں ہی کو چھوتے تھے۔ ایک حجر اسود اور دوسرا اس کے ساتھ والا جو جُمَحِيِّينَ کے گھروں (محله) کی طرف ہے۔

🌞 فائدہ: اس دوسرے سے مراد رکن یمانی ہی ہے۔ اس وقت اس کو نے کی جانب جچی قبیلہ رہائش پذیر تھا۔

۲۹۵۳۔ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في التعلين ولا يمسح على التعلين، ح: ۱۶۶، ومسلم، ح: ۱۸۷ من حديث مالك به، كما تقدم، ح: ۱۱۷، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۳۱.

۲۹۵۴۔ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح: ۲۴۳/۱۲۶۷ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۳۳.

۲۹۵۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

۲۹۵۵- حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دو کونے حجر اسود اور رکن یمانی چھوتے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی سختی ہو یا سہولت ان دو کونوں کو چھونا ترک نہیں کیا۔

🌞 فائدہ: متعلقہ مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۲۹۱۸ اور ۲۹۳۹.

۲۹۵۶- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ فِي رَخَاءٍ وَلَا شِدَّةٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ.

۲۹۵۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود کو چھوتے دیکھا ہے میں نے شدت ہو یا سہولت کبھی اسے چھونا ترک نہیں کیا۔

باب: ۱۵۹- حجر اسود کو چھڑی وغیرہ سے چھونا (بھی جائز ہے)

(المعجم ۱۵۹) - اسْتِلَامُ الرُّكْنِ بِالْمِخْجَنِ (التحفة ۱۵۹)

۲۹۵۷- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرمایا۔ آپ حجر اسود کو چھڑی کے ساتھ چھوتے تھے۔

۲۹۵۵- أخرجه مسلم، ح: ۱۲۶۸ (انظر الحديث السابق) عن عبيد الله بن سعيد، والبخاري، الحج، باب الرمل في الحج والعمرة، ح: ۱۶۰۶ من حديث يحيى القطان به. * عبيد الله هو ابن عمر.

۲۹۵۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۰، ۳۳/۲، من حديث أيوب السخيتاني به، وهو في الكبرى،

ح: ۳۹۱۷.

۲۹۵۷- [صحيح] تقدم، ح: ۷۱۴، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۲۴.

۲۴- کتاب مناسک الحج طواف سے متعلق احکام و مسائل

عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمَخَجِّنٍ .

فائدہ: پیچھے یہی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہوئی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۹۳۱)

(المعجم ۱۶۰) - الْإِشَارَةُ إِلَى الرُّكْنِ
(التحفة ۱۶۰)
باب: ۱۶۰- (مجبوری کی حالت میں) حجر اسود کی طرف اشارہ (بھی کافی ہے)

۲۹۵۸- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَإِذَا انْتَهَى إِلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ .
۲۹۵۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (جیمہ الوداع میں) اپنی سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے۔ جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

فائدہ: سابقہ حدیث میں چھڑی سے چھونے کا ذکر ہے اور اس روایت میں اشارہ فرمانے کا۔ گویا کبھی چھڑی بھی نہ پہنچ سکتی تو حجر اسود کی طرف اس کے برابر آ کر اشارہ فرماتے۔ ہاتھ سے اشارہ کرے اور ساتھ تکبیر بھی کہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آغا تکبیر میں بسم اللہ بھی کہتے تھے یعنی بسم اللہ واللہ اکبر کہتے تھے۔

(المعجم ۱۶۱) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ۳۱]
(التحفة ۱۶۱)
باب: ۱۶۱- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو۔“ کی تفسیر

۲۹۵۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ [مُسْلِمًا] الْبُطَيْنَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ
۲۹۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (دور جاہلیت میں کبھی کبھار) کوئی عورت ننگی بیت اللہ کا طواف کرتی اور یوں کہتی: آج (بغرض طواف) میری کچھ یا پوری شرم گاہ ننگی ہوگی۔ اور (اگر ایسا ہو تو) میں کسی

۲۹۵۹- أخرجه مسلم، التفسير، باب في قوله تعالى: "خذوا زينتكم عند كل مسجد"، ح: ۳۰۲۸ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۴۷. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر، وسلمة هو ابن كهيل.

۲۹۵۸- أخرجه البخاري، الحج، باب من أشار إلى الركن إذا أتى عليه، ح: ۱۶۱۲ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۲۶.

طواف سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ تَقُولُ: كَلُّهُ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ قَالَ: فَتَزَلَّتْ: ﴿يَبْنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زَيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ۳۱].

کے لیے اس کی طرف نظر کرنا مباح قرار نہیں دیتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بنا بریں یہ آیت اتری: ﴿يَبْنِيْ اٰدَمَ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ”اے بنی آدم! ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو (پورا لباس پہنا کرو)۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ننگے طواف کرنا یا تو بطور نذر ہوتا تھا یا اس تصور سے کہ ہم ان کپڑوں میں گناہ کرتے رہے ہیں، لہذا ان میں طواف مناسب نہیں، اس لیے وہ اپنے کپڑوں کے بجائے ساکنین حرم کے کپڑوں میں طواف کرتے تھے (کیونکہ وہ انھیں مقدس سمجھتے تھے)۔ اگر ان سے کپڑے نہ ملتے تو رات کے اندھیرے میں یا دوپہر کے وقت آنکھ پچا کر ننگے بدن طواف کر لیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ وہ زبان سے مذکورہ بالا اعلان اشعار کی صورت میں کرتے تاکہ اگر کوئی اتفاقاً ادھر آنکھ تو منہ دوسری طرف پھیر لے اور اس کی نظر نہ پڑے۔ ② ”ہر مسجد میں“ یعنی صرف طواف کے لیے ہی لباس پہننا ضروری نہیں بلکہ نماز میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ چونکہ مسجد نماز ہی کے لیے بنائی گئی ہے اس لیے مسجد کے لفظ سے نماز کی طرف اشارہ ہے۔ ویسے بھی مسجد میں ننگا ہونا منع ہے کیونکہ یہ مسجد کے تقدس کے خلاف ہے۔ ③ اس آیت مبارکہ میں لباس کے لیے ”زینت“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ گویا عبادات کے دوران میں مکمل اور صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے جو حقیقتاً زینت کا سبب ہو اور ساتھ ساتھ ہونے کہ اعضائے مستورہ کی نمائش اور ترجمانی کرنے والا۔ ④ زینت کے لفظ سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ نماز میں سر بھی ڈھانپا ہوا ہونا چاہیے کیونکہ لباس زینت ہی بنے گا جب سر بھی ڈھانپا ہوا ہوگا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ عموماً سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے اس لیے نماز ہی کی حالت میں سر کا ڈھانپنا سنت کے زیادہ قریب نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ ہی سر کو ڈھانپنے رکھنا مسنون عمل ہے۔

۲۹۶۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ

۲۹۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع سے قبل اس حج میں جس میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں امیر حج مقرر فرمایا تھا مجھے کچھ اور لوگوں کے ساتھ یہ اعلان کرنے کے لیے

۲۹۶۰۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يستر من العورة، ح: ۳۶۹ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد، مسلم، الحج، باب لا يحج البيت مشرك ولا يطوف بالبيت عريان وبيان يوم الحج الأكبر، ح: ۱۳۴۷ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۴۸. * صالح هو ابن كيسان.

بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ النَّبِيَّ أَمْرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَدُّنَ فِي النَّاسِ : أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ هَذَا الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

بھیجا کہ خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئے گا اور نہ کوئی ننگ شخص بیت اللہ کا طواف کر سکے گا۔

☀ فائدہ: یہ ۹ ہجری کی بات ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ ۸ ہجری کے حج سے قبل فتح ہو چکا تھا مگر اس سال نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود حج کیا اور نہ کسی کو امیر حج مقرر فرمایا بلکہ آپ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حج ہوا لیکن یہ حج سابقہ طریقے کے مطابق کیا گیا کیونکہ ابھی حج کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی تفصیل نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ بہت سے محققین کے قول کے مطابق حج کی فرضیت ہی ۹ ہجری میں نازل ہوئی۔ ۹ ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ مسلمانوں نے ان کی سرکردگی میں اسلامی طریقے کے مطابق حج کیا مگر اس سال کا فرہ بھی بڑی تعداد میں حج کرنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنے طریقے کے مطابق حج کیا۔ نبی ﷺ کے حکم کے مطابق منیٰ میں جگہ جگہ اعلانات کر دیے گئے کہ آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے۔ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ بنس نفیس تشریف لے گئے۔ تقریباً تمام مسلمان بھی موجود تھے۔ آپ نے خالص اسلامی طریقے کے مطابق حج کر دیا۔ اس سال کوئی مشرک موجود نہ تھا۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی کا بھی آخری سال تھا۔ تین ماہ بعد آپ اپنے ”رفیق اعلیٰ“ سے جا ملے۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ.

۲۹۶۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالََا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِئْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِبِرَاءَةٍ قَالَ: مَا كُنْتُمْ تَتَأَوَّنُونَ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَأَدَّى إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْحَجَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ، وَلَا يَطُوفُ

۲۹۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جبکہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کی طرف سے براءت کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ شاگرد نے کہا: آپ کیا اعلان فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہم اعلان کرتے تھے کہ مومن کے علاوہ کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کوئی ننگ شخص بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔ جس شخص کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح کا کوئی

بِالْبَيْتِ عَزَبَانْ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ فَاجْلُهُ أَوْ أَمَدُهُ إِلَى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولَهُ، وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ هَذَا الْعَامِ مُشْرِكٌ، كُنْتُ أَنَادِي حَتَّى صَحَلَ صَوْتِي.

معاهدہ ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ مشرکین (کے ساتھ ہر قسم کے معاہدہ صلح) سے لاطعلق ہوں گے اور کوئی مشرک اس سال کے بعد حج کرنے نہیں آئے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ اعلانات کرتا رہا حتیٰ کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی تفصیل ہے۔ اس موقع پر امیر حج تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے مگر "براءت کا اعلان" حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصی ذمہ داری تھی کیونکہ اس قبائلی دور میں عہد کے متعلق کوئی اعلان نبی ﷺ کا خاندانی شخص ہی کر سکتا تھا ورنہ مشرکین اسے معتبر نہ سمجھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ کے ساتھ رشتے داری سے سب لوگ واقف تھے لہذا اس اعلان کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا گیا۔ دیگر اعلانات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی سے کروائے لہذا سابقہ حدیث اور اس حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔ ② "چار ماہ" ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس اعلان سے چار ماہ شمار ہوں گے لیکن بعض محققین نے براءت کی آیت کے نزول سے چار ماہ شمار کیے ہیں یعنی شوال ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم۔ آیت کے آئندہ الفاظ ﴿وَإِذَا أَنْسَلَخَ الْأَشْهُرَ الْحُرُمَ﴾ (التوبة: ۵) اس کی تائید کرتے ہیں اور یہی بات صحیح ہے۔ ③ اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہر عہد کی مدت چار ماہ مقرر فرمادی لیکن یہ بات درست نہیں۔ یا تو راوی کو غلطی لگی یا ضرورت سے زیادہ اختصار ہو گیا۔ دیگر احادیث میں وضاحت ہے کہ اعلان یوں تھا: "جس شخص کا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو چکا ہے تو وہ اپنی مقررہ مدت تک برقرار ہے۔ اور جس کے ساتھ آپ کا کوئی عہد نہیں (یا جس کی مدت مقرر نہیں) وہ چار ماہ تک امن میں ہے۔" دیکھیے: (جامع الترمذی، باب ومن سورة التوبة، حدیث: ۳۰۹۲) مزید ملاحظہ ہو: (تفسیر ابن کثیر، سورۃ توبہ، آیت: ۲، تحت الآیۃ: ﴿فَيَسْئَلُونَكَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾ یعنی اس کے بعد مشرکین سے عام لڑائی ہے۔ ویسے بھی یہ بعید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سے کیے ہوئے عہد کو یکطرفہ طور پر ختم کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ تو عہد کی بہت زیادہ پاسداری فرمانے والے تھے۔ ﷺ

باب: ۱۶۲- طواف (کے بعد) والی دو

رکعات کہاں پڑھے؟

(المعجم ۱۶۲) - أَيْنَ يُصَلِّي رَجَعَتِي

الطَّوَافِ (التحفة ۱۶۲)

طواف سے متعلق احکام و مسائل

- ۲۹۶۲- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ فَرَعَ مِنْ سُبُعِهِ جَاءَ حَاشِيَةَ الْمَطَافِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَّافِينَ أَحَدٌ.
- ۲۹۶۲- حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ساتویں چکر سے فارغ ہوئے تو آپ طواف والی جگہ کے (باہر والے) کنارے کے پاس آ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ (اس وقت) طواف کرنے والوں اور آپ کے درمیان کوئی شخص (بطور سترہ) نہ تھا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① ”کنارے کے پاس“ تاکہ طواف کرنے والوں کو وقت نہ ہو اور وہ نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ معلوم ہوا طواف کی دو رکعتیں اگر مقام ابراہیم کے قریب پڑھنی ممکن نہ ہوں تو طواف کرنے والوں سے باہر آ کر پڑھنی چاہئیں۔ بعض لوگ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کے لیے طواف کرنے والوں کے درمیان ہی میں نماز شروع کر دیتے ہیں اس سے فریقین کو پریشانی ہوتی ہے۔ طواف کرنے والوں کو طواف کرنے میں اور نمازی کو اپنی نماز کی ادائیگی میں بلکہ بسا اوقات رش کی وجہ سے نماز قطع کرنے تک کی نوبت آ جاتی ہے یہ درست نہیں بلکہ ایسی صورت میں دو رکعتیں مطاف سے باہر پڑھی جائیں۔ ② ”کوئی شخص نہ تھا“ ابو داؤد میں ہے کہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا۔ (سنن أبی داؤد، المناسک، حدیث: ۲۰۱۲) اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مسجد حرام میں سترہ ضروری نہیں۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا روایت اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔ مسجد حرام ہو یا کوئی اور جگہ سترے کا اہتمام ضروری ہے جیسا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زاد المعاد: ۳۰۵/۱) البتہ اگر رش کی بنا پر اس کا اہتمام ممکن نہ ہو تو یہ اضطراری حالت ہے لیکن کسی بھی صحیح حدیث سے اس کا عدم اہتمام ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔ اس مسئلے کی تفصیل پیچھے حدیث: ۷۵۹ میں گزر چکی ہے۔

- ۲۹۶۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ: - يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ -: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ
- ۲۹۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفامروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ پھر

۲۹۶۲- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۷۵۹، وهو في الكبرى: ۳۹۵۳.

۲۹۶۳- [صحيح] تقدم، ح: ۲۹۳۳.

طواف سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ وَقَالَ: «لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي حَضْرَتِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قُرْآنَ كِي آيَتِ تِلَاوَتِ فَرَمَائِي: رَسُولِ اللَّهِ أَتْسُوهُ حَسَنَةً» [الاحزاب: «لَقَدْ كَانَ لَكُمْ.....»] «تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔» [۲۱]

☀ فائدہ: آیت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہے۔ اسی لیے آیت میں مذکور حکم کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے جب بھی طواف کیا تو اس کے بعد دو رکعتوں کا اہتمام فرمایا ہے، گویا آپ کا عمل آیت کے مجمل حکم کی تفصیل اور تفسیر ہے۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کے پاس ہی ان رکعتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ آیت سے یہی ظاہر ہوتا ہے ہاں اگر ازدحام ہی اس قدر ہو کہ وہاں نماز پڑھنا مشکل ہو تو پھر اس سے دور بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب: ۱۶۳- طواف کی دو رکعتوں کے

(المعجم ۱۶۳) - الْقَوْلُ بَعْدَ رَكْعَتَيْ

بعد کیا کہا جائے؟

الطَّوَّافِ (التحفة ۱۶۳)

۲۹۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں سے (پہلے) تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں آرام سے چلے پھر مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے اور دو رکعات پڑھیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: «وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى» "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" آپ نے لوگوں کو سنانے کے لیے یہ الفاظ بلند آواز سے ادا فرمائے پھر آپ (حجر اسود کی طرف) گئے۔ اسے بوسہ دیا پھر (صفا مروہ کی طرف) چلے اور فرمایا: "ہم اسی جگہ سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔" تو آپ نے

۲۹۶۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّبِيِّ سَبْعًا، رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَرَأَ: «وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى» [البقرة: ۱۲۵] وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّافَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَأَ لَهُ النَّبِيُّ فَقَالَ ثَلَاثَ

۲۹۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات: ۱، ح: ۳۹۶۹، والترمذي، ح: ۸۶۲، ۸۵۶، وابن ماجه، ح: ۱۰۰۸ من حديث جعفر به، وهو في الكبرى: ۳۹۶۷، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۱۷۵، ح: ۶۱، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۲۱۸، وغيره.

طواف سے متعلق احکام و مسائل

- مَرَاتٍ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». فَكَبَّرَ اللَّهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ نَزَلَ مَا شِئَا حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ، ثُمَّ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا، ثُمَّ بَدَأَ لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ، ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ فَعَلَّ هَذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَّافِ.
- کوہ صفا سے ابتدا کی۔ اس پر چڑھتے ہیں کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے تین بار (یہ کلمات) پڑھے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، حکومت اور تعریف اسی کی ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“ پھر آپ نے تکبیریں کہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر آپ نے دعائیں فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر کی تھیں پھر آپ چلتے ہوئے نیچے اترے حتیٰ کہ جب آپ کے قدم مبارک نشیب میں جا گریں ہوئے تو آپ دوڑنے لگے حتیٰ کہ (مرودہ کی) چڑھائی شروع ہو گئی تو آپ آرام سے چلنے لگے حتیٰ کہ مرودہ پر پہنچ گئے۔ تو اس پر چڑھتے رہے پھر جب بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے یہ کلمات ادا فرمائے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ”اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ آپ نے یہ (کلمات) تین بار پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھتے رہے پھر آپ نے اس پر دعائیں فرمائیں جو اللہ نے چاہیں (پھر) اسی طرح کیا حتیٰ کہ آپ (صفا مرودہ کے) چکروں سے فارغ ہو گئے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے بعد مذکورہ بالا آیت پڑھنا مسنون ہے اگرچہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا یہ آیت پڑھنا بطور استدلال تھا کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہیں۔ یہی صحیح ہے۔ اسی لیے علماء نے دو رکعتوں کے بعد اس آیت کے پڑھنے کو مسنون نہیں لکھا نیز بعض

روایات میں منقول ہے کہ آپ نے یہ آیت دو رکعتوں سے پہلے پڑھی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۱۸، و سنن النسائی، مناسک الحج، حدیث: ۲۹۶۵، ۲۹۶۶) یاد رہے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے جاتے ہیں مگر صفا سے مروہ تک آنا ایک چکر شمار ہوتا ہے اور مروہ سے صفا پر آنا دوسرا چکر۔ اس طرح مروہ پر ساتواں چکر پورا ہوگا۔

۲۹۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بیت اللہ کے گرد) سات چکر لگائے۔ تین میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلے اور چار میں آرام سے چلے پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔“ پھر آپ نے دو رکعات پڑھیں اور مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبے کے درمیان رکھا، پھر حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر نکلے اور کہا: ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات ہیں۔ چنانچہ وہاں سے شروع کرو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے (یعنی سعی کا آغاز صفا سے کرو)۔“

۲۹۶۵- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ۱۲۵] فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَاْبْدُوا بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ».

باب: ۱۶۳- طواف کی دو رکعتوں میں قراءت کیا ہوگی؟

(المعجم ۱۶۴) - الْقِرَاءَةُ فِي رَكْعَتَي الطَّوْفِ (التحفة ۱۶۴)

۲۹۶۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام ابراہیم کے پاس پہنچے تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔“ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور (ان

۲۹۶۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْجُمَيْصِيُّ عَنْ الْوَلِيدِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا انْتَهَى إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ

آب زم زم سے متعلق احکام و مسائل

قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِرِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (میں) سورۃ الفاتحہ (کے ساتھ) سورۃ ﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا [البقرہ: ۱۲۵] فَصَلِّ رُكْعَتَيْنِ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ عَادَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں ہلکی ہونی چاہئیں۔ فجر اور مغرب کی سنتوں میں بھی یہی دو سورتیں پڑھنا منقول و مسنون ہے۔

(المعجم ۱۶۵) - الشُّرْبُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ (باب: ۱۶۵- زم زم کا پانی پینا)

۲۹۶۷- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَمُغِيرَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

فوائد و مسائل: ① زم زم مبارک پانی ہے جو دنیا کے ہر پانی سے مختلف ہے۔ خوراک کا فائدہ بھی دیتا ہے اور شفا کا بھی بلکہ جس نیت کے ساتھ جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے کفایت کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، المناسک، حدیث: ۳۰۶۲، ومسند أحمد: ۳/۳۵۷، ۳۷۲) لہذا اسے تہرک سمجھ کر پینا مسنون ہے بلکہ واپس آتے ہوئے گھروں کو لانا بھی مسنون ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً منقول ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الحج، حدیث: ۹۲۳) ② بعض کا قول ہے کہ آپ کا کھڑے ہو کر پینا یا تو مجبوراً تھا کہ نیچے کچھڑ تھا بیٹھنا ممکن نہیں تھا ورنہ کپڑے خراب ہوتے لہذا اگر ایسی صورت حال ہو کہ بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر کھرایا پیا جاسکتا ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ کھڑے ہو کر پینا جائز ہے اور آپ کا مذکورہ عمل بیانِ جواز کے لیے

سعی سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

تھا اس کے علاوہ دیگر احادیث میں کھڑے ہو کر پینے سے آپ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ تو حافظ ابن حجر اور دیگر ائمہ کے نزدیک ان احادیث میں مذکور نبی تنزیہ کے لیے ہے، یعنی بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پیا جائے۔ اور اگر پی بھی لیا جائے تو اس میں مطلقاً حرج والی بات نہیں ہے۔ یہی موقف دلائل کی رو سے مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۱۰/۱۰۳، ۱۰۵)

(المعجم ۱۶۶) - الشُّرْبُ مِنْ مَاءٍ زَمَزَمَ باب: ۱۶۶- زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا قَائِمًا (التحفة ۱۶۶)

۲۹۶۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ زَمَزَمَ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا۔ آپ نے قیام کی حالت میں پیا۔

فائدہ: حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ زم زم کا پانی کھڑے ہو کر بھی پی لیا جائے تو جائز ہے جیسا کہ اباحت والی احادیث اس پر دلالت کنتاں ہیں، لیکن اسے اس معنی میں سنت قرار دینا کہ یہ مستحب ہے تو یہ اس سے ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ مذکورہ باب میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(المعجم ۱۶۷) - ذِكْرُ خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الصَّفَا مِنَ النَّبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ (التحفة ۱۶۷)

۲۹۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے، پھر مقام ابراہیم کی اوٹ میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس دروازے سے کوہ صفا کے لیے نکلے جس سے (عموماً) نکلا جاتا تھا، پھر صفا اور مروہ

۲۹۶۸- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى: ۳۹۵۷.

۲۹۶۹- أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام، ح: ۱۶۲۷ من حديث شعبة، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمره لا يتحلل بالطواف قبل السعي وأن المحرم بحج لا يتحلل بطواف القدوم وكذلك القارن، ح: ۱۲۳۴ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى: ۳۹۵۸.

سعی سے متعلق احکام و مسائل

خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يُخْرَجُ
مِنْهُ فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو
ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: سُنَّةٌ.
شعبہ نے کہا: مجھے ایوب نے بواسطہ عمرو بن دینار
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی ہے کہ یہ (صفا مروہ کے درمیان
سعی) سنت ہے۔

☀ فائدہ: ”سنت ہے۔“ یعنی اسلام کا رائج کردہ طریقہ ہے جس کی پابندی لازمی ہے۔ یہ سنت فرض کے
مقابلے میں نہیں۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

(المعجم ۱۶۸) - ذِكْرُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
(التحفة ۱۶۸)

۲۹۷۰- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (اس حاجی اور
معتمر) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا مروہ کے درمیان چکر
لگائے۔“ میں نے (اس آیت کی روشنی میں) کہا: مجھے تو
کوئی پروا نہیں اگر میں ان کے درمیان چکر نہ لگاؤں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تو نے بہت غلط استدلال
کیا۔ اصل بات یہ تھی کہ جاہلیت والے کچھ لوگ صفا
اور مروہ کے درمیان چکر نہیں لگاتے تھے۔ جب اسلام
(کا دور) آیا اور قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿إِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ.....﴾ ”صفا اور مروہ
اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نشانات ہیں..... الخ۔“ تو

۲۹۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُرْوَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَائِشَةَ: ﴿فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة:
۱۵۸] قُلْتُ: مَا أَبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ
بَيْنَهُمَا، فَقَالَتْ: بِئْسَمَا قُلْتُ! إِنَّمَا كَانَ
نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَهُمَا
فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿إِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۵۸]
الْآيَةِ. فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَطُفْنَا مَعَهُ
فَكَانَتْ سُنَّةً.

۲۹۷۰- أخرجه البخاري، التفسير: باب ﴿ومِنُةُ الثَّالِثَةِ الْآخِرَى﴾ ح: ۴۸۶۱، ومسلم، الحج، باب بيان أن
السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، ح: ۱۲۷۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

سعی سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

رسول اللہ ﷺ نے ان کے چکر لگائے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ چکر لگائے لہذا یہ سنت ہے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عروہ نے آیت کے ظاہری الفاظ سے یہ سمجھا کہ سعی کو ترک کرنا بھی جائز ہے اور یہ کوئی ضروری چیز نہیں لیکن شاید وہ آیت کے سیاق و سباق اور اس کے ابتدائی الفاظ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (البقرة ۲: ۱۵۸) سے غافل رہے کیونکہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ شعائر ہیں تو ان سے روگردانی کیسے ممکن ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو انتہائی صاحب بصیرت خاتون تھیں اور رسول اللہ ﷺ سے براہ راست فیض یافتہ تھیں اس اہم نکتے سے کیسے غافل ہو سکتی تھیں؟ نیز کسی بھی آیت کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے الگ کر کے نہیں سمجھا جاسکتا ورنہ گمراہی کا خدشہ ہے۔ جو کام رسول اللہ ﷺ نے تمام عمروں اور حج میں پابندی سے کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ہر عمرہ و حج میں اسے پابندی سے کیا وہ غیر ضروری کیسے ہو سکتا ہے؟ باقی رہا ﴿لَا حُنَاحَ﴾ ”کوئی حرج نہیں“ کا لفظ تو یہ دراصل ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہے جو صفا اور مروہ کے طواف کو کافروں کے رسم و رواج پر محمول کرتے تھے کیونکہ ان دونوں پر انھوں نے بت رکھے ہوئے تھے لیکن کسی کی غلطی سے اصل حقیقت تو متروک نہیں ہو سکتی تھی اس لیے حکم دیا گیا کہ بتوں سے پاک کر کے ان کا طواف کیا جائے کیونکہ ان کا طواف قدیم شرعی حکم ہے۔ ② ”یہ سنت ہے“ یہاں سنت فرض کے مقابلے میں نہیں کہ اس کا کرنا ضروری نہیں کیونکہ اسی مفہوم کا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رد فرما رہی ہیں بلکہ یہاں سنت سے مراد نبی ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے جس کی پابندی ضروری ہے۔ فرض سنت واجب وغیرہ کے موجودہ مفہوم بعد کی اصطلاحات ہیں۔ بعض روایات میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرما رہے تھے: [اسْمَعُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ] [مسند أحمد: ۶/۴۲۱] ”تم سعی کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سعی کو تم پر فرض کر دیا ہے۔“ اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے صفا مروہ کی سعی کو حج و عمرے کا رکن ٹھہرایا ہے۔ جس سے رہ جائے وہ دوبارہ حج و عمرہ کرے البتہ احناف اسے واجب قرار دیتے ہیں جسے قصد اتونہیں چھوڑا جاسکتا اگر بھولے سے یا ناواقفیت سے رہ جائے پھر قضا ممکن ہو تو قضا دے ورنہ ایک جانور قربان کرے لیکن راجح بات یہی ہے کہ سعی بین الصفا والمروہ حج کا ایسا رکن ہے کہ اگر وہ رہ جائے تو اس کی تلافی ایک دم (جانور قربان کرنے) سے نہیں ہوگی بلکہ اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فقه السنة، للسید سابق: ۲/۲۶۳-۲۶۷)

۲۹۷۱- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ۲۹۷۱- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

۲۹۷۱- أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الصفا والمروة وجُعِلَ من شعائر الله، ح: ۱۶۴۳ من حديث شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۶۰، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ۱۵۸] فَوَاللَّهِ! مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: بِسْمَا قُلْتُ يَا ابْنَ أُخْتِي! إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوْلَتْهَا كَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، وَلَكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمُوا كَانُوا يُهْلُونَ لِمَنَاةَ الطَّاعِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ لَهَا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ سَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ۱۵۸] ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّوَّافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرَكَ الطَّوَّافَ بِهِمَا.

سعی سے متعلق احکام و مسائل
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (اس (حاجی اور معتمر) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں (صفا اور مروہ) کا طواف کرے) کے بارے میں پوچھا کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اللہ کی قسم! اسے کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے بھانجے! تو نے بہت غلط بات کہی۔ اگر اس آیت کا مطلب یہ ہوتا جو تو بیان کرتا ہے تو آیت اس طرح ہوتی: ”(حج یا عمرے کرنے والا) اگر وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اسے کوئی گناہ نہیں۔“ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اسلام لانے سے پہلے منات بت کے نام پر احرام باندھتے تھے۔ اس کی وہ پوجا کرتے تھے۔ وہ مشلل کے مقام پر نصب تھا۔ جو لوگ اس بت کے نام پر احرام باندھتے تھے وہ صفا اور مروہ کے چکر لگانے کو گناہ سمجھتے تھے پھر (اسلام لانے کے بعد) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ.....﴾ ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات میں سے ہیں لہذا جو شخص حج یا عمرے کا احرام باندھے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے چکر لگائے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان چکر لگانا جاری فرما دیا چنانچہ اب کسی کو اجازت نہیں کہ وہ ان میں چکر لگانا چھوڑ دے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا استدلال کس قدر مضبوط ہے کہ اگر یہ طواف ضروری نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ صراحتاً بیان فرماتا کہ جو طواف نہ کرے اسے کوئی گناہ نہیں جبکہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو طواف کرے اسے کوئی گناہ نہیں۔ گویا کچھ لوگ ان کے طواف میں گناہ محسوس کرتے تھے۔ ان کا وہم دور کرنے کے لیے یہ آیت اتری۔

اس آیت میں اس طواف کے وجوب و استحباب کی بحث نہیں بلکہ اس کا وجوب اس آیت کے ابتدائی حصے اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور فرامین سے معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھیے، حدیث نمبر: ۲۹۷۰) صفامروہ کے طواف میں گناہ محسوس کرنے والے دو گروہ تھے: ایک تو وہ جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے۔ دوسرے وہ جو جاہلیت میں صفامروہ کا طواف کرتے تھے مگر اسلام لانے کے بعد انھوں نے اسے گناہ سمجھا۔ اس آیت نے ان دونوں قسم کے گروہوں کی غلط فہمی دور کر دی۔ اب سعی کرنا ضروری ہے جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آخری الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعی، احمد اور دیگر محدثین رحمہم اللہ سب سعی کو رکن سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر حج وعمرہ نہیں ہوگا۔ احناف کے مسلک کی تفصیل سابقہ حدیث میں دیکھیے۔

۲۹۷۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جب آپ مسجد سے نکل کر صفامروہ کے طواف کے ارادے سے آرہے تھے: ”ہم اس مقام سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔“

۲۹۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيدُ الصُّفَا وَهُوَ يَقُولُ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ».

فائدہ: اس وقت صفامروہ مسجد سے باہر تھے۔ آج کل مسجد کی حدود کے اندر بلکہ بہت اندر آچکے ہیں۔

(باقی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۹۶۳)

۲۹۷۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی طرف نکلے اور فرمایا: ”ہم اس پہاڑی سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ الصُّفَا وَالْمَرَّةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ بلاشبہ صفا

۲۹۷۳- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصُّفَا وَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ» ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ

۲۴- کتاب مناسک الحج سنی سے متعلق احکام و مسائل

الصَّافَا وَالْمَرَوَةَ مِنْ سَعَاءِ اللَّهِ [البقرة: اور مردہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات میں سے ہیں۔] ۱۵۸.

فائدہ: ”صفا“ سے سنی کی ابتدا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المعجم ۱۶۹) - مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الصَّافَا (التحفة ۱۶۹) باب: ۱۶۹- کوہ صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ

۲۹۷۴- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفِيَ عَلَى الصَّافَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ.

۲۹۷۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے حتیٰ کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی تو آپ نے اللہ اکبر کہا۔

فائدہ: معلوم ہوا صفا اور مردہ پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے پھر دعائیں اور تسبیحات و تکبیرات پڑھے، لیکن آج کل صفا یا مردہ پر چڑھ کر بیت اللہ کو دیکھنا آسان نہیں بلکہ تعبیرات کی وجہ سے مشکل ہو گیا ہے، الا یہ کہ صفا کے بعض مخصوص مقامات سے ستونوں کے درمیان سے، کوشش سے اسے دیکھا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۹۶۳)

(المعجم ۱۷۰) - التَّكْبِيرُ عَلَى الصَّافَا (التحفة ۱۷۰) باب: ۱۷۰- کوہ صفا پر (چڑھ کر) اللہ اکبر کہنا

۲۹۷۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَائِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۹۷۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوہ صفا پر ٹھہرتے تو تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ پڑھتے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ.....] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر

۲۹۷۴- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ۲۷۱۳، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۶۴.

۲۹۷۵- [إسناده صحيح] وهو طرف من الحديث المتقدم برقم: ۲۹۷۲، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۶۵.

سعی سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

چیز پر خوب قادر ہے۔“ یہ تین دفعہ پڑھتے اور دعا کرتے پھر مردہ پر بھی ایسے ہی کرتے۔

كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». يَصْنَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

باب: ۱۷۱- کوہ صفا پر لا إله إلا الله پڑھنا

(المعجم ۱۷۱) - التَّهْلِيلُ عَلَى الصَّفَا

(التحفة ۱۷۱)

۲۹۷۶- حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں سنا کہ آپ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر (بار بار) لا إله إلا الله پڑھتے تھے اور اس ذکر کے دوران میں دعائیں بھی فرماتے تھے۔

۲۹۷۶- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ وَقَفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الصَّفَا يُهَلِّلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو بَيْنَ ذَلِكَ.

باب: ۱۷۲- کوہ صفا پر دعائیں اور دیگر

(المعجم ۱۷۲) - الدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ عَلَى

ذکر اذکار کرنا

الصَّفَا (التحفة ۱۷۲)

۲۹۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلے اور چار چکر آرام سے چلے پھر مقام ابراہیم کے پاس آ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”تم

۲۹۷۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ فِيهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى

۲۹۷۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۲۳۳ من حديث ابن جريج به، وانظر الحديث السابق، وهو في

الكبرى، ج: ۳۹۶۶.

۲۹۷۷- [إسناده صحيح] تقدم، ج: ۲۹۶۴، وهو في الكبرى، ج: ۳۹۶۷.

سے متعلق احکام و مسائل

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔“ یہ آیت آپ نے ﷺ لوگوں کو سنانے کے لیے بلند آواز سے پڑھی۔ پھر دوبارہ حجر اسود کے پاس گئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر (باہر کو) چلے اور فرمایا: ”ہم اس (پہاڑی) سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔“ اس کے بعد آپ پہلے صفا پر گئے۔ اس پر چڑھے حتیٰ کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.....] ”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ تمام تعریفات اسی کے لیے ہیں۔ وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ پھر آپ اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھتے رہے پھر آپ نے دعائیں فرمائیں جو آپ کے مقدر میں تھیں پھر نیچے اترنے لگے حتیٰ کہ جب آپ کے قدم مبارک نشیب میں جا گریں ہوئے تو آپ دوڑنے لگے حتیٰ کہ آپ کے قدم (مرودہ کی چڑھائی) چڑھنے لگے تو آپ نے پھر چلنا شروع کر دیا حتیٰ کہ مرودہ تک پہنچ گئے پھر آپ اس پر چڑھے حتیٰ کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین دفعہ یہ پڑھا: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.....] ”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کو زیبا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔“ پھر آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے رہے اور تسبیح و تحمید کرتے رہے پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا دعائیں فرمائیں۔ سب چکروں میں اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ (مقام مرودہ کے) طواف سے فارغ ہو گئے۔

رَكَعَتَيْنِ وَقَرَأَ ﴿وَأَنبِئُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ۱۲۵] وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ، ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَفَعَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَأَ لَهُ النَّبْتُ وَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». وَكَبَّرَ اللَّهُ وَحَمِيدُهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ نَزَلَ مَا شِئَا حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ، فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا، ثُمَّ بَدَأَ لَهُ النَّبْتُ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ وَسَبَّحَهُ وَحَمِيدُهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ فَعَلَ هَذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

سعی سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

باب: ۱۷۳- صفا اور مروہ کے درمیان

(المعجم ۱۷۳) - الطَّوَّافُ بَيْنَ الصَّفَا

سواری پر چکر لگانا

وَالْمَرْوَةَ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ۱۷۳)

۲۹۷۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی

۲۹۷۸- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ اور صفا مروہ کے طواف اپنی اونٹنی پر کیے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ ان سے اونچے ہوں اور وہ آپ سے سوال کر سکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ، إِنَّ النَّاسَ عَشَوُهُ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر طواف پیدل کرنے کی بجائے سواری پر کیا جاسکتا ہے جیسے بوڑھے اور بیمار قسم کے افراد۔ اسی طرح تعلیمی مقاصد وغیرہ کے لیے سواری استعمال کی جاسکتی ہے۔

باب: ۱۷۴- صفا اور مروہ کے درمیان چلنا

(المعجم ۱۷۴) - الْمَشْيُ بَيْنَهُمَا

(التحفة ۱۷۴)

۲۹۷۹- حضرت کثیر بن جہان بیان کرتے ہیں کہ

۲۹۷۹- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا اور مروہ کے درمیان چلتے دیکھا۔ (میں نے ان سے پوچھا) تو انھوں نے فرمایا: اگر میں چلتا ہوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے اور اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے بھی دیکھا ہے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمَهَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَقَالَ: إِنْ أَمْشَيْتُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي، وَإِنْ أَسْعَيْتُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْعَى.

۲۹۷۸- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره... الخ، ح: ۱۲۷۳ من حديث ابن جريج به.

۲۹۷۹- [حسن] أخرجه أبو داود، المناسك، باب أمر الصفا والمروة، ح: ۱۹۰۴ من حديث عطاء به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۱، وقال الترمذي، ح: ۸۶۴ "حسن صحيح"، وللحديث شواهد.

۲۹۸۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: ۲۹۸۰- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ستر
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا پھر انھوں نے
عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مندرجہ بالا روایت کی طرح بیان کیا مگر (آخر میں) کہا کہ
قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بوڑھا آدمی ہوں۔
قَالَ: وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

فائدہ: صفا اور مروہ کے درمیان نشی جگہ میں دوڑنا سنت ہے فرض نہیں۔ جو آدمی طاقت نہ رکھے یا رش کی بنا پر دوڑنا ممکن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بوڑھے ہونے کی وجہ سے دوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اس لیے وہ دوڑنے کی جگہ چلا کرتے تھے۔ آج کل دوڑنے کی جگہ کو سبز ٹیویوں کی مدد سے واضح کر دیا گیا ہے۔ ابتدا میں دوڑنے کی مخصوص وجہ تھی مگر بعد میں اسے مستقلاً طواف کا حصہ بنا دیا گیا۔

باب: ۱۷۵- صفا اور مروہ کے درمیان

(المعجم ۱۷۵) - الرَّمْلُ بَيْنَهُمَا

رمل کرنا

(التحفة ۱۷۵)

۲۹۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ ۲۹۸۱- امام زہری بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے
قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ
يَسَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلُوا ابْنَ عُمَرَ: ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرتے دیکھا ہے؟
هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَلَ بَيْنَ الصَّفَا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی ایک
وَالْمَرْوَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ جماعت میں تھے اور وہ لوگ رمل کر رہے تھے۔ میرا
النَّاسِ فَرَمَلُوا فَلَا أَرَاهُمْ رَمَلُوا إِلَّا بِرَمْلِهِ. خیال ہے وہ آپ کے رمل کرنے کی وجہ ہی سے رمل کر رہے تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے باب والا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا البتہ صرف میلین اخضرین بطن وادی کے دونوں کناروں پر لگے ہوئے سبز نشانات پر دوڑنا مسنون ہے۔

باب: ۱۷۶- صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا

(المعجم ۱۷۶) - السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا

وَالْمَرْوَةِ (التحفة ۱۷۶)

۲۹۸۰- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۰، وانظر الحديث السابق.

۲۹۸۱- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۲. * الزهري لم يسمعه من ابن عمر رضي الله عنهما.

۲۹۸۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُريَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ.

۲۹۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ صفا و مروہ کے درمیان اس لیے دوڑے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔

 فائدہ: یہ تفصیل طواف کے بیان میں گزر چکی ہے کہ ابتداء طواف وسعی میں بھاگنا مشرکین کے سامنے اظہار قوت کے لیے تھا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کو موثنین کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اسے مستقلاً طواف کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بھی دوڑ کر چکر لگائے حالانکہ اس وقت کوئی مشرک موجود نہیں تھا لہذا صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی جگہ میں دوڑنا سنت ہے لیکن رہ جانے کی صورت میں قضا نہیں ہوگی۔

(المعجم ۱۷۷) - السَّعْيُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ (التحفة ۱۷۷)

باب: ۱۷۷۔ وادی کے پیٹ میں دوڑنا

۲۹۸۳۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُذَيْلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنِ امْرَأَةٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْعَى فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ وَيَقُولُ: «لَا يَفْطَعُ الْوَادِي إِلَّا شَدًّا».

۲۹۸۳۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے پیٹ میں دوڑتے دیکھا ہے۔ آپ فرما رہے تھے: ”اس وادی کو ضرور دوڑ کر طے کیا جائے۔“

 فائدہ: وادی کے پیٹ سے مراد صفا اور مروہ کے درمیان سبز روشنیوں کے مابین نشیبی جگہ ہے، یعنی دونوں پہاڑوں کی چٹھائی کے درمیان والی جگہ۔ بارش وغیرہ کی صورت میں اس جگہ پانی بہتا تھا اس لیے اسے وادی یا مسیل کہا گیا۔ آج کل اسے مِیلِکِنْ أَخْضَرِّیْنْ کہا جاتا ہے۔

۲۹۸۲۔ أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة، ح: ۱۶۴۹، ومسلم، الحج، باب استنجاب استلام الركنتين اليمانيين في الطواف دون الركنتين الآخرين، ح: ۲۴۱/۱۲۶۶ من حديث سفیان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۳.

۲۹۸۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ح: ۲۹۸۷ من حديث صفية به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۴.

(المعجم ۱۷۸) - مَوْضِعُ الْمَشْيِ

(التحفة ۱۷۸)

۲۹۸۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ
وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا
أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشَى حَتَّى
إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى
حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ.

۲۹۸۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا سے اترتے تھے تو آرام سے چلتے تھے حتیٰ کہ جب آپ کے قدم وادی کے پیٹ میں نشیبی جگہ پہنچتے تو آپ دوڑنے لگتے حتیٰ کہ وادی سے نکل جاتے۔

🌞 فائدہ: صفا اور مروہ کی چڑھائی اور اترائی آہستہ چل کر طے کی جائے گی جبکہ سبز روشنیوں کے درمیان والی نشیبی جگہ دوڑ کر۔ یہی مسنون ہے۔

(المعجم ۱۷۹) - مَوْضِعُ الرَّمْلِ

(التحفة ۱۷۹)

۲۹۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ
سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ
قَالَ: لَمَّا تَصَوَّبْتَ قَدَمَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
بَطْنِ الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ.

۲۹۸۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک وادی کے پیٹ میں نشیبی جگہ میں اترتے تو کندھے ہلا کر تیز تیز چلتے حتیٰ کہ وادی سے نکل جاتے۔

۲۹۸۶- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۹۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا سے اترے حتیٰ کہ جب آپ

۲۹۸۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۸۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۷۴، ۳۷۵، والكبرى، ح: ۳۹۷۵.

۲۹۸۵- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۶.

۲۹۸۶- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۸.

سعی سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

کے قدم مبارک وادی میں اترے تو آپ نے رمل کیا حتیٰ کہ جب چڑھنا شروع ہوئے تو پھر چلنے لگے۔

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ - يَعْنِي - عَنِ الصَّفَا حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى.

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۹۸۳.

باب: ۱۸۰۔ کوہ مروہ پر کھڑے ہونے کی جگہ

(المعجم ۱۸۰) - مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ (التحفة ۱۸۰)

۲۹۸۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مروہ کے پاس آئے اور اس پر چڑھے حتیٰ کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین دفعہ یہ دعا پڑھی: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ.....] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کو زیبا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا، تسبیح و تحمید کی اور پھر جو اللہ نے چاہا آپ نے دعا کی۔ (پھر ہر دفعہ اسی طرح کرتے رہے) حتیٰ کہ (صفاء مروہ کے) طواف (سعی) سے فارغ ہو گئے۔

۲۹۸۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَأَ لَهُ اللَّيْثُ فَقَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ. فَعَلَ هَذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَّافِ.

فائدہ: کثرت تعمیرات کی وجہ سے اب مروہ سے بیت اللہ کا نظر آنا کافی دشوار ہو چکا ہے لہذا مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف چہرہ کیا جائے اور مذکورہ اذکار کیے جائیں۔ واللہ اعلم.

باب: ۱۸۱۔ مروہ پر تکبیریں کہنا

(المعجم ۱۸۱) - التَّكْبِيرُ عَلَيْهَا (التحفة ۱۸۱)

۲۹۸۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

۲۹۸۸۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

www.qlrf.net

۲۹۸۷۔ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۹۷۷۔
۲۹۸۸۔ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲۹۷۵، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۷۹۔

سعی سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ کوہ صفا کی طرف گئے۔ اس پر چڑھے حتیٰ کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر بیان کی اور کہا: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.....] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی اور تعریف ہے۔ وہ زندگی اور موت دیتا ہے۔ اور ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔“ پھر آپ واپس چلے حتیٰ کہ جب آپ کے قدم نشیب میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم چڑھائی چڑھنے لگے آپ آہستہ چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچے پھر اس پر بھی آپ نے اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا (پھر اسی طرح کرتے رہے) حتیٰ کہ آپ نے اپنے چکر پورے کر لیے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى الصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَأَ لَهُ الْبَيْتُ، ثُمَّ وَحَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخَيِّبُ وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»، ثُمَّ مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ سَمَى حَتَّى إِذَا صَعِدَتْ قَدَمَاهُ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَيْهَا كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى قَضَى طَوَافَهُ.

باب: ۱۸۲- قرآن اور تمتع کرنے والا صفا و مروہ کے کتنے طواف کرے گا؟

(المعجم ۱۸۲) - كَمْ طَوَافِ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ۱۸۲)

۲۹۸۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے صفا و مروہ کا صرف ایک دفعہ طواف کیا۔

۲۹۸۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا.

☀️ فائدہ: یہاں طواف سے سعی مراد ہے۔ صرف حج کرنے والا متفقہ طور پر ایک ہی سعی کرے گا چاہے طواف

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

قدم کے ساتھ کرے یا طواف زیارت کے ساتھ۔ طواف وداع میں سعی نہیں ہوتی۔ تمتع کرنے والے پر جمہور اہل علم کے نزدیک عمرے کی الگ سعی ہے اور حج کی الگ۔ گویا وہ دو دفعہ سعی کرے گا۔ صرف امام احمد کا ایک مختلف فیہ قول بیان کیا گیا ہے کہ تمتع کو بھی ایک سعی ہی کافی ہے۔ لیکن احادیث کی روشنی میں یہ موقف مرجوح ہے۔ اصل اختلاف قارن کے بارے میں ہے۔ احناف کے نزدیک قارن بھی دو دفعہ سعی کرے گا۔ ایک دفعہ عمرے میں اور دوسری دفعہ حج میں مگر امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم قارن کے لیے ایک سعی ہی کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور یہی بات رائج ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۸۳) - أَيْنَ يَقْصُرُ الْمُعْتَمِرُ؟ باب: ۱۸۳۔ عمرہ کرنے والا بال کہاں (التحفة ۱۸۳) کٹوائے؟

۲۹۹۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّهُ قَصَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَشْقَصٍ فِي عُمَرَةِ عَلَى الْمَرْوَةِ.

۲۹۹۰۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے عمرے میں آپ کے بال مبارک مروہ پر ایک تیر کے ساتھ کاٹے تھے۔

🌅 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ جعفرانہ کا ہو سکتا ہے کیونکہ یہ عمرہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے۔ عمرے کا اختتام چونکہ مروہ پر ہوتا ہے لہذا حجامت بھی وہیں یا اس کے قرب وجوار میں بنوائی جائے گی اگرچہ شرعاً کوئی جگہ مقرر نہیں۔ ② ”تیر کے ساتھ“ لمبے بال تیر کے ساتھ کاٹے جاسکتے ہیں۔ بالوں کو کسی چیز پر رکھ کر اوپر سے تیر پھیر دیا جائے۔ موجودہ دور میں اس کے لیے نت نئے طریقے رائج ہیں۔ غرض اصل مقصود بالوں کا کتر وانا یا منڈوانا ہے۔

۲۹۹۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: ۲۹۹۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مروہ پر ایک اعرابی کے تیر

۲۹۹۰۔ [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۳۸، وأخرجه مسلم، ح: ۲۱۰/۱۲۴۶ من حديث يحيى القطان، والبخاري، ح: ۱۷۳۰ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۸۱.

۲۹۹۱۔ [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۳۸، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۸۲، وأخرجه أبو داود، المناسك، باب في الإقرا، ح: ۱۸۰۳ عن محمد بن يحيى الذهلي به.

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَصَّرْتُ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمَشَقِّصٍ
أَعْرَابِيٍّ.

(المعجم ۱۸۴) - كَيْفَ يَقْصُرُ؟

(التحفة ۱۸۴)

باب: ۱۸۴- بال کیسے کاٹے؟

۲۹۹۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ:
حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ،
عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَخَذْتُ مِنْ
أَطْرَافِ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَشَقِّصٍ كَانَ
مَعِيَ بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ. قَالَ قَيْسٌ:
وَالنَّاسُ يُنْكِرُونَ هَذَا عَلَى مُعَاوِيَةَ.

۲۹۹۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب
رسول اللہ ﷺ بیت اللہ اور صفا و مروہ کے طواف سے
فارغ ہوئے تو میں نے آپ کے بالوں کے کنارے
اپنے ایک تیر سے کاٹے تھے۔ اور یہ ذوالحجہ کے پہلے
دہاکے کی بات ہے۔ راوی قیس نے کہا: علماء حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو درست نہیں سمجھتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① علماء کے انکار کا تعلق ذوالحجہ کے پہلے دہاکے سے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج والے
عمرے کے علاوہ تمام عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی حجامت بنانا عمرہ جعفرانہ کی بات
ہو سکتی ہے جو بالاتفاق ذوالقعدہ میں ہوا۔ ذوالحجہ میں تو آپ نے حج کیا ہے اور حج میں آپ نے منیٰ میں
حجامت کروائی تھی کیونکہ حج میں حجامت کے لیے منیٰ مقرر ہے، مروہ نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے حج
میں تقصیر نہیں حلق کروایا تھا اس لیے ”ففي أيام العشر“ کا اضافہ شاذ ہے کیونکہ ان الفاظ کو بیان کرنے میں
قیس بن سعد متفرد ہے۔ یہ روایت طاووس سے بھی مروی ہے۔ وہ یہ الفاظ ذکر نہیں کرتے ان الفاظ کو بیان
کرنے میں قیس کو غلطی لگی ہے۔ ② محقق کتاب نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے جبکہ فی نفسہ اس حدیث کی
سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ عطاء یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا
سماع ثابت نہیں بلکہ انھوں نے اس روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں یہ

۲۴- کتاب مناسک الحج

روایت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے جیسا کہ مسند امام احمد: (۹۵/۴) میں اس کی صراحت ہے۔ اور اس کی سند متصل اور صحیح ہے لہذا یہ حدیث ”فی ایام العشر“ کے اضافے کے بغیر صحیح لغیرہ ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ ”اپنے تیرے“ اصل میں تیر کی اعرابی کا تھا۔ جب اس سے لے لیا تو وقتی طور پر ان کا بن گیا اس لیے اپنا کہا۔

(المعجم ۱۸۵) - مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهْلُ
بِالنَّحْجِ وَأَهْدَى (التحفة ۱۸۵)

باب: ۱۸۵- جو شخص حج کا احرام باندھے اور
قربانی کا جانور ساتھ لائے وہ کیا کرے؟

۲۹۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ
يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - ، عَنْ سُفْيَانَ -
وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نُرَى
إِلَّا الْحَجَّ قَالَتْ : فَلَمَّا أَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ
وَبَيَّنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ قَالَ : «مَنْ كَانَ مَعَهُ
هَذِي فَلْيُقِمِّمْ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ
هَذِي فَلْيُحْلِلْ» .

۲۹۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم
(حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ
کو) نکلے۔ ہم (میں سے اکثر) صرف حج کی نیت رکھتے
تھے۔ جب آپ نے بیت اللہ اور صفا مروہ کے طواف کر
لیے تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ قربانی کا
جانور ہے وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جس شخص کے
ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ حلال ہو جائے۔“

☀ فائدہ: پیچھے تفصیل گزر چکی ہے کہ قربانی والا شخص قربانی ذبح کرنے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔ جس کے
پاس جانور نہ ہو وہ اپنے احرام کے حساب سے حلال ہوگا۔ حج کا احرام ہو تو حج کرنے کے بعد حلال ہوگا۔ بعض
حضرات کے نزدیک آپ کا ایسے صحابہ کو عمرہ کر کے حلال ہو جانے کا حکم صرف اس سال کے ساتھ خاص تھا
تاکہ حج کے دنوں میں عمرے کو ناجائز سمجھنے کی عملاً تردید ہو جائے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہمیشہ کے
لیے ہے جیسا کہ اس سے متعلقہ احادیث سے بالکل واضح پتا چلتا ہے۔

(المعجم ۱۸۶) - مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهْلُ بَعْمُرَةَ
وَأَهْدَى (التحفة ۱۸۶)

باب: ۱۸۶- جو شخص عمرے کا احرام
باندھے اور قربانی ساتھ لے جائے

وہ کیا کرے؟

بال کٹوانے سے متعلق احکام و مسائل

۲۹۹۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

۲۹۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے۔ ہم میں سے کچھ نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے عمرے کا۔ بعض قربانی کا جانور بھی ساتھ لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ قربانی نہیں لایا تو (عمرہ کرنے کے بعد) وہ حلال ہو جائے۔ اور جس نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ قربانی بھی ساتھ لایا ہے تو وہ (قربانی ذبح ہونے سے پہلے) حلال نہ ہو۔ اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے وہ اپنا حج مکمل کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ غُرَوَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحِلِّمْ وَمَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ، وَمَنْ أَهَلَ بِحَجَّةٍ فَلْيَتِمَّ حَجَّهُ». قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ.

 فوائد و مسائل: ① حجۃ الوداع میں صحابہ کے احرام اور مابعد کے حالات کی تفصیل بحث متعلقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ اس روایت میں کچھ اختصار ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے دوسری گزشتہ مشہور روایات کو دیکھا جائے گا۔ ② ”حج مکمل کرنے“ یہ اس وقت ہے جب وہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا ایسے اشخاص کو آپ نے عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا، خواہ ان کا احرام حج ہی کا تھا۔ بہر حال اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر قربانی کا جانور ساتھ ہو تو جانور کے ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔

۲۹۹۵- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی لہیک کہتے ہوئے (مکہ کو) آئے۔ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں، وہ (عمرہ کر کے) حلال ہو

۲۹۹۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنُصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲۹۹۴- [صحیح] تقدم، ح: ۲۷۶۵.

۲۹۹۵- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى... الخ، ح: ۱۲۳۶/۱۹۲ من حديث أبي هشام المغيرة بن سلمة المخزومي به.

جائے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اپنے احرام پر قائم رہے۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: (میرے خاوند) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا لہذا وہ اپنے احرام پر قائم رہے۔ میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اس لیے میں حلال ہو گئی۔ اور میرا بے اپنے عام کپڑے پہن لیے اور خوشبو بھی لگائی پھر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قریب ہو کر بیٹھی تو وہ کہنے لگے: مجھ سے دور ہو کر بیٹھو۔ میں نے (مذاق میں) کہا: کیا آپ کو خطرہ ہے کہ میں آپ پر زبردستی کو د پڑوں گی؟

مُهَلِّينَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَقُمْ عَلَى إِحْرَامِهِ». قَالَتْ: وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَأَقَامَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَلَمْ يَكُنْ مَعِيَ هَدْيٌ فَأَحْلَلْتُ فَلَبَسْتُ ثِيَابِي وَتَطَيَّيْتُ مِنْ طَبِيبٍ، ثُمَّ جَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ: اسْتَأْخِرِي عَنِّي فَقُلْتُ: أَتَخْشَى أَنْ أَتْبِعَ عَلَيْكَ.

فائدہ: ”دور ہو کر بیٹھو“ کیونکہ احرام کے دوران میں صرف جماع ہی حرام نہیں بلکہ مقدمات جماع مثلاً: شہوت سے ہاتھ لگانا اور بوسہ وغیرہ لینا بھی منع ہے۔ خوشبو وغیرہ کی موجودگی میں میلان طبعی چیز ہے اس لیے دور رہنے کا حکم دیا۔ رضی اللہ عنہ

باب: ۱۸۷- یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ)
سے ایک دن قبل خطبہ

(المعجم ۱۸۷) - الْخُطْبَةُ قَبْلَ يَوْمِ التَّوْبَةِ (التحفة ۱۸۷)

۲۹۹۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتیٰ کہ جب آپ عرج مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو صبح کی اقامت کہی گئی۔ آپ تکبیر تحریمہ کہنے کے لیے سیدھے ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے سے اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنئی۔ آپ تکبیر کہنے سے رک گئے اور کہنے لگے: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعاء

۲۹۹۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي قُرَّةَ مُوسَى بْنِ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنُ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعْرَانَةِ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْعُرْجِ ثَوَّبَ بِالصُّبْحِ، ثُمَّ اسْتَوَى لِيُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرُّغْوَةَ خَلْفَ

حج سے متعلق احکام و مسائل

کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کا خیال بھی حج کا ہو گیا ہے اور کہیں رسول اللہ ﷺ تشریف ہی نہ لے آئے ہوں (ایسی صورت میں) ہم آپ کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے، لیکن (قافلہ آنے پر پتا چلا کہ) اس اونٹنی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ امیر بن کر آئے ہیں یا قاصد ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ قاصد ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اعلان براءت کے لیے بھیجا ہے کہ میں وہ آیات (سورۃ براءت) حج (وعمرہ) کے وقوف کی جگہوں پر لوگوں کو پڑھ کر سنا دوں پھر ہم مکہ آئے چنانچہ جب یوم ترویہ کو ایک دن رہ گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ انھیں حج کے طریقے بتلائے حتیٰ کہ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں، پھر ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو چلے حتیٰ کہ جب عرفہ (نوذوالحجہ) کا دن ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا اور لوگوں کو حج کی عبادات کے طریقے بتلائے حتیٰ کہ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں، پھر قربانیوں والا دن (ذوالحجہ) ہوا تو ہم نے طواف افاضہ کیا۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (طواف سے) واپس لوٹے تو لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں مزدلفہ سے لوٹنے قربانیاں کرنے اور دوسری عبادات حج کے طریقے بیان کیے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر

ظہرہ فَوَقَفَ عَلَى التَّكْبِيرِ فَقَالَ: هَذِهِ رُغْوَةُ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجَذْعَاءِ، لَقَدْ بَدَأَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتُصَلِّيَ مَعَهُ، فَإِذَا عَلَيَّ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: أَمِيرٌ أَمْ رَسُولٌ؟ قَالَ: لَا بَلْ رَسُولٌ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَرَاءَةِ أَقْرَأَهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ التَّروِيَةِ يَوْمَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَّغَ قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَّغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَفْضَنَّا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَّغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ النَّفَرِ الْأَوَّلِ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفَرُونَ وَكَيْفَ يَزُمُونَ فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَّغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَاءَةَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى خَتَمَهَا.

حج سے متعلق احکام و مسائل

تک پڑھیں۔ جب منیٰ سے واپسی کا پہلا دن ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں بتایا کہ وہ کیسے واپس جائیں گے اور کیسے رمی کریں گے۔ اسی طرح انھیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں۔

ابو عبد الرحمن (امام نسائی) بیان کرتے ہیں: عبد اللہ بن عثمان بن خثیم علم حدیث میں قوی نہیں۔ میں نے ان کی حدیث صرف اس لیے بیان کی ہے کہ کہیں ابن جریج عن ابی الزبیر کی سند کو صحیح نہ سمجھ لیا جائے۔ میں نے یہ حدیث (ابن خثیم کے واسطے والی) صرف اسحاق بن راہویہ بن ابراہیم سے لکھی ہے۔ ویسے یحییٰ بن سعید قطان اور عبد الرحمن بن مہدی نے ابن خثیم کی حدیث کو سرے سے متروک قرار نہیں دیا، البتہ علی بن مدینی نے فرمایا ہے کہ ابن خثیم کی حدیث منکر (ضعیف) ہوتی ہے۔ اور امام علی بن مدینی کا مرتبہ یہ ہے کہ گویا وہ صرف علم حدیث ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ابْنُ خُثَيْمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا أَخْرَجَتْ هَذَا لِقَوْلِهِ يُجْعَلُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَمَا كَتَبْنَاهُ إِلَّا عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ رَاهُوِيَهْ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لَمْ يَتْرُكْ حَدِيثَ ابْنِ خُثَيْمٍ وَلَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ إِلَّا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ: ابْنُ خُثَيْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ خُلِقَ لِلْحَدِيثِ.

 فوائد و مسائل: ① بعض محدثین نے یہ روایت ابن خثیم کے واسطے کے بغیر بیان کی ہے لیکن اس صورت میں یہ روایت منقطع بنتی ہے کیونکہ ابن جریج ابو الزبیر کا نام لے کر ایسی روایات بیان کر دیتے ہیں جو انھوں نے ان سے نہیں سنی ہوتی تھیں۔ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ واسطے والی روایت بیان کی ہے۔ واسطے والا راوی ابن خثیم متکلم فیہ ہے۔ امام علی بن مدینی جیسے عظیم الشان امام نے ان کے ضعیف ہونے کی صراحت فرمائی ہے، لیکن بعض محققین نے اسے ابن خثیم کی بجائے صرف ابو زبیر کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ”میرحج بنا کر بھیجا“ یہ عمرہ جعرانہ کے فوراً بعد کی بات نہیں بلکہ اگلے سال ۹ ہجری ذوالقعدہ کی بات ہے۔ ③ ”عرج“ مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک بستی یا پہاڑ کا نام ہے۔ ④ ”قاصد“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ براءت کا اعلان ایسا اہم اعلان تھا کہ یا تو

۲۴- کتاب مناسک الحج

حج سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ خود فرماتے یا آپ کا کوئی رشتے دار۔ ⑤ ”برأت کی آیات“ اس سے مراد سورۃ التوبہ کا ابتدائی رکوع ہے جس میں مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ اب عرب میں تمہارا کردار ختم ہو چکا ہے۔ چار ماہ بلکہ حرمت والے مہینوں کے اختتام تک سوچ سمجھ لو۔ مسلمان ہو جاؤ یا لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ یا عرب خالی کر دو۔ نتیجتاً سب لوگ مسلمان ہو گئے اور عرب شرک سے خالی ہو گیا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ’حدیث: ۲۹۶۰، ۲۹۶۱) ⑥ ”یوم ترویہ“ ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ۔ یوم ترویہ سے ایک دن قبل خطبہ حج کا حصہ نہیں ہے۔ چونکہ یہ پہلا حج تھا لوگ ناواقف تھے اس لیے بار بار خطاب کی ضرورت پڑی۔ حج کا اصل خطبہ یوم عرفہ ہی میں ہے۔ باقی ضرورت پر موقوف ہیں۔ ⑦ یوم عرفہ سے مراد ۹ تاریخ، یوم نحر سے ۱۰ تاریخ اور واپسی کے پہلے دن سے مراد ۱۲ ذوالحجہ اور واپسی کے دوسرے دن سے مراد ۱۳ تاریخ ہے۔ ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

(المعجم ۱۸۸) - أَلْتَمَتُّ مَنًى يُهْلُ
بِالْحَجِّ؟ (النحفة ۱۸۸)
باب: ۱۸۸- حج تمتع کرنے والا احرام
کب باندھے؟

۲۹۹۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِأَرْزِعَ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً» فَصَافَتْ بِذَلِكَ صُدُورُنَا وَكَبَّرُ عَلَيْنَا فَلَبَّغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَذْيُ الَّذِي مَعِيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُونَ». فَأَخْلَلْنَا حَتَّى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرِ لُبْنَانَ بِالْحَجِّ.

۲۹۹۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو (مکہ مکرمہ) پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”حلال ہو جاؤ اور حج کے احرام کو عمرے میں بدل لو۔“ ہم اس سے بہت تنگ دل ہوئے اور یہ بات ہم پر بہت شاق گزری۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”اے لوگو! حلال ہو جاؤ اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح کرتا جس طرح تم کرو گے۔“ ہم حلال ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے عورتوں سے جماع کیا اور ہم نے وہ سب کام کیے جو ایک حلال شخص کرتا ہے حتیٰ کہ جب یوم ترویہ ہوا اور ہم مکہ سے باہر نکلے تو ہم نے حج کی لبیک پکاری۔

فائدہ: تمتع کرنے والا یوم ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے احرام باندھے گا اور منیٰ کو روانہ ہو جائے گا۔ آٹھ تاریخ کو یوم ترویہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ منیٰ کو جاتے وقت اپنے اونٹوں کو خوب پانی پلا لیتے تھے

حج سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

تاکہ آئندہ پانچ دنوں میں اونٹوں کو پانی پلانے کی ضرورت نہ رہے۔ عربی زبان میں پانی پلا کر سیر کرنے کو ترویہ کہتے ہیں۔

باب: ۱۸۹۔ منیٰ کی فضیلت کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟

(المعجم ۱۸۹) - مَا ذُكِرَ فِي مَنَى (التحفة ۱۸۹)

۲۹۹۸۔ حضرت عمران انصاری سے روایت ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راستے سے ہٹ کر میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: اس درخت کے نیچے کیوں اترے ہو؟ میں نے کہا: سائے کی خاطر۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو منیٰ کے دو پہاڑوں (أَخْشَبَيْنِ) کے درمیان ہو، اور آپ نے اپنا ہاتھ مشرق کی طرف بڑھایا، تو وہاں ایک وادی ہے جسے سربہ..... یا حارث (بن مسکین) کی حدیث کے مطابق، سربہ..... کہا جاتا ہے اس وادی میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر نبی پیدا ہوئے۔“

۲۹۹۸۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيَّ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ الدَّوْلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعْدَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ: مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هَذِهِ الشَّجَرَةِ؟ فَقُلْتُ: أَنْزَلَنِي ظِلُّهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مَنَى وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ الشَّرْبَةُ» وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ: يُقَالُ لَهُ الشَّرْبَةُ بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ تو واضح ہے کہ منیٰ بھی ایک متبرک مقام ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کوئی درخت تلاش کر کے نمازیں پڑھی جائیں اور اسے مرجع خلافت قرار دیا جائے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ وہاں حاجی لوگ چار پانچ دن ٹھہرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، تکبیریں پڑھتے ہیں، قربانیاں کرتے ہیں وغیرہ؟ کیا یہ سب کچھ تعظیم کے لیے کافی نہیں؟ کیا ضروری ہے کہ ان سے بڑھ کر خود ساختہ تعظیم کی

۲۹۹۸۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۸/۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۴۲۳، ۴۲۴، الكبرى، ح: ۳۹۸۶، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۲۹، وله شاهد ضعيف في مسند أبي يعلى: ۸۷/۱۰، ح: ۵۷۲۳. * محمد بن عمران لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن عبد البر في التمهيد: ۱۳/۱۲۶۴ "وحسبك بذكر مالك له في كتابه".

ج سے متعلق احکام و مسائل

جائے؟ خصوصاً جب یہ خطرہ ہو کہ لوگ اس درخت کو ”معبود“ کی طرح سمجھنے لگیں گے۔ اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت کو ادا کیا تھا جب لوگ جوق در جوق وہاں جا کر خصوصی نمازیں پڑھنے لگے تھے۔ دیکھیے: (فتح الباری، تحت حدیث: ۴۱۶۵) خطرہ تھا کہ کہیں لوگ اس درخت کو نفع و نقصان کا مالک ہی نہ سمجھنا شروع کر دیں جیسا کہ بہت سے ”تبرکات صالحین“ کے ساتھ ہوتا ہے۔

۲۹۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نَعِيمٍ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، ثِقَّةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الْأَعْرَجُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَقُولُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَى فَفَتَحَ اللَّهُ أَسْمَاعَنَا حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ: بِحَصَى الْخَذْفِ، وَأَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُقَدِّمِ الْمَسْجِدِ وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ.

۲۹۹۹- حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطاب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے حتیٰ کہ ہم آپ کا ہر فرمان بخوبی سن رہے تھے حالانکہ ہم اپنے اپنے خیموں میں تھے۔ نبی ﷺ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے حتیٰ کہ رمی والی کنکریوں کی بات آئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ خذف کی کنکریوں جیسی چھوٹی ہیں۔ آپ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد (خیف) کی اگلی جانب اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ مسجد کی پچھلی جانب اتریں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کان کھول دیے“ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ کی آواز پورے منیٰ میں سنائی دے رہی تھی حالانکہ منیٰ کئی مربع میل ہے۔ ② ”کنکریوں کی بات آئی“ اس جملے کا دوسرا ترجمہ یہ ہوگا ”حتیٰ کہ آپ جمروں کے قریب پہنچے اور آپ نے خذف والی کنکریوں سے جمرات کو رمی کیا۔“ دونوں معنوں کی گنجائش ہے۔ ③ ”خذف کی کنکریاں“ یعنی چھوٹی چھوٹی جو کسی لوگ بھی جائیں تو زخم ہو نہ چوٹ آئے۔ بچے ایسی کنکریوں کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ یہ دو اگلیوں کے درمیان پکڑ کر آسانی سے پھینکی جاسکتی تھیں۔

جج سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

(المعجم ۱۹۰) - أَيْنَ يُصَلِّي الْإِمَامُ

الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ (التحفة ۱۹۰)

باب: ۱۹۰- ترویہ کے دن امام ظہر

کی نماز کہاں پڑھے؟

۳۰۰۰- حضرت عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے

ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھی ہو۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے ترویہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انھوں نے فرمایا: منیٰ میں۔ میں نے کہا: واپسی (۱۳ ذوالحجہ) کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ فرمایا: اٹح میں۔

۳۰۰۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ شَفِيانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمَنَى، قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ.

فوائد و مسائل: ① یوم ترویہ کے دن منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھنا سنت ہے لیکن یہ حج کا فرض نہیں کہ اس کے رہ جانے سے کوئی کفارہ لازم آتا ہو۔ سنت یہ ہے کہ یوم ترویہ کی ظہر سے یوم عرفہ کی صبح تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھی جائیں لیکن اگر کوئی شخص براہ راست یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) منیٰ میں ظہر سے بغیر عرفات پہنچ جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ② منیٰ سے واپسی کے موقع پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز اٹح (مکہ مکرمہ سے قریب باہر ایک میدان) میں پڑھنا اور وہاں رات کا کچھ حصہ گزارنا مستحب ہے۔ اس عمل کو تحصیب کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء بھی یہاں پڑاؤ کرتے رہے ہیں اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی نفی منقول ہے تو اس سے اس کی سیف یا استحباب کی نفی نہیں بلکہ اس کے لزوم و وجوب کی نفی مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے رہ جانے سے حج متاثر ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری: ۵۹۱/۳)

باب: ۱۹۱- منیٰ سے عرفات جانا

(المعجم ۱۹۱) - اَلْعُدُوْ مِنْ مَنَى اِلَى

عَرَفَةَ (التحفة ۱۹۱)

۳۰۰۰- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر ... الخ، ح: ۱۳۰۹، والبخاري، الحج، باب: أين يصلي الظهر يوم التروية؟، ح: ۱۶۵۳ من حديث إسحاق الأزرق به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۸۷.

ج سے متعلق احکام و مسائل

۳۰۰۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

۳۰۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات گئے۔ کوئی لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیریں۔

۳۰۰۲- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَرَفَاتٍ فَمِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

۳۰۰۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات گئے۔ ہم میں سے کوئی لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیریں کہتا تھا۔

فائدہ: منیٰ سے ۹ ذوالحجہ کو طلوع شمس کے بعد عرفات کی طرف کوچ کیا جاتا ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جاتے ہوئے لبیک کہنا بھی جائز ہے اور تکبیریں کہنا بھی، مگر اصل لبیک ہے، یعنی لبیک کثرت سے کہی جائے۔ درمیان میں تکبیریں بھی پڑھتے رہیں۔ لبیک کا سلسلہ یوم نحر کو حجرہ عقبہ کی رمی تک جاری رہے گا۔

(المعجم ۱۹۲) - التَّكْبِيرُ فِي الْمَسِيرِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ۱۹۲)

باب ۱۹۲- عرفات جاتے ہوئے تکبیریں کہنا بھی جائز ہے

۳۰۰۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُطَّلَبِيُّ - يَعْنِي أَبَا نُعَيْمٍ -

۳۰۰۳- حضرت محمد بن ابوبکر ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ ہم منیٰ سے

۳۰۰۱- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۸۹، وأخرجه مسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ۲۷۲/۱۲۸۴ من حديث يحيى بن سعيد عن عبد الله بن أبي سلمة عن عبد الله بن عمر عن أبيه به الخ، وهو الصواب، وانظر الحديث الآتي.

۳۰۰۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۲ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۹۰، وانظر الحديث السابق.

۳۰۰۳- أخرجه البخاري، العيدن، باب التكبير أيام منى وإذا غدا إلى عرفة، ح: ۹۷۰ عن أبي نعيم، ومسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ۱۲۸۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۷/۱، والكبرى، ح: ۳۹۹۱.

ج سے متعلق احکام و مسائل

عرفات جا رہے تھے: تم اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس طرح لبیک کہتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: لبیک کہنے والا لبیک کہتا تھا، اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔ اور تکبیریں کہنے والا تکبیریں کہتا تھا، اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

باب: ۱۹۳- اس دوران میں لبیک کہنا

بھی جائز ہے

۳۰۰۴- حضرت محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفے کے دن کی صبح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اس دن لبیک کہنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ فرمانے لگے: میں اس دن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ چلا۔ ان میں سے کوئی تکبیریں کہتا تھا اور کوئی لبیک پڑھتا تھا، لیکن کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔

باب: ۱۹۴- یوم عرفہ کی فضیلت کے بارے

میں جو ذکر کیا گیا ہے

۳۰۰۵- حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا:

۲۴- کتاب مناسک الحج

الْفَضْلَ بْنَ دُكَيْنٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: قُلْتُ لِأَنْسٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَاتٍ: مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: كَانَ الْمَلَمِي يُلَمِّي فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

(المعجم ۱۹۳) - التَّلْبِيَةُ فِيهِ (التحفة ۱۹۳)

۳۰۰۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ الثَّقَفِيُّ - قَالَ: قُلْتُ لِأَنْسٍ: غَدَاةَ عَرَفَةَ: مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ فِي هَذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: سِرْتُ هَذَا الْمَسِيرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَكَانَ مِنْهُمْ الْمُهْلُ وَمِنْهُمْ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى صَاحِبِهِ.

(المعجم ۱۹۴) - مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

(التحفة ۱۹۴)

۳۰۰۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ،

۳۰۰۴- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۹۲.

۳۰۰۵- أخرجه مسلم، التفسير، ح: ۳۰۱۷/۴ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه... الخ، ح: ۴۵ من حديث قيس بن مسلم به.

حج سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِعُمَرَ: لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَا تَخَذُنَاهُ عَيْدًا ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ [المائدة: ۳] قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي أُنْزِلَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعَرَافَاتٍ.

اگر یہ آیت ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس دن کا بخوبی علم ہے جس دن یہ آیت اتری بلکہ اس رات کا بھی جس رات یہ اتری۔ وہ جمعے کی رات تھی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں تھے۔

 فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لیے تو یہ دن پہلے ہی سے عید تھا بلکہ دو وجہ سے کیونکہ اس دن جمعہ بھی تھا اور حج بھی۔ جمعہ تو ہر ہفتہ کی عید ہے اور یوم عرفہ سالانہ یعنی ہم اس تاریخ کو بھی عید مناتے ہیں (یعنی ۹ ذوالحجہ کو) اور اس دن کو بھی یعنی جمعہ المبارک کو لہذا ہمیں الگ طور پر اس آیت کے نزول کا جشن منانے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی اسلام کا مزاج جشن منانے والا نہیں بلکہ عبادت کا ہے اور وہ پہلے سے ہو رہی ہے۔ ② ”جمعے کی رات“ ممکن ہے آنے والی رات کو قرب کی بنا پر جمعے کی رات کہہ دیا ہو ورنہ یہ آیت تو جمعے کے دن اتری ہے ہاں رات قریب تھی اس لیے نسبت کر دی۔ واللہ اعلم۔

۳۰۰۶- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَغْتَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا أَوْ أَمَةً مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمٍ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَذْنُو ثُمَّ يُنَافِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟»

۳۰۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ زیادہ غلام لوٹندیاں آگ سے آزاد کرتا ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ مزید قریب آ جاتا ہے پھر اپنے ان بندوں (حجاج کرام) کی بنا پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ يُونُسَ بْنُ يُونُسَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ

ابو عبد الرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ (سند میں ابن المسیب کے شاگرد

یونس سے مراد یونس بن یوسف ہوں جن سے امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”غلام لونڈیاں“ مراد عام مرد و عورت ہیں کیونکہ سب انسان اللہ تعالیٰ کے لیے غلام لونڈیاں ہی ہیں۔ ② ”آگ سے آزاد“ یعنی جن کے لیے گناہوں کی وجہ سے آگ مقدّر تھی اللہ تعالیٰ ان کے لیے معافی فرماتا ہے۔ نتیجتاً وہ قیامت کے دن آگ سے بچ جائیں گے۔ چونکہ معافی یوم عرفہ کو ہوتی ہے اس لیے آزادی کی نسبت اس کی طرف کردی ورنہ اصل آزادی تو قیامت کے دن ہوگی۔ ممکن ہے فوت شدگان کو بھی اللہ تعالیٰ اس دن عذاب قبر سے معافی اور آزادی عطا فرماتا ہو۔ ③ ”مزید قریب“ اللہ تعالیٰ اپنے افعال و صفات میں مختار ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے قریب آنے میں کوئی اشکال نہیں جیسے اس کی شان کو لائق ہے۔ بعض حضرات نے چند مرموعہ اور بے بنیاد اصولوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو اتنا مجبور و بے بس (معاذ اللہ) بنا رکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی کرنے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ ہمارا اللہ گناہ گاروں کا رب اور بے بسوں کا رب سب مخلوق کا رب اتنا بے بس اور مجبور نہیں ہو سکتا کہ نہ وہ کسی پر ترس کھا سکے نہ کسی سے سرکشی کر سکے نہ کلام کر سکے نہ خوش ہو سکے نہ قریب آ سکے اور نہ عرش پر فروکش ہو سکے لہذا تاویلات کی کوئی ضرورت نہیں ہاں جب اللہ تعالیٰ قریب ہوگا تو رحمت الہی خواہ مخواہ قریب ہوگی۔ اس کا انکار نہیں۔

باب: ۱۹۵۔ عرفے کے دن (عرفہ میں)

(المعجم ۱۹۵) - النَّهْيُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ

روزہ رکھنے کی ممانعت

عَرَفَةَ (التحفة ۱۹۵)

۳۰۰۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) یوم نحر (۱۰ ذوالحجہ) اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) ہم مسلمانوں کے لیے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔“

۳۰۰۷۔ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

۳۰۰۷۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب صيام أيام التشريق، ح: ۲۴۱۹ من حديث موسى بن علي

به، وهو في الكبرى، ح: ۳۹۹۵، وقال الترمذي، ح: ۷۷۳ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۹۵۸، والحاكم، ح: ۴۳۴/۱، والذهبي، وللحديث شواهد، * علي هو ابن رباح.

☀️ فوائد و مسائل: ① ان دنوں میں سے یوم عرفہ تو صرف حاجیوں کے لیے عید ہے کیونکہ وہ اس دن اکٹھے ہو کر عبادات حج ادا کرتے ہیں۔ باقی مسلمان اس دن کچھ نہیں کرتے، لہذا یہ ان کے لیے عید نہیں۔ وہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں بلکہ مستحب اور افضل ہے، البتہ حاجی لوگ اس دن عرفے میں روزہ نہیں رکھ سکتے کیونکہ یہ ان کی عید ہے، نیز اس دن مشکل کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ منی سے عرفات کو جانا اور وہاں موسم کی شدت اور اجتماع کی مشقت برداشت کرنا دل گردے کا کام ہے اس دن روزہ رکھنے سے انھیں تنگی پیش آنے کا غالب امکان ہے، لہذا ان کے لیے روزہ رکھنا منع ہے۔ دوسرے لوگ اپنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ وہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ ان کے لیے خصوصی ثواب کا کام ہوگا۔ بعد والے دن، یعنی یوم نحر اور ایام تشریق سب مسلمانوں کے لیے عید ہیں کیونکہ سب لوگ قربانیاں ذبح کرتے ہیں اور ان دنوں میں اللہ کی ضیافت سے متمتع ہوتے ہیں۔ یہ چار دن اور عید الفطر کا دن تمام اہل اسلام کے لیے کھانے پینے کے دن ہیں، لہذا ان تمام ایام میں روزہ رکھنا تمام مسلمانوں کے لیے ہر جگہ ممنوع ہے۔ ② ایام تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان دنوں لوگ قربانی کا گوشت باریک بنا کر دھوپ میں سکھاتے تھے تاکہ خراب نہ ہو اور بعد میں کام آ سکے۔ گوشت کو باریک کر کے دھوپ میں سکھانا عربی زبان میں ”تشریق“ کہلاتا ہے۔

(المعجم ۱۹۶) - الرِّوَا حُ يَوْمَ عَرَفَةَ
(التحفة ۱۹۶)
باب: ۱۹۶- عرفے کے دن زوال کے
فوراً بعد جلدی عرفات پہنچنا

۳۰۰۸- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْهَبُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يَوْسُفَ يَا مُرَّةُ أَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنُ عُمَرَ فِي أَمْرِ الْحَجِّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ جَاءَهُ ابْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِهِ: أَيْنَ هَذَا؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعْضَفَةٌ

۳۰۰۸- حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان نے (امیر حج) حجاج بن یوسف کو لکھا اور حکم دیا کہ حج کے مسائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے۔ جب عرفے کا دن ہوا تو سورج ڈھلنے کے وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کی طرف آئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس کے خیمے کے پاس آ کر بلند آواز سے کہا: کدھر ہے وہ؟ حجاج باہر نکلا۔ اس نے ایک زرد رنگ میں رنگی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ کہنے لگا: اے ابو عبد الرحمن! کیا

ج سے متعلق احکام و مسائل

بات ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو (خطبے اور نماز کے لیے) چل۔ اس نے کہا: اس وقت؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں ذرا جسم پر پانی ڈال لوں پھر میں آپ کے پاس آتا ہوں۔ آپ اس کا انتظار کرنے لگے حتیٰ کہ وہ نکلا اور میرے اور میرے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر کرنا اور وقوف جلدی شروع کر دینا۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا تا کہ ان سے بھی اس کی تصدیق سن لے۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ دیکھا تو فرمایا: اس نے درست کہا ہے۔

فَقَالَ لَهُ: مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: الْوُجُوحُ. إِنْ كُنْتُ تُرِيدُ السَّنَةَ، فَقَالَ لَهُ: هَذِهِ السَّاعَةُ! فَقَالَ لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أُفِيضُ عَلَيَّ مَاءً ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَيْكَ، فَانْتَظَرُهُ حَتَّى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتُ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السَّنَةَ فَافْضُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ: صَدَقَ.

 فوائد و مسائل: ① یہ اس سال کی بات ہے جس سال حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے مکے پر قبضہ کیا تھا۔ حج کے دن قریب تھے لہذا خلیفہ وقت عبد الملک نے اسی کو امیر حج بنادیا لیکن مسائل حج میں اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پابند کر دیا۔ اور یہ چیز اسے ناگوار گزری۔ عبد الملک بہت عالم شخص تھا مگر حکومت نے اس کے علم کو دبایا۔ حجاج عبد الملک کا گورنر تھا مگر سخت ظالم اور صالحین کا بے ادب اور گستاخ۔ وہ بھی بڑا عالم تھا مگر ان خرابیوں نے اسے قیامت تک کے لیے مسلمانوں اور صالحین میں بدنام اور مبغوض بنادیا۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهَا۔ ② ”اس وقت؟“ بنو امیہ کے اس دور کے گورنر ظہر کی نماز عموماً تاخیر سے پڑھتے تھے اس لیے اسے تعجب ہوا کہ زوال کے ساتھ ہی خطبہ اور نماز شروع کر دیے جائیں۔ ③ ”ابو عبد الرحمن“ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مشہور کنیت تھی۔ عربوں میں محترم شخص کو اس کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ ④ خطبے کا مختصر ہونا عقل مندی ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ نماز سے مختصر ہو بلکہ عام خطبوں سے مختصر ہونا مراد ہے کیونکہ خطبے اور نماز کے بعد عرفے میں وقوف شروع ہوتا ہے جس میں مغرب تک اذکار و دعائیں اور استغفار ہوتے ہیں لہذا خطبہ مختصر ہونے سے وقوف جلدی شروع ہوگا جو کہ مستحب ہے۔ ⑤ حاکم وقت دین کے معاملے میں اہل علم کی رائے پر عمل کرے گا۔ ⑥ شاگرد استاد کی موجودگی میں فتویٰ دے سکتا ہے۔ ⑦ فاجر حاکم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

باب: ۱۹۷- عرفات میں لبیک کہنا

(المعجم ۱۹۷) - اَلتَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ

(التحفة ۱۹۷)

وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

- ۳۰۰۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بَعْرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُكْبِتُونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بَعْضِ عَلِيٍّ.
- ۳۰۰۹- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ وہ فرماتے لگے: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے نہیں سنتا؟ میں نے کہا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور بلند آواز سے پکارا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ۔ تعجب ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ دی ہے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں لبیک کہنے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قائل تھے۔ ان کے سیاسی مخالفین نے دینی مسائل میں بھی ان کی مخالفت شروع کر دی حالانکہ سیاسی مخالفت کا اثر مذہب اور مسلک پر نہیں پڑنا چاہیے۔ خیر! لبیک رمی تک وقفہ وقفہ سے کہتے رہنا چاہیے۔ عرفات ہو یا مزدلفہ۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ بعض فقہاء مثلاً: حسن بصری کے نزدیک یوم عرفہ کی صبح کے بعد لبیک نہیں کہنا چاہیے۔ اور بعض کے نزدیک وقوف شروع ہونے کے بعد لبیک ختم کر دیا جائے۔ مسلک جمہور اس ناسید صبح احادیث سے ہوتی ہے لہذا وہی درست ہے باقی سب اقوال قیاسی ہیں۔

باب: ۱۹۸- عرفات میں خطبہ نماز سے

(المعجم ۱۹۸) - اَلْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ

پہلے ہونا چاہیے

الصَّلَاةِ (التحفة ۱۹۸)

- ۳۰۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
- ۳۰۱۰- حضرت نُبَيْط بن عبد شمس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں نماز سے پہلے ایک سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

۳۰۰۹- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳۹۹۳.

۳۰۱۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الخطبة بعرفة، ح: ۱۹۱۶ من حديث سلمة به باختلاف

السند، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۰۰. * سلمة رواه عن رجل من الحي - مجهول - عن أبيه كما في سنن أبي داود، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۱۹۱۷ وغيره.

يَخْطُبُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

فائدہ: یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور مسئلہ متفق علیہ ہے کہ خطبہ پہلے ہوگا، پھر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جائیں گی۔

(المعجم ۱۹۹) - الْخُطْبَةُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ (التحفة ۱۹۹)

باب: ۱۹۹- عرفات کے دن خطبہ اونٹنی پر دیا جاسکتا ہے

۳۰۱۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ.

۳۰۱۱- حضرت عیط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفے کے دن سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

فائدہ: جمع زیادہ ہو تو آواز سب تک پہنچانے کے لیے کسی اونچی چیز پر چڑھ کر خطبہ دینا ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع تقریباً پورے کا پورا اونٹ پر سوار ہو کر سر انجام دیا تھا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر مناسک حج سیکھ سکیں۔ خطبے میں تو بدرجہ اولیٰ اونٹ پر سوار ہونے کی ضرورت ہے۔

(المعجم ۲۰۰) - قَصْرُ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

باب: ۲۰۰- عرفات میں خطبہ مختصر ہونا چاہیے

(التحفة ۲۰۰)

۳۰۱۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَقَالَ: الْرَّوَّاحُ. إِنْ كُنْتُ

۳۰۱۲- حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفے کے دن جوہی سورج ڈھلا حجاج بن یوسف کے پاس آئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ فرمانے لگے: اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو ابھی (خطبے اور نماز کے لیے) چل۔ وہ کہنے لگا: اس وقت؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت سالم نے

وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

تُرِيدُ الشَّئَةَ، فَقَالَ: هَذِهِ السَّاعَةُ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ سَالِمٌ: فَقُلْتُ لِلْحَجَّاجِ: إِنْ كُنْتُ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ الْيَوْمَ الشَّئَةَ فَأَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: صَدَقَ.

کہا: میں نے حجاج سے کہا: اگر تو آج سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خطبہ مختصر کرنا اور نماز جلد شروع کرنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (بطور تصدیق) فرمایا: اس نے درست کہا۔

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے روایت نمبر: ۳۰۰۸.

باب: ۲۰۱- عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا

(المعجم ۲۰۱) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ (التحفة ۲۰۱)

۳۰۱۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز اس کے وقت پر پڑھتے تھے گرمزدلفہ اور عرفات میں (جمع کرتے تھے)۔

۳۰۱۳- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَزِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لَوْ قَتِيهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ.

🌞 فائدہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ظہر کے وقت پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح رات کو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے مزدلفہ میں عشاء کے وقت پڑھی جائیں گی۔ عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنے کا مقصد وقوف میں سہولت ہوگا کیونکہ وقوف کے درمیان لوگوں کو دوبارہ وضو اور جماعت وغیرہ کی تکلیف دینا تنگی کا باعث ہوتا، نیز وقوف بھی سکون سے نہ ہو سکتا۔ ویسے بھی یہ سفر کی حالت ہے۔ سفر میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا جائز ہے۔

باب: ۲۰۲- عرفات میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(المعجم ۲۰۲) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ (التحفة ۲۰۲)

۳۰۱۴- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

۳۰۱۴- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۰۱۳- [صحیح] تقدم، ح: ۶۰۹، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۰۵.

۳۰۱۴- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۰۹/۵ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۰۷، وصححه ابن خزيمة، ۴۰.

وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

کہ میں (دوران وقوف) عرفات میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے۔ اتنے میں آپ کی اونٹنی ایک طرف کو مزی تو مہار آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ نے ایک ہاتھ سے مہار پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائے رکھا۔

عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرَى.

۳۰۱۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: قریش مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو خمس کہتے تھے۔ اور باقی عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ عرفہ میں ٹھہریں پھر وہاں سے واپس لوٹیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ ”تم بھی وہاں سے لوٹا کرو جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں۔“

۳۰۱۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ يَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمُّونَ الْخُمْسَ وَسَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُ بِعَرَفَةَ فَأَمَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعْ مِنْهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ [البقرة: ۱۹۹].

فائدہ: قریش اپنے آپ کو باقی عرب سے ممتاز سمجھتے تھے کیونکہ وہ کعبہ کے متولی تھے۔ کعبہ کو حماء بھی کہا جاتا تھا اس لیے وہ اپنے آپ کو اس مناسبت سے خمس کہتے تھے یعنی ہم کعبہ والے ہیں لہذا ہم حج کے دوران میں حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔ عرفات حرم سے باہر واقع ہے اور مزدلفہ حرم کے اندر اس لیے وہ مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے تھے۔ باقی حاجی عرفات جاتے اور وہاں سے وقوف کے بعد واپس لوٹتے۔ اسلام آیا تو اس نے مساوات کا حکم دیا کہ حج میں سب برابر ہیں۔

۳۰۱۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۳۰۱۶- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ح: ۲۸۲۴، وتقدم أطرافه، ح: ۲۹۱۷، ۲۹۱۸ وغیرہما.

۳۰۱۵- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، ح: ۴۵۲۰، ومسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: "ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، ح: ۱۲۱۹ من حديث أبي معاوية الضمير به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۱۳.

۳۰۱۶- أخرجه البخاري، الحج، باب الوقوف بعرفة، ح: ۱۶۶۴، ومسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: "ثم أفيضوا... الخ"، ح: ۱۲۲۰ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۰۹.

وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَضَلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ هَذَا إِنَّمَا هَذَا؟ مِنَ الْحُمْسِ.

کہ میرا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں اسے تلاش کرنے کے لیے عرفہ پہنچ گیا۔ یہ عرفہ کا دن تھا۔ میں نے نبی ﷺ کو وہاں وقوف کرتے دیکھا۔ میں نے (دل میں) کہا: آپ کا یہاں کیا کام؟ آپ تو خمس میں سے ہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① انھوں نے اسی رسم جاہلیت کی بنا پر یہ بات کہی جس کا ذکر سابقہ حدیث میں ہوا۔ انھیں نئے حکم کا علم نہیں ہوگا۔ ② یاد رہے ان دو حدیثوں اور آئندہ احادیث کا مذکورہ باب سے کوئی تعلق نہیں البتہ ان سے عرفات میں وقوف کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ احادیث الگ باب کے تحت تھیں جو لکھنے سے رہ گیا۔

۳۰۱۷- حضرت یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ

ہم عرفات میں رسول اللہ ﷺ کی جائے وقوف سے بہت دور ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس حضرت ابن مرجم النضاریؓ آئے اور فرمایا: میں تمھاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ تم اپنے جدا مجد حضرت ابراہیمؑ کی وراثت پر قائم ہو۔

۳۰۱۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ شَيْبَانَ قَالَ: كُنَّا وَفُوقًا بِعَرَفَةَ مَكَانًا بَعِيدًا مِنَ الْمَوْقِفِ فَأَتَاهُ ابْنُ مَرْجِعِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكُمْ، يَقُولُ: «كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

☀️ فائدہ: عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے جبل رحمت کے قریب وقوف فرمایا تھا لیکن ہر شخص تو اس جگہ وقوف نہیں کر سکتا لہذا جہاں کسی کو جگہ ملے وہیں ٹھہر جائے، ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

۳۰۱۸- حضرت محمد باقرؑ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۳۰۱۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۰۱۷- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح: ۸۸۳ عن قتية به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۱۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۱۸، والحاكم: ۴۶۲/۱، والذهبي: * سفيان بن عيينة صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ۵۷۷.

۳۰۱۸- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ۲۷۱۳، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۰۸.

۲۴۔ کتاب مناسک الحج وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

قَالَ: أَحَدُنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔“

☀️ فائدہ: وادیِ عرفہ متشٹی ہے۔ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ خطبہ اور ظہر و عصر کی نمازیں وادیِ نمرہ میں ہوتی ہیں جو کہ عرفات سے باہر ہے پھر وقوف عرفات میں شروع ہوتا ہے۔

(المعجم ۲۰۳) - فَرَضُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ
باب: ۲۰۳۔ عرفات میں وقوف فرض ہے
(التحفة ۲۰۳)

۳۰۱۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَتَاهُ نَاسٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةٍ جَمَعَ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ».

۳۰۱۹۔ حضرت عبد الرحمن بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور آپ سے حج کے بارے میں سوالات کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔ جو شخص مزدلفہ میں گزاری جانے والی رات کی صبح طلوع ہونے سے پہلے عرفات (سے ہو کر مزدلفہ) آجائے اس کا حج پورا ہو گیا۔“

☀️ فائدہ: وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے۔ اگر کوئی مجبور شخص سیدھا میقات سے عرفات پہنچ جائے خواہ عرفہ کے دن یا اس سے اگلی رات یا طلوع فجر سے قبل یا طلوع فجر کے وقت اور چند لمحوں کا وقوف کر لے تو اس کا حج ہو جاتا ہے، لیکن اگر اس سے بھی لیٹ ہو جائے تو اس کا حج نہیں ہوگا۔ فرض ہو تو دوبارہ کرنا ہوگا ورنہ معاف ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ دراصل وقوف عرفات ہی حج ہے باقی تو سنن و واجبات ہیں جو عام

۳۰۱۹۔ [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع، ح: ۳۰۱۵ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۲۲، والحاكم: ۱/۲۷۸، ۴۶۳، ۴۶۴، ووافقه الذهبي. * سفيان الثوري صرح بالسمع كما سيأتي، ح: ۳۰۴۷، وأخرجه أبو داود، ح: ۱۹۴۹، والترمذي، ح: ۸۸۹، ۸۹۰ من حديث سفيان الثوري به.

وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

حالات میں تو ترک نہیں کی جاسکتیں مگر مجبور و معذور کے لیے کچھ گنجائش ہے۔ وقوف کی قضا وقت کے بعد نہیں ہو سکتی جبکہ دیگر مناسک کی قضا وقت کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔

۳۰۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

۳۰۲۰- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

حَدَّثَنَا جَبَّارٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ

کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت

الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔

ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

آپ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا فرما رہے تھے کہ آپ کی

أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ وَرَدَفُهُ

اونٹنی بدگئی۔ آپ کے ہاتھ مبارک آپ کے سر سے

أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَالَتْ بِهِ النَّاقَةُ وَهُوَ رَافِعٌ

اونچے نہیں ہوتے تھے۔ آپ اسی حالت میں چلتے

يَدِيهِ لَا تَجَاوِزَانِ رَأْسَهُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَى

رہے حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

هَيْئَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى جَمْعٍ.

☀ فائدہ: حج کا سارا سفر سکون سے ہونا چاہیے نہ کسی کو پکارا جائے نہ راستہ مانگا جائے اور نہ جانور کو تیز کیا

جائے بلکہ جانور کو مارنا بھی منع ہے۔ دوران سفر دعا اور ذکر و کار پر توجہ دینی چاہیے۔

۳۰۲۱- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ

۳۰۲۱- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

کہ رسول اللہ ﷺ عرفے سے واپس لوٹے تو میں آپ

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ

کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ نے اپنی سواری کی

عَبَّاسٍ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: أَفَاضَ

مہار کھینچ رکھی تھی حتیٰ کہ اس کے کان کی (جزا اور) ہڈی

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ وَأَنَا رَدِيفُهُ فَجَعَلَ

پالان کی اگلی لکڑی کو لگ رہی تھی۔ آپ فرما رہے تھے:

يَكْبَحُ رَاحِلَتُهُ حَتَّى أَنْ ذِفْرَاهَا لَيْكَادُ يُصِيبُ

”اے لوگو! اطمینان اور وقار اختیار کرو! اونٹوں کو تیز

قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ!

بھگانے سے نیکی حاصل نہیں ہوتی۔“

عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِي

۳۰۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۷۶/۱۸، ح: ۶۹۸ من حديث عبد الملك به، وصححه ابن

خزيمة، ح: ۲۸۲۵. * عطاء هو ابن أبي رباح، وعبد الله هو ابن المبارك.

۳۰۲۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۰۱/۵، ح: ۲۰۷ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى،

ح: ۴۰۱۴، وأخرجه مسلم، ح: ۱۲۸۶ من حديث عطاء بن أبي رباح، والبخاري، ح: ۱۵۴۳ من حديث ابن عباس

فائدہ: آپ نے سواری کی مہار اس لیے کھینچ رکھی تھی کہ سواری تیز نہ چلے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ مجمع میں جانور بھگانا سنجیدگی اور وقار کے خلاف ہے، البتہ کھلی جگہ ہو اور مزاحمت نہ ہو تو سواری کو تیز چلایا جاسکتا ہے۔

باب: ۲۰۴- عرفات سے واپسی کے وقت سکون و اطمینان اختیار کرنے کا حکم

(المعجم ۲۰۴) - الْأَمْرُ بِالسَّكِينَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ۲۰۴)

۳۰۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی، حتیٰ کہ اس کا سر پالان کی درمیانی لکڑی کو لگتا تھا۔ آپ لوگوں سے فرما رہے تھے: ”سکون اختیار کرو سکون!“ یہ عرفے کے دن شام کی بات ہے۔

۳۰۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِبْنِ عَبَّاسٍ - يَعْنِي ابْنَ أُمِّيَّةَ - ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَنْقَ نَاقَتِهِ حَتَّى أَنْ رَأْسَهَا لِيَمَسَّ وَاسِطَةَ رَحْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ لِلنَّاسِ: «السَّكِينَةُ السَّكِينَةُ» عَشِيَّةَ عَرَفَةَ.

۳۰۲۳- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے جو کہ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (عرفہ سے مزدلفہ کی طرف) لوٹے تو عرفے کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کو فرماتے رہے: ”سکون و وقار اختیار کرو“ خود آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتیٰ کہ جب آپ وادی محسر میں داخل ہوئے جو کہ منیٰ کا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا: ”ری کے لیے خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں

۳۰۲۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي مَعْبِدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا: «عَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ!» وَهُوَ كَافٌ نَاقَتَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مُحَسَّرًا وَهُوَ مِنْ مِنَى قَالَ: «عَلَيْكُمْ

بَحْصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ! فَلَمْ يَزَلْ أَشْهَاتًا: رسول اللہ ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ یلَکَی حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. آپ نے حجرہ عقبہ کو رمی کرنا شروع کر دیا۔

۳۰۲۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

۳۰۲۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا سفر کیا تو اطمینان و سکون سے چلتے رہے اور لوگوں کو سکون و اطمینان سے چلنے کا حکم دیا، البتہ وادی محسر میں اپنی سواری کو تیز کر لیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حجرہ عقبہ (اور دوسرے جمرات) کو خذف کی کنکریوں جیسی کنکریوں سے رمی کریں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سندا ضعیف کہا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے، یعنی مذکورہ روایت محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل عمل ہے جبکہ دیگر محققین نے غالباً اسی وجہ سے اسے صحیح کہا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سندا ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی وجہ سے قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۱۸/۲۲، ۳۱۹/۱ وصحیح سنن أبی داود (مفصل) للألبانی: ۱۸۹/۶، ۱۹۰) ② وادی محسر مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ یہ وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ و برباد ہوا تھا۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ اس وادی سے تیزی سے گزرے۔ ہر عذاب والی جگہ سے اسی طرح گزرنے کا حکم ہے، نیز روتے ہوئے یا رونی صورت بنائے ہوئے خاموشی سے گزرنا چاہیے۔ کنکریوں کے سلسلے میں دیکھیے، حدیث نمبر: ۲۹۹۹۔

۳۰۲۵- أَخْبَرَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ

۳۰۲۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عرفات سے واپس چلے تو فرماتے تھے: ”اے اللہ

۳۰۲۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ۱۹۴۴، وابن ماجه، المناسك، باب الوقوف بجمع، ح: ۳۰۲۳ من حديث سفیان الثوري به، وهو في الكبير، ح: ۴۰۱۶. * أبو نعيم هو الفضل بن دكين، وتابعه يحيى بن سعيد القطان كما سيأتي، ح: ۳۰۵۵، أبو الزبير عن، وأخرجه مسلم، ح: ۱۲۹۹ من حديث أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله به مختصراً جداً، وهو يغني عنه.

۳۰۲۵- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۵۵/۳ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبير، ح: ۴۰۱۷، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

وقوف عرف اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

کے بندو! سکون و اطمینان اختیار کرو۔“ آپ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرما رہے تھے۔ اور (راوی حدیث) ایوب نے اپنی ہتھیلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

زَيْدٌ عَنْ أَبِي ثُبُوبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْضَى مِنْ عَرَفَةَ لَوْ أَنَّ جَعَلَ يَقُولُ: «السَّكِينَةَ عِبَادَ اللَّهِ!» يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ أَبُو ثُبُوبٍ بِبَاطِنِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ.

باب: ۲۰۵۔ عرفات سے واپسی کے وقت چال کیسی ہونی چاہیے؟

(المعجم ۲۰۵) - كَيْفَ السَّيْرِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ۲۰۵)

۳۰۲۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ (کی سواری) کی چال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: درمیانی چال چلتے تھے۔ جب خالی جگہ پاتے تو سواری کو مزید تیز فرما دیتے۔

۳۰۲۶۔ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَتَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجَوْهَ نَصٍّ - وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَتَقِ -.

باب: ۲۰۶۔ عرفات سے واپسی پر اترنا

(المعجم ۲۰۶) - اَلتَّزْوُلُ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ۲۰۶)

۳۰۲۷۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عرفات سے واپس لوٹے تو (راستے میں) ایک گھاٹی کی طرف ہو لیے۔ میں نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) مغرب کی نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: ”(نہیں) نماز کی جگہ تو آگے (مزودلفہ میں) ہے۔“

۳۰۲۷۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ أَقْضَى مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشَّعْبِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ أَتُصَلِّي الْمَغْرِبَ؟ قَالَ:

۳۰۲۶۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ۴۴۱۳ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۲۸۳/۱۲۸۶ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۱۹.

۳۰۲۷۔ أخرجه مسلم، ح: ۲۷۹/۱۲۸۰. انظر الحديث السابق من حديث إبراهيم بن عتبة، والبخاري، الوضوء، باب إصباح الوضوء، ح: ۱۳۹ من حديث كريب به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۲۱.

«الْمُصَلِّي أَمَامَكَ».

☀ فائدہ: آپ پیشاب کے لیے اترے تھے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی ضرورت کے لیے راستے میں ٹھہرا جاسکتا ہے ورنہ نمازیں تو مزدلفہ ہی میں ہوں گی۔

۳۰۲۸- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۳ کہ رسول اللہ ﷺ (عرفات سے واپسی کے دوران میں) اس گھاٹی میں اترے تھے جہاں (آج کل) امراء و حکام اترتے ہیں۔ آپ نے پیشاب کیا، پھر ہلکا سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: ”(نہیں) نماز تو آگے (مزدلفہ میں) جا کر پڑھیں گے۔“ جب ہم مزدلفہ میں آئے تو ابھی سب لوگوں نے اونٹوں سے سامان نہیں اتارے تھے کہ آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔

۳۰۲۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْنَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ الشَّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأُمَرَاءُ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءًا خَفِيفًا فَقُلِبَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الصَّلَاةُ قَالَ: «الْصَّلَاةُ أَمَامَكَ» فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ لَمْ يَحُلْ آخِرُ النَّاسِ حَتَّى صَلَّى.

☀ فوائد ومسائل: ① گھاٹی میں اترنا کوئی سنت نہیں نہ صحابہ اترے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا اترنا ضرورت کے لیے تھا۔ ② ”نماز پڑھیں گے؟“ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں: ”اے اللہ کے رسول! نماز پڑھ لیں“ یا ”اے اللہ کے رسول! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔“ ③ ”سامان نہیں اتارے تھے“ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ابھی سب لوگ مزدلفہ میں نہیں پہنچے تھے کہ آپ نے نماز پڑھادی، مگر پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں اور دوسری احادیث سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ غور فرمائیں۔

باب: ۲۰۷- مزدلفہ میں دو نمازیں جمع

(المعجم ۲۰۷) - الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

کر کے پڑھنا

بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ۲۰۷)

۳۰۲۹- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۴ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا تھا۔

۳۰۲۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ عَنْ حَمَادٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ أَبِي

أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ.

🌞 **فائدہ:** یہ مسئلہ بھی متفقہ ہے کہ مغرب کی نماز عرفات یا راستے میں نہیں پڑھی جائے گی بلکہ مزدلفہ میں پڑھی جائے گی، خواہ رات نصف ہو جائے، البتہ عرفات سے واپسی سورج غروب ہونے کے بعد ہوگی۔

۳۰۳۰- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی تھیں۔

۳۰۳۰- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا مُضْعَبُ بْنُ الْفُضْلِ عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ.

۳۰۳۱- حضرت سالم کے والد (حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ پڑھی تھیں۔ ان کے درمیان یا ان کے بعد آپ نے کوئی نوافل ادا نہیں کیے۔

۳۰۳۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

🌞 **نوٹ و مسائل:** ① ”ایک اقامت کے ساتھ“ احناف نے اسی کو اختیار کیا ہے بشرطیکہ عشاء کی نماز مغرب سے متصل پڑھ لی جائے اور اگر فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لیے الگ اقامت کہی جائے البتہ عرفات میں ظہر و عصر دو اقامت سے پڑھی جائیں گی کیونکہ عصر اپنے وقت سے پہلے پڑھی جا رہی ہے۔ لیکن احناف کا یہ موقف صحیح نہیں اس لیے کہ یہی روایت صحیح بخاری (حدیث نمبر ۱۶۷۳) میں بھی ہے وہاں دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کی تصریح موجود ہے اور محدث کبیر شیخ البانی رحمہ اللہ نے انھیں الفاظ کو ”محفوظ“ قرار دیا ہے اس لیے رائج اور صحیح موقف یہی ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرنے کی صورت میں اقامت الگ الگ ہی کہی جائے گی۔ جمہور اہل

علم کا مسلک بھی یہی ہے، البتہ اذان ایک ہی ہوگی۔ ① ”نوافل ادا نہیں کیے“ دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی صورت میں نوافل نہیں پڑھے جائیں گے، خواہ حج میں اکٹھی پڑھی جائیں یا عام سفر میں یا (مجبوراً) گھر میں۔ یہ متفقہ اصول ہے۔ نہ درمیان میں نہ آخر میں، یعنی نہ پہلی نماز کے بعد نہ دوسری کے بعد۔ جمع تقدیم کی صورت ہو جیسے عرفات میں تھی یا جمع تاخیر کی جیسے مزدلفہ میں تھی۔

۳۰۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا۔ ان کے درمیان کوئی نوافل نہیں پڑھے۔ مغرب کی تین رکعات پڑھیں اور عشاء کی دو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح جمع کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

۳۰۳۲- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ. وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ كَذَلِكَ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۳۰۳۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ جمع کیا۔

۳۰۳۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہی روایت صحیح بخاری میں ”ہر نماز کے لیے الگ الگ اقامت“ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۷۳) اور یہی محفوظ ہے۔

۳۰۳۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: ۳۰۳۲- حضرت کریم سے منقول ہے کہ میں

۳۰۳۲- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۱۲۸۸ من حديث ابن وهب به.

۳۰۳۳- [صحیح] تقدم، ح: ۴۸۲، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۲۷. * سفيان هو الثوري، وسلمة هو ابن كهيل.

۳۰۳۴- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۱۲۸۰/۲۷۸، ۲۷۹ من حديث إبراهيم بن عتبة به باختلاف يسير.

مزدلفہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیونکہ وہ عرفہ کی شام (واپسی کے وقت) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے میں نے کہا: تم نے کیسے کیا؟ انھوں نے فرمایا: ہم چلتے آئے حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔ آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی پھر آپ نے لوگوں کو پیغام بھیجا تو انھوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی قیام گاہوں میں بٹھایا، لیکن انھوں نے سامان نہیں اتارا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر لوگوں نے اپنا سامان وغیرہ اتارا اور اپنی قیام گاہوں میں ٹھہرے۔ جب صبح ہوئی تو میں قریش کے جلد جانے والوں میں پیدل چل پڑا۔ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھ گئے۔

أَخْبَرَنَا جَبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ كُرَيْبًا قَالَ: سَأَلْتُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رِذْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقُلْتُ: كَيْفَ فَعَلْتُمْ؟ قَالَ: أَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى بَلَغْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَنَاحَ فِصْلَى الْمَغْرِبِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَأَنَاحُوا فِي مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحْلُوا حَتَّى صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ فَتَرَلُّوا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا انْطَلَقْتُ عَلَى رِجْلِي فِي سَبَاقِ قُرَيْشٍ وَرَدَفَهُ الْفَضْلُ.

باب: ۲۰۸- مزدلفہ سے عورتوں اور بچوں کو صبح سے پہلے ہی ان کی منیٰ والی قیام گاہوں

(المعجم ۲۰۸) - تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةَ (التحفة ۲۰۸)

میں بھیج دینا

۳۰۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھیں نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے کمزوروں (یعنی عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مریضوں وغیرہ) کے ساتھ پہلے بھیجا تھا۔

۳۰۳۵- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ.

۳۰۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

۳۰۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۳۰۳۵- أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل... الخ، ح: ۱۶۷۸، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة... الخ، ح: ۱۲۹۳ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۳۵.

۳۰۳۶- أخرجه مسلم، ح: ۳۰۲/۱۲۹۳ من حديث سفیان بن عیینة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ۴۰۳۶.

مزدلفہ سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ.
کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں نبی ﷺ نے
مزدلفہ کی رات اپنے کمزوروں، یعنی عورتوں اور بچوں
میں پہلے ہی بھیج دیا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صاحب ذخیرۃ العقبیٰ لکھتے ہیں کہ اکثر نسخوں میں ترجمۃ الباب ایسے ہی ہے لیکن یہ درست نہیں صحیح ترجمۃ الباب یہ ہے: [تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ إِلَى مَنَى مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ] امام نسائی رحمہ اللہ کی سنن کبریٰ میں اس طرح ہے۔ اس کا مفہوم درج ذیل ہے: ”مزدلفہ سے منیٰ کی طرف عورتوں اور بچوں کو روانہ کر دینا۔“ ملاحظہ فرمائیے: (شرح النسائي للألباني: ۳۹۱/۲۵) ② مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد کچھ ذکر اذکار کر کے سورج طلوع ہونے سے کچھ قبل ہونی چاہیے مگر ضعیف عورتیں اور بچے چونکہ رش میں تکلیف محسوس کریں گے اس لیے انہیں طلوع فجر سے پہلے آدھی رات کے بعد کسی وقت بھی بھیجا جاسکتا ہے مگر وہ رمی سورج طلوع ہونے کے بعد ہی کریں گے البتہ باقی لوگوں سے پہلے کر لیں گے۔ ③ دین کے معاملات میں ہر ایک کو اس کی بساط کے مطابق مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ دینی اعمال سے مقصود لوگوں کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اور وہ ہر کوئی اپنی طاقت کے مطابق نبجالائے گا۔ شریعت نے معذورین کے اعذار کا لحاظ رکھا ہے۔ یہ شریعت محمدیہ کا امتیاز ہے۔ واللہ الحمد۔

۳۰۳۷- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا
أَبُو عَاصِمٍ وَعَقَّانُ وَسَلِيمَانُ عَنْ شُعْبَةَ،
عَنْ مُشَاشٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،
عَنِ الْفَضْلِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ ضَعْفَةَ بَنِي
هَاشِمٍ أَنْ يَنْفِرُوا مِنْ جَمْعٍ بَلِيلٍ.
حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ نے بنی ہاشم کے کمزوروں (عورتوں اور
بچوں) کو حکم دیا تھا کہ وہ مزدلفہ سے رات ہی کوچل پڑیں۔

۳۰۳۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَالٍ أَنَّ أُمَّ
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی ﷺ
نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں رات کے اندھیرے میں
مزدلفہ سے منیٰ کو چلی جاؤں۔

۴۴ ح: ۴۰۳۶، و سیاتی، ح: ۳۰۵۱ * عمرو هو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح.

۳۰۳۷- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۱۲ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وأبو يعلى، ح: ۶۷۳۴.

۳۰۳۸- أخرجه مسلم، ح: ۱۲۹۲ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، انظر الحديث المتقدم: ۳۰۳۵.

حَبِيبَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَغْلُسَ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مَنَى.

۳۰۳۹- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں رات کے اندھیرے میں مزدلفہ سے منیٰ کو چلے جایا کرتے تھے۔

۳۰۳۹- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمِ بْنِ سُوَّالٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْلُسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مَنَى.

باب: ۲۰۹- عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ سے طلوع فجر سے پہلے چل پڑیں

(المعجم ۲۰۹) - الرُّخْصَةُ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ (التحفة ۲۰۹)

۳۰۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو مزدلفہ سے فجر طلوع ہونے سے قبل چل پڑنے کی اجازت اس لیے دی تھی کہ وہ بھاری جسم والی ست رفتار عورت تھیں۔

۳۰۴۰- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا أَذِنَ النَّبِيُّ ﷺ لِسُودَةَ فِي الْإِفَاضَةِ قَبْلَ الصُّبْحِ مِنْ جَمْعٍ لِأَنَّهَا كَانَتْ امْرَأَةً بُطَلَةً.

فائدہ: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی معزز خاتون تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ وہ لمبے قد کاٹھ کی عورت تھیں لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر وہ کہرسنی کی وجہ سے بوجھل ہو چکی تھیں اور تیز نہ چل سکتی تھیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں چند دیگر خواتین اور بچوں کے ساتھ مزدلفہ سے جلدی چل پڑنے کی اجازت دے دی تھی تاکہ وہ بروقت پہنچ سکیں، البتہ انھیں یہ تاکید فرمادی تھی کہ طلوع شمس سے پہلے ری نہ کریں۔ اس قسم کے ضعیف حضرات کے لیے یہ رخصت اب بھی برقرار ہے۔

۳۰۳۹- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۰۴۰- أخرجه البخاري، ح: ۱۶۸۰، ومسلم (انظر الحديث الآتي: ۳۰۵۲) من حديث عبد الرحمن بن القاسم به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۳۲.

مزدلفہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۱۰) - أَلَوْتُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ

باب: ۲۱۰- مزدلفہ میں صبح کی نماز کس وقت

الصُّبْحِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ۲۱۰)

پڑھی جائے؟

۳۰۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۳۰۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بے وقت نماز

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

پڑھتے نہیں دیکھا مگر مغرب و عشاء کی نمازیں جو آپ

عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ

نے مزدلفہ میں (بہت رات گئے) پڑھیں اور اسی رات

عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

فجر کی نماز بھی آپ نے وقت (معتاد) سے پہلے پڑھی۔

صَلَّى صَلَاةً قَطُّ إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاةَ

الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ وَصَلَاةَ

الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

🌅 فوائد و مسائل: ① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ نفی عام حالات کے اعتبار سے ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ

سفر میں نمازوں کا جمع کرنا آپ سے صحیح احادیث سے قطعاً ثابت ہے۔ اسی طرح حج میں عرفہ کے دن عصر کو ظہر

کے ساتھ پڑھنا بھی متفقہ مسئلہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کسی مخصوص

پس منظر میں ارشاد فرمائے ہوں جس کی تعیین مشکل ہے الا یہ کہ دو نمازوں سے مراد یوم عرفہ کی عصر اور مغرب

ہوں اور بے وقت پڑھنے کا مطلب یہ ہو کہ انھیں حکماً مقدم یا مؤخر پڑھنا لازم کر دیا گیا ہو کیونکہ یوم عرفہ کی عصر

کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھنا لازم ہے اور مغرب کو اپنے وقت سے مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ

پڑھنا لازم ہے جبکہ سفر وغیرہ میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی رخصت ہے لازم نہیں۔ ⑤ ”صبح کی نماز“

اس سے ظاہر الفاظ مراد نہیں کیونکہ کسی کے نزدیک بھی مزدلفہ میں صبح کی نماز طلوع فجر سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں

اس لیے ترجمے میں لفظ ”معتاد“ کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی عموماً رسول اللہ ﷺ طلوع فجر اور نماز صبح کی ادائیگی میں

کچھ وقفہ فرماتے تھے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ مزدلفہ میں لوگ پہلے سے موجود اور تیار تھے لہذا جو نبی فجر طلوع

ہوئی آپ نے کوئی وقفہ یا فاصلہ کیے بغیر فوراً نماز پڑھائی تاکہ بعد میں ذکر اور وقوف کے لیے زیادہ وقت مل

سکے۔ سابقہ معمول کی نسبت یہ نماز بہت جلد ادا کی گئی تھی اس لیے مبالغے کے طور پر اسے وقت سے پہلے کہا

گیا۔ ⑥ بعض احناف نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ نماز صبح اسفار میں پڑھنی چاہیے کیونکہ مزدلفہ میں

آپ نے نماز صبح غلس میں پڑھی تھی۔ اور بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ باقی دنوں میں اس وقت نہ پڑھتے تھے۔ گویا

اسفار میں پڑھتے تھے۔ یہ بات درست نہیں۔ اس روایت کی صحیح توجیہ اوپر بیان ہو گئی ہے۔ باقی رہا رسول اللہ

ﷺ کا عموماً صبح کی نماز غلّس (اندھیرے) میں پڑھنا تو یہ بہت سی صحیح روایات سے قطعاً ثابت ہے۔ کیا صریح الفاظ کے مقابلے میں اس قسم کی مبہم روایت بلکہ اس کے مفہوم سے استدلال درست ہو سکتا ہے؟ ہاں اسفار (روشنی) میں نماز منع نہیں مگر رسول اللہ ﷺ غلّس ہی میں پڑھا کرتے تھے لہذا یہی افضل ہے۔ (تفصیل بحث کتاب المواقیات کے ابتدائے میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(المعجم ۲۱۱) - فَيَمْنَنْ لَمْ يُذْرِكْ صَلَاةَ
الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ۲۱۱)

باب: ۲۱۱- جو شخص مزردلفہ میں صبح کی نماز
امام کے ساتھ نہ پاسکے؟

۳۰۴۲- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدَ وَزَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مِصْرَسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى مَعَنَا صَلَاتَنَا هَذِهِ هُنَا ثُمَّ أَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذَلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حُجُّهُ».

۳۰۴۲- حضرت عروہ بن مضرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مزردلفہ میں وقوف فرماتے (ٹھہرے) دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے یہ نماز (نماز فجر) اس جگہ ہمارے ساتھ پڑھی پھر ہمارے ساتھ ٹھہرا رہا اور وہ اس سے قبل دن یا رات کسی وقت عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا۔“

🌅 **فوائد و مسائل:** ① فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد جبل قزح کے قریب جا کر یا مزردلفہ میں کسی بھی جگہ ذکر اذکار کرنا وقوف کہلاتا ہے۔ یہ وقوف سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے تک جاری رہے گا۔ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی منیٰ کی طرف چل پڑنا مسنون ہے۔ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۷۸۴) ② روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عرفات سے واپسی میں اتالیث ہو جائے کہ مزردلفہ میں امام حج کے ساتھ شریک نہ ہو سکے اس کا حج نہیں ہوگا۔ البتہ جو شخص عرفات میں وقوف کر چکا ہو اور وہ صبح سے پہلے مزردلفہ آ گیا ہو مگر نیند وغیرہ کی وجہ سے نماز اور وقوف سے لیٹ ہو گیا ہو اس کا حج پورا ہو جائے گا۔ گویا صبح کی نماز مزردلفہ میں پڑھنا ضروری ہے جماعت کے ساتھ ہو یا الگ۔ یاد رہے! صحیح قول کے مطابق صبح کی نماز مزردلفہ میں ادا کرنا حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کے فوت ہونے سے حج نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل

۳۰۴۲- [صحیح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح: ۸۹۱ من حديث سفیان بن عیینة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ۲۵۶/۴، ح: ۲۸۲۱، وابن حبان، ح: ۱۰۱۰، والحاكم: ۱/۶۳، والذهبي: * سعيد بن عبد الرحمن هو ابن حسان القرشي أبو عبيد الله المخزومي المكي، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، وداد هو ابن أبي هند، وزكريا هو ابن أبي زائدة.

کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الفقهية الميسرة، لحسين العوده: ۳/۳۹۱)

۳۰۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ قَالَ:

۳۰۴۳- حضرت عروہ بن مضرؓ سے روایت

حَدَّثَنِي جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا مَعَ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ
حَتَّى يُفِيضَ مِنْهَا فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ لَمْ
يُذِرْكَ مَعَ النَّاسِ وَالْإِمَامِ فَلَمْ يُذِرْكَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے امام اور
لوگوں کے ساتھ مزدلفے کا وقوف پایا اور پھر وہ منیٰ کو
گیا تو اس نے حج پایا (بشرطیکہ وہ اس سے پہلے عرفات
سے ہو آیا ہو)۔ اور جس شخص نے لوگوں اور امام کے
ساتھ یہ وقوف نہ پایا (یعنی اتالیٹ ہو گیا) تو اس کا حج
نہیں ہوا۔“

۳۰۴۴- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ:

۳۰۴۴- حضرت عروہ بن مضرؓ بیان کرتے

حَدَّثَنَا أُمَيَّةٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ
الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ:
أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! إِنِّي أَقْبَلْتُ مِنْ جَبَلَيْنِ طَيِّئٍ لَمْ أَدْغِ
جَبَلًا إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى هَذِهِ
الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذَلِكَ بِعَرَفَةَ
لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَتُّهُ».

ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس مزدلفہ آیا۔ میں نے کہا:
اے اللہ کے رسول! میں بنوٹے کے دو پہاڑوں سے آیا
ہوں۔ میں نے کسی ٹیلے یا پہاڑ کو نہیں چھوڑا مگر اس پر
وقوف کیا ہے تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”جس شخص نے یہ نماز (فجر کی) ہمارے ساتھ
پڑھی جبکہ وہ اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں
عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس
نے اپنا میل یکمل دور کر لیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① شاید حضرت عروہ بن مضرؓ کو بروقت رسول اللہ ﷺ کے اعلان حج کا پتا نہ چلا ہو

بعد میں پتا چلا تو چل پڑے۔ چونکہ تاخیر ہو چکی تھی لہذا سیدھے عرفات آئے اور وہاں سے مزدلفہ پہنچے۔
② ”کسی ٹیلے یا پہاڑ“ یعنی جس کے بارے میں گمان تھا کہ یہاں ٹھہرنا بھی حج کا حصہ ہے کیونکہ حج پہلے سے
عربوں میں معروف تھا اور وہ حج کیا کرتے تھے۔ اور وقوف عرفات متعلق علیہ مسئلہ تھا، ورنہ یہ مطلب نہیں کہ
بنوٹے کے علاقے سے شروع ہو کر مزدلفے تک وہ ہر پہاڑ پر وقوف کرتے آئے تھے۔ یہ تو (عملاً) ناممکن بات
ہے۔ ③ اگر کوئی شخص مزدلفہ میں رات کو نہ آ سکے اور وقوف نہ کر سکے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا حج نہیں

ہوگا۔ لیکن درست یہ ہے کہ مزدلفہ میں وقوف واجب کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ بعض محققین کا موقف ہے۔ اور ادھر کم از کم نماز فجر ادا کرنا شرط کی حیثیت جیسا کہ عروہ بن مضر کی دوسری صریح حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس میں وقوف عرفات اور پھر مزدلفہ میں نماز فجر پانے کے ساتھ اتمام حج کو مقید کیا گیا ہے جو نماز فجر کی مزدلفہ میں رکنیت کی دلیل ہے۔ جمہور کے نزدیک وقوف واجب ہے لیکن دم سے اس کی تلافی ہو جائے گی مگر حدیث کے ظاہر الفاظ اس کے خلاف ہیں۔ جمہور کا خیال ہے کہ یہاں نفی جس کی نہیں بلکہ کمال کی ہے۔ لیکن بلا دلیل اس نفی کو کمال پر محمول کرنا اصول کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ ”میل پچیل دور کر لیا“ یعنی وہ رمی وغیرہ کے بعد عنقریب حلال ہو جائے گا پھر وہ حجامت وغیرہ کروائے گا اور اچھی طرح نہائے دھوئے گا۔

۳۰۴۵۔ حضرت عروہ بن مضر بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس مزدلفہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس نے یہ نماز (نماز فجر) ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) پڑھی اور ہمارے ساتھ یہ وقوف (وقوف مزدلفہ) کیا حتیٰ کہ منیٰ کو جائے اور اس سے پہلے وہ رات یادن کو کسی وقت عرفات سے ہو آیا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل پچیل دور کر لیا۔“

۳۰۴۵۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرَّسٍ بْنُ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ: هَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى هَذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَوَقَفَ هَذَا الْمَوْقِفَ حَتَّى يُفِيضَ وَأَفَاضَ قَبْلَ ذَلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى نَفْسَهُ.

۳۰۴۶۔ حضرت عروہ بن مضر بن طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس بنو طے کے پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے اور اپنے آپ کو بھی مشقت میں ڈالا ہے۔ جو بھی ٹیلہ یا پہاڑ آیا میں نے اس پر وقوف کیا ہے تو کیا میرا حج ہو گیا؟

۳۰۴۶۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرَّسٍ الطَّائِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلِي طِيٍّ أَكَلْتُ مَطْيَبِي وَأَتَعَبْتُ نَفْسِي مَا بَقِيَ مِنْ حَبْلِ إِلَّا وَقَفْتُ

مزدلفہ سے متعلق احکام و مسائل

عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ هَهُنَا مَعَنَا وَقَدْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ فَقَدْ قَضَى تَقَاتُهُ وَتَمَّ حَجُّهُ».

آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے صبح کی نماز یہاں (مزدلفہ میں) ہمارے ساتھ پڑھ لی جبکہ وہ اس سے پہلے عرفات سے ہوا یا ہو تو اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج پورا ہو گیا۔“

۳۰۴۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَعْمَرَ الدَّيْلِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَفَةَ وَأَنَّهُ نَامَ مِنْ نَجْدٍ فَأَمَرُوا رَجُلًا فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ: «الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ أَدْرَكَ حَجَّهُ، أَيَّامُ مَتَى ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِنْشَاءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِنْشَاءَ عَلَيْهِ» ثُمَّ أَرَدَفَ رَجُلًا فَجَعَلَ يُنَادِي بِهَا فِي النَّاسِ.

۳۰۴۷- حضرت عبدالرحمن بن یحمر دلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس عرفہ میں موجود تھا جبکہ آپ کے پاس نجد والوں میں سے کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے ایک آدمی سے کہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے حج کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ”حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔ جو شخص (عرفہ سے ہو کر) صبح کی نماز سے پہلے مزدلفہ میں آ گیا اس نے حج پالیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں: جو شخص دو دن ٹھہر کر جلدی آ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تیسرے دن بھی ٹھہرا رہا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔“ پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک آدمی بٹھایا جو لوگوں میں یہ اعلان کرتا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”منیٰ کے دن تین ہیں“ ویسے تو چار دن ہیں مگر چونکہ یوم نحر میں دوسرے کام بھی ہوتے ہیں اس لیے اسے شمار نہیں فرمایا۔ ۱۱، ۱۲، ۱۳ منیٰ کے دن ہیں۔ ان ایام میں تینوں جہروں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص ۱۲ تاریخ کو رمی کر کے منیٰ سے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسے ۱۳ تاریخ کی رمی معاف ہے لیکن اگر کوئی شخص ٹھہرا رہے تو اسے ۱۳ تاریخ کی رمی بھی کرنی پڑے گی۔ ② ”اس پر بھی کوئی گناہ نہیں“ بلکہ ثواب ہوگا۔ گناہ کی نفی پہلے جملے کی مناسبت سے ہے ورنہ ٹھہرنا گناہ کا احتمال نہیں رکھتا البتہ جلدی چلے جانے میں گناہ کا احتمال ہو سکتا تھا۔

۳۰۴۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۰۴۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی

۳۰۴۷- [صحیح] تقدم، ح: ۳۰۱۹.

۳۰۴۸- أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ۱۶۱۸/۱۶۹ من حديث جعفر بن محمد به.

مزدلفہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴ کتاب مناسک الحج

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

فائدہ: ممکن نہیں کہ سب لوگ اس جگہ ٹھہریں جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے جبکہ حجاج کی تعداد ہر سال

بڑھ رہی ہے۔

باب: ۲۱۲ - مزدلفہ میں لبیک کہنا

(المعجم ۲۱۲) - التَّلْبِيَةُ بِالْمُزْدَلِفَةِ

(التحفة ۲۱۲)

۳۰۴۹ - حضرت عبدالرحمن بن یزید سے روایت

ہے کہ ہم مزدلفہ میں تھے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس شخصیت کو جس پر سورہ بقرہ اتاری گئی اس جگہ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتے سنا۔

أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ كَثِيرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُذْرِكٍ -، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ: سَمِعْتُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ».

باب: ۲۱۳ - مزدلفہ سے (منیٰ کی طرف) واپسی

(المعجم ۲۱۳) - وَقْتُ الْإِقَاصَةِ مِنْ جَمْعٍ

(التحفة ۲۱۳)

کا وقت

۳۰۵۰ - حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ

میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں فرما رہے تھے: جاہلیت والے سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ

۳۰۵۰ - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ:

۳۰۴۹ - أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب إقامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر،

ح: ۱۲۸۳ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۵۳.

۳۰۵۰ - أخرجه البخاري، الحج، باب: متى يدفع من جمع، ح: ۱۶۸۴ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى،

خ: ۴۰۵۴.

مزولفہ سے متعلق احکام و مسائل

سَمِعْتُهُ يَقُولُ: شَهِدْتُ عُمَرَ بِجَمْعٍ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُوا: أَشْرَقَ ثَبِيرٌ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

سے نہیں چلتے تھے بلکہ کہتے تھے: اے شیر! روشن ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی، پھر وہ طلوع شمس سے پہلے ہی چل پڑے۔

☀️ فائدہ: ”اے شیر! روشن ہو“ شیر ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ کی حدود ہی میں واقع ہے۔ ظاہر ہے سورج طلوع ہو تو اس کی روشنی سب سے پہلے پہاڑ ہی پر پڑتی ہے۔ پہاڑ کے روشن ہونے سے سورج کے طلوع ہونے کا پتا چل جاتا ہے۔ اہل جاہلیت کا مقصد یہ تھا کہ پہاڑ روشن ہوگا، یعنی سورج طلوع ہوگا تو پھر چلیں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ سورج طلوع ہونے سے پہلے چل پڑے، اور یہی سنت ہے اگرچہ مزدلفہ میں سورج طلوع ہونے سے حج کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ رش میں ایسا ممکن ہے۔

باب: ۲۱۴- کمزور عورتوں اور بچوں کو اجازت ہے کہ وہ یوم نحر کو صبح کی نماز منیٰ میں آ پڑھیں

۳۰۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ فَصَلَّيْنَا الصُّبْحَ بَيْنِي وَرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ.

🌞 **فائدہ:** اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھنا یا بعد میں وقوف کرنا حج کے ارکان میں شامل نہیں۔ اس کے بغیر بھی حج ہو سکتا ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کو رات کے وقت مٹی جانے کی اجازت نہ دیتے۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ یہ رخصت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کا ذکر

حدیث میں ہو چکا ہے، لہذا اس حدیث سے مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرنے کی عدم رکنیت کی دلیل پکڑنا درست نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے نماز میں قیام رکن کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ضعیف شخص جو اس کا تحمل نہیں وہ اس رکن سے مشقی ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۰۵۲۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَدِدْتُ أَنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنْتُهُ سَوْدَةُ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمَنْىَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبَاطَةً فَاسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمَنْىَ وَرَمْتُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ.

۳۰۵۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے (مزدلفہ سے رات کو منیٰ چلے جانے کی) اجازت طلب کرتی، جیسے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کر لی تھی اور میں بھی فجر کی نماز لوگوں کے آنے سے پہلے منیٰ میں پڑھ لیتی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جو بھل اور ست رفتار خاتون تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لی تھی اور آپ نے انھیں اجازت دے دی تھی۔ تو انھوں نے فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی اور لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے ری کر لی تھی۔

 فائدہ: اگرچہ یہ اجازت ہر معذور شخص کو حاصل ہے کیونکہ شریعت کسی مخصوص دور یا اشخاص کے لیے نہیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مناسب سمجھا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا ساری عمر اسی طرح کرتی رہیں خواہ اس میں مشقت اور تکلیف بھی ہو۔ یہ ان کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا عظیم ثبوت ہے لیکن معذور شخص رخصت پر عمل کر سکتا ہے۔

۳۰۵۳۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ مَوْلَى لَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ

۳۰۵۳۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے کہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات کے اندھیرے ہی میں منیٰ آ گیا تو میں نے ان سے کہا کہ ہم منیٰ میں

۳۰۵۲۔ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة... الخ،

ح: ۲۹۵/۱۲۹۰ من حديث عبيد الله بن عمر به، وانظر، ح: ۳۰۴۰.

۳۰۵۳۔ [صحیح] وهو في الموطأ (يحيى): ۳۹۱/۱ * مولى لأسماء هو عبدالله بن كيسان كما في التقریب.

قَالَ: جِئْتُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مَنَى بَعْلَسَ، فَقُلْتُ لَهَا: لَقَدْ جِئْنَا مَنَى بَعْلَسَ، فَقَالَتْ: قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ هَذَا مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ.

اندھیرے ہی میں آگئے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں: ہم اس شخصیت کے ہوتے ہوئے ایسا کیا کرتے تھے جو تجھ (اور ہم) سے بہت افضل تھی۔

۳۰۵۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسُ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يُسِيرُ نَاقَتَهُ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۳۰۵۴- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا جبکہ میں بھی ان کے پاس بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع میں واپس چلے تو آپ کی رفتار کیسی تھی؟ انھوں نے فرمایا: آپ اپنی اونٹنی کو درمیانی چال سے چلا رہے تھے البتہ جب خالی جگہ پاتے تو (مزید) تیز فرما دیتے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۳۰۲۱۔

باب: ۲۱۵- وادی محسر میں سواری کو تیزی کے ساتھ گزارنا

(المعجم ۲۱۵) - الْإِبْضَاعُ فِي وَادِي مُحَسَّرٍ (التحفة ۲۱۵)

۳۰۵۵- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسَّرٍ.

۳۰۵۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وادی محسر میں اونٹنی کو بہت تیز کر دیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۳۰۲۴۔

۳۰۵۶- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ

۳۰۵۶- حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم

۳۰۵۴- [صحیح] تقدم، ح: ۳۰۲۶.

۳۰۵۵- [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۳۰۲۴، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۵۹.

۳۰۵۶- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۸۶۴ من حديث حاتم به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۰، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۲۱۸.

مزدلفہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَفَعَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْذَفَ الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ حَتَّى أَتَى مُحَسَّرًا حَرَكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ عَلَى الْجُمُرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجُمُرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ يَكْبُرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا - حَصَى الْخَذْفِ - رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں نے ان سے کہا: ہمیں نبی ﷺ کے حج کے بارے میں بیان فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے چل پڑے اور آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا حتیٰ کہ جب وادی منسر میں پہنچے تو سواری کو کچھ تیز کر دیا، پھر اس درمیانی راستے سے چلے جو تجھے بڑے جمرے (جرہ عقبہ) پر جا پہنچاتا ہے حتیٰ کہ آپ اس جمرے کے پاس پہنچے جو ”شجرہ“ کے پاس ہے پھر آپ نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ اور وہ کنکریاں خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) تھیں۔ آپ نے یہ رمی وادی کے نشیب کی طرف سے کی تھی۔

باب: ۲۱۶۔ (مزدلفہ سے منیٰ کو) چلتے وقت

لبیک کہنا

(المعجم ۲۱۶) - التَّلْبِيَةُ فِي السَّيْرِ

(التحفة ۲۱۶)

۳۰۵۷۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا (یعنی مزدلفہ سے منیٰ تک)۔ آپ لبیک کہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے جمرے کی رمی شروع کی۔

۳۰۵۷۔ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ -، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجُمُرَةَ.

۳۰۵۷۔ أخرجه البخاري، باب التلبية والتكبير غداة النحر حتى يرمي الجمره... الخ، ح: ۱۶۸۵، ومسلم، الحج، باب استحباب إدماة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمره العقبة يوم النحر، ح: ۲۶۷/۱۲۸۱ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۱.

۳۰۵۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَبَّى حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۳۰۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ لبیک پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ نے حجرے کو رمی کی۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے قول کے مطابق حجرہ عقبہ کی رمی تک لبیک کہنا چاہیے، یعنی پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک روک دیا جائے اور تکبیر شروع کر دی جائے۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ امام احمد اور بعض اصحاب شافعی رحمہم کا موقف یہ ہے کہ رمی مکمل ہونے تک تلبیہ پکارا جائے، جو نبی آخری کنکری ماری جائے، تلبیہ بند کر دیا جائے۔ از روئے دلیل یہی موقف رائج ہے۔ جمہور کی دلیل میں ابہام ہے، جبکہ مؤخر الذکر موقف کے حاملین کی دلیل صریح اور دو ٹوک ہے۔ ابن خزیمہ میں بواسطہ ابن عباس فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: [أَفْضَضْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَافَاتٍ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ مَعَ آخِرِ حَصَاةٍ] ”میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی عرفات سے واپس لوٹا، آپ بدستور حجرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پکارتے رہے، آپ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر آپ ﷺ نے آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دیا ہے۔“ اس کے بعد امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور دیگر مبہم روایات کی تفسیر کرتی ہے اور آپ ﷺ کے قول ”جَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ“ سے مراد یہ ہے کہ یہاں تک کہ آپ نے رمی کی تکمیل فرمائی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری: ۳/۵۳۳) بہر حال آخری کنکری مارنے تک تلبیہ کہنے کی ممکنہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہہ کر ساتھ تلبیہ بھی پکار لیا جائے۔ اگر صرف تکبیر ہی پراکتفا کیا جائے اور اس وقت تلبیہ نہ بھی کہا جائے تو جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۱۷) - الْبِقَاطُ الْحَصَى

(التحفة ۲۱۷)

۳۰۵۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۳۰۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۰۵۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۳۴۴ عن عبد الرحمن بن مهدي به، وأخرجه ابن ماجه، ح: ۳۰۳۹ من حديث أيوب عن سعيد بن جبير به، وسنده حسن، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۶۸۵، ومسلم، ح: ۱۲۸۰ وغيرهما. * سفيان هو الثوري، وحبيب هو ابن أبي ثابت.

۳۰۵۹- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب قدر حصى الرمي، ح: ۳۰۲۹ من حديث عوف الأعرابي به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۶۷، وابن حبان، ح: ۱۰۱۱، ۴۴

ری جمرات سے متعلق احکام و مسائل

۲۴۔ کتاب مناسک الحج

الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ: «هَاتِ الْقُطْ لِي» فَلَقَطْتُ لَهُ حَصِيَّاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ: «بِأَمْتَالٍ هَؤُلَاءِ! وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوَّ فِي الدِّينِ».

کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی ری والی صبح (۱۰ ذوالحجہ) کو جبکہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے فرمایا: ”میرے لیے کنکریاں چنو۔“ میں نے (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں چنیں جو خذف کی کنکریوں جیسی تھیں۔ جب میں نے وہ آپ کے ہاتھ میں رکھیں تو آپ نے فرمایا: ”اس قسم کی کنکریوں سے ری کرتی چاہیے۔ دین میں غلو (حد سے بڑھ جانے) سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قوموں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مکمل دنوں کی ری کی کنکریوں کی تعداد ستر بنتی ہے۔ یہ کنکریاں کہیں سے بھی اٹھائی جاسکتی ہیں، البتہ یہ کہنا کہ جمرات کے پاس سے نہیں اٹھانی چاہئیں بے دلیل موقف ہے نیز مزدلفہ ہی سے کنکریاں اٹھانے کو مستحب قرار دینا بھی محل نظر ہے۔ ② کنکریاں چھوٹی چھوٹی ہونی چاہئیں جو عموماً بچے نشانہ بازی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جن سے کوئی جانور شکار نہیں کیا جاسکتا، البتہ آنکھ وغیرہ کو زخمی کر سکتی ہیں کیونکہ آنکھ نازک عضو ہے۔ ری کے لیے چھوٹی کنکریاں اس لیے ضروری ہیں کہ اگر کسی کو لگ جائیں تو نقصان نہ ہو۔ تقریباً چنے کے دانے کے برابر ہوں۔ ③ ”غلو“ یعنی مقررہ حد سے بڑھ جانا۔ مندرجہ بالا مسئلے میں غلو یہ ہے کہ بڑے بڑے ڈھیلے مارے جائیں جس سے کوئی زخمی ہو سکتا ہے۔ ④ ”ہلاک کیا“، یعنی گمراہ کیا جو عذاب کا سبب ہے اور یہ اصل ہلاکت ہے۔

باب: ۲۱۸۔ کنکریاں کہاں سے چنے؟

(المعجم ۲۱۸) - مِنْ أَيْنَ يَلْتَقِطُ الْحَصَى

(التحفة ۲۱۸)

۳۰۶۰۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عرفات سے شام کو چلتے وقت اور مزدلفہ کی صبح فرمایا: ”سکون و اطمینان

۳۰۶۰۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، عَنْ عَبْدِ

والحاكم: ۴۶۶/۱، والذهبي.

۳۰۶۰۔ [صحیح] تقدم، ح: ۳۰۲۳، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۴.

رمی جمرات سے متعلق احکام و مسائل
اختیار کرو۔“ خود آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتیٰ کہ جب آپ منیٰ میں داخل ہوئے اور وادی محسر میں اترے تو آپ نے فرمایا: ”خذف کی کنکریوں جیسی کنکریاں چننا جن سے جمرات کو رمی کی جائے۔ نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی فرما رہے تھے جس طرح کوئی شخص کنکری پھینکتا ہے۔“

اللّٰهُ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ «عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ» وَهُوَ كَافٌ نَاقَتُهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ مِنِّي فَهَبَطَ حِينَ هَبَطَ مُحَسَّرًا قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي تُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ» قَالَ: وَالنَّبِيُّ ﷺ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ.

☀ فائدہ: ”خذف“ کے مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں مگر مسنون اور سب سے زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور تشہد والی انگلی کے سروں کے ساتھ کنکری پکڑ کر رمی کی جائے تاہم رش کی وجہ سے موجودہ دور میں اس طریقے پر عمل کرنا بھی مشکل ہے۔

(المعجم ۲۱۹) - قَدْرُ حَصَى الرَّمْيِ
باب: ۲۱۹- رمی والی کنکریوں کی مقدار
(التحفة ۲۱۹)

۳۰۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی والی صبح (۱۰ ذوالحجہ کو) فرمایا جبکہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے: ”میرے لیے کنکریاں چن کر لا۔“ میں نے (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں چنیں جو خذف والی کنکریوں کی طرح تھیں۔ آپ نے انھیں اپنے ہاتھ میں پکڑا۔ آپ انھیں اپنے دست مبارک میں ہلا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”ان جیسی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے۔“

۳۰۶۱- أَخْبَرَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ وَقِفْتُ عَلَى رَاحِلَتِهِ: «هَاتِ الْقُطْ لِي» فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ مِّنْ حَصَى الْخَذْفِ فَوَضَعَهُنَّ فِي يَدِهِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِهِنَّ فِي يَدِهِ، وَوَصَفَ يَحْيَى تَحْرِيكَهُنَّ فِي يَدِهِ بِأَمْثَالِ هُوْلَاءِ.

باب: ۲۲۰- جمروں کی طرف سوار ہو کر جانا

(المعجم ۲۲۰) - الرُّكُوبُ إِلَى الْجَمَارِ

اور محرم کا سایہ حاصل کرنا

وَاسْتِظْلَالُ الْمُحْرِمِ (التحفة ۲۲۰)

۳۰۶۲- حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے حج والے سال حج کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہے ہیں اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ پر کپڑا تانا ہوا ہے تاکہ دھوپ سے سایہ ہو سکے۔ اس وقت آپ احرام سے تھے حتیٰ کہ آپ نے جمرہ عقبہ کورمی کی پھر آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔

۳۰۶۲- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَصَنِ، عَنْ جَدِّهِ أُمِّ حُصَيْنٍ قَالَتْ: حَجَجْتُ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ بِلَالًا يَقُودُ بِخِطَامِ رَاحِلَتِهِ وَأَسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ رَافِعَ عَلَيْهِ ثَوْبَهُ يُظِلُّهُ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَرَ قَوْلًا كَثِيرًا.

فوائد و مسائل: ① پیچھے بارہا ذکر ہو چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکمل جمرہ الوداع سواری پر ادا فرمایا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر حج کے مسائل سیکھ سکیں نیز لوگ جی بھر کر آپ کا دیدار کر سکیں۔ لوگ دور دور سے آئے تھے۔ ویسے بھی جمروں کی طرف سوار ہو کر جانے میں کوئی قباحت نہیں پھر آپ تو مزدلفہ سے تشریف لا رہے تھے۔ ② ”جمرہ عقبہ“ یہ جمرہ آخری ہے اگر منی سے مکہ کو جائیں۔ یہ جمرہ حقیقتاً منی سے خارج ہے مگر متصل ہے۔ اور یہی وہ جمرہ ہے جہاں اہل مدینہ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ پہلی بھی دوسری بھی۔ یوم نحر، یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو صرف اسی جمرے کی رمی کی جاتی ہے۔ اسے بڑا جمرہ بھی کہا جاتا ہے۔ لوگ عرف عام میں جمرات کو شیطان بھی کہہ لیتے ہیں لیکن اس کی بجائے اگر یہ کہہ لیا جائے کہ یہ جمرات شیطان ہیں نہ یہاں شیطان رہتا ہے بلکہ انھیں ان مقامات کے تعین یا نشانی کے طور پر قائم کیا گیا جہاں اسے کنکریاں پڑی تھیں کیونکہ جب شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے عزم مصمم سے روکنے کی کوشش کی تھی تو آپ نے اسے کنکریاں مار کر رد کر دیا تھا۔ رمی اسی کی یادگار ہے۔ صحیح حدیث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم خلیل اللہ عبادات حج کی ادائیگی کے لیے آئے تو جمرہ عقبہ کے پاس شیطان ان کے

سامنے آیا۔ انھوں نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں ڈھنس گیا۔ پھر دوسرے حجرے کے پاس رونما ہوا، انھوں نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں، حتیٰ کہ وہ زمین میں ڈھنس گیا، پھر وہ تیسرے حجرے کے پاس ان کے سامنے آ گیا، انھوں نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ ڈھنس گیا۔ راوی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اب تم گویا) شیطان کو پتھر مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۱/۲۹۷، ۲۹۸) وصحیح الترغیب والترہیب، للآلبانی، رقم الحدیث: ۱۱۵۶) ⑤ محرم خیمے یا چھتری وغیرہ کا سایہ حاصل کر سکتا ہے۔

۳۰۶۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۖ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ۖ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّمُنُ بْنُ نَابِلٍ عَنْ قُدَّامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَزِمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءٌ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَّايَكَ .

۳۰۶۳- حضرت قدامہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانوں والے دن اپنی بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار جمرہ عقبہ کو رمی کرتے دیکھا۔ نہ سوار یوں کو مارا جا رہا تھا نہ انھیں بھاگایا جا رہا تھا اور نہ ہٹو بچو کا شور تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی بڑی شاندار مثال ہے جسے موجودہ حکمران پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ آج کل کے حکمرانوں کی جلسہ گاہوں اور اجتماع گاہوں میں دھکم پیل اور شور شرابا دیدنی ہوتا ہے۔ کوئی ان کے قریب پھٹکنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جس راستے سے انھوں نے گزرنا ہو وہاں اور اس کے ارد گرد دیگر راستوں پر ٹریفک گھنٹوں بلاک رہتی ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اس سے متاثر ہوتا ہے اور نظام زندگی معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ ٹریفک میں پھنسی ایسبونسس ہوڑ بجا کر اپنی بے بسی پر نوحہ کناں ہوتی ہیں کہ شاید ہمارے حکمرانوں کو کچھ احساس ہو مگر حکمران جو اپنے آپ کو انسانوں سے بالاتر کوئی اور مخلوق سمجھتے ہیں اور اس ملک اور اس کی ہر ایک چیز کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں، اُس سے مس نہیں ہوتے۔ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔

② رِی حِجرات کے وقت دھکم پیل سے لوگوں کو ایذا نہیں دینی چاہیے بلکہ حسن ادب، لحاظ برداشت، درگزر اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

۳۰۶۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۳۰۶۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۳۰۶۳- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب رمي الجمار رابكاً، ح: ۳۰۳۵ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۷، وصححه ابن خزيمة: ۲۷۸/۴، ح: ۲۸۷۸، وقال الترمذي، ح: ۹۰۳ حسن صحيح .

۳۰۶۴- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر رابكاً . . . الخ، ح: ۱۲۹۷ من حديث

۲۴- کتاب مناسک الحج رمی جمرات سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَهُوَ عَلَى بَعِيرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَذْرِي لَعَلِّي لَا أُحِجُّ بَعْدَ عَامِي هَذَا».

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹ پر سوار جمرہ کو رمی کرتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! مجھ سے حج کی عبادات کے طریقے سیکھ لو۔ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔“

☀️ فائدہ: ”شاید“ دراصل آپ کو بہت سے قرآن کی بنا پر معلوم ہو چکا تھا کہ یہ میری دنیوی زندگی کا آخری سال ہے اور اسے آپ نے اشارات و کنایات میں لوگوں پر ظاہر بھی کر دیا تھا۔ مندرجہ بالا جملہ بھی اسی بات کا اظہار ہے۔ حج نہ کر سکنے کا مطلب بھی وفات ہی ہے۔ ”شاید“ کا لفظ پیغمبرانہ شان ہے کہ باوجود یقین کے امکان ظاہر کیا کیونکہ ایسے معاملات بہر صورت اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں۔ صرف تین ماہ بعد پیارے رسول اللہ ﷺ اپنے مولا و رفیق اعلیٰ کو پیارے ہو گئے۔ فِذَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ.

(المعجم ۲۲۱) - وَتُ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ
يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ۲۲۱)
باب: ۲۲۱- نحر کے دن جمرہ عقبہ کو نکلیا
مارنے کا وقت

۳۰۶۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ بْنِ إِسْرَاهِيمَ التَّقْفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضَخِي وَرَمَى بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

۳۰۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن چاشت کے وقت (دن چڑھے) رمی کی اور یوم نحر کے بعد جب سورج ڈھلتا اس وقت رمی کرتے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ”یوم نحر“ ۱۰ ذوالحجہ کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ قربانی مابعد دنوں میں بھی کی جاسکتی ہے مگر قربانی کا دن ۱۰ ذوالحجہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک سوانح یوم نحر ہی کو قربان کر دیے تھے۔ ② یوم نحر کی کا وقت

«ابن جریر، بہ، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۸.

۳۰۶۵- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ۱۲۹۹/۳۱۴ من حديث ابن إدريس، به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۶۹.

رمی جمرات سے متعلق احکام و مسائل

طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے، جب بھی موقع ملے حتیٰ کہ دن کو نہ کر سکے تو رات کو کرے۔ باقی دنوں میں رمی کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے نیز باقی دنوں میں سب جمروں کو رمی کی جاتی ہے۔

(المعجم ۲۲۲) - النَّهْيُ عَنْ رَمِي جَمْرَةِ
باب: ۲۲۲- جمرہ عقبہ کو سورج طلوع
ہونے سے پہلے رمی کرنے کی ممانعت
الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (التحفة ۲۲۲)

۳۰۶۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يَزِيدَ الْمُهْمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ
الْحَسَنِ الْعُرَيْبِيِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَغْلِيْمَةً بَنِي عَبْدِ
المُطَّلِبِ عَلَى حُمْرَاتٍ يَلْطَحُ أَفْحَاذَنَا
وَيَقُولُ: «أَبْنِي! لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ
حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۳۰۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
ہمیں یعنی خاندان عبدالمطلب کے بچوں کو رسول اللہ
ﷺ نے گدھوں پر سوار کر کے (صبح سے پہلے ہی) بھیج
دیا تھا۔ آپ ہماری رانوں کو تھپتھپاتے تھے اور فرماتے
تھے: ”اے میرے بیٹو! سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ
عقبہ کو رمی نہ کرنا۔“

🌞 فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ حسن عریٰ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
بیان کر رہا ہے جبکہ اس کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں ہے، لیکن یہ روایت طریق سے آئی ہے جو کہ
متصل ہیں، مثلاً: ترمذی میں یہ روایت مقسم عن ابن عباس کے واسطے سے مروی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۸۹۳)
اور عطاء نے مقسم کی متابعت بھی کی ہے لہذا یہ روایت دیگر طرق سے صحیح ثابت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے
دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۲۲/۴۱-۳۵)

۳۰۶۷- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ

۳۰۶۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں (عورتوں اور
بچوں) کو صبح سے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔ اور آپ نے انھیں

۳۰۶۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ۱۹۴۰ من حديث سفیان
الثوري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۷۰. * والحسن العريبي ثقة، أرسل عن ابن عباس
(تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطحاوي (مشكل الآثار: ۴/ ۳۸۲-۳۸۴ وغيره).

۳۰۶۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، ح: ۱۹۴۱ (انظر الحديث السابق) من حديث حبيب بن أبي ثابت به،
وعن، والحديث في الكبرى، ح: ۴۰۷۱.

ری ہجرات سے متعلق احکام و مسائل

۲۴- کتاب مناسک الحج

عَبَّاسٌ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدَّمَ أَهْلَهُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَزُمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.
 حکم دیا تھا کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو وہ حجرے کو ری نہ کریں۔

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو حبیب بن ابی ثابت کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے لیکن یہاں ان کا عنعنہ مضرب نہیں کیونکہ اس کی تائید متعدد صحیح طرق سے ہوتی ہے لہذا یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۳۱/۲۶-۳۵)

باب: ۲۲۳- اس مسئلے (طلوع شمس سے قبل ری کرنے) میں عورتوں کو رخصت ہے

(المعجم ۲۲۳) - الرُّخْصَةُ فِي ذَلِكَ لِلنِّسَاءِ (التحفة ۲۲۳)

۳۰۶۸- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو اجازت دی تھی کہ وہ مزدلفہ سے رات ہی کو چلی جائے اور جا کر جمرہ عقبہ کو رمی کرے اور صبح کے وقت اپنے (مٹی والے) خیمے میں پہنچ جائے۔ راوی حدیث حضرت عطاء بھی اپنی وفات تک اسی طرح کرتے رہے۔

۳۰۶۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ خَالَاتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ إِحْدَى نِسَائِهِ أَنْ تَنْفَرَ مِنْ جَمْعٍ لَيْلَةَ جَمْعِ فَتَأْتِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَتَرْمِيَهَا وَتُصْبِحَ فِي مَنْزِلِهَا - وَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ حَتَّى مَاتَ.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ مختلف روایات میں تطبیق دینا چاہتے ہیں۔ بہت سی روایات میں صراحۃً حکم ہے کہ طلوع شمس سے قبل ری نہ کی جائے اس روایت میں آپ نے اجازت دی ہے۔ گویا عورتوں کو طلوع شمس سے قبل ری کی اجازت ہے کیونکہ وہ کمزور ہوتی ہیں مزاحمت نہیں کر سکتیں۔ بعض نے صرف آپ کی زوجہ محترمہ کے لیے خصوصی اجازت کا قول ذکر کیا ہے۔ جو علماء طلوع شمس سے قبل بھی رمی کے قائل ہیں ان کی مضبوط ترین ایک دلیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی ہے جس میں ان کے چاند غروب ہونے کے بعد جلد نکلنے کا ذکر ہے۔ نماز فجر سے قبل انھوں نے رمی کی اور پھر فجر کی نماز پڑھی۔ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۷۹) لیکن بعض محققین کے نزدیک یہ دلیل محل نظر ہے کیونکہ یہ عمل ان کی ذاتی رائے یا اجتہاد کے پیش نظر تھا۔ حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ رمی بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت ہی سے کی گئی تھی لہذا رسول اللہ ﷺ کا طلوع شمس سے قبل

۳ ہر کسی کو رمی کرنے سے روکنا پھر یہ کہ آپ کا عمل بھی یہی تھا کہ آپ نے رمی طلوع شمس کے بعد ہی کی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رمی طلوع شمس کے بعد ہی کرنی چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک بجائے ترجیح کے تطبیق زیادہ مناسب ہے۔ ان کے نزدیک طلوع شمس کے بعد رمی مستحب اور اس سے قبل جائز ہے۔ وہ حدیث میں وارد نہیں کوئی تنزیہ پر محمول کرتے ہیں۔ دلائل کی رو سے یہی موقف رائج معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۵۲۸، ۵۲۹، ۳/۵۲۹ و ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۴۱/۲۶-۳۵)

۴ (المعجم ۲۲۴) - الرَّمْيُ بَعْدَ الْمَسَاءِ
باب: ۲۲۳- شام کے بعد رمی کرنا
(التهفة ۲۲۴)

۳۰۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسْتَلُّ أَيَّامَ مِنِّي فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ» فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَفْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: «لَا حَرَجَ» فَقَالَ رَجُلٌ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: «لَا حَرَجَ»

۳۰۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے دنوں میں مختلف سوالات کیے جاتے تھے تو آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں۔“ چنانچہ ایک آدمی نے پوچھا: میں نے قربانی ذبح کرنے سے قبل سرمٹا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“ ایک آدمی نے کہا: میں نے شام ہونے کے بعد رمی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رمی کا وقت تو دن ہے مگر دن میں رمی نہ ہو سکے تو رات کو کرنی پڑے گی، لیکن ایسا کسی مجبوری ہی کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ یوم نحر کو چار کام بالترتیب کیے جاتے ہیں: رمی، قربانی، حجامت اور طواف وداع۔ البتہ اگر ترتیب میں فرق پڑ جائے تو اس روایت کی رو سے کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ ترتیب سنت ہے، فرض نہیں۔ اگرچہ جہالت یا غلطی سے ترتیب قائم نہ رہے تو وہ معذور ہے۔ اس پر کوئی تاوان نہیں۔ بعض فقہاء نے اس روایت کو گناہ کی نفی پر محمول کیا ہے اور بے ترتیبی کی صورت میں وہ جانور ذبح کرنے کے قائل ہیں، مگر کسی مرفوع روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ جمہور اہل علم کسی تاوان کے قائل نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر قارن یا متمتع قربانی ذبح کرنے سے قبل حجامت بنوالے تو اسے بطور سزا جانور ذبح کرنا ہوگا۔ ۛ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ (البقرہ ۲: ۱۹۶) لیکن اس سے مراد تو یہ ہے کہ عمدہ ایسے نہیں کرنا چاہیے

۳۰۶۹- أخرجه البخاري، الحج، باب إذا رمى بعد ما أمسى أو حلق... الخ، ح: ۱۷۳۵ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۷۳.

جیسا کہ ”وَلَا تَخْلُقُوا“ سے اشارہ ملتا ہے۔ وگرنہ یہذا یا لاعلمی کی وجہ سے ایسے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ شارع ہیں اور قرآن کی غرض کو یقیناً جانتے تھے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ نے کما حقہ دین کے احکام پہنچائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قدر اہتمام اور لگن سے دیکھے کہ سیکھنے کا حق ادا کر دیا۔

باب: ۲۲۵- چرواہوں کی رمی کا بیان

(المعجم ۲۲۵) - رَمَى الرُّعَاءِ

(التحفة ۲۲۵)

۳۰۷۰- حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی ہے کہ وہ ایک دن رمی کر لیں اور ایک دن چھوڑ لیں۔

۳۰۷۰- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَأُمُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ ابْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرُّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا.

فائدہ: چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دن کی رمی اگلے دن کریں مثلاً: ۱۰ تاریخ کو رمی کرنے کے بعد وہ چلے جائیں پھر چاہیں تو گیارہ تاریخ کو دو دن کی رمی اکٹھی کر لیں۔ چاہیں تو ۱۱ تاریخ کو نہ آئیں ۱۲ تاریخ کو دو دن کی رمی اکٹھی کر لیں۔ گویا ان کے لیے مٹی میں رات گزارنا بھی ضروری نہیں۔

۳۰۷۱- حضرت عاصم بن عدی بن حاتم سے منقول ہے

کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو (مٹی سے) باہر رات گزارنے کی اجازت دی ہے نیز وہ یوم نحر کو رمی کریں اور بعد والے دو دنوں کی رمی ان میں سے کسی ایک دن اکٹھی ادا کر لیں۔

۳۰۷۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرُّعَاءِ فِي الْبَيْتُوتَةِ

۳۰۷۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح: ۱۹۷۶، والترمذي، ح: ۹۵۴ وغيرهما من حديث سفیان بن عیینة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۷۴.

۳۰۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ۱۹۷۵، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ۹۵۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۰۸/۱، والكبرى، ح: ۴۰۷۵، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۷۵، وابن حبان، ح: ۱۰۱۵، وابن الجارود، ح: ۴۷۸، والحاكم: ۴۷۸/۱ و ۴۲۰/۳، ووافقه الذهبي.

۲۴- کتاب مناسک الحج رمی جمرات سے متعلق احکام و مسائل

يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْيَوْمَيْنِ اللَّذَيْنِ بَعْدَهُ
يَجْمَعُونَهُمَا فِي أَحَدِهِمَا .

(المعجم ۲۲۶) - الْمَكَانُ الَّذِي تُرْمَى مِنْهُ
جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ (التحفة ۲۲۶)

باب: ۲۲۶- وہ جگہ جہاں سے جمرہ عقبہ
کو رمی کی جائے گی

۳۰۷۲- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
أَبِي مُحَبَّابَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ - قَالَ: قِيلَ
لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ
مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ: فَرَمَى عَبْدُ اللَّهِ مِنْ بَطْنِ
الْوَادِي ثُمَّ قَالَ: مِنْ هُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ
غَيْرُهُ! رَمَى الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ .

۳۰۷۲- حضرت عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ
جمرے کو گھاٹی کے اوپر سے رمی کرتے ہیں۔ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب سے رمی کی
اور فرمایا: قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس جگہ
سے رمی کی تھی اس شخصیت نے جن پر سورہ بقرہ اتاری
گئی۔

فوائد و مسائل: ① رمی کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں طرف بیت اللہ ہو اور دائیں طرف منیٰ اور منہ جمرے کی
طرف ہو۔ اس طرح رمی کرنے والا نشیب میں کھڑا ہوگا۔ یہ مستحب ہے مگر شری کی صورت میں چونکہ سب لوگ
اس طرح رمی نہیں کر سکتے لہذا جس طرف سے بھی رمی ہو جائے کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس
بارے میں کوئی حکم نہیں دیا البتہ جس طرح آپ نے کی وہ مستحب ہے۔ ② ”اس شخصیت نے“ مراد رسول اللہ
ﷺ ہیں۔ سورہ بقرہ کا خصوصی ذکر اس لیے کیا کہ اس میں حج کے کافی مسائل ہیں۔ ③ بات کو مؤکد کرنے کے
لیے مطالبے کے بغیر بھی قسم کھانا جائز ہے۔ ④ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل مکاحقہ محفوظ کیا۔ اور وہ
بجملہ اللہ ہو، ہوا سی شکل میں ہم تک پہنچا جس طرح انھوں نے پہنچایا.....

۳۰۷۳- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الرَّغَفَرَانِيُّ وَمَالِكُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَا: حَدَّثَنَا

۳۰۷۳- حضرت عبدالرحمن بن یزید سے روایت
ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرے کو سات

۳۰۷۳- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۷۷ .

۳۰۷۲- أخرجه مسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي ... الخ، ح: ۱۲۹۶ من حديث أبي
المحياة، والبخاري، الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي، ح: ۱۷۴۷ من حديث عبدالرحمن بن يزيد به، وهو
في الكبرى، ح: ۴۰۷۶ .

کنکریاں ماریں۔ بیت اللہ کو اپنی بائیں جانب اور
عرفے کو اپنی دائیں جانب کیا اور فرمایا: یہ ہے اس
شخصیت کی رمی کی جگہ جن پر سورہ بقرہ اتاری گئی۔

ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ
وَمَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَمَى عَبْدُ اللَّهِ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ
حَصَيَّاتٍ جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَعَرَفَهُ
عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ: هَهُنَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ
عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ
میں نہیں جانتا کہ ابن ابی عدی کے علاوہ کسی راوی نے
اس حدیث میں منصور کا ذکر کیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا
قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَنْصُورٌ غَيْرَ ابْنِ أَبِي
عَدِيٍّ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

۳۰۷۴۔ حضرت عبد الرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں
کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انھوں نے
وادئ کے پیٹ سے جمرہ عقبہ کو رمی کی پھر فرمایا: قسم اس
ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ اس شخصیت کے
رمی کرنے کی جگہ ہے جن پر سورہ بقرہ اتاری گئی۔

۳۰۷۴۔ أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ
هُشَيْمٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: رَأَيْتُ
ابْنَ مَسْعُودٍ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ
الْوَادِي ثُمَّ قَالَ: هَهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ!
مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۰۷۵۔ حضرت اعمش سے روایت ہے کہ میں
نے حجاج کو یہ کہتے سنا کہ سورہ بقرہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: وہ
سورت جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے یہ
بات حضرت ابراہیم نخعی سے ذکر کی۔ وہ فرمانے لگے:
مجھے حضرت عبد الرحمن بن یزید نے بیان کیا کہ میں
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا جب انھوں
نے جمرہ عقبہ کو رمی کی۔ آپ وادی کے پیٹ میں

۳۰۷۵۔ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ: لَا
تَقُولُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ قُولُوا السُّورَةَ الَّتِي
يُذَكَّرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ
فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّهُ
كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

۳۰۷۴۔ [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۷۸.

۳۰۷۵۔ [صحیح] تقدم، ح: ۳۰۷۲، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۷۹.

ری جہرات سے متعلق احکام ومسائل

فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَّ وَاسْتَعْرَضَهَا - يَغْنِي الْجَمْرَةَ - فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ وَكَبَّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ فَقُلْتُ: إِنَّ أُنَاسًا يَصْعَدُونَ الْجَبَلَ فَقَالَ: هَهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ! رَأَيْتُ الَّذِي أَنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ رَمَى. جن پر سورۃ بقرہ اتاری گئی۔

فائدہ: حجاج کا یہ قول غیر ضروری تکلف ہے۔ سورۃ بقرہ نام بن چکا ہے لہذا اس کا لفظی ترجمہ نہیں کریں گے۔ ناموں میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے ورنہ سورۃ بقرہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس سورت میں گائے کا ذکر ہے۔ حجاج نے لفظی ترجمے (گائے کی سورت) کی رو سے اسے سوء ادب خیال کیا لیکن یہ درست نہیں۔

۳۰۷۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرے کو خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں ماریں۔

۳۰۷۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جمروں کو خذف کی (چھوٹی چھوٹی) کنکریوں جیسی کنکریوں کے ساتھ رمی کرتے تھے۔

(المعجم ۲۲۷) - عَدَدُ الْحَصَى الَّتِي يُرْمَى بِهَا الْجِمَارُ (التحفة ۲۲۷) باب: ۲۲۷- جمروں کو کتنی کتنی کنکریاں ماری جائیں گی؟

۳۰۷۶- [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۸۷۵ من حديث عبدالرحيم بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۸۰، وانظر الحديث الآتي.

۳۰۷۷- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب كون حصي الجمار بقدر حصي الخذف، ح: ۱۲۹۹ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۸۱.

۳۰۷۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَى الْجُمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا - حَصَى الْحَذَفِ - رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَتَحَرَ.

۳۰۷۸- حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس جمرے کو جو درخت کے پاس ہے سات کنکریاں ماریں۔ آپ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ کنکریاں خذف کی کنکریوں جیسی تھیں اور آپ نے یہ ری وادی کے پیٹ سے کی تھی پھر آپ قربان گاہ کی طرف گئے اور قربانی کی۔

۳۰۷۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبُلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: قَالَ سَعْدٌ: رَجَعْنَا فِي الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَعْضُنَا يَقُولُ: رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ، وَبَعْضُنَا يَقُولُ: رَمَيْتُ بِسِتٍّ، فَلَمْ يَعْثُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

۳۰۷۹- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حجة الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ لوٹے تو ہم میں سے کچھ لوگ کہہ رہے تھے: ہم نے سات کنکریاں ماری ہیں اور بعض کہہ رہے تھے: ہم نے چھ کنکریاں ماری ہیں تاہم کسی نے ایک دوسرے پر عیب نہیں لگایا۔

۳۰۸۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يَقُولُ:

۳۰۸۰- حضرت ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جمروں کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ

۳۰۷۸- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۳۰۵۶، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۸۲.

۳۰۷۹- [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۱۶۸ من حديث عبدالله بن أبي نجيح به، وصرح بالسماع في مسند سعد بن أبي وقاص لأحمد بن إبراهيم الدوري، ح: ۱۳۳، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۸۳، وأورده الضياء في المختارة. * مجاهد لم يدرك سعد بن أبي وقاص، وللحديث شواهد معنوية.

۳۰۸۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح: ۱۹۷۷ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۸۴.

رمی جمرات سے متعلق احکام و مسائل

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَمَارِ فَقَالَ: مَا أَدْرِي رَمَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ يَسْبِغُ.

فائدہ: کنکریاں تو سات ہی ماری جاتی ہیں جیسا کہ احادیث میں صراحتاً ذکر ہے۔ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر غلطی یا بھول چوک سے چھ کنکریاں ہی ماری جائیں یا ریش وغیرہ کی بنا پر ایک آدھ کنکری رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ شریعت نے بہت سے مسائل میں اکثر کوکل کا حکم دیا ہے البتہ جان بوجھ کر کی بیشی جائز نہیں۔

(المعجم ۲۲۸) - التَّكْبِيرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ (التحفة ۲۲۸)

باب: ۲۲۸- ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا

۳۰۸۱- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، لَهْمَذَانِي الْكُوفِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَرَمَاهَا يَسْبِغُ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ.

۳۰۸۱- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ لبیک کہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے جمرہ عقبہ کو رمی شروع کر دی۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔

فائدہ: جب قول فعل دونوں مل جائیں تو اثر انگیزی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اسی لیے شریعت نے تقریباً تمام عبادات میں فعل کے ساتھ ساتھ قول کو بھی لازم رکھا ہے۔ حج میں بھی احرام کے ساتھ لبیک کہنا طواف میں ذکر و دعا کرنا رمی کے ساتھ تکبیرات کہنا وغیرہ اسی اصول کی بنا پر ہے۔

(المعجم ۲۲۹) - قَطَعَ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (التحفة ۲۲۹)

باب: ۲۲۹- محرم جب جمرہ عقبہ کو رمی کرے تو لبیک کہنا بند کر دے

۳۰۸۲- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۳۰۸۲- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

۳۰۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۸۸۱، ۲۸۸۷ من حديث هارون بن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۴۰۸۵. * حفص هو ابن غياث، وصرح بالسماع عند البيهقي: ۱۳۷/۵.

۳۰۸۲- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب متى يقطع الحاج التلبية، ح: ۳۰۴۰ عن هناد به، وهو في

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ
مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ الْفَضْلُ
ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ رَدَفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا
زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ
فَلَمَّا زَمَى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔
میں آپ کو مسلسل لبیک پکارتے سنتا رہا حتیٰ کہ آپ نے
جرمہ عقبہ کو رمی شروع کی۔ جب رمی شروع کی تو لبیک
کہنا بند کر دیا۔

☀️ فائدہ: رمی آخری فعل ہے جو محرم حج کے دوران میں کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے لہذا
لبیک کا وقت بھی رمی تک ہی ہے۔ صحیح صریح حدیث کی روشنی میں رائج یہی ہے کہ رمی کی آخری نکلری کے ساتھ
ہی تلبیہ موقوف کر دیا جائے۔ یہ امام احمد اور بعض اصحاب شافعی کا موقف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے:
فائدہ حدیث نمبر: ۳۰۵۸۔

۳۰۸۳- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ
هَلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
حَنِيمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ مُجَاهِدٍ
وَعَامِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ:
أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ وَأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۳۰۸۳- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ میں
رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ
لبیک فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ نے جرمہ عقبہ کو رمی
شروع کی۔

۳۰۸۴- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْنُ بْنُ
أَصْرَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبُدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
مُوسَى بْنُ أُعَيْنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ،
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ
الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ
ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۰۸۴- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ
لبیک پکارتے رہے حتیٰ کہ آپ نے جرمہ عقبہ کو رمی کی۔

۴۰۸۶ * خصیف لم یفرده، وللحدیث شواہد کثیرہ، منها الحدیث السابق والآتی برقم، ح: ۳۰۸۴.

۳۰۸۳- [صحیح] انظر الحدیث الآتی والسابق، وهو فی الکبری، ح: ۴۰۸۷.

۳۰۸۴- [إسناده صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۱۴ من حدیث عبد الکرم به، وهو فی الکبری، ح: ۴۰۸۸.

ری بحرات سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۲۳۰- جمروں کو رمی کرنے کے بعد

دعا کرنا

(المعجم ۲۳۰) - اَلدَّعَاءُ بَعْدَ رَمِي

الْجَمَارِ (التحفة ۲۳۰)

۳۰۸۵- امام زہری سے مروی ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اس جمرے کو رمی کرتے جو منیٰ کی قربان گاہ کے قریب ہے تو آپ اسے سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کوئی کنکری مارتے، اللہ اکبر کہتے، پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے، پھر دوسرے جمرے کے پاس آتے اور اسے سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کوئی کنکری مارتے، اللہ اکبر کہتے، پھر بائیں طرف کو نیچے اترتے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیتے اور دعا کرتے، پھر اس جمرے کے پاس آتے جو گھاٹی کے پاس ہے اور اسے سات کنکریاں مارتے، پھر اس کے پاس (دعا کے لیے) نہیں ٹھہرتے تھے۔

۳۰۸۵- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ: بَلَّغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي الْمَنْحَر - مَنْحَرٍ مِنِّي - رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ تَقْدَمُ أَمَامَهَا فَوْقَ مُسْتَقْبَلِ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو يُطِيلُ الْوُقُوفَ، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشَّمَالِ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا.

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت سالم سے سنی انھوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ بِهَذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْعَلُهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ہر جمرے کی رمی کے بعد دعا نہیں کی جاتی بلکہ اس رمی کے بعد دعا کی جاتی ہے جس کے بعد اور رمی ہو۔ گویا جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد دعا نہیں کی جاتی، خواہ کوئی بھی دن ہو کیونکہ اس کے بعد اور رمی

نہیں ہوتی، البتہ پہلے دو جہروں میں سے ہر ایک کو رمی کرنے کے بعد دو جہروں کے درمیان قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کی جائے گی اور ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ ① بعض احادیث میں جو وادی کے پیٹ یا نشیب وغیرہ کا ذکر ہے وہ اس دور میں تھا، بعد میں بھی رہا، مگر آج کل تو جہرات کے ارد گرد ہر طرف جگہ ہموار ہے کوئی نشیب و فراز نہیں۔ جہرات کو ستون نما بنا دیا گیا ہے بلکہ آج کل انھیں لمبی دیوار کی شکل دے دی گئی ہے۔ ہر طرف وسیع اور ہموار پختہ سڑکیں پھیلا دی گئی ہیں تاکہ رش پر قابو پایا جاسکے۔ یہ سب حاجیوں کی سہولت کے لیے کیا گیا ہے۔

باب: ۲۳۱- جہروں کو رمی کرنے

کے بعد محرم کے لیے کیا کچھ حلال

(المعجم ۲۳۱) - بَابُ مَا يَحِلُّ لِلْمَحْرَمِ

بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ (التحفة ۲۳۱)

ہو جاتا ہے؟

۳۰۸۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا رَمَى الْجِمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النَّسَاءَ. قِيلَ: وَالطَّبِيبُ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْتَضِعُ بِالْمَسِكَ أَقْطِيبَ هُو؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیثنا یحییٰ قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا رَمَى الْجِمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النَّسَاءَ. قِيلَ: وَالطَّبِيبُ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْتَضِعُ بِالْمَسِكَ أَقْطِيبَ هُو؟

فائدہ: یہ ۱۰ ذوالحجہ کی بات ہے۔ مزدلفہ سے منیٰ آتے ہی صرف جمرہ عقبہ کو رمی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر حاجی کے پاس قربانی کا جانور ہے تو اسے ذبح کیا جائے۔ احرام ختم ہے۔ اب وہ حجامت کروائے نہائے دھوئے خوشبو لگائے سلعے ہوئے کپڑے پہنے حتیٰ کہ طواف زیارت (فرض طواف) بھی احرام کے بغیر کرے گا۔ البتہ طواف زیارت سے پہلے بیوی سے جماع حرام ہے۔ جب طواف زیارت کر لے تو اب اس کے لیے بیوی بھی حلال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر اور ایام تشریق کو کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن قرار دیا ہے۔

دیکھیے: (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۴۱)

www.qlrf.net

www.PunjabPdf.com

www.PunjabPdf.com

Download All kind of Islamic,Urdu Adab,

Children Books,Hobbies Books,Motivational Books,

Magazines,Novels,Afsany,Technical Books,

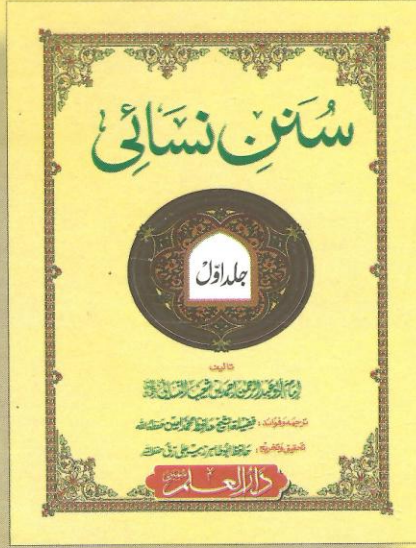
Science Books,Test Preparation Books and

Languages Books

from your own Website

www.PunjabPdf.com

in PDF for Free.



DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)

Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231

fax :(+91-22) 2302 0482

E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

مکمل سیٹ - ₹ 2500/-